مرغوب الفتاوی

جلد دوم

از

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوریؒ

مفتیٔ اعظم برما

ترتیب وتحقیق وحواشی

از

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

فہرست ''مرغوب الفتاوی'' ج ۲

عنوانات	صفحہ
کتاب الطھارۃ	۲۵
کنویں میں بلی گر کر مرگئی تو کنواں کیسے پاک ہوگا؟	۲۶
کنویں میں کتا گرا اور زندہ نکلا تو کنواں پاک کیسے ہوگا؟	۲۶
کنویں میں مستعمل پانی گرے تو کنواں پاک ہے یا ناپاک؟	۲۷
کنویں کا راستہ غیر مسلموں کے لئے بند کرنا کیسا ہے؟	۲۷
غیر مسلم سے کنویں کا پانی بھروانا جائز ہے؟	۲۸
دہ دردہ سے کم ٹوڑی میں ناپاکی گرنے سے پاک رہے گی یا ناپاک؟	۲۹
دہ دردہ کی حد کیا ہے؟	۳۰
شرعی حوض کی مقدار کیا ہے؟	۳۱
دہ دردہ حوض کی مقدار کا حساب	۳۲
دہ دردہ حوض میں پاؤں اندر ڈال کر دھونا کیسا ہے؟	۳۳
انگریزی دوا سے پانی صاف کیا تو پاک ہے یا نہیں؟	۳۳
ماء مستعمل کا پیروں تلے آنا کیسا ہے؟	۳۴
کورنگی سے مسجد میں پانی بھروانا کیسا ہے؟	۳۵
ناپاک زمین کی طہارت کا حکم	۳۵
باب الغسل	۳۷
صحبت کی مگر انزال نہ ہو تو غسل واجب ہے یا نہیں	۳۷

احتلام شدہ کپڑے کے ساتھ غسل کیا تو غسل ہوا یا نہیں؟	۳۷
سونے کے دانت ہو تو غسل جنابت میں پانی کیسے پہنچائے؟	۳۸
باب الحیض والنفاس	۳۹
حیض کی مدت اور حیض کے بعد بغیر غسل کے صحبت	۳۹
حمل ساقط ہو جائے تو عورت کب پاک ہوگی؟	۴۰
باب الوضوء	۴۱
ناریل کے چھلکے کی مسواک سے فضیلتِ مسواک حاصل ہوگی یا نہیں؟	۴۱
ایک ہاتھ سے منھ دھونا یا مسح کرنا کیسا ہے؟	۴۳
نماز جنازہ کے وضو سے پنج وقتی نماز	۴۴
وضو کے بعد غسل کیا اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے؟	۴۴
ڈھیلے سے استنجاء کے بعد بغیر پانی سے دھوئے وضو کیا تو نماز صحیح ہے؟	۴۵
وضو کرتے وقت دنیوی باتیں کرنا	۴۶
بلا وضو تلاوت وتسبیحات پڑھنے سے ثواب میں کمی ہوگی؟	۴۶
چونا لگا تو وضو ہوا یا نہیں؟	۴۷
ستر دیکھنے یا شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا	۴۷
رسالہ ''مسائل وضو''	۴۹
پیش لفظ	۵۰
وضو کے فرائض	۵۱
فرائض وضو کے مسائل	۵۱

پہلا فرض: منہ دھونے کے مسائل.....	۵۱
دوسرا فرض: ہاتھ دھونے کے مسائل.....	۵۳
تیسرا فرض: مسح کے مسائل.....	۵۴
چوتھا فرض: پاؤں دھونے کے مسائل.....	۵۵
فرائض وضو کے متفرق مسائل.....	۵۵
سنن وضو.....	۵۸
سنن وضو کے مسائل.....	۵۸
مستحبات وآداب وضو.....	۶۳
مستحبات وآداب وضو کے مسائل.....	۶۴
مکروہات وضو.....	۶۷
مکروہات وضو کے مسائل.....	۶۸
وضو کے متفرق مسائل.....	۶۸
وضو کا مسنون طریقہ.....	۷۰
مسواک کے مسائل.....	۷۳
مسواک کے اوقات.....	۷۵
مکروہات مسواک.....	۷۶
مسواک کے متفرق مسائل.....	۷۷
اقسام وضو.....	۷۹
وضو کے بعد سورۂ قدر پڑھنے کی تحقیق.....	۸۲

اعضائے وضو کے وقت پڑھی جانے والی دعاؤں کی تحقیق، از: شمائل کبری	۸۸
وضو کو توڑنے والی چیزیں بارہ (۱۲) ہیں	۹۱
نواقض وضو کے مسائل	۹۱
جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا	۱۰۱
وضو کے چند جدید مسائل	۱۰۷
ناخن پالش	۱۰۷
مصنوعی دانتوں کی صورت میں وضو و غسل کے احکام	۱۰۸
مصنوعی اعضاء وضو کا حکم	۱۰۹
انجکشن سے خون نکالنا، ناقض وضو ہے	۱۰۹
انجکشن سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ	۱۱۰
معدہ تک نلکی پہنچائی جائے	۱۱۰
پیشاب کی نلکی سے پیشاب	۱۱۱
پائپ کے ذریعہ اندرون جسم دوا	۱۱۱
اگر کمر کے نیچے کا حصہ بے حس کر دیا	۱۱۱
جو خضاب بالوں تک پانی پہنچنے میں مانع ہو	۱۱۲
وگ کا استعمال اور وضو	۱۱۲
وضو میں شک ہو جانے کے مسائل	۱۱۲
کتاب الصلوۃ	۱۱۵

باب مواقیت الصلوۃ	۱۱۶
نماز فجر اور عصر کے وقت کی ابتدا و انتہاء	۱۱۶
عصر کے وقت کی تحقیق	۱۱۶
شافعی امام کے پیچھے ایک مثل پر عصر پڑھنا کیسا ہے؟	۱۱۸
نصف رات کے بعد عشاء کی نماز کا حکم	۱۱۸
باب الاذان و الاقامۃ	۱۲۰
اذان بلند آواز سے کہنا سنت ہے	۱۲۰
اذان کہاں دینی چاہئے؟	۱۲۱
وقت سے پہلے اذان دے تو اعادہ ضروری ہے	۱۲۲
وقت سے پہلے اذان صحیح ہے یا نہیں؟	۱۲۲
اذان میں لفظ اکبر کو بالمد پڑھنا جائز نہیں	۱۲۳
اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟	۱۲۴
اذان کے وقت تعلیم قرآن کا حکم	۱۲۴
افطار کی حالت میں اذان کے جواب کا حکم	۱۲۵
قبل اذان صبح کچھ سورت و کلمہ و درود پڑھنا کیسا ہے؟	۱۲۶
باب صفۃ الصلوۃ	۱۲۸
بلا عمامہ نماز پڑھانا مکروہ نہیں	۱۲۸
رفع یدین فی الصلوۃ	۱۲۸

رفع یدین کا ثبوت ہے یا نہیں؟	۱۳۰
قعدۂ اخیرہ میں درود کے بعد کونسی دعا ہے؟	۱۳۰
رسالہ ''سعی المرغوبین علی ترک رفع الیدین''	۱۳۲
حضرت رحمہ اللہ کی ترک رفع یدین پر ایک نایاب تحریر	۱۳۳
مقتدیوں کو آواز پہونچانے کی غرض سے ''ورحمة الله'' کو دراز کرنا	۱۴۳
حنفی مقتدی فجر میں قنوت کے وقت ہاتھ چھوڑے یا باندھے؟	۱۴۳
سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کیسے رہیں؟	۱۴۳
رسالہ ''سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا''	۱۴۴
پیش لفظ	۱۴۵
سجدہ کی حالت میں ایڑیوں کا ملانا	۱۴۵
حضرت مولانا احمد نقشبندی کا ایک واقعہ	۱۴۵
احسن الفتاوی کا جواب	۱۴۷
سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا	۱۴۹
''احسن الفتاوی'' کے جواب پر تبصرہ	۱۴۹
ضم فخذین	۱۵۲
حضرت مفتی رشید احمد صاحب کی چند باتوں کا جواب	۱۵۳
مقتدی تشہد بھول جائے تو کیا کرے؟	۱۵۶
نماز کی بنا کا حکم	۱۵۷

نماز میں وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں از سر نو نماز پڑھنا افضل ہے.....	۱۵۸
باب القرأة والتجويد	۱۵۹
قرأت مسنونہ کے متعلق چند سوالات.....	۱۵۹
مسئلہ قرأت مسنونہ.....	۱۶۱
قرأت مسنونہ کے خلاف قرأت کرنا.....	۱۶۲
مقدار قرأت.....	۱۶۳
نماز میں قرأت کی مقدار.....	۱۶۴
سنت یا فرض کی ہر رکعت میں ﴿قل هو الله﴾ پڑھنا کیسا ہے؟.....	۱۶۶
قصداً پہلی رکعت میں سورۂ ناس پڑھنا.....	۱۶۶
دو سورتوں کے درمیان میں ایک سورت چھوڑنا کیسا ہے؟.....	۱۶۷
فرض نماز میں دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھنا.....	۱۶۸
ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت مکروہ ہے یا نہیں؟.....	۱۷۰
آیت کو خلاف ترتیب پڑھا تو؟.....	۱۷۰
سورۂ اخلاص میں نون قطنی کا حکم.....	۱۷۱
﴿الله الصمد﴾ کی جگہ ﴿ن الله الصمد﴾.....	۱۷۲
سورۂ اخلاص میں ﴿الله الصمد﴾ کو لام کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟.....	۱۷۳
نون قطنی کے وصل و فصل کا حکم.....	۱۷۳
فاتحہ خلف الامام کے متعلق.....	۱۷۵

مسائل زلۃ القاری.....	۱۷۷
قرأت میں جو غلطی مغیر معنی نہ ہو اس سے نماز ہو جاتی ہے.....	۱۷۷
امام کی قرأت میں بعض حروف رہ جاتے ہیں.....	۱۷۷
تین آیات میں مغیر معنی غلطی ہو تو؟.....	۱۷۸
قرأت مغیر معنی مفسد صلوۃ ہے.....	۱۷۸
قرات میں حروف کی ادائیگی صحیح نہ ہو تو کیا حکم ہے؟.....	۱۸۰
''ض'' کو ''دال'' پڑھنا.....	۱۸۱
''واؤ'' کو ''ب'' پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟.....	۱۸۵
''ح'' کو ''خ'' پڑھنا.....	۱۸۶
''ح'' کی جگہ ''ز'' پڑھنا.....	۱۸۷
نماز یا خطبہ میں بجائے ''ض'' کے ''ظا'' پڑھنا.....	۱۸۷
﴿اِیاک نعبد﴾ میں بجائے زیر کے ﴿اَیاک نعبد﴾ پڑھنا.....	۱۸۸
﴿کلا لا وَزَرُ﴾ کو فتحہ کے ساتھ ﴿و زرَ﴾ پڑھنا.....	۱۸۸
تغنی بالقرآن کا حکم.....	۱۸۸
﴿قالا الحمد﴾ و ﴿ذاقا الشجرۃ﴾ میں الف تثنیہ کا تلفظ ظاہر ہوگا یا نہیں.....	۱۹۳
اعراب زبر، زیر، پیش باریک یا پر، کیسے پڑھا جائے؟.....	۱۹۴
فصل فی الدعاء بعد الصلوۃ	۱۹۶
نماز کے بعد جہری دعا.....	۱۹۶

امام کا بلند آواز سے دعا مانگنا جس سے مسبوق کو خلل ہو نا جائز ہے.....	۱۹۷
امام کا ہمیشہ داہنی طرف گھوم کر دعا مانگنا.....	۱۹۷
امام کا فجر اور عصر بعد قبلہ رو ہو کر دعا کرنا.....	۱۹۸
فجر اور عصر بعد ''اللھم انت السلام'' پڑھنا پھر دعا مانگنا دعاء ثانی ہے؟.....	۱۹۹
فجر اور عصر کے بعد دو وقت دعا کرنا.....	۲۰۰
دعائے ثانی کا حکم.....	۲۰۰
مؤذن کا دعا کے شروع میں ''آمین'' اور آخر میں ''برحمتک'' کہنا.....	۲۰۰
باب مفسدا ت الصلوۃ و المکروھات	۲۰۲
قریب البلوغ لڑکی کی محاذاۃ مفسد صلوۃ ہے.....	۲۰۲
امام سے پہلے رکوع وسجدے میں جانا.....	۲۰۳
قومہ وجلسہ کا ترک مکروہ تحریمی ہے.....	۲۰۴
منھ میں دوا رکھ کر نماز پڑھنا.....	۲۰۴
نماز میں تھوکنا.....	۲۰۵
سجدہ میں پیر کے انگوٹھے اٹھ جائیں تو؟.....	۲۰۵
نماز میں گھانسنا.....	۲۰۶
نماز میں چھینکنے والے کا ''الحمد للہ'' کہنا.....	۲۰۶
اندھیرے میں نماز پڑھنا.....	۲۰۷
پائنتا بہ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟.....	۲۰۷

نماز میں کرتے پر لنگی باندھنے کا حکم	۲۰۸
نماز میں سر اور ہاتھ ہلانا مکروہ ہے	۲۰۸
نماز میں ہلنے کا حکم	۲۰۹
بلاضرورت مصلی کا دوسرے سے پنکھا جھلوانا اچھا نہیں	۲۱۰
مصلی کے آگے سے کسی جانور کے گذرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی	۲۱۱
تنفس الامام هل هو من مبطلات الصلوة ام لا؟ على مذهب الشافعي	۲۱۳
لقمہ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوگی	۲۱۶
ضرورت شدیدہ سے مقتدی لقمہ دے سکتا ہے اور ضرورت شدیدہ کیا ہیں؟	۲۱۷
لقمہ دینے والے کو ملامت کرنا درست نہیں	۲۱۸
امام سورۂ فاتحہ کے بعد خاموش رہے تو لقمہ کس طرح دے؟	۲۱۹
امام کی غلطی جس سے نماز فاسد نہ ہو، کب بتلائی جائے؟	۲۱۹
لاؤڈ اسپیکر کے متعلق	۲۲۰
سوال مثل بالا	۲۲۰
باب الجماعة وتسوية الصفوف	۲۲۵
صحن مسجد میں جماعت کا حکم	۲۲۵
مسجد کے صحن میں فرض نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۲۲۶
کرایہ کے مکان میں نماز پڑھنا	۲۲۶
کرایہ کے مکان میں جمعہ و جماعت ادا کرنا	۲۲۷

قبرستان میں نماز پڑھنے کا حکم	۲۲۷
مسجد چھوڑ کر مدرسہ میں نماز پڑھنا	۲۲۸
جماعت ثانیہ کے متعلق	۲۲۸
جماعت ثانیہ کا حکم	۲۲۹
بغیر امام کی اجازت کے نماز پڑھانا و وعظ کہنا	۲۳۰
مسجد میں ہوتے ہوئے جماعت ترک کرنا	۲۳۱
دوست کے خاطر جماعت کی نماز وقت سے پہلے ادا کرنا	۲۳۲
مقتدی اور امام نماز کے لئے کب کھڑے ہوں؟	۲۳۳
نماز کے لئے کھڑے ہونے کا مسنون وقت کیا ہے؟	۲۳۴
امام اور مقتدی کب کھڑے ہوں؟	۲۳۵
دوسری تیسری صفیں کہاں سے شروع کرنی چاہئے؟	۲۳۹
صفیں کس طرح بنائی جائے؟	۲۳۹
نابالغ لڑکوں کا صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟	۲۳۹
ایک نابالغ لڑکا مردوں کے ساتھ صف میں شریک ہوسکتا ہے؟	۲۴۰
نابالغ بچوں کو مسجد میں لانا اور اپنے ساتھ صف میں کھڑا کرنا	۲۴۱
پہلی اور دوسری صف والے ثواب میں برابر ہیں	۲۴۱
جس چٹائی پر لکھا ہو اس پر نماز پڑھنا	۲۴۲
جس صف پر صلیب کی تصویر ہو اس پر نماز پڑھنا اور اس کو منبر پر بچھانا	۲۴۴

نمازی کے آگے سے گذرنا کیسا ہے؟	۲۴۴
مسجد کبیر اور مسجد صغیر اور ان کے متعلق حکم شرعی کی تحقیق	۲۴۷
باب المسبوق	۲۵۲
مسبوق حالت نماز میں اپنی رکعتیں پوری کرلیں تو؟	۲۵۲
باب الامامة	۲۵۴
امامت کا اہل	۲۵۴
امام کی عمر کتنی ہونی چاہئے؟	۲۵۴
امامت کے لئے کیا شرطیں ہیں؟	۲۵۴
امامت کے لئے کم از کم کتنی قابلیت ہونی چاہئے؟	۲۵۵
امامت کے لئے سند کی ضرورت ہے؟	۲۵۵
امام کے اہل ہونے اور اقتدا کا کیا حکم ہے؟	۲۵۶
امام کی برائی کرنے والے کا اس امام کی اقتدا کرنا	۲۵۷
خائن مفسد امام کی امامت	۲۵۷
فاسق کی امامت اور دیوث کی تعریف	۲۵۹
امامة الکاذب والسارق	۲۶۱
اجنبیہ کے ساتھ ملنے والے کی امامت	۲۶۳
زانی کی امامت	۲۶۶
خائن کی امامت	۲۶۶

زانی، سارق، فاسق میں سے کون امامت کا مستحق ہے؟	۲۶۶
مراہقہ کے ساتھ بوس وکنار کرنے والے فاسق کی امامت	۲۶۷
جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت	۲۶۷
مفسد کی امامت	۲۶۸
مولویت کا دعوی کرنے والے کی امامت	۲۶۸
ذاتی مفاد کے لئے فساد برپا کرنے والے کی امامت	۲۶۸
فسادی، فاسق کی امامت	۲۶۹
جوا کھیلنے والے کی امامت	۲۷۰
سودخور کی امامت	۲۷۰
لاٹری کے ٹکٹ فروخت کرنے والے کی امامت	۲۷۱
جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت	۲۷۴
فحش بکنے والے کی امامت	۲۷۴
چغل خور کی امامت	۲۷۴
کھانے میں حلال وحرام کی تمیز نہ کرنے والے کی امامت	۲۷۵
دس پندرہ دن تک غسل نہ کرنے والے کی امامت	۲۷۵
قوالی سننے والے کی امامت	۲۷۵
باجے کی مجلس میں شرکت کرنے والے کی امامت	۲۷۷
ماں کی میت کو باجہ بجا کر لے جانے والے کی امامت	۲۷۷

مجبوری میں رشوت دینے والے کی امامت.....	۲۷۸
گائی کا گوشت نہ کھانے والے کی امامت.....	۲۷۸
ڈاڑھی ترشوانے والے کی امامت.....	۲۷۹
جس امام کی بیوی بے دین ہو اس کی امامت.....	۲۷۹
جس امام کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت.....	۲۸۰
قمیص پہننے والے کی امامت.....	۲۸۰
کوٹ پتلون پہن کر امامت کرنا کیسا ہے؟.....	۲۸۱
غلط خواں کی امامت.....	۲۸۲
سوال مثل بالا.....	۲۸۲
موسیقی کے طرز پر قرآن پڑھنے والے کی امامت.....	۲۸۴
تارک صوم وصلوۃ کی امامت.....	۲۸۴
سنت فجر کے تارک کی امامت.....	۲۸۴
عالم غیر قاری اور قاری غیر عالم میں امامت کا حق کس کو ہے؟.....	۲۸۵
دیہاتی مقتدی کا غلط خواں کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟.....	۲۸۷
معمولی لنگڑا پن ہو تو امامت مکروہ نہیں.....	۲۸۹
لنگڑے کی امامت.....	۲۹۰
لنگڑے کی امامت چاروں مذاہب میں.....	۲۹۱
امام کو چند دن جنون رہا پھر صحیح ہو گیا اس کی امامت.....	۲۹۲

امام میں کوئی مرض متنفر ہوتو اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے.....	۲۹۳
امانت میں شک ہواس کی امامت.....	۲۹۳
غلط مسائل بتانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا.....	۲۹۴
اقرأ واعلم کے ہوتے ہوئے غیر اقرأ وغیر اعلم کا امامت کرنا.....	۲۹۴
بے دین کی امامت.....	۲۹۴
جوامام بستی میں پیسہ مانگتا پھیرے اس کی امامت.....	۲۹۵
کئی قسم کے آدمی کی امامت جائز ہے؟ اور کئی قسم کے آدمی کی ناجائز؟.....	۲۹۵
سفر میں تنہا بغیر عورت کے رہنے والے کی امامت.....	۲۹۵
کتنے عرصہ تک بغیر عورت کے سفر میں رہنا جائز ہے؟.....	۲۹۶
تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز درست ہے اور استیجار علی الطاعہ کی تفصیل.....	۲۹۸
قصاب کا پیشہ کرنے والے کی امامت.....	۳۰۳
امام قصاب کا پیشہ کرسکتا ہے یا نہیں؟.....	۳۰۳
امام کے لئے ذبح کی اجرت لینا کیسا ہے؟.....	۳۰۳
امام دوسری جگہ مزدوری کرسکتا ہے یا نہیں؟.....	۳۰۴
امام کو تنخواہ نہ دی جائے تو عدالت سے لے سکتا ہے یا نہیں؟.....	۳۰۴
فاسق، تائب امام کے پیچھے نماز.....	۳۰۴
بدعتی کی امامت.....	۳۰۶
اہل حدیث کی امامت.....	۳۰۷

غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۳۰۷
مخالف مذہب کے پیچھے نماز صحیح ہونے کا حکم	۳۰۹
سوال مثل بالا	۳۱۰
رسالہ ''امامت''	۳۱۴
منصب امامت، امامت کے فضائل، امام کی ذمہ داریاں	۳۱۵
پیش لفظ	۳۱۵
امام پر اعتراض اور تنقید نہ کیا کرے	۳۱۶
امام کا نہ ملنا قیامت کی علامت ہے	۳۱۷
امام کے لغوی واصطلاحی معنی	۳۱۸
امامت کے فضائل	۳۲۰
بہتر کو امام بناؤ	۳۲۰
امام امیر ہے	۳۲۲
مسجد میں موجود لوگوں میں سب سے افضل امام ہے	۳۲۲
نزول رحمت کی ابتدا امام سے ہوتی ہے	۳۲۲
مقتدی کی تعداد کی مقدار امام کو اجر ملتا ہے	۳۲۳
امامت پر دخول جنت کا اجر	۳۲۳
سات سال ایک مسجد میں امامت پر وجوب جنت کا وعدہ، کیا یہ حدیث ہے؟	۳۲۴
تین شخص کو قیامت کی گھبراہٹ کا خوف نہ ہوگا	۳۲۴

تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے.....	۳۲۵
امام کے لئے آپ ﷺ کی ہدایت کی دعا.....	۳۲۶
امامت کی کوتاہی پر وعید.....	۳۲۸
جس امام سے مقتدی معقول عذر کی وجہ سے ناراض ہوں، اس پر لعنت.....	۳۲۸
جس امام سے مقتدی ناراض ہوں، وہ سخت عذاب میں ہوگا.....	۳۲۹
دس آدمی کی نماز اللہ تعالی ہرگز قبول نہیں فرماتے.....	۳۲۹
امام کی کوتاہی پر مقتدی کا گناہ بھی امام پر ہوگا.....	۳۳۰
تین آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی.....	۳۳۲
حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نماز نہ پڑھانے کا عہد کرنا.....	۳۳۷
نمازیں مختصر پڑھائیں.....	۳۳۷
آپ ﷺ کی نماز کتنی مختصر ہوتی تھی؟.....	۳۴۱
امام، رکوع وسجدہ کی تسبیح کتنی مرتبہ کہے؟.....	۳۴۲
نماز کے لئے امام کے ذمہ چھ (۶) کام.....	۳۴۵
امام کے لئے پندرہ (۱۵) ہدایات (ماخوذ از: ''المدخل'').....	۳۴۵
امام کے لئے ۴۷ آداب (از: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ).....	۳۴۷
ائمہ کرام کی خدمت میں چند ضروری گذارشات.....	۳۵۱
امام کو نماز شروع کرنے سے پہلے موبائیل بند کرنے کا اعلان کرنا چاہئے.....	۳۵۱
امام کو درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنا چاہئے.....	۳۵۲

قومہ وجلسہ اطمینان سے کرے.....	۳۵۳
ائمہ کرام کو چند چیزوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے.....	۳۵۷
ٹخنوں سے نیچے کپڑا نہ ہو.....	۳۵۷
نماز میں کپڑوں، ڈاڑھی وغیرہ سے کھیلنے سے سخت پرہیز کرے.....	۳۵۷
بلاضرورت نماز میں کھجلانا.....	۳۵۹
بلاضرورت کھانسنا.....	۳۶۰
نماز میں نظر کو ادھر ادھر متوجہ کرنا.....	۳۶۰
امام صرف اپنے لئے دعا نہ کرے.....	۳۶۲
امام کو لہو، کھیل، کھیلنے اور اس کی کومینٹری سننے سے احتراز کرنا چاہئے.....	۳۶۴
امام کو چاہئے کہ رزق حرام سے بچنے کا اہتمام کرے.....	۳۶۴
امام کو سگریٹ نوشی سے بچنا چاہئے.....	۳۶۶
امام کو ڈاڑھی اور سر پر سیاہ خضاب لگانے سے احتیاط کرنا چاہئے.....	۳۶۸
امام سے متعلق چند مسائل.....	۳۶۸
رسالہ ''عورت کی امامت''	۳۷۴
پیش لفظ.....	۳۷۵
جمعہ کی نماز میں عورتوں کی امامت.....	۳۷۸
حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا فتوی.....	۳۷۹
آیات قرآنی.....	۳۸۱

احادیث نبوی ﷺ	۳۸۲
عورت کی آواز ستر ہے یا نہیں؟	۳۸۴
آثار صحابہؓ	۳۸۵
عبارات فقہاء	۳۸۶
فقہ حنفی	۳۸۶
فقہ شافعی	۳۸۶
فقہ مالکی	۳۸۷
فقہ حنبلی	۳۸۸
ام ورقہ کی روایت سے استدلال اور اس کا جواب	۳۸۹
ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے جواب سے استدلال	۳۹۳
شریعت کا عمومی مزاج اور عورت کی امامت	۳۹۷
ایک عجوبہ	۴۰۱
حقیقت حال ڈاکٹر صاحب کے تصور کے برعکس	۴۰۱
عورت کو عورتوں کا امام بننا	۴۰۳
عورت عورتوں کی امامت کرسکتی ہے؟ چند روایات	۴۰۳
فقہاء کی عبارتیں	۴۰۵
اکابر دیوبند کے فتاوی کے حوالجات	۴۰۶
عورتوں کی نماز فرادی افضل ہے	۴۱۲

رسالہ ''مخالف مذہب امام کی اقتدا''	۴۱۴
عرض مرتب	۴۱۵
مذہب مخالف کے امام کی اقتدا کا حکم	۴۱۹
حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ کا فتوی	۴۲۷
نماز میں مخالف مسلک امام کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟	۴۳۰
باب الوتر والنوافل	۴۴۵
وتر کی تیسری رکعت میں بغیر قنوت رکوع کرلیا تو؟	۴۴۵
شافعی کے پیچھے وتر حنفی	۴۴۵
وتر میں شافعی کی اقتدا کیسے کرے؟	۴۴۶
وتر کی قضا ضروری ہے	۴۴۸
سنت فجر کی قضا طلوع کے بعد کرے یا طلوع سے پہلے؟	۴۴۹
ظہر سے پہلے کی چار سنتیں کب ادا کریں؟	۴۵۰
امام ظہر کی سنتیں کب پڑھیں؟	۴۵۰
جمعہ کے پہلے کی سنتیں قضا ہو تو کیسے ادا کریں؟	۴۵۰
فرائض کے بعد سنت فوراً پڑھے یا بعد میں؟	۴۵۱
عصر اور عشا سے قبل سنت کیسی ہے؟ اور اس کی فضیلت	۴۵۲
وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟	۴۵۳
سوال مثل بالا	۴۵۵

نوافل کے قعدہ اولی میں درود پڑھنا کیسا ہے؟	۴۵۷
سنت مؤکدہ کو جنازہ پر مقدم کرے یا مؤخر؟	۴۵۸
زوال کے وقت تحیۃ المسجد	۴۵۹
استواء کے وقت نوافل	۴۵۹
نماز عید کے قبل نفل کا حکم	۴۶۰
عید کے قبل نفل یا کوئی اور نماز پڑھنے کا حکم	۴۶۱
صبح صادق کے وقت صلوۃ التسبیح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟	۴۶۱
لیلۃ القدر کے نوافل	۴۶۱
قنوت نازلہ کے متعلق فقہی وحدیثی روایات	۴۶۲
امام قنوت نازلہ نہ پڑھے تو؟	۴۶۴
رسالہ ''حرمین میں وتر حنفی''	۴۶۶
حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کا فتوی	۴۶۷
حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مرادآبادی کا فتوی	۴۶۸
حجاز مقدس میں حنفی کا وتر میں امام حرم کی اقتدا کرنا	۴۶۸
علماء ہند کا فیصلہ	۴۷۲
حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمہ اللہ کا فتوی	۴۷۲
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتوی	۴۷۲
باب التراویح	۴۷۴
۲۹ رشعبان کو بغیر چاند دیکھے ہوئے تراویح پڑھنا	۴۷۴

تراویح کتنے امام پڑھائے؟	۴۷۴
تراویح میں نابالغ کی امامت	۴۷۵
قرآن جلدی پڑھنے والے کے پیچھے تراویح ناجائز ہے	۴۷۵
تراویح میں دوسورتوں کو خاص کرلینا کیسا ہے؟	۴۷۶
تراویح میں فقط سورۂ اخلاص پڑھنا	۴۷۶
تراویح میں سورۂ اخلاص کا تین مرتبہ پڑھنا کیسا ہے؟	۴۷۷
نماز تراویح میں قرأت کس قدر پڑھے؟	۴۷۸
تراویح میں سورۂ ناس وفلق انیسویں رکعت میں پڑھے یا بیسویں میں	۴۷۹
تراویح کے ہر دوگانہ پر نیت وثناوتعوذ کا حکم	۴۸۰
تراویح میں دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو؟	۴۸۰
تراویح میں دوسری رکعت میں بیٹھے بغیر تین رکعت پڑھ لی تو؟	۴۸۱
تراویح میں ناظرہ خواں حافظ کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟	۴۸۱
تراویح میں اعلان سجدہ کا شرعی حکم	۴۸۳
حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کا جواب	۴۸۵
دارالعلوم دیوبند کا جواب	۴۸۵
تھانہ بھون کا جواب	۴۸۵
مظاہر علوم سہارنپور کا جواب	۴۸۶
جامعہ ڈابھیل کا جواب	۴۸۶
مدرسہ شاہی مرادآباد کا جواب	۴۸۶

ایک حافظ کا دوجگہ تراویح پڑھانا.....	۴۸۷
اجرت پر تراویح.....	۴۸۷
بلا اجرت تراویح پڑھانے والے کی اقتدا افضل ہے.....	۴۸۸
صحن میں تراویح پڑھنا.....	۴۸۸
عورتوں کو جماعت سے تراویح پڑھنا.....	۴۸۹
ہر ترویحہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا.....	۴۸۹
ترویحہ میں اجتماعی دعا.....	۴۹۰
ترویحہ میں نوافل پڑھنا.....	۴۹۰
ترویحہ میں بآواز بلند درود شریف پڑھنا.....	۴۹۰
ترویحہ میں درود و دعا اور بعد تراویح فاتحہ کا حکم.....	۴۹۱
تراویح کی ہر دو رکعت کے بعد کلمہ طیبہ زور سے پڑھنا.....	۴۹۳
رسالہ ''مسائل ترویحہ''	۴۹۴
ترویحہ کے معنی.....	۴۹۵
ترویحہ کا ثبوت.....	۴۹۵
ترویحہ مستحب ہے.....	۴۹۵
صحابہ رضی اللہ عنہم کا پہلا اجماع ترویحہ پر ہوا.....	۴۹۵
مسائل ترویحہ.....	۴۹۶
تسبیح تراویح میں غلو.....	۴۹۸
حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی رحمہما اللہ کا معمول.....	۴۹۸

کتاب الطهارة

﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ﴾

ترجمہ: اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک وصاف رہنے والے اپنے بندوں کو محبوب رکھتا ہے۔ (سورۂ بقرہ)

﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ﴾

ترجمہ: اس میں ہمارے ایسے بندے ہیں جو بڑے پاکیزگی پسند ہیں اور اللہ تعالی خوب پاک وصاف رہنے والے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ (سورۂ توبہ)

حدیث

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الاِیْمَانِ))

ترجمہ: طہارت وپاکیزگی جزو ایمان ہے۔ (مسلم۔ معارف الحدیث ۱ ج ۳)

کنویں میں بلی گر کر مر گئی تو کنواں کیسے پاک ہوگا

(۱۱۰) س:..... کنویں کے اندر بلی گر کر مر گئی' دو دن کے بعد بدبو ظاہر ہوئی، تیسرے دن سڑی ہوئی بلی کو نکالا، اب اس کنویں میں سرکاری قانون سے دوائی ڈالی گئی' کنویں کے پانی کو شرعی طور پر نہیں نکالا گیا، غیر مذہب لوگ اس پانی کو استعمال کرتے ہیں، فی الحال ہمارے امام صاحب نے جان بوجھ کر اس پانی سے غسل کیا، پھر جمعہ کی نماز پڑھائی، امام اور مقتدی صاحبان کی نماز درست ہوئی یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جب کہ کنویں میں پانی کم ہو اور جو آسانی سے نکل جاتا ہو تو سارا پانی نکالنا ضروری ہے اور اگر پانی زیادہ ہے تو دو سو ڈول نکالنا کافی ہے۔[۱] حسب سوال جب کہ دو مہینے سے اس کا پانی لوگ غیر مذہب کے استعمال کر رہے ہیں تو یقینی بات ہے کہ بہت زیادہ پانی نکل چکا ہے، لہذا امام صاحب پر کیا الزام ہے؟ ایک ہی وقت میں زیادہ پانی نکال کر کنویں کو پاک کرنا بہتر ہے، لیکن اگر بتدریج بھی نکالا گیا اور بہت زیادہ نکالا گیا تو کنواں پاک ہوگیا[۲] خواہ پانی نکالنے والے کوئی ہوں، لہذا کنواں پاک ہے اور سب کی نماز صحیح ہوگئی۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم۔

کنویں میں کتا گرا اور زندہ نکلا تو کنواں پاک کیسے ہوگا؟

(۱۱۱) س:..... ایک کنویں میں کتا گر گیا اور آدھے گھنٹے کے بعد زندہ نکالا گیا، کنویں میں

---

[۱] .....بئر فیها نجس او فیها حیوان وانتفخ او تفسخ الخ، ینزح کل مائها ان امکن و بعد سطر محمدؒ قدّر بمئتی دلو الی ثلثمائة، (شرح وقایہ ص۹۱ ج۱، احکام البئر)

[۲] .....ولو نزح بعضه ثم زاد فی الغد نزح قدر الباقی فی الصحیح (در مختار) و مثله فی الخانیة وهو مبنی علی انه لا یشترط التوالی کما فی البحر والقهستانی،

(رد المحتار ص۳۶۹ ج۱، فصل فی البئر)

گیارہ ہاتھ پانی تھا دوسرے روز چھ ہاتھ نکالا گیا، لیکن یہاں کہ مولوی صاحب کہتے کہ کنواں پاک نہیں ہوا۔ حنفی مذہب کے موافق کتنا پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوگا؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: کتا مثل سور کے نجس العین نہیں، [۱] لیکن اس کا لعاب ناپاک ہے، اس لئے اس کے زندہ نکل آنے سے بھی کنواں ناپاک ہوجاتا ہے، جب کہ اس کا منھ پانی میں لگا ہو اور ناپاک کنویں کا سارا پانی نکال سکتے ہوں تو نکالنا ضروری ہے اور اگر کنویں میں اس قسم کا سوت ہو کہ جس طرح پانی نکلتا جاتا ہے اسی طرح دوسرا پانی آتا جاتا ہے اور پانی اندر کم نہیں ہوتا، یا سوت تو نہیں، لیکن پانی اتنا زیادہ ہے کہ اس کا نکالنا مشکل ہے تو تین سو ڈول نکالنا حنفی مذہب کے موافق کافی ہے، اگر چھ ہاتھ پانی نکالنے میں تین سو ڈول نکل چکا ہے تو کنواں پاک ہوگیا، یہ قول صحیح ہے۔ امام محمدؒ کا یہ مذہب ابوحنیفہؒ سے بھی اکثر کتب فقہ مثل: کنز، و ملتقی، و خلاصه، و تاتار خانیه، و معراج الدرایة وغیرہ میں منقول ہے۔ [۲] فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمه اتم۔

کنویں میں مستعمل پانی گرے تو کنواں پاک ہے یا ناپاک؟
کنویں کا راستہ غیر مسلموں کے لئے بند کرنا کیسا ہے؟

---

[۱]..... واعلم انه (لیس الکلب بنجس العین) .....ولو اخرج حیا ولم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البئر الخ، وفی الشامی " والاصح انه ان کان فمه مفتوحا لم یجز، لان لعابه یسیل فی فمه فینجس" الخ، (شامی ص۳۶۳ ج۱، قبیل مطلب فی المسک والزباد والعنبر)

[۲]..... فی رد المحتار: قوله و قیل الخ "جزم به فی الکنز والملتقی، وهو مروی عن محمدؒ وعلیه الفتوی، خلاصة و تاتارخانیة عن النصاب، وهو المختار معراج عن العتابیه و جعله فی العنایة روایة عن الامام وهو المختار الخ، (شامی ص۳۷۱ ج۱، فصل فی البئر)

غیر مسلم سے کنویں کا پانی بھروانا جائز ہے؟

(۱۱۲،۱۱۳،۱۱۴) س:.....

(۱)..... یہاں احاطۂ مسجد میں جو کنواں ہے کھلا ہوا ہے۔ مسلم و غیر مسلم لوگ کنویں سے پانی لے جاتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا کہ غیر مسلم کنویں کے چبوترہ پر غسل کرتے ہیں اور اندرونی فصیل پر لنگیاں رکھ کر دھوتے ہیں، جس سے بلا شبہ لنگیوں یا دیگر کپڑوں کا نجس پانی کنویں کے اندر جاتا ہے۔ کنواں مسجد کا ہے، ایسی حالت میں اس کنویں کا پانی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲)..... کیا مقامی مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ غیر مسلموں کی آمد و رفت کا راستہ (جو احاطہ مسجد میں ہے) بند کر دیں، اختیاراً وہ ایسا کر سکتے ہیں؟

(۳)..... کنویں سے پانی نکال کر مسجد میں برائے وضو ڈالنے والا غیر مسلم ہے، یعنی برہمی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ کیا اس شخص سے بدستور بھرایا جائے یا کوئی مسلم شخص رکھا جائے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق:

(۱)..... جب تک کنویں میں کسی ناپاک چیز کے گرنے کا یقین نہ ہو اس وقت تک اس کنویں کو ناپاک نہ کہیں گے، جب کنویں پر مسلم، کافر، چھوٹے، بڑے محتاط، غیر محتاط لوگ پانی بھرتے ہوں اور ناپاک پانی کنویں میں گرنے کا شک و احتمال ہو اور ان غیر محتاط لوگوں کے قدموں میں نجاست لگی ہو، تاہم جب تک ناپاکی کے کنویں میں گرنے کا یقین نہ ہو، اس وقت تک اس پانی کو ناپاک نہ کہا جائے گا اور اس کنویں کے پانی کو استعمال کرنا جائز ہے اور اس سے وضو و غسل درست ہے۔

فی رسائل الارکان: وکذا ماء الآبار لا یحتاط فیھا النازعون وکان بحیث تکون

اقدامهم نجسة ویظن وقوع الماء السائل من الدلو علی القدمین طاهر یتوضأ ولا یعتبر احتمال بلوغ الماء النجس الی ماء البئر مالم یقطع به بلوغ النجس لان الاحتمال لایزول به العمل بالیقین،انتهی مختصرا۔ [۱]

اورطریقۂ محمدیہ میں ہے من شک فی انائه او فی ثوبه او بدنه اصابته نجاسة ام لا فهو طاهر مالم یستیقن و کذلک الآبار والحیاض اللتی یستقی منها الصغار والمسلون والکبار والکفار، اه ۔ [۲]

(۲)..... اگر آمد ورفت کا راستہ ہمیشہ سے ہے اور اسی راستہ سے لوگ بے کھٹکے ہمیشہ سے آمد ورفت رکھتے ہوں، تو راستہ بند کرنا جائز نہیں اور اگر احاطہ مسجد کے راستہ کے سوا اور راستہ ہو تو بند کرنے کا حق ہے، لیکن قرب وجوار میں مسجد کے کنویں کے سوا اور کوئی کنواں نہ ہو اور مسجد کے کنویں پر آنے کا یہی راستہ ہو تو راستہ بند کر کے کنویں کے پانی سے کفار کو محروم کرنا جائز نہیں۔

(۳)..... غیر مسلم سے وضو کا پانی بھروانا جائز ہے اور مسلمانوں کو رکھنا افضل ہے، ضروری نہیں۔ فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

دہ دردہ سے کم توڑی میں ناپاکی گرنے سے پاک رہے گی یا ناپاک

(۱۱۵) س:..... ایک توڑی مسجد میں واقع ہے، جس کا پانی حوض میں لیا جاتا ہے۔ اس میں برما کورنگی مسلمان سب بالٹی میں پانی لے کر غسل کرتے ہیں، آدھا توڑی میں گرتا ہے۔ امام صاحب، شافعی مذہب کے ہیں، اس توڑی کو قلتین کا حکم دے کر پانی اس کا طاہر بتاتے

---

[۱]..... رسائل الارکان ص..... باب۔

[۲]..... طریقه محمدیه (مخطوطه) الصنف الثانی ما ورد عن ائمتنا الحنفیة۔

ہیں۔عندالاحناف یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق :اگر توڑی عرض وطول میں دہ دردہ سے کم ہوتو اس میں ناپاکی گرنے سے حنفی مذہب کے موافق ناپاک ہوجائے گی، [۱] اگر غسل کرنے والوں کے بدن پر نجاست نہ لگی ہوتو اس سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ [۲] طاہر ومطہر مکروہ پانی کنویں میں گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ [۳] عندالاحناف یہ پانی پاک ہے،موجودہ صورت میں شافعی امام کے پیچھے حنفیوں کی نماز جائز ہے۔فقط،

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم ۔

دہ دردہ کی کیا حد ہے؟

(۱۱۶) س:..... دہ دردہ کی مقدار کتنے ہاتھ ہیں۔دہ دردہ تالاب میں غسلِ جنابت کرنا اور نعلین دھونا جائز ہے؟اور ایسا کرنے سے تالاب ناپاک ہوجائے گا یا پاک رہے گا؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: دہ دردہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر چہار جانب سے ملا کر چالیس ہاتھ ہو۔ [۴]

دہ دردہ تالاب میں جس کا پانی لوگ کھانے پینے اور وضو وغیرہ میں استعمال کرتے

---

[۱]..... وکل ماء وقعت فیه النجاسة لم یجز به قلیلا کانت النجاسة او کثیرا ،

(ھدایہ ص۱۸،باب الماء الذی ،الخ)

[۲]..... فعلم ان المذهب المختار فی هذه ان الرجل طاهر والماء طاهر غیر طهور الخ،

(شامی ص۳۵۴ ج۱،مطلب : مسئلة البئر جحط،باب المیاه)

[۳]..... جنب اغتسل فانتضح من غسله شئی فی انائه لم یفسد علیه .....وکذا حوض الحمام الخ (عالمگیری ص۲۳ ج۱،الفصل الثانی فیما لا یجوز به التوضأ)

[۴]..... ای فی المربع باربعین ، (درمختار ص۳۴۲ ج۱ ،باب المیاه)

ہوں اس میں غسل جنابت کرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ [۱] فقط، و اللہ تعالی اعلم،

شرعی حوض کی مقدار کیا ہے؟

(۱۱۷) س:..... شرعی حوض کی مقدار لمبائی، چوڑائی و گہرائی کی کیا ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: حنفی مذہب میں شرعی حوض کی مقدار دہ دردہ ہونا ہے، یعنی دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا اور گہرائی اتنی ہو کہ دونوں ہاتھ سے پانی لینے سے زمین نہ کھل جائے [۲] اور فٹ کے حساب سے پندرہ فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا

ہاتھ عامۃً ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے یعنی ۱۸/انچ۔ اس اعتبار سے دس ہاتھ پندرہ فٹ کا ہوا، اب پندرہ (لمبائی) کو پندرہ (چوڑائی) سے ضرب دیں تو دوسو پچیس ۲۲۵/مربع فٹ ہوتا ہے۔

نوٹ: لمبائی اور چوڑائی کو ضرب دینے سے مربع نکلتا ہے۔

دہ دردہ کا نقشہ درج ذیل ہے:

بڑا حوض	لمبائی	ضرب	چوڑائی	برابر	مربع	فٹ یا گز
بڑا حوض	۱۰/ ہاتھ	×	۱۰/ ہاتھ	=	۱۱۰	مربع ہاتھ
بڑا حوض	۱۵/فٹ	×	۱۵/فٹ	=	۲۲۵	مربع فٹ
بڑا حوض	۵/گز	×	۵/گز	=	۲۵	مربع گز
بڑا حوض	۴.۵۷۲ میٹر	×	۴.۵۷۲ میٹر	=	۲۰.۹۰۳	مربع میٹر

اگر حوض گول ہو تو اس کے ناپنے کا حساب تفصیل سے راقم کے استاذ محترم مولانا ثمیر الدین صاحب نے 'اثمار الہدایہ' میں لکھ دیا ہے۔ (اثمار الهدایه، ص ۱۲۷ جلد ۱، احکام المیاه)

[۱]..... (و کذا) یجوز (براکد) ای وقع فیه نجس لا یراثره، الخ وانت خبیر بان اعتبار العشر اضبط ولا سیما فی حق من لا رأی له من العوام افتی به المتأخرون الاعلام،

(در المختار ص ۳۳۹ ج ۱، باب المیاه)

[۲]..... ولا ماء راکد وقع فیه نجس الا اذا کان عشرة اذرع ولا ینحسر ارضه بالغرف،

(شرح وقایہ ص ۸۶ ج ۱، ما لا یجوز به الوضوء)

ہونا چاہئے ،اگر لمبائی اور چوڑائی میں فرق ہوتو حساب سے دہ دردہ ہونا چاہئے ،مثلا بیس ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو۔فقط ،

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

دہ دردہ حوض کی مقدار کا حساب

(۱۱۸) س:.....دہ دردہ حوض کس کو کہتے ہیں اور لمبائی اور چوڑائی اور گہرائی کتنی ہونی چاہئے؟ شرح وقایہ میں دس گز لمبا اور دس گز چوڑا لکھا ہے اور گز کا ناپ سات مٹھی لکھا ہے اور سب ملا کر سو گز لکھا ہے اور دس گز لمبائی ، چوڑائی ملانے سے چالیس گز ہوتا ہے اور شرح وقایہ میں سو گز لکھا ہے، [۱] یہ بات ہم لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئی۔

ج:.....حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق :بڑا حوض جو جاری پانی کے حکم میں ہے اس کی مقدار بموجب فتوی متأخرین اگر وہ مربع ہے تو دہ دردہ ہے، یعنی ہر طرف سے دس گز اور پانی کے چاروں طرف سے چالیس گز [۲] اور پانی کی سطح یعنی اس زمین کا رقبہ جس میں پانی رہتا ہو لمبائی اور چوڑائی میں سو گز ہوتا ہے اور کپڑے ناپنے کا گز معتبر ہے جو سات مٹھی کا ہوتا ہے۔ [۳]

اس نقشہ پر غور کیجئے اس کے دس خانے ہیں اور ہر ایک خانہ میں دس دس گز زمین واقع ہے، اس حساب سے زمین کا رقبہ سو گز ہوا اور یہی معنی دہ دردہ کے ہیں، یعنی دس کو دس میں

---

[۱]..... ''اور گز کا ناپ سات مٹھی لکھا ہے اور سب ملا کر سو گز لکھا ہے'' یہ شرح وقایہ میں مجھے نہیں ملا۔

[۲]..... ای فی المربع باربعین (در) وفی الشامی '' وعشرۃ علی التقریب و عشرون فذلک مأۃ ذراع الخ ، (شامی ۳۴۲ ج ۱ ،قبل مطلب: یطهر الحوض بمجرد الجریان)

[۳]..... والمختار ذراع الکرباس وهو سبع قبضات فقط ، (درص ۳۴۶ ج ۱ ،باب المیاه)

ضرب دینے سے سوگز ہوتے ہیں، اگر چاروں طرف سے لمبائی، چوڑائی ملا کر چالیس گز ہوتی ہے، لیکن حساب کے قاعدے کے موافق اس زمین کا رقبہ جس میں پانی رہتا ہے لمبائی، چوڑائی میں سوگز ہوتا ہے، ہر حساب داں اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ آپ لوگ حساب کے الجھن میں نہ پڑیئے۔ چاروں طرف دس دس گز یا دس دس ہاتھ یا پندرہ پندرہ فٹ جگہ میں حوض بنائیے۔ حساب سے یہ دہ دردہ ہوگا۔ شرح وقایہ کا حساب صحیح ہے۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

دہ دردہ حوض میں پاؤں اندر ڈال کر دھونا کیسا ہے؟

(۱۱۹) س:..... مسجد کا حوض جو تخمینا ۲۰/ فٹ لمبا اور چوڑا اور چھ فٹ گہرا ہے۔ عوام اکثر ابتدائے وضو میں اندر پاؤں ڈال کر دھوتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: ایسا حوض دہ دردہ کے حکم میں ہے، اس میں پاؤں دھونے سے پانی خراب نہیں ہوتا، [۱] لیکن بوجہ خلاف نظافت ہونے کے اور اس سے لوگوں کی طبیعت میں کراہت پیدا ہوتی ہے، اس لئے ایسا نہ کرنا بہتر ہے۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

انگریزی دوا سے پانی صاف کیا تو پاک ہے یا نہیں؟

(۱۲۰) س:..... کوئی حوض بڑا ہو اور اس کا پانی بدبو کرنے لگے اور بدبو دور کرنے کے لئے کوئی انگریزی دوائی پاک یا ناپاک حوض میں ڈالی جس سے پانی کا رنگ اور مزہ بدل گیا۔ ایک روز کے بعد حوض کا پانی اصلی حالت پر آیا، مگر بدبو ایسی ہی رہی، ایسے حوض سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور جس وقت سے پانی کی رنگت اور مزہ بدل گیا تھا جن لوگوں

[۱]..... ولا ماء راکد وقع فیہ نجس الخ، (شرح وقایہ ص ۸۶ ج ۱، ما لا یجوز بہ الوضوء)

نے اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھی ہو وہ صحیح ہوئی یا نہیں؟ اور اس کی قضا ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اس قدر بڑا حوض کہ جس کی ایک طرف نجاست گرے تو دوسری طرف اس کا کچھ اثر نہ ہو، یعنی نجاست کا رنگ، بو، مزہ پانی کی اور طرفوں میں معلوم نہ ہو، ایسے حوض کا پانی پاک ہے۔ [۱] جو دوائیں پانی کی بدبو دور کرنے کے لئے ڈالی جاتی ہیں اگر وہ پاک ہیں کسی وصف کے بدلنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر وہ دوائیں یقیناً ناپاک ہوں تو اس کے ڈالنے سے پانی کے اوصاف رنگ، بو، مزہ بدل جاویں تو یقیناً ناپاک ہے، ایسے پانی سے جس قدر نمازیں پڑھی گئی ہوں اس کا اعادہ ضروری ہے، لیکن موجودہ صورت میں اولاً تو دواؤں کے ناپاک ہونے کا کوئی یقینی ثبوت نہیں، صرف اس شبہ پر کہ شاید دواء ناپاک ہوگی پانی ناپاک نہیں سمجھا جائے گا [۲] اور نماز صحیح ہوگی۔ قضا کی ضرورت نہیں۔ فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم،

ماءِ مستعمل کا پیروں تلے آنا کیسا ہے؟

(۱۲۱) س:..... وضو کے مستعمل پانی کا راہگیروں کے تلے آجانا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: وضو کا مستعمل پانی طاہر غیر مطہر ہے، [۳] ایسے پانی کا پیروں تلے آنا ممنوع نہیں، جب کہ طاہر ومطہر پانی کہ جس سے وضو وغسل بلا کراہت درست ہے پیروں تلے آنا ممنوع نہیں تو طاہر غیر مطہر پانی یعنی وضو کا مستعمل پانی

---

[۱]..... والغدير العظيم الذى لا يتحرک احد طرفيه بتحريک الطرف الأخر اذا وقعت نجاسة فى احد جانبيه جاز الوضوء من الجانب الأخر۔ (ہدایہ ص۲۶ ج۱، باب الماء الذى يجوز به الوضوء)

[۲]..... اس لئے فقہ کا مشہور ومعروف قاعدہ ہے " اليقين لا يزول بالشک "

(الاشباه والنظائر، القاعدة الثانية ص۵۰۔ ہدایہ ص۲۸، آخر فصل فى البئر)

[۳]..... وقال محمدؒ وهو رواية عن ابى حنيفةؒ هو طاهر غير طهور۔ (ہدایہ ص۲۲ ج۱)

کہ جس سے وضو وغسل درست نہیں پیروں تلے آنے میں شرعی وطبعی قباحت نہیں۔فقط،

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

کورنگی سے مسجد میں پانی بھروانا کیسا ہے؟

(۱۲۲)س:..... کورنگی سے مسجد میں پانی بھروانا کیسا ہے؟ اور پانی بھرنے میں اس کے بدن سے پسینہ گرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق :پسینہ آدمی کا پاک ہے،خواہ کافر ہو خواہ مسلم،لہذا کورنگی کا پسینہ گرنے سے پانی میں کچھ نقصان نہیں، بلا کراہت اس کا استعمال جائز ہے۔فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

(ہدایہ ص ۴۸ ج ۱[۱] درالمختار ص ۲۴۸ ج ۱[۲])

ناپاک زمین کی طہارت کا حکم

(۱۲۳)س:.....رنگون کارپریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ شہریانِ رنگون کو خالص دودھ بہم پہنچانے کے لئے اطمینان بخش جانچ پڑتال کی جائے،اس فیصلہ کو بروئے کار لانے کے لئے ایک ایسے مرکز کی ضرورت ہے جہاں پر دودھ کا ہر روز فروخت سے پہلے معائنہ کرلیا جائے۔ایک جگہ اس کام کے لئے بہت موزوں ومناسب ہے۔اس جگہ آج کل سور کا گوشت فروخت ہوتا ہے۔اس جگہ کا فرش پختہ ہے اور اس جگہ کے بیچ پختہ (اینٹ چونے کی) میزیں نصب ہیں۔تجویز یہ ہے کہ یہاں سے سور کے گوشت کی دکانیں ہٹا دی

---

[۱]..... وعرق کل شئی معتبر بسؤرہ وسور الآدمی وما یوکل لحمہ طاھر۔(ھدایہ ص ۲۸ ج ۱)

[۲]..... فسؤر آدمی مطلقا ولو جنبا او کافر الخ طاھر.....وعرق کسؤر "

(درمختار ص ۳۸۱ ج ۱،باب المیاہ، قبل التیمم)

جائیں۔اس کی موجودہ پختہ میزیں توڑ دی جائیں اور سارا فرش اکھاڑ کے پھینک دیا جائے اور اس کے بجائے سنگ مرمر یا ٹائیل وغیرہ کا فرش بنایا جاوے اور اس جگہ کی چاروں طرف پانچ یا چھ فٹ بلند دیواروں کا ایک احاطہ کر دیا جائے جن پر ٹائیل لگی ہوں۔نیز یہاں کے لئے بالکل نئی میزیں بنوائی جائیں جن پر دودھ کا معائنہ کیا جائے۔مکرر یہ کہ تمام عمارت پر نئے سرے سے رنگ بھی لگایا جائے گا۔ان حالات میں یہ امر دریافت طلب ہے کہ کیا مذہبی نقطۂ نظر سے اس عمارت کو دودھ کی جانچ پڑتال کا مرکز بنا دیا جانا درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق :صورت مسئولہ میں نظر بر حالات موجودہ جب کہ سور کے گوشت و نجس خون سے آلودہ فرش و میز وغیرہ سب اکھاڑ کر پھینک دیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا نیا عمدہ خوبصورت پاک فرش بنا کر دودھ کی جانچ پڑتال کا مرکز بنایا جائے،اس میں کسی قسم کی کوئی شرعی قباحت نہیں۔جس کی بنا پر تلویث کا اندیشہ ہوسکتا تھا وہی اڈا توڑ پھوڑ کر علحدہ کر دیا گیا اور بجائے اس کے نیا پاکیزہ فرش و میز و در و دیوار بنا دی گئیں تو ایسی صورت میں اس کے پاک و صاف ہونے میں کوئی شبہ نہیں،لہذا مذہبی نقطۂ نظر سے یہ امر نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے اور اس کار خیر میں سعی کرنے والے حضرات عند الناس مستحق شکریہ وعند اللہ اجر و جزا کے اہل ہیں۔جب کہ ناپاک زمین کی مٹی اوپر کی نیچے اور نیچے کی اوپر کر دینے سے پاک ہو جاتی ہے۔فقط

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم

(شامی ص ۲۹۹ ج ۱ و ص ۲۴۶ ج ۱، ۱)

۱:.....

باب الغسل

صحبت کی مگر انزال نہ ہو تو غسل واجب ہے یا نہیں؟

(۱۲۴) س:..... صحبت کی لیکن انزال نہیں ہوا تو غسل واجب ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق :اگر حشفہ داخل ہو گیا ہو تو غسل واجب ہو گیا، انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ [۱] فقط، و الله تعالى اعلم وعلمه اتم و احكم۔

احتلام شدہ کپڑے کے ساتھ غسل کیا تو غسل ہوا یا نہیں؟

(۱۲۵) س:..... ایک شخص نے احتلام شدہ کپڑے کو دھوئے بغیر پہن کر غسل کر لیا، نہ غسل سے پہلے دھویا نہ غسل کے وقت ناپاک جگہ کو لنگی سے خصوصیت سے دھویا، اب وہ شخص پاک ہوا یا نہیں؟ یا بوجہ لنگی ناپاک ہونے کے وہ بھی ناپاک رہا؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق : کپڑے میں اگر منی لگ جائے خواہ پتلی ہو یا گاڑھی تو ملنے سے یا کھرچنے سے پاک ہو جائے گا، [۲] بشرطیکہ منی خشک ہو اور پھر اگر یہ کپڑا پانی میں بھیک جائے تو ناپاک نہ ہوگا اور اگر جاری پانی میں اتنی دیر ڈالدیں کہ وہ بھیک جائے اور پانی ایک جانب سے دوسری جانب سرایت کر کے نکل جائے تو ایک مرتبہ

---

[۱]..... فی شرح الوقایة " وغيبة حشفة فی قبل او دبر على الفاعل والمفعول به " وقال الشيخ علامة عبد الحئیؒ فی الحاشية " وفيه اشارة الى ان موجب الغسل نفس الادخال وان لم ينزل لحديث ((اذا التقى الختانان و غابت الحشفة وجب الغسل انزل او لم ينزل)) اخرجه الطبرانی وغيره ۔(شرح وقایہ ص۸۲)

[۲]..... والمنی نجس يجب غسله رطبا فاذا جف على الثوب اجزا فيه الفرک ،لقوله عليه السلام: ((فاغسليه ان كان رطبا وافركيه ان كان يابسا))۔(هدایہ ص۳۷ ج۱، باب الانجاس)

دھونا کافی ہے۔شامی ومراقی الفلاح۔ ۱؎ لہذا غسل کرنے سے لنگی وبدن دونوں پاک ہو جائیں گے۔فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

سونے کے دانت ہوں تو غسلِ جنابت میں پانی کیسے پہنچائے؟

(۱۲۶)س:..... سونے کے دانت بنوانا جائز ہے یا نہیں؟اگر جائز ہے تو غسلِ جنابت میں کیسا کرنا چاہئے؟

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق :ضرورۃً سونے کے دانت بنوانا اس کا خول چڑھانا یا کیل لگانا جائز ہے اور جو چیز دانتوں کے اوپر چڑھی وہ دانت کے حکم میں ہے،اس پر پانی لگنا کافی ہے۔جو چیز پانی پہنچنے کو نہ روکے وہ مخل طہارت نہیں اور مانع وصول آب ہو،مگر ضرورۃً وہ بھی مخل نہیں،لہذا غسل میں کچھ نقصان نہیں۔

فی الدر المختار " ولا یمنع الطھارۃ ونیم و حناء وبہ یفتی ،فی الشامی معللاً بالضرورۃ ص۱۵۹ج۲ ۲؎ ۔فقط

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

۱؎..... اما لو غسل فی غدیر او صب علیہ ماء کثیر او جری علیہ الماء طھر مطلقا بلا شرط عصر و تجفیف و تکرار غمس ھو المختار (در) وفی الشامی: لو غمس الثوب فی نھر جار مرۃ و عصرہ یطھر الخ قولہ (أو صب علیہ ما کثیر) ای بحیث یخرج الماء ویخلفہ غیرہ ثلا ثا لان الجریان بمنزلۃ التکرار والعصر ھو الصحیح "

(شامی ص۵۴۳ج۱،قبیل مطلب فی تطھیر الدھن والعسل)

مراقی الفلاح میں ہے:" ووضعہ فی الماء الجاری یغنی عن التثلیث والعصر الخ

(مراقی مع الطحطاوی ص۱۲۹)

۲؎.....شامی ص۲۸۸ج۱، مطلب :فی ابحاث الغسل۔

باب الحیض و النفاس

حیض کی مدت اور حیض کے بعد بغیر غسل کے صحبت

(۱۲۷، ۱۲۸) س:.....

(۱)..... شریعت کے مطابق حیض کی مدت کتنے دن تک ہے؟

(۲)..... عورت حیض میں ہے لیکن اس کی مدت ۶/دن سے زیادہ ہوگئی اب وہ عورت بغیر غسل کر کے صحبت کر سکتی ہے؟ اور اگر اس نے ہمبستری کی تو وہ گنہگار ہوگی؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق:

(۱)..... کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔[۱]

(۲)..... عورت کو جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن حیض آنے کے بعد بند ہو گیا تو فوراً صحبت کرنا بغیر غسل کے درست نہیں، لیکن اگر غسل نہ کیا اور ایک نماز کا وقت نکل گیا اور اس نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہوگئی تو اب بغیر غسل کے بھی صحبت درست ہے، اس سے پہلے درست نہیں۔ (عالمگیری ص ۲۴ ج ۱، [۲])

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم

---

[۱]..... اقل الحیض ثلثة ایام ولیا لیها الخ واکثره عشرة ایام۔

(هدایة، ص ۴۶ ج ۱، باب الحیض)

[۲].....واذاانقطع دم الحیض لأقل من عشرة ایام لم یجز و طؤها حتی تغتسل او یمضی علیها آخر وقت الصلوة الذی یسع الاغتسال والتحریمة الخ، واما مضی کمال الوقت بان ینقطع دمها فی اول الوقت ویدوم الانقطاع حتی یمضی الوقت فلیس بمشروط هکذا فی النهایة۔

(عالمگیری ص ۳۹ ج ۱، الفصل الرابع فی احکام الحیض)

حمل ساقط ہوجائے تو عورت کب پاک ہوگی

(۱۲۹) س:..... اگر کسی عورت کا تین مہینہ کا حمل ساقط ہوجائے تو اسقاط کے بعد کتنے روز کے بعد عورت پاک ہوجاتی ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: کسی عورت کا حمل گر جائے تو اگر بچہ کا آدھ عضو یعنی ہاتھ پیر کی انگلیاں وغیرہ کوئی عضو ظاہر ہوا ہو تو اس کے بعد جو خون بھی آوے گا وہ نفاس ہے، [۱] اور نفاس میں کم مدت کی کوئی حد مقرر نہیں، [۲] جب خون آنا بند ہوجائے تو غسل کر کے پاک ہوجائے اور اگر حمل کا کوئی عضو نہ بنا ہو تو یہ خون نفاس نہیں ہے، اگر یہ خون تین دن سے کم آیا تو وہ استحاضہ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی عورت غسل کر کے نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے اور اس سے ہمبستری بھی جائز ہے۔ [۳] اور اگر تین دن سے زیادہ اور دس روز سے کم خون آیا تو وہ حیض ہے۔ خون بند ہوجانے کے بعد غسل کر کے پاک ہوجائے گی۔ فقط۔

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم

---

[۱]..... و (سقط) مثلث السین: ای مسقوط (ظهر بعض خلقه كيداو رجل) او اصبع او ظفر او شعر، ولا يستبين خلقه الا بعد مأة و عشرين يوما (ولد) حكما (فتصير) المرأة (به نفساء) الخ۔ (در مختار ص۵۰۱ ج۱، باب الحیض)

[۲].....واقل النفاس لاحد له۔ (ھدایہ ص۵۴ ج۱، فصل فی النفاس)

[۳].....وما نقص من ذلک (ای ثلاثة ایام) فهو استحاضة۔ (ھدایہ ص۴۶ ج۱، باب الحیض)

ودم الاستحاضه كالرعاف لا يمنع الصوم ولا الصلوة ولا الوطی لقوله عليه السلام: ((توضأی و صلی وان قطر الدم علی الحصير)) ولما عرف حكم الصلوة ثبت حكم الصوم والوطی بنتيجة الاجماع۔ (ھدایہ ص۵۰ ج۱، باب الحیض والاستحاضة)

باب الوضوء

ناریل کے چھلکے کی مسواک سے فضیلتِ مسواک حاصل ہوگی یا نہیں؟

(۱۳۰) س:..... علماء سے سنا گیا کہ نماز کی دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں افضل ہے بے مسواک کی ستر رکعتوں سے اور جب بندہ مسواک کر لیتا پھر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر قرأت سنتا ہے، پھر اس سے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنا منھ اس کے منھ پر رکھ دیتا ہے۔ اگر بیان علماء کا صحیح ہے تو کیا ایسے شخص کو یہ فضیلت مل سکتی ہے جو ناریل کے اوپر کے چھلکے کی بنی ہوئی مسواک جو ایک بالشت سے تین چار انگل کم ہو اور مانند کمان کے ٹیڑھی ہو، مٹھی سے پکڑ کر چلتے پھرتے، بیٹھے، بات کرتے کبھی دانتوں کی چوڑائی میں کبھی لمبائی میں کبھی بائیں کبھی دائیں جیسا جی چاہتا ہے مسواک کرتا ہے۔ اور قسم کے مسواک مل سکنے پر جو شریعت نے جائز رکھا ہے استعمال نہ کرنا اور اس طرح مسواک کرنا جیسا بیان کیا گیا از روئے شرع شریف کیسا ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: علماء سے سائل نے مسواک کے جو فضائل سنے ہیں ان میں بعض باتیں درجۂ صحت کو پہونچی ہیں اور بعض موضوع و بناوٹی ہیں اور بعضوں نے اس پوری روایت کو باطل لکھا ہے، چنانچہ موضوعات علی قاریؒ میں اس روایت کے متعلق لکھا ہے کہ: [۱] ابن عبدالبرؒ نے تمہید میں ابن معینؒ سے روایت کیا ہے کہ

---

[۱]..... وقال ابن عبد البرؒ فی التمهید عن ابن معین : انه حدیث باطل ،قال السخاوی : هو بالنسبة لما وقع له من طرقه ،وقال السیوطی : رواه الحارث فی مسند ابو یعلی الحاکم عن عائشةؓ والدیلمی عن ابی هریرةؓ انتهی،وقال ابن الجوزیة : رواه الامام احمد وابن خزیمة والحاکم فی صحیحیها والبزار فی مسنده۔ (موضوعات الکبری ص۱۴۹ رقم الحدیث ۵۷۳)

یہ روایت باطل ہے۔[۱]

لیکن بعض محدثین نے صرف اس قدر روایت کو کہ ''مسواک والی ایک نماز بغیر مسواک کی ستر نمازوں سے افضل ہے''۔ [۲] صحت کے درجہ میں لکھا ہے اور اس سے جس قدر زائد فضائل بیان کئے گئے ہیں یہ موضوع و باطل ہیں۔

بہرحال مسواک کے جو فضائل صحیح احادیث میں وارد ہیں وہ فضائل ناریل کے چھلکے کی مسواک سے بھی حاصل ہوں گے۔ شریعت میں مسواک کے لئے کوئی خاص لکڑی کی تعیین نہیں ہے، البتہ پیلو، زیتون وغیرہ بعض لکڑیوں کی مسواک کی فضیلت آئی۔[۳]

لیکن مقصود شارع کا نظافت فم وصفائی دندان اور منہ کی بو کا ازالہ ہے اور یہ باتیں جس

۱؎.....روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((صلاة بسواک خیر من سبعین صلاة بغیر سواک))۔
(الموضوعات الکبری ص ۱۴۹)

۲؎..... عن عائشةؓ قالت قال رسول الله ﷺ ((تفضل الصلوة التی یستاک لها علی الصلوة التی لا یستاک لها سبعین ضعفا)) رواه البیهقی فی شعب الایمان۔

(مشکوة ص ۴۵ ،باب السواک، الفصل الثالث، والکلام علیه فی المرقاة ص ۹ ج ۲)

قال المرتب : رواه البیهقی فی السنن الکبری ایضا و قال : هذا الحدیث احد ما یخاف ان یکون من تدلیسات محمد بن اسحاق الخ۔

وفی روایة الرکعتان بعد السواک احب الی من سبعین رکعة قبل السواک ،وفی روایة ((صلوة سواک خیر من سبعین صلوه بغیر سواک)) وفی روایة عن علیؓ قال: امرنا بالسواک وقال العبد اذا قام یصلی اتا ه الملک فقام خلفه یستمع القرآن ویدنوا فلا یزال یستمع ویدنو حتی یضع فاه علی فیه فلا یقرأ آیة الا کانت فی جوف الملک۔(ص ۳۸ ج ۱)

۳؎.....ویستاک بکل عود الا الرمان والقصب وافضله الاراک ثم الزیتون، روی الطبرانی : ((نعم السواک الزیتون من شجرة مبارکة ،وهو سواکی وسواک الانبیاء من قبلی))

(شامی ص ۳۳۵ ج ۱ ،قبیل مطلب فی منافع السواک)

چیز سے بھی حاصل ہوں گی وہ شخص اس فضیلت کا مستحق ہوگا ،اسی لئے بعض صحیح احادیث میں مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی کو بھی قائم مقام مسواک کے کیا گیا ہے۔[۱] جبکہ ناریل کا چھلکا بھی بغیر ضرر کے منھ اور دانتوں کے میل کچیل کو صاف کرتا ہے تو پھر اس سے مسواک کی فضیلت کیوں حاصل نہ ہوگی؟ فقط ،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

ایک ہاتھ سے منھ دھونا یا مسح کرنا کیسا ہے؟

(۱۳۱) س:..... حالت وضو میں بلا عذر ایک ہاتھ سے منھ دھونا یا سر کا مسح کرنا کیسا ہے؟ بعض لوگ دو ہاتھ سے دھونے کو غیر ضروری جانتے ہیں، کیا دو ہاتھ سے دھونے کی تاکید اور ایک ہاتھ سے دھونے کی ممانعت کتب فقہ میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جو عضو ایک ہی ہاتھ سے دھوئے جاتے ہوں جیسے ہاتھ اور دونوں پیران میں ایک ہی ہاتھ لگانا مستحب ہے اور جو عضو بلا تکلف دو ہاتھ سے دھوئے جاتے ہوں ان میں دونوں ہاتھ افضل ہے۔ مسح رأس ومسح اذنین ان میں ایک ہی وقت میں دونوں ہاتھ لگانا بوجہ مسح رأس میں استیعاب مسنون ہونے کے مسنون ہے۔ (جوہرہ نیرہ ص ۷، [۲])

لیکن صرف ایک ہاتھ سے بلا عذر وضو کرنا درست ہے، کراہت کی کوئی وجہ نہیں اور نہ

---

[۱]..... قال علیؓ: التشویص بالمسبحۃ والابہام سواک، وعن انسؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((یجزی من لاسواک الاصابع)) عن عائشۃؓ قالت: قلت یا رسول اللہ! الرجال یذہب فوہ یستاک قال نعم یجزی من السواک الاصابع ،عن عائشۃؓ قالت: قلت یا رسول اللہ! یذہب فوہ یستاک قال نعم قلت کیف یصنع قال یدخل اصبعہ فی فیہ۔ (مرقاۃ ص۲ ج۲)

[۲]..... ویستوعب رأسہ بالمسح) والاستیعاب سنۃ مؤکدۃ علی الصحیح و صورتہ ان یضع من کل واحدۃ من الیدین،ا لخ، (الجوہرۃ النیّرۃ ص۸، کتاب الطہارت)

کوئی فقہی روایت اس باب میں نظر سے گذری۔ [۱] گو جو عضو عادۃً دونوں ہاتھوں سے دھوئے جاتے ہیں ان کو دو ہاتھوں سے دھونا افضل ہوگا۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم

نماز جنازہ کے وضو سے پنج وقتی نماز

(۱۳۲) س:..... شافعی مذہب میں جو وضو نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے کیا جائے اسی وضو سے نماز پنج وقتی جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: شافعی مذہب میں نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے جو وضو کیا جائے اسی وضو سے پنج وقتہ نماز جائز ہے اور اسی پر مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے۔ (میزان شعرانی ص ۱۰۰، ج ۱) فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم

وضو کے بعد غسل کیا اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے؟

(۱۳۳) س:..... وضو کے بعد غسل کیا اسی وضو سے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: نماز پڑھ سکتے ہیں، بلکہ طریقہ مسنونہ یہی ہے کہ استنجاء وغیرہ کر کے پہلے وضو کرے بعد میں غسل۔ شامی بر حاشیہ درمختار جلد اول ص ۲۴۴ میں ہے: وسننه البدأة بغسل يديه و فرجه وخبث بدنه ان كان ثم يتوضأ ثم

---

[۱]..... حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ؒ تحریر فرماتے ہیں: درست ہے، مگر خلاف سنت ہے، بلا ضرورت ایسا نہ کرنا چاہئے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۰۳ ج ۱)

قال ابن عباس ؓ: دخل علی علی وقد اهرق الماء فدعا بوضوء بنحوه و فيه ثم تمضمض واستنشر ثم ادخل يديه فی الاناء جميعا فاخذ بهما حفنة من ماء فضرب بها علی وجهه، الحديث جمع الفوائد صفة الوضوء ص ۳۵ ج ۱۔ (ماخوذ حاشیہ دار العلوم ص ۱۰۳ ج ۱)

یفیض الماء"۔[۱] فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

ڈھیلے سے استنجاء کے بعد بغیر پانی سے دھوئے وضو کیا تو نماز صحیح ہے

(۱۳۴) س:..... رفع حاجت کے بعد کسی نے ٹھیلے سے استنجاء کیا تو اس کا ایسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کسی نے یہ مسئلہ امام صاحب سے پوچھا تو جواب دیا کہ اگر نجاست ہتھیلی کے گہروائ سے کم ہو تو ادا کر سکتا ہے، لیکن خلاف سنت ہے۔ یہ جواب پا کر سائل نے مسئلہ کا انکار کرتے ہوئے امام موصوف کو برا بھلا کہا، وہ سائل کیسا ہے اور اس پر شرعا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جائز ہے، لیکن افضلیت کے خلاف ہے۔ امام صاحب کا جواب بالکل صحیح ہے۔ ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے استنجاء کرنا سنت ہے، لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے، بے دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی، ورنہ نماز درست ہے، لیکن سنت کے خلاف ہے۔ (درالمختار علی ردالمحتار ص ۳۵۰ ج ۱، ۲)

امام موصوف کا جواب موافق کتاب ہے، اس کا انکار کرنا گمراہی ہے اور اس پر امام کو برا بھلا کہنا جہالت وزیادتی ہے۔ ((سباب المسلم فسوق)) الحدیث، ۳ کی بنا پر سائل گنہگار ہے، جس کو برا بھلا کہا ہو اس سے معاف کرالینا چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے۔ فقط

---

[۱]..... در مختار ص ۲۹۱ ج ۱، سنن الغسل۔

[۲]..... والغسل بعدہ بلا کشف عورۃ سنۃ ویجب ان جاوز المخرج فیما وراء موضع الاستنجاء، (در مختار ص ۵۴۹ ج ۱، باب الانجاس)

[۳]..... عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر)) (متفق علیہ، مشکوۃ ص ۴۱۱، باب حفظ اللسان الخ)

وضو کرتے وقت دنیوی باتیں کرنا

(۱۳۵) س:..... وضو کرتے وقت دنیوی باتیں کرنا درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: اثناءِ وضو میں دنیوی باتیں کرنا مکروہ ہے۔[۱] فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ احکم و اتم ،

بلا وضو تلاوت و تسبیحات پڑھنے سے ثواب میں کمی ہوگی؟

(۱۳۶) س:..... بغیر وضو قرآن شریف کی آیات بلا مس قرآن از بر پڑھنا اور دورد شریف پڑھنے سے پورا ثواب ملے گا یا کم؟ یعنی جیسے باوضو پڑھنے سے ملتا ہے یا اس سے کچھ کم؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: وضو و غیر وضو کی حالت میں تلاوتِ قرآن و تہلیل و تسبیح درود شریف کی فضیلت و ثواب میں فرق یقینی ہے۔ وضو میں جو ثواب ہے وہ غیر وضو کی حالت میں نہیں ہے۔ ہاں قرآن شریف کی تلاوت میں ایک ایک حرف پر جو ثواب مقرر ہے وہ دونوں کے لئے برابر ہے، اس میں غیر وضو والے کے لئے کوئی کمی نہیں ہوگی اور وضو کی حالت میں اس پر مزید ثواب کی امید ہے۔[۲] و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم

---

[۱]..... ویکرہ التکلم بکلام الناس لانہ یشغلہ عن الادعیۃ ،وقال الطحطاویؒ : ما لم یکن لحاجۃ تفوتہ بترکہ ،قالہ ابن امیر حاج (قولہ لانہ یشغلہ عن الادعیۃ) ولأجل تخلیص الوضوء من شوائب الدنیا ، لانہ مقدمۃ العبادۃ ، وذکر بعض العارفین :ان الاستحضار فی الصلوۃ یتبع الاستحضار فی الوضوء و عدمہ فی عدمہ۔(المراقی الفلاح، فصل فی المکروہات)

[۲]..... تلاوت کے متعلق امام غزالیؒ روایت نقل فرماتے ہیں:

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ: جو شخص قرآن نماز کے اندر کھڑا ہو کر پڑھے، اسے ہر حرف کے بدلہ میں سو نیکیوں کا ثواب ہوگا، اور جو شخص نماز کے اندر بیٹھ کر قرآن شریف پڑھے اس کو ہر حرف پر پچاس نیکیوں کا ثواب ہوگا اور جو شخص نماز میں نہ ہو اور وضو سے قرآن شریف پڑھے پچیس کا ثواب پائے گا اور اگر بے

چونا لگا تھا تو وضو ہوا یا نہیں؟

(۱۳۷) س:..... کسی امام کے ناخن میں چونا لگا ہوا تھا۔ وضو کرتے وقت چونا چھڑانے کا خیال نہیں رہا اسی وضو سے نماز پڑھادی، اب ان مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے، کیا اعادہ لازم ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: وضو و نماز ہر دو صحیح ہیں، لیکن اگر چونا سخت چپک کر ایسا سوکھ گیا ہو کہ پانی اس کے نیچے وضو میں نہیں پہونچ سکا تو یقیناً اس کا وضو نہیں ہوا۔ چونا چھڑا کر اتنی جگہ تر کر کے نماز دہرالی جاوے۔ [۱]

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

ستر دیکھنے یا شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(۱۳۸) س:..... ایک شخص غسل خانہ میں بغیر کپڑے غسل کرتا ہے کیا وہ شخص غسل کر کے پھر وضو کر کے نماز پڑھے، کیونکہ اس نے شرمگاہ کو بغیر کپڑے پکڑا۔ اور ستر کھلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

وضو پڑھے گا تو دس نیکیاں ملیں گی۔ (احیاء العلوم اردو ص ۴۳۵ ج ۱)

قال علیؓ: من قرأ القرآن وهو قائم فی الصلوة كان له بكل حرف مأة حسنة، ومن قرأه وهو جالس فی الصلوة فله بكل حرف خمسون حسنة، ومن قرأه فی غير صلوة وهو علی وضوء فخمس وعشرون حسنة، ومن قرأه علی غير وضوء فعشر حسنات۔

(احیاء العلوم ص ۲۴۷ ج ۱، الباب الثانی فی ظاهر آداب التلاوة)

[۱]..... ولا يمنع ما علی ظفر صباغ ولا طعام بين اسنانه او فی سنة المجوف به يفتی و قيل ان صلبا منع وهو الاصح (در) وفی الشامی (قوله الاصح) صرح به فی شرح المنية وقال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج، (شامی ص ۲۸۹ ج ۱، مطلب فی ابحاث الغسل)

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق :برہنہ غسل کرنے کے بعد ستر دیکھنے سے یا شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، [۱] اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے۔فقط،

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

[۱].....لا ينقضه مس ذكر لكن يغسل يده ندبا، (در المختار ص۲۷۸ ج۱، كتاب الطهارة)

مسائل وضو

اس رسالہ میں وضو کے مسائل، فقہ کی کتابوں اور موجودہ علماء و اکابر کے دسیوں فتاوی سے مع حوالہ ایک نئی ترتیب کے ساتھ تفصیل سے جمع کئے گئے ہیں

مرتب

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

پیش لفظ

راقم الحروف اپنے جد بزرگوار حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوریؒ کے فتاوی (جو ''مرغوب الفتاوی'' کے نام سے عنقریب انشاء اللہ شائع ہوں گے) کی ترتیب میں مشغول تھا اور ''کتاب الطہارۃ'' میں ''باب الوضو'' کے فتاوی پر تحشیہ کا کام کر رہا تھا تو اچانک خیال آیا کہ اس باب کے ساتھ وضو کے تفصیلی مسائل بھی کتب فقہ اور مطبوعہ فتاوی کی مدد سے جمع کر کے شامل کر دوں تا کہ ناظرین کو مسائل کی تلاش میں آسانی رہے اور ایک جگہ مطلوبہ مسائل مل جائیں، تو وضو کے مسائل کو مرتب کرنا شروع کیا۔ اللہ تعالی اس کو مفید اور باعث نجات بنائے، آمین۔

اس رسالہ کو ''عمدۃ الفقہ'' کا خلاصہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اکثر مسائل اسی سے ماخوذ ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوز بری

نوٹ: جو مسئلہ جہاں سے لیا ہے، اس کا حوالہ لکھ دیا گیا ہے، جہاں حوالہ نہیں، وہ تمام مسائل ''عمدۃ الفقہ'' سے ماخوذ ہیں، البتہ الفاظ میں کمی وبیشی کی گئی ہے۔ مرغوب

وضو کے فرائض

وضو کے فرائض چار ہیں:

ا:..... پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ایک مرتبہ منھ دھونا۔

۲.....دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت ایک مرتبہ دھونا۔

۳:..... پورے سر کے کسی چوتھائی حصہ کا ایک مرتبہ مسح کرنا۔

۴:.....دونوں پیروں کا ٹخنوں تک ایک مرتبہ دھونا۔

فرائض وضو کے مسائل

پہلا فرض: منھ دھونے کے مسائل

م:..... چہرہ کا پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ایک مرتبہ دھونا فرض ہے۔

م:.....اگر سر کے اگلے حصہ کے بال نہ ہو تو بال کے اگنے کی معروف جگہ تک دھونا فرض ہے۔

م:.....کسی کی پیشانی عادت سے زیادہ چوڑی ہو تو اس کو پوری پیشانی کا دھونا فرض ہے۔

م:.....کسی کے سر کے بال پیشانی کی حد سے نیچے تک اُگے ہو تو اس کو دھونا فرض ہے۔

م:.....گنجان ڈاڑھی جس کے اندر سے کھال نظر نہ آئے کے ظاہری حصہ کے ان بالوں کا جو ٹھوڑی کی جڑ سے اوپر ہوں دھونا فرض ہے۔

گنجان ڈاڑھی کے بال گلے کی طرف دبانے سے جتنے چہرہ کے حلقہ میں آئیں ان کا

دھونا فرض ہے اور ان کی جڑ کا دھونا فرض نہیں اور جو اس حلقہ سے نیچے ہوں ان کا دھونا فرض نہیں اور اگر کچھ گھنے ہوں اور کچھ چھدرے ہوں تو گھنے کا ظاہری اور چھدرے کی جلد کا دھونا فرض ہے۔

م:.....ابروؤں، مونچھوں اور ریش بچہ گنجان نہیں ہیں تو پانی پہنچانا فرض ہے اور کھال نظر نہیں آتی ہو تو فرض نہیں۔

م:.....مونچھیں اتنی بڑی اور گنجان ہوں کہ ہونٹ کی سرخی کو ڈھانپ لیں تو اسے ہٹا کر لب کا دھونا فرض ہے۔

م:.....ڈاڑھی اور کان کے درمیانی حصہ کا دھونا فرض ہے۔ (حقانیہ ص ۵۱۱ ج ۲)

م:.....آنکھ کو زور سے بند کرنے کی صورت میں ظاہری حصہ خشک رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔

م:.....آنکھ کا کونہ جو کان سے ملا ہوا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

م:.....آنکھ کے درد کی وجہ سے بند کرنے پر چپڑ (کیچڑ) باہر رہتا ہو تو اس کے نیچے پانی پہنچانا واجب ہے۔ (البحر الرائق، ذخیرۃ المسائل ترجمہ نفع المفتی والسائل ص ۳۱)

م:.....عامۃً ہونٹ بند کرتے وقت جتنا حصہ کھلا رہے اس کا دھونا فرض ہے۔ سختی سے ہونٹ بند کرنے کی صورت میں ہونٹ کا ظاہری حصہ ذرا بھی خشک رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔

م:.....خضاب خشک ہو جائے تو اسے چھڑا کر پانی پہنچانا فرض ہے۔

م:.....پیشانی پر ٹیکہ لگا ہو یا گوند ہو تو اس کے نیچے پانی پہنچانا فرض ہے۔

م:.....عورتوں کا ہونٹوں اور ناخن پر سرخی لگانے کی صورت میں اسے چھڑا کر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

م:.....عورت کی ناک میں نتھ تنگ ہو تو اس کو حرکت دے کر اندر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

دوسرا فرض: ہاتھ دھونے کے مسائل

م:.....کہنیاں دھونا فرض ہے۔

م:.....اگر ہاتھ کہنی کے پاس سے کٹ گیا تو جتنا حصہ باقی ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

م:.....زائد انگلی یا ہتھیلی ہو تو اس کا دھونا بھی فرض ہے۔ کوئی زائد عضو ہو تو اصل کا دھونا فرض ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ پکڑنے کا اعتبار ہوگا، جس سے پکڑ سکتا ہے وہ اصلی ہے۔

م:.....انگلیاں جڑی نہ ہوں تو ان کے درمیان میں پانی پہنچانا فرض ہے۔

م:.....ناخن کی جڑ میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ناخن کے نیچے گندھا ہوا یا خشک آٹا لگنے سے پانی نہ پہنچے تو وضو نہ ہوگا۔

م:.....ناخن پالش اتنی موٹی ہو کہ اس کے نیچے پانی سرایت نہ کرے تو وضو و غسل نہ ہوگا۔

(خیر ص ۴۹ ج ۲۔ حقانیہ ص ۵۰۱ ج ۲)

م:.....ناخن اتنے بڑے ہو کہ انگلیوں کے سرے چھپ جائیں تو ان کے نیچے پانی پہنچانا ضروری ہے۔

م:.....ناخن میں میل ہو تو اسے چھڑانے کی ضرورت نہیں، بدون چھڑائے وضو ہو جائے گا۔ (امداد الفتاوی ص ۳۶ ج ۱)

م:.....انگوٹھی وغیرہ اتنی تنگ ہے کہ نیچے پانی نہ پہنچ سکے تو اسے نکال کر یا حرکت دے کر پانی پہنچانا فرض ہے۔

م:.....گھڑی کے نیچے والے حصہ میں پانی پہنچانا ضروری ہے، ورنہ وضو نہیں ہوگا۔

(خیر ص ۷۷ ج ۲)

تیسرا فرض: مسح کے مسائل

م:.....مسح کی جگہ پر کسی طریقے سے تری کا پہنچ جانا فرض ہے۔

م:.....فرض مسح کی مقدار میں اختلاف ہے۔ تین انگلی یا چوتھائی سر یا پیشانی کی مقدار ہے اور مختار سر کا چوتھائی حصہ ہے۔

م:.....تین انگلیوں سے مسح کرنا واجب ہے۔ دو انگلی کے ساتھ ہتھیلی کو شامل کر لے یا انگوٹھا اور شہادت کی انگلی کو کھول کر مسح کرے کہ درمیانی حصہ سر کو لگ جائے تو جائز ہے۔

م:.....ایک انگلی کو تین دفعہ تر کر کے تین مرتبہ مسح کیا تو امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے اور شیخین کے نزدیک جائز نہیں۔

م:.....ایک انگلی کے اوپر نیچے اور برابروں سے مسح کیا، یا تین انگلیوں کو سر پر رکھ کر کھینچا نہیں یا تین کھڑی انگلی سے بغیر کھینچے مسح کیا تو اختلاف ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ مسح نہیں ہوا۔

م:.....مسح کی جگہ سر کے وہ بال ہیں جو دونوں کانوں کی سیدھ سے اوپر ہیں، اگر لمبے بال پر مسح کیا جو پیشانی یا گردن کے نیچے ہیں تو جائز نہیں۔

م:.....مسح میں بالوں کی جڑ تک پانی پہنچانا فرض نہیں۔

م:.....ہاتھ دھونے کے بعد تری باقی ہے تو اس سے مسح جائز ہے۔ مسح سے بچی ہوئی تری سے مسح جائز نہیں۔ مسح کے جائز ہونے کے لئے شرط ہے کہ تری مستعمل نہ ہو۔

م:.....سر کو منہ سے ساتھ دھولیا تو مسح کے قائم مقام ہو جائے گا، لیکن مکروہ ہے۔

م:.....سر کے کسی حصہ میں آگے پیچھے، دائیں، بائیں، مونڈے ہوئے، بغیر مونڈے ہوئے مسح کیا تو جائز ہے۔

م:.....ٹوپی، عمامہ، اوڑھنی پر مسح جائز نہیں، اگر اوڑھنی اتنی باریک ہے کہ پانی پہنچ جائے تو

جائز ہے، بشرطیلہ پانی میں رنگ نہ آجائے۔

م:.....خضاب پر مسح کیا اور تری خضاب سے مل کر مطلق پانی کے حکم سے نکل گئی تو مسح جائز نہیں۔

م:.....مصنوعی بالوں کو اتار کر مسح کرنا چاہئے، اگر اس کے اوپر مسح کرلیا تو وضو نہیں ہوگا۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶ ج ۱)

چوتھا فرض: پاؤں دھونے کے مسائل

م:.....ٹخنہ وہ ابھری ہوئی ہڈی ہے جو پاؤں کی پنڈلی کی جانب کے حصہ پر دونوں جانب ہوتی ہے۔ دونوں ٹخنے دھونا فرض ہے۔

م:..... پاؤں کٹ جائے تو ٹخنہ کا جو حصہ باقی رہے اس کا دھونا فرض ہے۔

م:.....پیر میں زائد انگلی ہو تو اس کا دھونا فرض ہے۔

فرائض وضو کے متفرق مسائل

م:.....اعضاء وضو پر گندھا ہوا آٹا زیادہ لگا اور خشک ہوگیا تو وضو جائز نہیں۔

م:..... بڑے ناخن میں میل یا مٹی یا مہندی یا رنگ کا جرم جما ہو تو وضو جائز ہے۔

م:.....رنگریز کے ہاتھ پر جو رنگ لگا ہوا ہوتا ہے اسے اتارنے کی ضرورت نہیں، البتہ لکڑی اور لوہے وغیرہ پر چپک نے والا روغن اگر جم جائے تو اسے اتارے بغیر وضو نہ ہوگا۔ ہاں اگر ایسے روغن کی تہ نہیں جمی تو وضو ہو جائے گا۔ (احسن ص ۲۰ ج ۲)

م:.....اعضاء وضو بیماری کی وجہ سے بے حس ہو جائے کہ اسے کاٹو تو خبر نہ ہو اس کا بھی وضو میں دھونا فرض ہے۔

م:.....اعضاء وضو پر تیل یا چکنی چیز لگائی اور پانی بہایا، لیکن چکنائی کی وجہ سے اس کا اثر نہ

ہوا تو وضو جائز ہے، کیونکہ پانی کا بہانا شرط ہے اثر کرنا شرط نہیں۔

م:.....اعضاء وضو میں پھٹن میں دوائی بھری ہو تو دوا کے نیچے پانی پہنچانا نقصان نہ کرے تو پانی پہنچانا ضروری ہے ورنہ اوپر سے بہا دینا کافی ہے اور پانی بہانا بھی مضر ہو تو مسح جائز ہے اور مسح سے عجز کی صورت میں مسح بھی ساقط ہو جائے گا، پس ارد گرد دھولے اور اس جگہ کو چھوڑ دے۔ اگر گرم پانی استعمال کر سکتا ہو تو اس کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

م:.....اعضاء وضو کے زخم پر چونا یا دوا لگائی تو اسے چھڑانا واجب ہے، بشرطیکہ چھڑانا ضرر نہ دے۔ چاقو سے چھڑانے کی ضرورت نہیں، بسہولت جتنا چھڑا سکے کافی ہے۔

(امداد الاحکام ص ۳۴۵ ج ۱)

م:.....ہاتھ میں تکلیف کی وجہ سے پانی استعمال نہ کر سکے اور چہرہ و سر پانی میں رکھنے پر قادر نہ ہو تو تیمّم کرے۔

م:.....معذور جو خود وضو کی طاقت نہ رکھتا ہو اور ملازم رکھ سکتا ہو تو رکھنا ضروری ہے۔

(خیر ص ۴۸ ج ۲)

م:.....زخم کا چھکہ اوپر اٹھا ہو تو اس پر پانی بہا دیا نیچے نہ پہنچا تو وضو صحیح ہے۔

م:.....زخم کے پتلے چھلکے کو وضو کے بعد اکھاڑ دیا اور زخم اچھا ہو گیا تھا تو تکلیف ہو یا نہ ہو دوبارہ دھونا لازم نہیں ہے۔

م:.....وضو کے عضو پر مکھی یا پسو کا پاخانہ ہوا اور اس کے نیچے پانی نہ پہنچے تو وضو جائز ہے۔

م:.....وضو کے عضو پر مچھلی کی کھال یا روٹی لگ کر خشک ہو گئی اور نیچے پانی نہ پہنچا تو وضو جائز نہیں ہے۔

م:.....وضو کے عضو کا کچھ حصہ خشک رہ جائے اور اسی عضو کی ٹپکتی ہوئی تری اس حصہ پر

پہنچائی جائے تو وضو جائز ہے اور ایک عضو کی ٹپکتی ہوئی تری دوسرے عضو میں پہنچائی جائے تو وضو میں جائز نہیں، غسل میں جائز ہے۔

م:.....اعضاء وضو پر بارش کا پانی یا بہتی ہوئی نہر میں داخل ہونے سے پانی پہنچ گیا تو وضو ہو گیا۔

م:.....وضو کے دھونے میں تقاطر (یعنی پانی کا ٹپکنا) شرط ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۱۰۲ ج ۲)

اور اس کی کم سے کم مقدار دو قطرے ہیں، پس دو یا دو سے زیادہ قطرے بہہ گئے تو بالاتفاق وضو ہو گیا۔ (عالمگیری، درمختار)

م:.....ڈاڑھی کے بالوں میں خضاب سے کوئی تہہ نہیں بنتی اس لئے اس کے اوپر مسح درست ہے۔ (حقانیہ ص ۵۰۳ ج ۲)

م:.....دوران وضو مسح بھول گیا تو بعد میں ڈاڑھی کی تری سے مسح درست ہے۔ البتہ نماز میں یاد آئے تو وہ نماز درست نہیں۔ (خیر ص ۶۸ ج ۲)

م:.....جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں وہ اعضاء وضو پر پانی بہالے، اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چہرے کو دیوار یا زمین وغیرہ سے کسی طرح مل لے، اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو بلا طہارت ہی نماز پڑھ لے۔ (محمودیہ ص ۱۵۵ ج ۱۶۔ احسن ص ۱۷ ج ۲)

م:.....مصنوعی اعضاء کی بناوٹ ایسی ہو کہ جراحی کے بغیر اس کو علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ان کی حیثیت اصل عضو کی ہوگی، وضو میں اس کا دھونا واجب ہوگا۔ اور آسانی سے علیحدہ کئے جا سکتے ہو تو وضو میں اسے الگ کر کے اصل اعضاء وضو پر پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔

(جدید فقہی مسائل ص ۸۸ ج ۱)

سنن وضو

وضو میں پندرہ سنتیں ہیں:

۱	نیت کرنا	۶	تین بار ناک میں پانی ڈالنا	۱۱	کانوں کا مسح کرنا
۲	بسم اللہ پڑھنا	۷	ڈاڑھی کا خلال کرنا	۱۲	ہر عضو کو تین بار دھونا
۳	گٹوں تک ہاتھ دھونا	۸	ہاتھوں کو انگلیوں سے دھونا	۱۳	ترتیب سے وضو کرنا
۴	مسواک کرنا	۹	ہاتھ پیر کی انگلیوں کا خلال کرنا	۱۴	پے در پے وضو کرنا
۵	تین بار کلی کرنا	۱۰	پورے سر کا ایک بار مسح کرنا	۱۵	اعضاء کو مل مل کر دھونا

سنن وضو کے مسائل

م:.....وضو کی سنتیں ترک کرنے سے ثواب میں کمی ہو جائے گی۔

(محمودیہ ۱۳۱ ج ۲۰۔ بدون نیت عبادت کا ثواب نہیں ملے گا۔ (ش ص ۹۹ ج ۱)

م:.....احناف کے نزدیک وضو میں نیت کرنا سنت ہے۔

م:.....رفع حدث وخبث کی نیت کرنا بہتر ہے۔

م:.....نیت دل کے ساتھ کرے۔ (زبان سے نیت کرنا مستحب ہے۔ (احسن ص ۹ ج ۲)

م:.....نیت منھ دھوتے وقت یا دونوں ہاتھ کلائی تک دھوتے وقت یا اس سے پہلے حتی کی استنجاء سے پہلے کر لے۔

م:.....بسم اللہ پڑھنا ہر وضو میں سنت ہے۔

(بسم اللہ سے پہلے اعوذ پڑھنے کا بھی ایک ضعیف قول ہے، مگر راجح یہ ہے کہ نہ پڑھیں۔

(احسن ص ۹ ج ۲۔ امداد الفتاوی ص ۴۱ ج ۱)

م:.....ابتدا میں بسم اللہ بھول جائے تو جب یاد آجائے پڑھ لے۔

(صاحب فتح القدیر کا رجحان یہ ہے کہ بسم اللہ ابتدا میں بھول جائے تو درمیان میں کہنے سے سنت ادا نہ ہوگی۔ص ۲۴ ج ۱۔کبیری میں بھی ایسا ہی ہے۔ص ۲۲۔(شمائل ص ۱۵۸،نماز مسنون ص ۷۵)

م:.....ستر کھلا ہو یا نجاست کی جگہ ہو تو بسم اللہ نہ پڑھے۔

م:.....کسی بھی ذکر سے بسم اللہ کی سنت ادا ہو جائی گی۔

م:.....وضو کی ابتدا میں ''بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْإِسْلَامِ'' منقول ہے۔

م:..... ابتداء وضو میں ہاتھ پاک ہوں تو کلائیوں تک تین بار دھونا سنت غیر مؤکدہ ہے۔استنجا کئے بغیر سو کر اٹھنے کی حالت میں دھونا سنت مؤکدہ ہے۔ناپاک ہو تو دھونا فرض ہے۔

م:.....برتن چھوٹا ہو تو ہاتھ اندر نہ ڈالے، بلکہ بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دائیں پر ڈالے، پھر اس کے عکس بڑا برتن ہو تو انڈیل کر دھوئے۔اگر ممکن نہ تو دائیں ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیاں ملا کر پانی نکالے۔یہ جب ہے کہ ہاتھ پاک ہو،اگر ناپاک ہو تو کسی ترکیب سے پانی نکال کر ہاتھ دھوئے۔

م:.....کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت مؤکدہ ہیں۔

(کسی بیماری یا مجبوری کی وجہ سے کلی نہ کرنا درست ہے۔(دارص ۱۰۱ ج ۲)

م:.....کلی کی حد تمام منھ کے اندر پانی پہنچ جائے اور ناک کی حد ناک کا اندر کا نرم حصہ ہے۔

م:.....مصنوعی دانت جو مستقل طور پر لگائے جائیں اور ان کو آسانی سے نکالا نہ جا سکے، یہ اصل دانت کا درجہ رکھتے ہیں۔وضو میں ان دانتوں تک پانی پہنچانا مسنون ہوگا۔

اور مستقل طور پر لگائے نہ گئے ہوں، بلکہ حسب ضرورت ان کا استعمال کیا جائے اور حسب ضرورت نکال لیا جائے۔اس کی حیثیت ایک زائد چیز کی ہوگی،اس لئے ان کو

نکالے بغیر کلی کرنے کی سنت ادا نہ ہوگی۔ (جدید فقہی مسائل ص ۸۸ ج ۱)

م:.....دونوں کے لئے ہر مرتبہ نیا پانی لے۔

م:.....ترتیب یعنی پہلے کلی کرے پھر ناک میں پانی ڈالے۔

م:.....دونوں کو تین بار کرے۔

م:.....ایک چلو سے تھوڑے میں کلی کرے پھر بقیہ ناک میں ڈالے تو سنت ادا ہو جائے گی۔ ایک چلو سے پہلے ناک میں ڈالے، پھر کلی کرے تو سنت ادا نہ ہوگی۔

م:.....روزہ نہ ہو تو دونوں میں مبالغہ کرے، (یعنی غرغرہ کرے)۔

م:.....کلی کے پانی کو باہر نکالدے، پی نہ لے۔

م:.....ناک میں پانی ڈال کر جھاڑ لے۔

م:.....احرام پہنا نہ ہو تو گنجان ڈاڑھی کا خلال کرنا اور اس کا وقت تین بار منھ دھونے کے بعد ہے۔

م:.....خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے: دائیں ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کی جڑوں میں اس طرح ڈالے کہ ہتھیلی گردن کی جانب ہو اور ہاتھ کی پشت نیچے کی طرف، پھر ڈاڑھی میں اسی دائیں ہاتھ کی انگلیاں نیچے کی طرف سے ڈال کر اوپر کو خلال کرے۔ اور داڑھی میں انگلیاں ڈالنے کی کیفیت یہ ہے کہ: داڑھی میں پانی ڈالنے کی کیفیت کے برعکس ہاتھ کی پشت گردن کی طرف اور ہتھیلی چھاتی کی طرف رہے۔ بعض کے نزدیک اس کی ترکیب یہ ہے کہ: بالوں کی نیچے سے انگلی اس طرح داخل کرے کہ ہتھیلی گردن کی طرف ہو اور ہاتھ کی پشت باہر کی طرف۔ حدیث شریف کے الفاظ سے اسی صورت کی طرف ذہن جلدی جاتا ہے۔

م:.....پوری داڑھی کا مع جانبین کے خلال کرنا چاہئے۔(خیر ص ۷۶ ج ۲)

م:.....داڑھی کا خلال ایک مرتبہ کرنا سنت ہے۔(خیر ص ۷۶ ج ۲)

م:.....ہاتھ، پاؤں کی سب انگلیوں کا خلال کرنا بالاتفاق سنت مؤکدہ ہے، جب کہ پانی انگلیوں میں پہنچ چکا ہو۔

م:.....خلال کا وقت تین دفعہ دھونے کے بعد ہے، بعض کے نزدیک ہر دفعہ دھونے کے ساتھ سنت ہے۔

(کفایت المفتی میں خلال کا وقت ابتدائے وضو میں ہاتھ دھوتے وقت لکھا ہے۔(ص ۳۱۴ ج ۲)

م:.....خلال کا طریقہ یہ ہے: ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالے اور ان سے پانی ٹپکتا ہو۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ: ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے کی پشت پر رکھے اور اوپر کے ہاتھ کی انگلیاں نیچے کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر کھینچے، اسی طرح دوسرے ہاتھ کا خلال کرے۔

بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح کرے کہ پاؤں کی انگلیوں میں نیچے سے اوپر کو خلال کرے۔ دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرے۔

م:.....دھونے کے اعضاء کو ہر ہر مرتبہ پوری طرح تین تین بار دھونا سنت مؤکدہ ہے۔

دھونے کے معنی یہ ہے پانی کے قطرے ٹپکے، بلا عذر ایک بار دھونے کی عادت بنا لینے سے گنہگار ہوگا۔

م:.....ہاتھ پاؤں کو دھونے میں ابتدا انگلی کی طرف سے کریں۔

(فتح، عالمگیری، دار ص ۱۰۰ ج ۲۔ حقانیہ ص ۵۰۶ ج ۲)

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ؒ کا رجحان یہ ہے کہ کہنیوں سے پانی بہا کر انگلیوں کی طرف لایا جائے، مگر محشی حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ نے فقہاء ؒ کی اتباع میں سے انگلی کی طرف سے ابتدا کو راجح کہا ہے)

م:.....اعضاء کو پانی ڈال کر رگڑنا اور ملنا خصوصا موسم سرما میں۔ اور جس کے اعضاء کسی مرض کی وجہ سے خشک رہتے ہوں۔

(طحطاوی ص ۴۰۔ فتح القدیر ص ۳۶ ج ۱۔ کبیری ص ۲۷۔ السعایہ ص ۱۶۳۔ شمائل کبری ص ۲۲۴ ج ۵)

م:.....سارے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا۔ ہمیشہ بغیر عذر کے پورے سر کا مسح چھوڑ دے تو گنہگار ہوگا۔

م:.....سر کے اگلے حصہ سے مسح کرنا سنت ہے۔

م:.....سر کے مسح کے لئے ہاتھ کو نئے پانی سے تر کر کے ہتھیلیاں اور انگلیاں سر کے اگلے حصہ پر رکھ کر پچھلے حصہ کی طرف لے جائے کہ سارے سر پر ہاتھ پھیر جائے۔

(دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کو تر کر کے آخری تین انگلیاں سر کے اگلے حصہ پر رکھ کر پیچھے کی طرف کھینچے اور انگوٹھے، شہادت کی انگلیاں، ہتھیلیاں سر سے الگ رکھے، اس کے بعد ہتھیلیوں کو سر کے دونوں جانب سے اوپر کی طرف کھینچے ابن ہمام نے لکھا ہے کہ یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ (تحفة الالمعی ص ۲۵۷ ج ۱)

م:.....سر کے مسح کے ساتھ دونوں کانوں کا ایک ساتھ مسح کرنا۔

م:.....انگشت شہادت سے اندر کی طرف اور انگوٹھے سے باہر کی طرف مسح کرے۔ چھنگلیاں کان کے سوراخ میں داخل کر کے حرکت دیں۔

م:.....عطر کا پھایہ کان کے نرم حصہ میں ہو تو مسح کے وقت اس کا نکالنا سنت ہے۔

(اس لئے کہ کان کے اندر کے تمام حصہ کا مسح سنت ہے اور وہ پھایہ نکالے بغیر ممکن نہیں اور

سنت کا موقوف علیہ سنت ہوتا ہے، لہذا اس کا نکالنا سنت ہے۔ (امداد الفتاوی ص ۳۵ ج ۱)

م:.....کان کے مسح کے لئے نیا پانی نہ لے، اگر پہلی تری مستعمل ہوگئی ہو تو نیا پانی لے۔

م:.....صحیح قول کی بنا پر ترتیب وضو میں سنت مؤکدہ ہے۔

(یعنی اولا ہاتھ، پھر کلی، پھر ناک، پھر چہرہ، پھر داڑھی کا خلال کرنا، پھر ہاتھ دھونا، انگلیوں کا خلال کرنا، سر کا مسح کرنا، کانوں اور گردن کا مسح کرنا، پیروں کا دھونا اور خلال کرنا۔

(شمائل کبری ص ۲۲۴ ج ۵)

م:.....پے در پے کا مطلب یہ ہے کہ وضو کے درمیان میں کسی ایسے کام میں مشغول نہ ہو جو وضو سے متعلق نہ ہو۔ اس کی حد یہ ہے کہ معتدل موسم میں پہلے دھوئے ہوئے عضو کی تری خشک نہ ہو جائے۔

مستحبات وآداب وضو

وضو میں تینتیس (۳۳) مستحبات وآداب ہیں:

۱	دائیں عضو کو پہلے دھونا	۲	گردن کا مسح کرنا
۳	پانی اندازے سے خرچ کرنا	۴	ایک مد (سیر) سے کم پانی نہ ہونا
۵	انگوٹھی وغیرہ کو حرکت دینا	۶	وضو خود کرنا، بلا عذر مدد نہ لینا
۷	کلی وناک میں دائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا	۸	بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا
۹	منھ پر پانی آہستہ ڈالنا	۱۰	اعضاء کو دھوتے وقت ہاتھ سے ملنا
۱۱	کان کے مسح میں چھوٹی انگلی ڈالنا	۱۲	موسم سرما میں اعضاء کو پہلے خوب ملنا
۱۳	مستعمل پانی سے کپڑوں کو بچانا	۱۴	نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا
۱۵	قبلہ رو بیٹھنا	۱۶	اونچی اور پاک جگہ بیٹھنا

۱۷	اطمینان سے وضو کرنا	۱۸	بلاضرورت دنیوی بات نہ کرنا
۱۹	وضو کے برتن کو تین بار دھونا	۲۰	اعضاء پر پانی کو اوپر سے ڈالنا
۲۱	پاؤں پر پانی دائیں ہاتھ سے ڈالنا	۲۲	اعضاء کو مقدار فرض سے زیادہ دھونا
۲۳	استنجاء کے کپڑے سے اعضاء کو نہ پونچھنا	۲۴	مٹی کے برتن سے وضو کرنا
۲۵	چھوٹے برتن کو بائیں طرف رکھنا	۲۶	ہاتھوں کو نہ جھاڑنا
۲۷	نماز کے لئے وضو کی نیت کرنا	۲۸	ہر عضو کو دھوتے وقت دعا پڑھنا
۲۹	وضو کا بچا ہوا پانی قبلہ رو کھڑے ہو کر پینا	۳۰	تحیۃ الوضوء کی دو رکعت پڑھنا
۳۱	وضو کے بعد کلمہ، درود شریف، دعا پڑھنا	۳۲	بلاضرورت اعضاء وضو کو نہ پونچھنا
۳۳	دوسری نماز کے وضو کے لئے تیار رہنا	۳۴	اطمینان سے وضو کرنا

مستحبات وآداب وضو کے مسائل

م:.....اوقات نماز سے پہلے وضو کرنا، مگر معذور کے لئے یہ مستحب نہیں۔

(طحطاوی ص ۴۲۔ بحر الرائق ص ۲۹ ج ۱۔ شمائل کبری ص ۲۲۵ ج ۵)

م:..... پانی کے استعمال میں تین دفعہ سے زیادہ اسراف نہ کرے اور تین دفعہ سے کم کر کے نہ بخل کرے۔

(آپ ﷺ وضو میں ایک مد پانی استعمال فرماتے تھے۔ مروجہ اوزان کے مطابق مد کا وزن ۶۸ تولہ ۳/ ماشہ ہے۔ (خیر ص ۹۱ ج ۲۔ غایت دو ڈیڑھ مد یعنی سیر سوا سیر پانی ہو۔ دار ص ۱۰۴ ج ۱۔ محمودیہ ص ۱۶۷ ج ۱۶۔ رشیدیہ ص ۲۴۵)۔ (ایک مد دو رطل یعنی ۷۹۰/ گرام (تحفۃ الالمعی ۲۷۸ ج ۱) صاحب شرح الثمیری مدظلہ نے ۸۸۴/ گرام لکھا ہے، ص ۳۲۶ ج ۱)

م:.....وضو کا برتن چھوٹا ہو تو بائیں جانب رکھنا تاکہ بائیں ہاتھ پر پانی ڈالے اور بڑا برتن

ہوتو دائیں جانب رکھے۔

م:.....لوٹے سے پانی لیتے وقت ہاتھ کو دستے پر رکھے تاکہ مستعمل پانی اندر نہ گرے۔

م:.....وضو کے آخر تک نیت کو مستحضر رکھے۔

م:..... ہر عضو کو دھوتے وقت، بسم اللہ، دعا، کلمہ، درود شریف پڑھنا۔

(ادعیہ ماثارہ کی رعایت میں مسلمان کی بات کا جواب نہ دینا مذموم ہے، لہذا کوئی مسلمان بات کرلے تو جواب دینا چاہئے گو مختصر ہی ہو، مثلا اتنا کہہ دے کہ وضو سے فارغ ہوکر بات کرتا ہوں۔ اس سے ادعیہ ماثورہ میں کوئی خلل نہیں پڑتا اور نہ اتنی بات وضو میں مکروہ ہے۔ (امداد الاحکام ص ۳۴۷ ج ۱)

م:.....کلی کرنے میں اور ناک میں پانی ڈالنے میں دائیں ہاتھ کو استعمال کرے اور ناک کو بائیں ہاتھ سے صاف کرے۔

م:.....ڈھیلی وتنگ انگوٹھی جس کے نیچے پانی پہنچ گیا ہو اس کو حرکت دے۔

م:.....دائیں ہاتھ سے اعضاء وضو پر پانی ڈالے۔

م:.....آنکھ کے باہر ٹخنوں، ایڑیوں، تلوؤں اور انگوٹھی کے نیچے برابر پانی پہنچانا۔

م:.....اعضاء کو حد سے زیادہ دھونا، یعنی ہاتھ کو نصف بازو تک اور پاؤں کو نصف پنڈلی تک مستحب ہے۔

م:.....دونوں بھوؤں اور مونچھوں کے نیچے تک پانی پہنچائیں۔

م:..... پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھوئیں اور دائیں ہاتھ سے پانی ڈالیں۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے پاؤں پر اوپر سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ملے۔

م:.....وضو میں جلدی نہ کریں، دھونے، خلال کرنے اور ملنے کو پوری طرح کریں۔

م:.....وضو کے بعد قبلہ رو کھڑے ہو کر کلمۂ شہادت پڑھیں اور آسمان کی طرف منہ کر کے شہادت کی انگلی سے اشارہ کریں۔

م:.....روزہ نہ ہو تو وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیں۔

م:.....وضو کے بعد یا درمیان میں یہ دعا پڑھیں:

﴿ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْن وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴾

(اے اللہ! مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں اور تیرے نیک بندوں میں اور ان لوگوں میں سے جن پر نہ خوف ہو اور نہ غم ہو میں سے بنا)

یا یہ دعا پڑھیں:

﴿ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ﴾۔

(اے اللہ! آپ پاک ہیں اور میں آپ کی تعریف کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ آپ کے بندے اور رسول ہیں)

م:.....بلا ضرورت اعضائے وضو کو پونچھنے میں مبالغہ نہ کرے، کہ وضو کا اثر باقی رہے۔

م:.....وضو سے فارغ ہو کر سورۂ قدر ایک یا تین مرتبہ پڑھے۔

م:.....دھوپ میں گرم شدہ پانی سے وضو نہ کرے۔

م:.....مسجد میں وضو کے لئے کسی برتن (یا جگہ) کو مخصوص نہ کر لے۔ عام جگہ اور برتن میں

وضو کرے، جب کہ اس عمل سے کسی کو تکلیف ہو، ہاں عادۃً ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

م:.....وضو میں جو کام مکروہ ہے اس کو ترک کرے۔

مکروہات وضو

وضو کے مکروہات بہت ہیں۔ اصول یہ ہیں کہ جو باتیں مستحب کے خلاف ہیں وہ مکروہ ہیں، اس سے بچنا مستحب ہے۔

چند مشہور مکروہات یہ ہیں:

۱	ناپاک جگہ پر وضو کرنا	۲	کلی کے لئے بائیں ہاتھ سے پانی لینا
۳	دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا	۴	بلا عذر دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا
۵	منھ پر زور سے پانی ڈالنا	۶	اتنا کم پانی لینا کہ مستحب وضو ادا نہ ہو
۷	پانی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا	۸	تین بار سے زیادہ اعضاء کو دھونا
۹	تین مرتبہ نیا پانی لے کر مسح کرنا	۱۰	اعضاء وضو کے علاوہ دوسرے عضو کو دھونا
۱۱	بلا ضرورت دنیوی باتیں کرنا	۱۲	وضو کے بعد ہاتھ کا پانی جھٹکنا
۱۳	مسجد کے برتن کو اپنے لئے خاص کر لینا	۱۴	عورت کے مستعمل پانی سے وضو کرنا
۱۵	وضو کے پانی میں تھوکنا، خواہ جاری ہو	۱۶	مسجد (جماعت خانہ) کے اندر وضو کرنا
۱۷	کپڑے پر اعضاء وضو سے قطرہ ٹپکانا	۱۸	بلا عذر ایک ہاتھ سے منھ دھونا
۱۹	گردن کا مسح کرنا (بدعت لکھا ہے)	۲۰	دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا
۲۱	استنجاء کے مستعمل کپڑے سے پونچھنا	۲۱	ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا
۲۳	بلا عذر کسی سے وضو میں مدد لینا	۲۴	سنت طریقہ کے خلاف وضو کرنا

مکروہات وضو کے مسائل

م:..... پانی اس قدر کم استعمال کرے کہ مستحب ادا نہ ہو یا بے جا زیادہ خرچ کرنا۔

م:..... بلا عذر ایک ہاتھ سے سر کا مسح کرنا۔ (دار ص ۱۰۲ ج ۲)

م:..... شک کی وجہ سے اعضاء کو تین بار سے زیادہ مرتبہ دھونا یا وضو سے فارغ ہو کر دوسرے وضو کی نیت سے اعضاء کو دوبارہ دھونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

م:..... استنجاء کا پانی خشک کرنے کے کپڑے سے' اعضاء وضو کو پونچھنا۔

م:..... بیسن میں وضو کرنا خلاف ادب ہے۔

(حقانیہ ص ۵۰۸ ج ۲۔ آپ کے مسائل ص ۳۳ ج ۲)

م:..... وضو کی حالت میں ستر کھلا ہوا رکھنا۔ اور ستر دیکھنا۔ (نفع المفتی ص ۳۱، سنگرہ ص ۵ ج ۲)

م:..... ایک عضو کو دھو کر خشک کرنا پھر دوسرا عضو دھونا خلاف سنت ہے۔ (سنگرہ ص ۵ ج ۲)

م:..... پانی میں پھونک مارنا۔ (شمائل کبری ص ۲۲۷ ج ۵)

م:..... غصب کردہ پانی سے وضو کرنا۔ (شامی، شمائل کبری ص ۲۲۷ ج ۵)

م:..... غضب الٰہی کی جگہوں کے پانی سے وضو کرنا۔

(شامی ص ۱۳۱ ج ۱۔ شمائل کبری ص ۲۲۸ ج ۵)

وضو کے متفرق مسائل

م:..... بطور استخفاف بلا وضو نماز پڑھنا کفر ہے۔ (خیر ص ۴۷ ج ۲)

م:..... نجاست کی جگہ پر بیٹھ کر وضو نہ کرے کہ وضو کا پانی محترم ہے۔ (نفع المفتی ص ۳۲)

م:..... ایسی جگہ پر وضو کرنا کہ پانی کے قطرے قبر پر پڑے، احتراز کرنا چاہئے۔

(امداد الفتاوی ص ۳۹ ج ۱)

م:.....بے وضو شخص کا آب زمزم سے وضو کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ دوسرا متبادل پانی مہیا ہو، ورنہ بلا کراہت جائز ہے۔(حقانیہ ص ۵۱۲ ج ۲)

م:.....وضو اور تیمّم دونوں ممکن نہ ہو تو بلا وضو ہی نماز پڑھ سکتا ہے (بعد میں ہو سکے تو قضا کر لے)۔(خیر ص ۶۷ ج ۲)

م:.....سنن وضو کا پورا ادا کرنا ضروری ہے چاہے جماعت ترک ہو جائے۔

(دارص ۱۰۲ ج ۲۔حقانیہ ص ۵۱۲ ج ۲)

م:.....کبھی تلوؤں پر ایسی کوئی چیز لگ جائے جس سے وضو میں پانی نہیں پہنچتا، اس لئے ایسے شخص کو وضو کے وقت تلوؤں کو دیکھ لینا چاہئے جو جوتا نہیں پہنتا۔عام حالات میں تلوے پر کوئی چیز نہیں لگتی اس لئے ہر وضو میں تلوؤں کو دیکھنا واجب نہیں۔(خیر ص ۵۲ ج ۲)

م:.....وضو سے پہلے پیر تر کر لینا درست ہے، مگر اسے سنت نہ سمجھیں۔(رحیمیہ ص ۴/۲۷۷)

م:.....وضو کرنے والوں کو سلام نہ کرنا چاہئے، اگر کوئی سلام کر لے تو جواب دینا اولی ہے۔(فتاوی رحیمیہ ص ۱۳۴ ج ۱)

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں: اگر وضو کی دعاؤں میں مشغول ہو تو بہتر یہ ہے کہ نہ سلام کرے نہ جواب دے۔(محمودیہ ص ۱۵۹ ج ۲۰)

م:.....وضو کرتے ہوئے اذان شروع ہو جائے تو بجائے وضو کی دعا کے بہتر یہ ہے کہ اذان کا جواب دے۔(نظام الفتاوی ص ۶۹ ج ۲)

م:.....وضو کا یقین ہے بعد میں حدث کا شک ہوا، یا حدث کا یقین ہے بعد میں وضو کا شک ہوا کہ وضو کیا یا نہیں؟ پہلی صورت میں وضو باقی ہے، دوسری صورت میں بے وضو شمار ہوگا۔

(احسن ص ۲۹ ج ۲)

م:.....وضو کے بعد شک ہوا کہ وضو صحیح ہوا یا نہیں تو وضو کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

(احسن ص ۲۹ ج ۲)

م:.....گرم پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ (حقانیہ ص ۵۱۵ ج ۲۔ آپ کے مسائل ص ۳۲ ج ۲)

وضو کا مسنون و مستحب طریقہ

جب وضو کرنے کا ارادہ ہو تو وضو کی نیت کر کے کہ میں اللہ تعالی کی رضا اور ثواب و عبادت کے لئے وضو کرتا ہوں، مٹی کے پاک صاف برتن میں پاک پانی لے کر پاک صاف اونچی جگہ قبلہ رو بیٹھ کر ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے) یا ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ﴾ (اس اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو عظمت والا ہے اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے دین اسلام کی دولت عطا فرمائی) پڑھیں، پھر دونوں ہاتھ گٹوں تک تین دفعہ یہ پڑھتے ہوئے ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْیُمْنَ وَالْبَرَکَۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الشُّوْمِ وَالْھَلَاکَۃِ﴾ (اے اللہ میں آپ سے خیر و برکت کا سوال کرتا ہوں اور نحوست و ہلاکت سے پناہ مانگتا ہوں) دھوئیں، پھر دائیں ہاتھ سے تین دفعہ کلی کریں، پھر مسواک کریں، اگر مسواک نہ ہو تو موٹے کپڑے یا انگلی سے دانت صاف کریں، اگر روزہ نہ تو غرغرہ یعنی کلی میں مبالغہ کریں، کلی کی دعا ﴿اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ وَ ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ﴾ (اے اللہ! تلاوت قرآن اور اپنے ذکر و شکر کی توفیق عطا فرما) پڑھیں، پھر دائیں ہاتھ سے تین بار، ہر مرتبہ نیا پانی لے کر ناک میں یہ دعا پڑھتے ہوئے ﴿اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِی رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِی رَائِحَۃَ النَّارِ﴾ (اے اللہ! جنت کی خوشبو نصیب فرما اور جہنم کی بدبو سے حفاظت فرما) ڈالیں، اگر روزہ نہ ہو تو پانی نتھنوں کی جڑ تک

پہنچائیں اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی ناک میں ڈال کر اسی ہاتھ سے ناک صاف کریں، پھر یہ دعا پڑھتے ہوئے ﴿اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِی یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ﴾ (اے اللہ! میرا چہرہ اس دن چمک دار بنادے جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے) تین مرتبہ پیشانی کے بالوں سے تھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اس طرح چہرہ دھوئیں کی سب جگہ پانی پہنچ جائے۔ دونوں ابروؤں اور مونچھوں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے، کوئی جگہ بال برابر بھی خشک نہ رہے۔ چہرہ پر پانی زور سے نہ ماریں، اگر احرام بندھا ہوا نہ ہو تو ڈاڑھی کا خلال کریں، پھر یہ دعا ﴿اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِی کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا﴾ (اے اللہ! میرا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں عطا فرمانا اور میرا حساب آسان فرما دیجئے) پڑھتے ہوئے تین دفعہ داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئیں، ہاتھ پر پانی ڈالنے میں انگلیوں سے ابتدا کریں، انگوٹھی، چھلہ، گھڑی وغیرہ پہنا ہو تو ان کو ہلائیں تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہے، پھر اسی طرح بایاں ہاتھ یہ دعا پڑھتے ہوئے ﴿اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ﴾ (اے اللہ! میرا نامہ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دیجئے اور نہ پشت کی طرف سے دیجئے) تین دفعہ دھوئیں۔ انگلی کا خلال کریں، اس طرح کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور پانی ٹپکتا ہوا ہو، پھر دونوں ہاتھ کو تر کر کے ایک مرتبہ یہ دعا ﴿اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ﴾ (اے اللہ! مجھے اس دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرما جس دن آپ کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا) پڑھتے ہوئے پورے سر کا مسح کریں، پھر یہ دعا ﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ﴾ (اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو اچھی سنی ہوئی بات پر عمل بھی کرتے ہیں) پڑھتے

ہوئے کانوں کا مسح کریں۔کلمہ کی انگلی سے کان کے اندر کی طرف اور انگوٹھے سے باہر کی طرف۔دونوں چھوٹی انگلی کان کے سوراخ میں ڈالے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے ایک مرتبہ یہ دعا ﴿اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ﴾ (اے اللہ! میری گردن کو جہنم سے آزاد فرمادیجئے) پڑھتے ہوئے گردن کا مسح کریں، پھر دونوں پاؤں پہلے دایاں یہ دعا ﴿اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ﴾ (اے اللہ! میرے پاؤں کو پل صراط پر ثابت قدم رکھنا جس دن وہاں بہت سے قدم پھسل رہے ہوں گے) پڑھتے ہوئے ٹخنوں سمیت تین دفعہ دھوئیں، پھر بایاں یہ دعا ﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْراً وَ سَعْیِیْ مَشْکُوْراً وَتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ﴾ (اے اللہ! میرے گناہ کو بخش دے اور میری کوشش کو قبول فرما اور میری تجارت کو خسارے سے بچا) پڑھتے ہوئے تین بار دھوئیں، ہر بار انگلی کا خلال کرے، اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے داہنے پاؤں کی چھنگلی سے شروع کر کے انگوٹھے تک پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلی پر ختم کریں۔ہر عضو کو دھوتے ہوئے بسم اللہ اور کلمہ و درود شریف بھی پڑھ لیا کریں، اگر وضو سے کچھ پانی بچ جائے تو قبلہ رخ کھڑے ہو کر پی لیں، پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کلمۂ شہادت ﴿اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ﴾ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں) پڑھ کر یہ دعا ﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ (اے اللہ! مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں میں بنا دیجئے) پڑھیں۔بعض فقہاء نے سورۂ قدر پڑھنا بھی لکھا ہے۔

(وضو کے بعد سورۂ قدر پڑھنے کی تحقیق ص:۸۲/ پر ملاحظہ فرمائیں۔مرغوب)

وضو کے دوران یہ دعا بھی پڑھا کریں ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ﴾

اے اللہ! میرے گناہ کو معاف فرما اور میرے گھر میں وسعت فرما اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

اس کے بعد وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھیں۔

نوٹ: اعضائے وضو کی دعا کی مکمل تحقیق ص ۸۸/ پر دیکھئے۔ مرغوب

مسواک کے مسائل

م:.....مسواک تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت اور پاکیزہ عادات میں سے ہے۔

م:.....مسواک سے عبادت کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ نماز کا ثواب ۷۰ کا ۷۵ گنا ہو جاتا ہے۔

م:.....مسواک وضو و نماز ہی کے وقت سنت نہیں، بلکہ جب بھی منہ میں گندگی اور بو محسوس کریں سنت ہے۔ (منہل ص ۱۸۱، شمائل کبری ص ۱۵۴ ج ۵)

م:.....مسواک وضو کی سنت ہے یا نماز کی یا دین کی؟ تیسرا قول اقوی ہے۔

م:.....وضو میں مسواک کا استعمال سنت مؤکدہ ہے۔

م:.....اگر وضو میں مسواک نہ کر سکیں تو نماز کے وقت آہستہ سے کر لیں کہ خون نہ نکلے۔

م:.....وضو میں مسواک کرنے کے باوجود نماز کے لئے بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔

م:.....مسواک وضو کے شروع میں کرے یا کلی کے وقت؟ دونوں قول ہیں۔ اکثر کا عمل دوسرے پر ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جس کو مسواک کی وجہ سے دانتوں سے خون نکلتا ہو وہ شروع میں کرے اور جس کو خون نہ نکلتا ہو وہ کلی کے وقت کرے۔

م:.....مسواک تلخ درخت کی شاخ یا جڑ کی ہو۔ افضل یہ ہے کہ پیلو کی جڑ کی ہو، پھر زیتون

کی۔نیم کیکر اور پھلاہی وغیرہ کی شاخ کی مسواک کرنا بھی درست ہے۔

م:.....پیلو کی مسواک نہ مل سکے تو کھجور کی نرم شاخ سے مسواک بنانا بہتر ہے۔

(شرح احیاء ص ۳۵۰۔شمائل ص ۱۳۵ ج ۵)

م:.....زہریلے درخت کی مسواک کرنا حرام ہے۔

م:.....مسواک کا سرا نہ زیادہ نرم ہو نہ سخت، بلکہ درمیانہ ہو۔

م:.....مسواک ٹیڑھی نہ ہو اور اس میں گرھیں نہ ہوں، اگر ہوں تو کم ہوں۔

م:.....مسواک تر لکڑی کی ہونا مستحب ہے، اگر خشک ہو تو بھگو کر تر کر لینا مستحب ہے۔

م:.....مسواک کر لینے کے بعد دھو لینا مستحب ہے۔

م:.....مسواک ہاتھ کی چھنگلی یا کسی اور انگلی کے برابر ہو۔انگوٹھے سے زیادہ موٹی نہ ہو۔اور لمبائی شروع میں زیادہ سے زیادہ ایک بالشت ہو، پھر چھوٹی ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

م:.....دائیں ہاتھ سے مسواک کرنا مستحب ہے۔

م:.....مسواک اس طرح پکڑیں کہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے برابر میں اور باقی تین انگلیاں اوپر کی جانب رہیں۔

م:.....مسواک کو دانتوں کی چوڑائی پر کریں لمبائی پر نہ کریں۔بعض حضرات نے دانتوں کی چوڑائی میں اور زبان کی لمبائی میں کرنا لکھا ہے کہ دونوں طرح کی احادیث پر عمل ہو جائے۔

م:.....مستحب یہ ہے کہ دانتوں کے ظاہر و باطن اور ڈاڑھوں کی کناروں اور تالو پر ملیں۔

م:.....مسواک زبان پر بھی کریں اور زبان پر طولا کرنا ثابت ہے۔

(النہایہ ص ۱۴۹۔السعایہ ص ۱۱۴۔تلخیص الحبیر ص ۷۷ ج ۱۔منہل ص ۱۷۸ ج ۱۔طحطاوی علی المراقی ص ۳۸۔شامی ص ۱۱۴ ج ۱۔شمائل کبری ص ۱۳۳ و ۱۳۴ ج ۵)

م:.....تین بار ہر مرتبہ نئے پانی سے دھو کر مسواک کریں، گرچہ یہ مقدار مسنون نہیں ہے، ہاں اس قدر کریں کہ منھ کی بدبو اور دانتوں کی زردی دور ہو جائے۔ (خیر ص ۵۷ ج ۲)

م:.....جس کو مسواک کرنے سے قے کا اندیشہ ہو وہ ترک کر سکتا ہے۔

مسواک کے اوقات

م:..... ہر وقت مسواک کرنا سنت ہے، جس وقت چاہے کریں۔

(کنز العمال ص ۱۱۳ ج ۹۔ شمائل ۱۱۵ ج ۵)

چند اوقات یہ ہیں:

م:.....گھر میں داخل ہوتے وقت۔ گھر سے نکلتے وقت۔

(مسلم ص ۱۲۸ ج ۱۔ ترغیب ص ۱۶۶ ج ۱۔ شمائل ۱۱۴ ج ۵)

م:.....رات میں بیدار ہونے کے وقت۔ (سبل الہدی ص ۳۰ ج ۱۔ شمائل ص ۱۱۶ ج ۵)

م:.....رات کو نماز پڑھنے کے لئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۹ ج ۱۔ شمائل ص ۱۱۶ ج ۵)

م:..... ہر نماز کے لئے وضو کرتے وقت۔ (شرح مسلم نووی ص ۱۲۷ ج ۱۔ شمائل ص ۱۲۰ ج ۵)

م:.....قرآن کریم کی تلاوت کے وقت۔ (شرح مسلم نووی ص ۱۲۷ ج ۱۔ شمائل ص ۱۲۰ ج ۵)

م:.....حدیث پاک پڑھتے وقت۔ (شرح مسلم نووی ص ۱۲۷ ج ۱۔ شمائل ص ۱۲۰ ج ۵)

م:.....لوگوں کے اجتماع کے وقت۔ (شرح مسلم نووی ص ۱۲۷ ج ۱۔ شمائل ص ۱۲۰ ج ۵)

م:..... جمعہ کے دن مسواک کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ (بخاری ص ۱۲۱ ج ۱۔ نسائی ص ۲۰۴ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۷۷۔ مجمع الزوائد ص ۳۰۳ ج ۲۔ مسند طیالسی مرتب ص ۱۴۲ ج ۱۔ شمائل ص ۱۳۱ ج ۵)

م:.....عید کے دن مسواک کرنا مستحب ہے۔

(کبیری ص ۵۶۶۔ شامی ص ۱۶۸ ج ۱۔ فتح القدیر ص ۷۱ ج ۲۔ شمائل کبری ص ۳۳۱ ج ۷)

م:.....احرام کی حالت میں مسواک کرنا چاہئے۔

(سنن کبری ص ۹۵ ج ۵۔ حالت احرام میں مردوں اور عورتوں دونوں کو مسواک کرنا مستحب ہے۔ یہی قول امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔ السعایہ ص ۱۱۴۔ شمائل ص ۱۲۴ ج ۵)

م:.....روزہ کی حالت میں حالت مسواک کرنا عمدہ عادت فرمایا۔

م:.....ہر غسل کے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔

م:.....نماز وتر کے بعد آپ ﷺ مسواک فرماتے۔

م:.....سحر کے وقت مسواک فرماتے۔

م:.....کھانے کے بعد اور کھانے سے پہلے۔ (شمائل کبری ص ۱۲۲ ج ۵)

م:.....جب منھ کا مزہ بدل جائے۔

م:.....جب منھ میں بدبو پیدا ہو جائے۔

م:.....پیاز، لہسن، لوکی وغیرہ کھانے کے بعد۔

م:.....بیڑی، سگریٹ وغیرہ مکروہات کے استعمال کے بعد زیادہ ضروری ہے کہ مسواک کا استعمال کریں کہ اس کی بدبو سے انسان وفرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

م:.....مرض الموت میں جب وقت موعود کا احساس ہو جائے۔ (شمائل کبری ص ۱۲۳ ج ۵)

مکروہات مسواک

م:.....لیٹ کر مسواک کرنا۔

م:.....مٹھی سے مسواک کرنا۔

م:.....مسواک کو چوسنا۔

م:.....مسواک کو زمین پر لٹا کر رکھنا۔

م:.....انار، ریحان، بانس اور ہر ایذا دینے والے درخت کی مسواک مکروہ ہے۔

م:.....دانتوں کے طول میں یعنی اوپر سے نیچے کرنا۔

م:.....ایک بالشت سے زیادہ لمبی مسواک رکھنا۔

م:.....بیت الخلاء میں مسواک کرنا۔

م:.....مسواک کو دونوں سروں کی طرف سے استعمال کرنا۔

م:.....اگر مسواک میں میل کچیل ہو تو اسے وضو کے پانی میں داخل کرنا۔

م:.....بلا اجازت دوسرے کی مسواک استعمال کرنا۔

م:.....مجلس میں اس طرح مسواک استعمال کرنا کہ رال ٹپکتی جائے۔

مسواک کے متفرق مسائل

م:.....احناف کے نزدیک روزے کی حالت میں زوال سے پہلے اور زوال کے بعد مسواک کا استعمال درست ہے، خواہ مسواک تر ہو یا خشک۔

م:.....سو کر اٹھنے کے بعد چاہے رات کو سوئے چاہے دن میں مسواک کرنا مستحب ہے۔ (خیر ص ۵۶ ج ۲)

م:.....احرام کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے۔

م:.....اگر مسواک سے خون نکلنے لگے یا کوئی مرض پیدا ہو جائے تو مسواک کرنا مستحب نہیں ہے۔

م:.....دانت نہ ہو تو فضیلت مسواک انگلی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ مسواک کا استعمال سنت نہیں رہتا۔ (خیر ص ۸۷ ج ۲۔ حقانیہ ص ۵۵۰ ج ۲)

م:.....غسل کے وقت بھی مسواک کرنا سنت ہے۔

م:.....نابالغ بچوں کو بھی مسواک کرانی چاہئیں تاکہ انہیں عادت ہوجائے۔

م:.....مسواک جب چھوٹی ہوجائے تو اسے دفن کردیں، یا کسی احتیاط کی پاک جگہ رکھ دیں، ناپاک جگہ نہ ڈالیں، کیونکہ یہ ادائے سنت کی چیز ہے جو قابل تعظیم ہے۔

م:.....مسواک کرنے سے پہلے دھولیں اور بعد میں بھی دھولیں۔

م:.....استعمال کے بعد اس طرح کھڑی رکھیں کہ ریشہ اوپر کی جانب ہو، لٹا کر نہ رکھیں۔

م:.....مسواک زمین پر نہ رکھیں (بلکہ کسی اونچی جگہ) دیوار وغیرہ پر رکھیں۔

(شامی ۱۱۵ ج ۱۔ شمائل ۱۵۳ ج ۵)

م:.....دوسرے کا مسواک اس کی اجازت سے کرنا جائز ہے، اور اسے دھولیں۔

(منہل ص ۱۸۱۔ شمائل ص ۱۵۴ ج ۵)

م:.....اگر اتفاق سے مسواک نہ ہو تو انگلی سے مسواک کریں۔

(شامی ص ۱۱۵ ج ۱۔ شمائل کبری ص ۱۵۵ ج ۵)

م:.....انگلی سے مسواک کرے تو ہاتھ کی انگشت شہادت سے کریں۔

(شامی ص ۱۱۵ ج ۱۔ شمائل کبری ص ۱۵۵ ج ۵)

م:.....انگوٹھے سے بھی دانت کا ملنا درست ہے۔

م:.....کسی سخت کھردرے کپڑے سے بھی دانت کو مل کر صاف کیا جاسکتا ہے۔

(شامی ص ۱۱۵ ج ۱۔ شمائل کبری ص ۱۵۵ ج ۵)

(حقانیہ ص ۴۹۹ ج ۲۔ خیر ص ۵۳ ج ۲۔ توضیح المسائل ص ۳۵۔ رحیمیہ ص ۱۲۶ ج ۱۔ امداد المفتیین ص ۲۴۲ ج ۲۔ آپ کے مسائل ص ۳۵ ج ۲۔ شمائل کبری ص ۱۵۱ ج ۵)

م:.....برش کا استعمال جائز ہے، لیکن مسواک کا استعمال صرف دانتوں کی صفائی کے لئے

نہیں، بلکہ اس میں بنیادی عنصر سنت رسول ﷺ کا اتباع ہے، اس لئے برش سے سنت ادا نہ ہوگی۔

م:.....عورتوں کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے۔

(امداد الفتاوی ص۔ خیر ص ۲۷۰۔ آپ کے مسائل ص ۳۴ ج ۲۔ شمائل کبری ص ۱۲۸ ج ۵)

م:.....مسواک کا ہدیہ دینا سنت ہے۔

(مجمع الزوائد ص ۱۰۰۔ العنایہ ص ۱۴۷۔ تلخیص الخیر ص ۷۶۔ شمائل کبری ص ۱۳۹ ج ۵)

م:.....آپ ﷺ مسواک کا ہدیہ واپس نہ فرماتے۔

(کشف الغمہ ص ۴۱۔ شمائل کبری ص ۱۳۹ ج ۵)

اقسام وضو

فرض۔: ۱:..... ہر نماز کے لئے خواہ فرض ہو، واجب ہو، سنت ہو، نفل ہو، نماز جنازہ ہو۔

۲:.....سجدۂ تلاوت کے لئے۔

۳:.....قرآن کریم کو بلا غلاف چھونے کے لئے۔

۴:.....قرآن کریم کی ایک آیت ہو، یا آیت درہم یا دیوار پر لکھی ہو سب کے لئے وضو ضروری ہے۔

۵:.....قرآن کریم کو چھونے میں آیت لکھی ہوئی جگہ اور خالی جگہ دونوں کے لئے وضو ضروری ہے۔

۶:.....قرآن کے حواشی کا چھونا بھی بلا وضو جائز نہیں ہے، گرچہ فارسی اردو وغیرہ میں ہو۔

واجب۔: خانہ کعبہ کے طواف کے لئے باوضو ہونا، گرچہ فرض ہو، واجب ہو، نفل ہو۔

سنت۔: سونے کے لئے۔ بعض نے مستحب کہا ہے اور طحاویؒ نے سنت مؤکدہ کہا ہے۔

مستحب: مستحب وضو کے مواقع بکثرت ہیں ان میں مشہور یہ ہیں:

۱:.....سونے کے لئے۔ یہ مستحب اس وقت ادا ہوگا جب نیند آنے تک وضو قائم رہے۔

۲:.....سو کر اٹھنے کے بعد فوراً وضو کرنا۔

۳:.....وضو کی محافظت کے لئے، یعنی ہر وقت باوضو رہنے کے لئے وضو کرنا۔

۴:.....وضو پر وضو کرنا، جب کہ پہلے وضو سے کوئی عبادت مقصودہ ادا کر لی ہو۔

۵:.....غیبت کرنے، جھوٹ بولنے، چغلی کرنے کے بعد۔

۶:.....ہر صغیرہ و کبیرہ گناہ کے بعد۔

۷:.....حمد و نعت اور حکمت سے خالی شعر پڑھنے کے بعد۔

۸:.....نماز کے باہر قہقہہ سے ہنسنے کے بعد۔

۹:.....میت کو غسل دینے سے پہلے اور غسل دینے کے بعد۔

۱۰:.....جنازہ اٹھانے کے لئے۔

۱۱:.....وضو ہوتے ہوئے ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا۔

۱۲:.....غسل جنابت، غسل حیض و غسل نفاس کے شروع میں۔

۱۳:.....جماع کرنے سے پہلے، اسی طرح دوبارہ جماع کرنے سے پہلے۔

۱۴:.....حیض و نفاس والی عورت کو ہر نماز کے وقت وضو کرنا۔

۱۵:.....غصہ آجانے کے وقت۔

۱۶:.....دعا کرنے سے پہلے آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔

۱۷:.....بغیر چھوئے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت کے لئے۔

۱۸:.....علم حدیث پڑھنے اور اس کی روایت کے لئے۔

۱۹:.....علوم شرعیہ کے سیکھنے اور سکھانے کے لئے۔

۲۰:.....کتب شرعیہ یعنی حدیث، فقہ وغیرہ کتب کو چھوتے وقت۔

۲۱:.....کتب تفاسیر میں تفسیر کی جگہ کو چھونے کے لئے۔

۲۲:.....اذان واقامت کے لئے۔

۲۳:..... ہر قسم کے خطبہ کے لئے، خواہ جمعہ کا ہو، عید کا ہو، نکاح کا ہو یا کوئی اور۔

۲۴:.....رسول کریم ﷺ کے قبر اطہر کی زیارت کے لے۔

۲۵:.....مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے کے لے۔

۲۶:.....وقوف عرفات کے لئے۔

۲۷:.....صفا مروہ کی سعی کے لئے۔

۲۸:.....اختلاف فقہاء سے بچنے کے لئے اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد۔

۲۹:.....اسی طرح ہر اس جگہ اختلاف فقہاء سے بچنے کے لئے وضو کرنا جہاں ہمارے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، جیسے کسی قابل شہوت غیر محرمہ عورت کو چھونے کے بعد۔

۳۰:.....اپنی شرمگاہ کو ہاتھ سے چھونے کے بعد۔

۳۱:.....عورت کے محاسن پر نظر پڑ جانے کے بعد۔

۳۲:.....مطلق طور پر اللہ تعالی کا ذکر کرنے کے لئے۔

(بہار شریعت میں چند اور مواقع کا بھی ذکر ہیں مثلا: کافر سے بدن چھو جانے۔صلیب یا بت چھونے۔کوڑھی سے مس کرنے۔بغل کھجانے سے جب کہ اس میں بدبو ہو۔کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہوجانے وغیرہ صورتوں میں وضو مستحب ہے۔(بہار شریعت ص ۱۳ ح ۲۔وضو کے متفرق مسائل)

مکروہ۔: وضو کرنے کے بعد دوبارہ وضو کرنا جب کہ پہلے وضو کے بعد مجلس تبدیل نہ ہوئی ہو، یا اس سے کوئی ایسی عبادت مقصودہ ادا نہ کی ہو جس کے لئے وضو کرنا مشروع ہے۔

حرام۔: وقف اور مدارس کے پانی سے وضو کرنا۔ (یعنی اس پانی سے جو پانی کسی اور کام کے لئے ہو)

وضو کے بعد سورۂ قدر پڑھنے کی تحقیق

عن انسؓ مرفوعا :((قال من قرأ فی اثر وضوء ہ﴿انا انزلناہ فی لیلة القدر﴾واحدة کان من الصدقین ومن قرأھا مرتین کان فی دیوان الشھداء ومن قرأھا ثلثا یحشرہ اللہ محشر الانبیاء))رواہ الدیلمی، کنز العمال۔

(اعلاء السنن ص۱۳۹ج۱۔ باب ما یقول بعد الوضوء)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جس نے وضو سے فارغ ہونے کے بعد سورۂ قدر ایک مرتبہ پڑھی وہ صدیقین میں داخل ہوگا اور جو اسے دو مرتبہ پڑھے گا اس کا نام شہداء کے دفتر میں لکھا جائے گا اور جو اسے تین مرتبہ پڑھے گا اس کا حشر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔

حضرت مولانا محمد ارشاد صاحب قاسمی مدظلہ لکھتے ہیں:

ف:۔ اسی طرح علامہ حلبیؒ نے ''کبیری شرح منیہ'' میں لکھا ہے کہ وضو کے بعد سورۂ ''انا انزلناہ'' ایک، دو، تین مرتبہ پڑھے۔ اسلاف سے یہ منقول ہے اور اس سلسلے میں جو اثر ہے وہ باب الفضائل میں داخل ہونے کی وجہ سے عمل میں کوئی حرج نہیں اور آثار میں یہ بھی ہے کہ اسے وضوء کے بعد پڑھے گا اس کے پچاس سال کے گناہ معاف ہوجائے گے۔

(حلبی ص۳۶)

خیال رہے کہ یہ مذکورہ روایت جسے بعضوں نے حدیث سمجھ کر اسے پڑھنا سنت یا مستحب قرار دیا ہے درست نہیں۔ اس کے حدیث ہونے کی کوئی اصل نہیں، ضعیف ہونا تو

دور کی بات ہے۔ملاعلی قاریؒ لکھتے ہیں:

وکذا مسئلة قرائة سورة انا انزلنا عقیب الوضوء لا اصل له وهو مفوت سنته۔

(الموضوعات ص۲۴۰،رقم الحدیث۹۴۹)

اسی طرح ''**کشف الخفاء**'' میں ہے:**لا اصل له۔**

(**کشف الخفاء** ص۲۴۱ج ارقم ۲۵۶۵۔چند حوالجات مزید درج ہیں:**المقاصد الحسنة**، ص ۶۶۴،رقم الحدیث۱۱۶۲۔**اسنی المطالب فی مختلف احادیث المراتب** ص۲۳۷،رقم ۱۴۵۵)

اسی طرح علامہ سخاویؒ مقاصد حسنہ میں تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:**لااصل له** ، اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

لہذا از روئے تحقیق اس سورہ کا پڑھنا نہ سنت ہوگا نہ مستحب۔

علامہ کبیری نے اسے ضعیف سمجھ کر باب فضائل میں معتبر ہونا نقل کیا ہے۔یہ حدیث ہی نہیں تو صحیح اور ضعیف کا کیا سوال ہوگا۔امام ابواللیث نے اسے ذکر کیا ہے: یہ اسلاف میں کسی کا قول ہے۔

فقہاء کا کسی قول کو نقل کر دینا حدیث ہونے کے لئے کافی نہیں تاوقتیکہ اس کے مأخذ اور صحت کی تحقیق نہ ہوجائے،لہذا وضوء کی سنیت یا استحباب سے خارج رہے گا۔جن لوگوں نے اسے سنت یا مستحب کسی فقیہ پر استناد کرتے ہوئے لکھا یا کہا ہے از روئے تحقیق صحیح نہیں۔خوب سمجھ لیا جائے۔**لکل فن رجال۔**

حدیث یا سنت یا فضیلت مذکورہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے تو پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی،ہاں اس کا لحاظ کئے بغیر کہ سلف سے منقول ہے،تو مطلقا پڑھنے کی اجازت ہوسکتی ہے،مگر اذکار مسنونہ کا لحاظ کرنا بہتر ہے۔(شمائل کبری ص۲۳۴ج۵)

مولانا عبداللہ طارق صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

اور وضو کے بعد سورۃ القدر پڑھنے کا بھی ذکر فقہ کی متعدد کتابوں میں ہے، لیکن وہ بھی بے اصل ہے۔ دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں اور فقیہ ابواللیث نے اپنے مقدمہ میں اسے مرفوعا روایت کیا ہے اور بہت سا اجر وثواب بیان کیا ہے، لیکن الفاظ حدیث جو ''مراقی الفلاح'' میں نقل کئے گئے ہیں خود اس کے موضوع ہونے کی شہادت دیتے ہیں اور سخاویؒ نے بھی لکھا ہے کہ یہ بے اصل ہے، لیکن تعجب ہے کہ شیخ ابراہیم حلبیؒ جیسا محقق بھی شرح منیہ میں اسے نقل کرتے ہوئے بلا تنقید گذر گیا ہے اور مزید برآں یہ کہ انہوں نے کہا ہے کہ فضائل میں اس طرح کی روایات قابل قبول ہیں، حالانکہ یہ غلط ہے۔ فضائل کے سلسلہ میں صرف ضعیف حدیث میں کچھ گنجائش ہے۔ موضوع و بے اصل کی نہیں۔

(انتخاب الترغیب والترھیب ص ۳۶۳ ج ۱)

حضرت حکیم الامتؒ کا فتوی

س:..... آپ نے ''بہشتی زیور'' میں لکھا ہے کہ بعد وضو ﴿انا انزلناہ﴾ اور دعا پڑھنا چاہئے اور ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ اس کے ثابت ہونے کی حدیث موضوع ہے اور پڑھنا اس کے خلاف سنت ہے۔ آیا ہم کس کے قول کو تسلیم کریں اور آپ نے کسی صحیح روایت سے لکھا ہو تو جواب دیں۔

ج:..... ''منیۃ المصلی'' میں ''انا انزلناہ'' پڑھنے کو لکھا ہے اور شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ نہیں لکھا کہ اس کا پڑھنا سنت یا ثواب ہے اور ملا علی قاری اگر خلاف سنت کہتے ہیں تو جب کہ اس کو کوئی سنت سمجھے ورنہ کوئی حرج نہیں، پس تعارض نہ رہا۔

فی رد المحتار تحت قوله واما الموضوع فلا يجوز العمل به بحال واما لو كان

داخلا فی اصل عام فلا مانع منه لا لجعله حدیثا بل لدخوله تحت الاصل العام اه

(ص۱۳۳ج۲)

حاشیہ میں حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم حضرت حکیم الامتؒ کی ''تصحیح الاغلاط'' سے نقل فرماتے ہیں:

حضرت مدظلہم العالی کا جواب مبنی برصحت بیان سائل ہے، ورنہ اصل حقیقت یہ ہے کہ نہ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کو موضوع کہا اور نہ اس پر عمل کو خلاف سنت بتلایا، جیسا کہ جناب مولانا عبدالحئی صاحب کی کتاب سعایہ سے یہ امر واضح ہے، چنانچہ انہوں نے لکھا ہے:

''وفی المصنوع فی معرفة الموضوع لعلی القاری حدیث من قرأ فی الفجر بالم نشرح والم تر لم یرمد قال السخاوی لا اصل له وکذا قراء ة انا انزلناه عقیب الوضوء لا اصل له وهو مفوت سنة واراد السخاوی انه لا اصل له فی المرفوع والا فقد ذکره ابواللیث المسرقندی وهو امام جلیل واما قوله وهو مفوت سنة ای سنة الوضوء ففیه ان الوضوء لیس له سنة مستقلة کما حققه الغزالی وانما یستحب ان یصلی بعد کل وضوء ولم یشترط حد فوریة ما بعده ولا ینافی قراء ة سورة وغیرها''

اه۔ (سعایہ ص۱۸۳ج۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اس کے موضوع ہونے کی نسبت علی قاریؒ کی طرف بالکل غلط ہے، بلکہ سخاوی نے اس کی نسبت ایک تو ''لااصل لہ'' کہا تھا (موضوع انہوں نے بھی نہ کہا تھا) پس ملا علی قاریؒ نے ان کے قول کی توجیہ کی اور دوسرے انہوں نے اس کو مفوت سنت کہا تھا (خلاف سنت نہ کہا تھا) علی قاریؒ نے اس کا جواب دیا پس قرأت انا انزلنا کے

حامی ہوئے، اس سے سائل کے بیان کی غلطی معلوم ہوگئی۔

اب سنو کہ سعایہ میں ہے:

فی الحلیة سئل عن احادیث ذکرها ابو اللیث فی مقدمته فی فضل قرأة سورة القدر بعد الوضوء لشیخنا الحافظ ابن حجر العسقلانی فاجاب بانه لم یثبت منها شئی عن رسول الله ﷺ لا من قوله ولامن فعله والعلماء یتساهلون فی ذکر الحدیث الضعیف والعمل به فی فضائل الاعمال اه۔

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث قرأۃ سورہ قدر ضعیف ہے نہ کہ موضوع اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سخاوی کے قول'' لا اصل له '' سے اس کا موضوع ہونا ظاہر ہوتا جب یہ امر معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ شرح منیہ میں ہے:

ومن الآداب ان یقرأ بعد الفراغ من الوضوء سورة انا انزلناه مرة او مرتین او ثلاثا کذ اتوارث عن السلف وروی فی ذٰلک آثار لا بأس بها فی الفضائل اه۔

اور سعایہ میں ہے:

وفی المقدمة الغزنویة فی فروع الحنفیة ان من المسبحات ان یقراء بعد الوضوء سورة انا انزلنه ثلث مرات لقوله علیه الصلوة والسلام من قرأ انا انزلنه علی اثر الوضوء مرة کتب الله له عبادة خمسین سنة قیام لیلها و صیام نهارها ومن قرأ ها مرتین اعطاه الله مایعطی الخلیل والکلیم والحبیب ومن قرأ ثلث مرات یفتح الله له ثمانیة ابواب الجنة فیدخلها من ای باب شاء بلا حساب ولا عذاب، وروی ایضا، ((قال من قرأ فی اثر وضوء ه﴿انا انزلناه فی لیلة القدر﴾واحدة کان من الصدقین ومن قرأها مرتین کان فی دیوان الشهداء ومن قرأها ثلثا یحشره الله محشر

الانبیاء))

ان تمام تنصیصات کے مجموعہ سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ قرأۃ سورہ ''انا انزلناہ'' بعد الوضوء اولی ہے اور اس میں اجر کی توقع ہے، گو ثواب مذکور فی الاحادیث کا اعتقاد جائز نہیں، کیونکہ یہ امر بلا نقل صاحب وحی کے معلوم نہیں ہوسکتا اور صاحب وحی سے اس کا ثبوت نہیں ہے، پس ''بہشتی زیور'' پر کچھ شبہ نہ رہا، واللہ اعلم۔ تصحیح الاغلاط ص ۳۔

(امداد الفتاوی ص ۳۱/۳۲/۳۳ ج ۱)

حضرت مولانا مفتی سید احمد علی سعید صاحب کا فتوی

س:..... میں وضوء میں دعاء ماثورہ ومنقولہ پڑھا کرتا ہوں، لیکن ایک واعظ صاحب یہاں آئے انہوں نے بتلایا کہ وضوء کے بعد سورۂ ''انا انزلنا'' کا پڑھنا بھی بہت ثواب ہے، لیکن ایک مولوی صاحب نے اس کو بدعت بتلایا۔ اس بارے میں آپ کا فتوی کیا ہے؟

ج:..... احقر نے اپنے اکابرین میں سے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ سے سنا تھا کہ وضوء کے بعد سورۂ انا نزلنا تین مرتبہ پڑھ کر منھ آسمان کی طرف کر کے دعا مانگی جائے تو جلد قبول ہوتی ہے، اس کے بعد ''کبیری شرح منیہ'' میں آداب وضوء کی بحث میں لکھا دیکھا کہ ''انا انزلناہ'' وضوء کے بعد ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ پڑھنا سلف سے ثابت ہے، چنانچہ عبارت اس کی حسب ذیل ہے:

ومن آداب ان یقرأ بعد الفراغ من الوضوء سورۃ انا انزلناہ مرۃ او مرتین او ثلاثا کذا نورث عن السلف الخ۔ (ص ۳۳)

اور اس کے ثبوت میں کچھ احادیث بھی ذکر کی گئی ہیں جن کی تضعیف ملا علی قاریؒ اور

علامہ ابن حجرؒ نے کی ہے،لیکن فضائل اعمال میں احادیث ضعیفہ پر عمل کرنے کی ممانعت نہیں ہوتی۔ بہرحال عبارت کبیری سے واضح ہے کہ وضو کے بعد ''انا انزلنا'' کا پڑھنا بھی آداب مخصوصہ میں سے ہے اور بغیر نیت سنیت پڑھنے میں بلا اختلاف کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے اپنے اکابر سے سنا ہے کہ وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر دعا مانگنا قبولیت کے لئے عجیب اثر رکھتا ہے،فقط واللہ اعلم۔ (فتاوی سعیدیہ ص ۵۔ سوال نمبر ۹)

سید احمد علی سعید الجواب صحیح محمد سہول

شامی اور ہمارے اکابر کے فتاوی: فتاوی رحیمیہ،علم الفقہ،تحفۃ الباری فی الفقہ الشافعی،غایۃ الاوطار وغیرہ میں بھی سورۂ قدر پڑھنا لکھا ہے۔

(شامی ،کتاب الطھارۃ :مطلب فی التمسح بمندیل۔فتاوی رحیمیہ ۱۳۹ ج ۷۔علم الفقہ ص ۸۰ و ۸۱ حصہ اول۔تحفۃ الباری ص ۱۰۵ ج ۱۔غایۃ الاوطار ص ۴۷ ج ۱)

بزرگوں کی ان تحریروں اور فتاوی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وضوء سے فراغت پر سورۂ قدر کا پڑھنا آداب وضو میں سے ہے،مگر اس کے سنت ہونے کا یقین نہ رکھے اور نہ حد سے زیادہ اہتمام و تاکید کریں کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور ایسے مواقع میں دونوں طرف گنجائش رہتی ہے،واللہ اعلم۔

اعضاء وضو کے وقت پڑھی جانے والی دعا کی تحقیق،از: ''شمائل کبری''

اعضاء وضو کے دھونے کے وقت جو دعائیں ذکر کی گئی ہیں وہ احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں، بیشتر صوفیاء کبار،فقہاء عظام سے منقول ہیں۔علامہ نوویؒ لکھتے ہیں:

اما الدعاء علی الاعضاء فلم یجی ء فیه شئی عن النبی ﷺ .....جاء ت عن السلف۔ (نووی شرح مسلم ص ۱۸۵ ج ۱)

اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے ''تلخیص الحبیر'' میں، علامہ زبیدی نے ''اتحاف السادہ'' میں لکھا ہے:

اما الدعاء علی الاعضاء فلم یجی ء فیه شئی عن النبی ﷺ .....جاء ت عن السلف، وقال فی الروضة لا اصل له۔ (اتحاف السادۃ ص ۳۵۲ ج ۲)

اس سلسلے کی دعائیں عموماً تین راویوں سے مروی ہیں: حضرت علیؓ، حضرت انسؓ، حضرت براء بن عازبؓ۔ ان تمام روایتوں پر حافظؒ نے ''تلخیص الحبیر'' میں نہایت ہی محققانہ کلام پیش کیا ہے۔ روایت حضرت علیؓ کے متعلق لکھتے ہیں:

عن علی من طرق ضعیفة جدا او ردها المستغفری فی الدعوات وابن عساکر فی امالیه .....واسناده من لا یعرف۔

روایت حضرت انسؓ کے متعلق لکھتے ہیں:

رواه ابن حبان فی الضعفاء وفیه عباد بن صهیب وهو متروک۔

حدیث حضرت براءؓ کے متعلق لکھتے ہیں: **اسناده واه۔**

اسی طرح علامہ طحطاویؒ نے ابن امیر الحاج کے حوالہ سے کلام کرتے ہوئے لکھا ہے:

انها ضعیفة ولم یثبت منها شئی عن رسول الله ﷺ لا من قوله ولا من فعله وطرقه کلها لا تخلوا عن متهم بوضع۔

پھر محاکمہ کرتے ہوئے قول فیصل لکھتے ہیں:

ونسبة هذه الادعیة الی السلف الصالح اولی نسبتها الی رسول الله ﷺ۔

(تلخیص الحبیر ص ۶۰)

اس کے برخلاف صاحب درمختار نے اس کا کچھ اعتبار کیا ہے۔

والدعاء الوارد عند كل وضوء وقد رواه ابن حبان و غيره عنه عليه السلام من طرق وقال محقق الشافعي الرملي فيعمل به في فضائل الاعمال وان انكره النووي۔

یہی رائے قریب قریب صاحب شرح احیاء کی معلوم ہوتی ہے۔(شرح احیاء ص ۳۵۲)

وقد تعقبه صاحب المهمات فقال ليس كذلك بل روى من طرق۔

ویسے ان کی تخریج متعدد اہل فن نے کی ہے، چنانچہ محدث زرکشیؒ نے تخریج احادیث شرح کبیر میں، محلی نے شرح منہاج میں، شیخ الاسلام زکریاؒ نے شرح روض میں، ابن فریدؒ نے شرح عباب میں کی ہے اور فقہاء نے کتب فقہ میں ذکر کیا ہے۔ صوفیاء میں علامہ مکیؒ نے قوت القلوب میں، امام غزالیؒ نے احیاء میں، شیخ شہاب نے عوارف میں۔

قول محقق یہ ہے کہ اصول حدیث و روایت کے اعتبار سے آپ سے سنداً ثابت نہیں۔ ہاں اسلاف کے اقوال میں ہے، تاہم اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ من حيث الدعاء نقلاً عن الاسلاف ثواب ہی ہے۔(شمائل کبری ص ۲۳۴ و ۲۳۵ ج ۵)

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

لیکن بزرگوں نے وضو کے دوران ہر عضو کے دھوتے وقت مستقل دعاؤں کی بھی تعلیم دی ہے۔ یہ دعائیں حضور ﷺ سے اس طرح ثابت نہیں کہ آپ وضو کے دوران فلاں عضو کو دھوتے وقت فلاں دعا پڑھا کرتے تھے اور فلاں عضو کو دھوتے وقت فلاں دعا پڑھا کرتے تھے، البتہ یہ دعائیں حضور اقدس ﷺ سے دوسرے مواقع پر پڑھنا ثابت ہے۔ بزرگوں نے وضو کے دوران اعضاء کو دھوتے وقت بھی ان دعاؤں کو پڑھنے کی تعلیم دی تاکہ انسان کا وضو کے وقت اللہ تعالی کی طرف دھیان رہے اور اللہ تعالی سے یہ دعائیں مانگتا رہے۔(اصلاحی خطبات ص ۱۲۶ ج ۱۳)

وضو کو توڑنے والی چیزیں بارہ ہیں

۱	جو چیز سبیلین سے عادت کے طور پر نکلے	۷	نیند
۲	جو چیز سبیلین سے عادت کے خلاف نکلے	۸	بیہوشی وغشی
۳	سبیلین کے علاوہ کسی اور جگہ سے خون کا نکلنا	۹	جنون
۴	پیپ یا کچ لہو کا نکلنا	۱۰	نشہ
۵	زخم یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے پانی کا نکلنا	۱۱	قہقہہ
۶	قے	۱۲	مباشرت فاحشہ

نواقض وضو کے مسائل

(۱).....جو چیز سبیلین سے عادت کے طور پر نکلے۔

م:.....سبیلین سے نکلنے والی چیز مطلقاً وضو کو توڑنے والی ہیں خواہ عادت کے طور پر نکلنے والی ہو، جیسے: پیشاب' پاخانہ' یا عادت کے طور پر نکلنے والی نہ ہو جیسے: خون اور پیپ۔

م:.....سبیلین سے عادت کے طور پر نکلنے والی جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں یہ ہیں: پاخانہ' پیشاب' ریح' منی' مذی' ودی' حیض ونفاس کا خون۔ (جو ریح مرد وعورت کے پیشاب کے مقام سے نکلے، صحیح مذہب کے موافق اس سے وضو نہیں ٹوٹتا)

م:.....پاخانہ و پیشاب اور پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی چیز خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

م:.....جس عورت کا پیشاب و پاخانہ کے مقام کا درمیانی پردہ پھٹ کر دونوں راستے ایک ہو گئے ہوں' اس کی فرج سے ریح نکلنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن وضو کر لینا مستحب ہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک وضو کرنا واجب ہے۔ بعض نے کہا: بدبو ہے تو وضو واجب' ورنہ

نہیں۔ بعض نے کہا: ریح کی آواز آئے یا بدبو ظاہر ہو تو وضو واجب ہے، ورنہ نہیں۔
(جس عورت کا پیشاب اور وطی کا مقام آپس میں مل کر ایک ہو گیا ہو، تو صحیح قول کی بنا پر آگے کے مقام سے ریح خارج ہونے پر اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا)

م:..... سبیلین سے نجاست نکلنے سے مراد اس کا ظاہر ہو جانا ہے۔ (یعنی تری کا ظہور مخرج کے سرے پر ہو جائے)۔

م:..... مرد کا پیشاب عضو تناسل کی ڈنڈی میں اتر آئے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور اس کھال میں آجائے جس کی ختنہ کی جاتی ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:..... عورت کی فرج داخل سے پیشاب نکلا اور فرج خارج سے نہیں نکلا تو وضو ٹوٹ گیا۔

م:..... جس کا عضو تناسل کٹ گیا ہو اور اس کے مقام پیشاب سے ایسی چیز نکلے جو پیشاب کے مشابہ ہو، اگر وہ اس کے روکنے پر اس طرح قادر ہو کہ وہ چاہے تو روک لے اور چاہے تو خارج کر دے تو وہ پیشاب کے حکم میں ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (اگر اس طرح قادر نہ ہو تو جب تک وہ نہ بہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا)

م:..... خنثی کے دونوں سوراخوں میں سے کسی ایک سے پیشاب نکلنے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے، خواہ بہے یا نہ بہے اور اس کا مرد یا عورت ہونا ظاہر ہو یا نہ ہو۔

م:..... ذکر میں دو سوراخ ہوں، اور ایک میں سے کوئی چیز پیشاب کے راستے سے بہتی ہو تو جب پیشاب اس کے سرے پر ظاہر ہوگا وضو ٹوٹ جائے گا۔ دوسرے سوراخ سے بہنے والی چیز پیشاب کے راستہ سے نہ بہتی ہو تو وہاں سے نکلنے والی رطوبت جب تک نہ بہے وضو نہیں ٹوٹے گا، اگر بہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:..... پیشاب کے مقام پر روئی رکھی تو جب تک پیشاب روئی میں ظاہر نہ ہو وضو نہیں

ٹوٹے گا۔اور روئی میں پیشاب ظاہر ہوجائے تو وضوٹوٹ جائے گا۔

م:.....عورت نے فرج خارج میں روئی رکھی اوراس کا اندورنی حصہ تر ہوگیا تو وضوٹوٹ گیا،خواہ تری روئی کے بیرونی حصہ تک پہنچے یا نہ پہنچے۔

م:.....عورت نے فرج داخل میں روئی رکھی اور روئی کا داخلی حصہ تر ہوگیا ہو،لیکن باہر والی جانب تک سرایت نہ کیا تو وضونہ ٹوٹے گا۔

م:.....عورت نے فرج داخل میں روئی رکھی اور تری دوسری جانب سرایت کرگئی تو اگر روئی فرج کے کنارے سے اوپر کی جانب یا کنارے کے برابر ہوتو وضوٹوٹ جائے گا۔اگر روئی کنارے سے نیچے(اندر) کی جانب ہوتو وضونہیں ٹوٹے گا۔

یہ سب احکام اس وقت ہیں جب کہ روئی باہر نہ نکل گئی ہو،اگر باہر نکل گئی ہو وہ حدث ہے،یعنی ہر حال میں وضوٹوٹ جائے گا۔

م:.....اگر کسی عورت نے حیض آنے سے پہلے اپنی فرج داخل میں روئی رکھ لی تو روئی اندرونی جانب تر ہو یا باہر کی جانب' دونوں صورتوں میں وضوٹوٹ جائے گا۔

م:.....اگر کسی شخص کا پاخانہ کا اندرونی حصہ باہر نکل آئے اوراس کو ہاتھ یا کپڑے سے اندر داخل کردے'یا خود بخود جیسے چھینک آنے سے اندر داخل ہوگئی تو اس کا وضوٹوٹ جائے گا۔

م:.....مذی اور ودی کے نکلنے سے وضوٹوٹ جائے گا۔

م:.....جو منی شہوت کے بغیر نکلے جیسے وزن اٹھانے یا بلندی سے گرنے کی وجہ سے' تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۲).....سبیلین سے جو چیز خلاف عادت نکلے۔

م:.....خلاف عادت نکلنے والی چیزیں یہ ہیں: استحاضہ کا خون' کیڑا' کنکری' زخم کا گوشت

اور حقہ کی نلی جو مقعد کے اندر غائب ہوگئی ہو، ان سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....اگر عورت نے فرج داخل میں تیل ٹپکایا اور تیل باہر نکل آیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....اگر مرد کے ذکر میں تیل سے حقنہ کیا' پھر وہ مقعد سے باہر نکل آیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....جو چیز نیچے کی طرف سے اندر تک پہنچے پھر باہر نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

م:.....اگر کسی شخص نے دبر میں پوری انگلی داخل کی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر انگلی اندر غائب نہیں ہوئی تو تری اور بو کا اعتبار ہوگا۔

م:.....اگر کسی عورت نے فرج میں انگلی داخل کی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....اگر کسی نے دبر میں لکڑی مثلاً: آلۂ حقنہ کا سرا داخل کیا' دوسرا سرا باہر رہا' تو اگر اس پر تری ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا' ورنہ نہیں، لیکن احوط یہ کہ وضو کرلے۔

م:.....مکھی دبر میں داخل ہوئی اور تری کے ساتھ نکلی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....اس مسئلہ میں قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ: کوئی چیز دبر میں داخل کی' اور وہ غائب ہوگئی' پھر اس کو نکالا یا خود بخود نکل آئی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر کسی چیز کا ایک سرا دبر میں داخل کیا اور دوسرا سیرا باہر ہے' پھر اس کو نکالا تو اگر اس پر تری ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۳).....سبیلین (پیشاب یا پاخانہ کے مقام) کے علاوہ کسی اور جگہ سے خون کا نکلنا۔

م:.....سبیلین کے علاوہ جسم کے کسی حصہ سے نجاست نکل کر جسم کے اس حصہ تک بہے جس کو پاک کرنے کا حکم ہے' تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....بہنے کی تعریف یہ ہے کہ زخم کے سرے سے اوپر کو اٹھ کر نیچے کو اترے۔

م:.....اگر خون دماغ سے اتر کر ناک کی نرم جگہ تک آجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....اگر دماغ سے خون جاری ہو کر ناک کی ہڈی تک آ جائے تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا، اگر چہ ناک کی نرم جگہ تک نہ آیا ہو۔

م:.....اگر دماغ سے خون نکل کر کان کے سوراخ تک آ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....ناک میں زخم ہو اور اس زخم سے خون بہا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....اگر بالفعل خون کا بہنا نہ پایا جائے اور بالقوۃ بہنا پایا جائے' مثلاً خون نکلتے ہوئے صاف کرتا رہا' اور وہ اتنا تھا کہ اگر نہ پونچھتا تو بہہ جاتا' تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

م:.....جمع کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ ایک مجلس میں خشک کیا ہو۔

م:.....اگر زخم سے خون نکل کر سرے پر ظاہر ہوتا رہا اور مکھی چوستی رہی، اگر وہ اس قدر تھا کہ نہ چوستی تو بہہ جاتا' تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....اگر بڑی چیچڑی یا جونک خون چوس کر پر ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....زخم سے خون خود نکلا یا نکالا' دونوں صورت میں اگر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....اگر ناک سنکنے سے بہنے والے خون کا قطرہ نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....منہ یا دانتوں سے تھوک کے ساتھ خون مل کر آئے تو' اگر خون غالب ہے یا برابر ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ غالب ہونے کی علامت یہ ہے تھوک کا رنگ سرخ ہو جائے۔

م:.....کوئی چیز چبائی' یا مسواک کی اور اس پر خون کا اثر پایا اور بہا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ بہنے کی شناخت یہ ہے کہ: جہاں سے خون نکلا وہاں انگلی' کپڑا رکھے' اگر دوبارہ خون ظاہر ہو تو گمان غالب ہے کہ وہ خون بہنے والا ہے۔

م:.....فصد لگوانے سے زیادہ خون نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا' چاہے بدن پر نہ بہے۔

م:..... پیپ بھی وضو کو توڑنے میں خون کے مانند ہے۔

م:.....بیماری سے پانی نکلنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

م:.....زخم کا پانی، کسی بیماری کے باعث ناف، پستان، آنکھ اور کان سے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ آنکھ کے دکھنے سے پانی نکلنے کے بارے میں بہت لوگ غفلت میں ہے۔

م:.....کسی چیز کو ناک کے راستہ سے اوپر کھینچا اور دماغ تک پہنچ گئی پھر منہ کے راستہ سے منہ بھر نکلی، تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....غسل کے وقت پانی کان میں داخل ہو گیا، اور وہاں رکا رہا پھر ناک سے نکلا اور پیپ بن گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....کان میں تیل ڈالا اور وہ دماغ میں رکا رہا، پھر وہ منہ سے نکلا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....زخم پر پٹی باندھی اور تری پٹی کے باہر کی طرف پھوٹ آئی یا پٹی کی طرف سے تر ہو گئی اگرچہ تری باہر نہیں پھوٹی تو بھی اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۴).....قے۔

م:.....باوضو شخص کو منہ بھر کر قے ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....منہ بھر ہونے کی حد یہ ہے کہ اس کو دقت و مشقت کے بغیر نہ روک سکے۔

م:.....قے سے وضو اس وقت ٹوٹے گا جب وہ صفرا یا سودا یا خون یا کھانا یا پانی کی ہو۔

م:.....قے چند بار ہوئی اور قے کا سبب متحد ہے، تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک متفرق قے کو اندازہ سے جمع کیا جائے گا، اگر جمع کرنے سے منہ بھر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مجلس کے متحد ہونے کا اعتبار ہے کہ ایک مجلس میں جتنی قے کرے گا اس کو جمع کیا جائے گا اور منہ بھر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اس مسئلہ کی چار

صورتیں ہیں:

اول: سبب اور مجلس دونوں کا متحد ہونا، اس صورت میں بالاتفاق جمع کیا جائے گا اور منہ بھر ہونے پر وضو ٹوٹ جائے گا۔

دوم: سبب بھی مختلف اور مجلس بھی متعدد ہو، اس صورت میں بالاتفاق جمع نہیں کیا جائے گا۔

سوم: سبب متحد اور مجلس متعدد، اس صورت میں امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جمع کیا جائے گا، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جمع نہیں کیا جائے گا۔

چہارم: سبب مختلف ہو اور مجلس متحد ہو، اس صورت میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جمع کیا جائے گا، امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جمع نہیں کیا جائے گا۔

(۵)..... نیند۔ نواقض حقیقیہ کا بیان ختم ہوا، اب نواقض حکمیہ کا بیان شروع ہوا۔ نواقض حکمیہ میں سے ایک نیند ہے۔

م:..... چت یا کروٹ پر لیٹ کر یا کہنی یا تکیہ یا کسی چیز پر ٹیک لگا کر سونے سے کہ اگر اسے ہٹا دیا جائے تو گر جائے، وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

م:..... کسی دیوار یا ستون یا آدمی یا اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر اس طرح سویا کہ اس سہارے کو ہٹا دیا جائے تو اس طرح گر پڑے کہ دونوں سرین زمین سے جدا ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:..... سجدہ میں سو جائے اور سجدہ ہیئت مسنونہ کے مطابق نہ کیا ہو، یعنی اس طرح کہ پیٹ رانوں سے اور بازو پسلیوں سے ملے ہوں، تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:..... عورت کے لئے سجدہ کی مسنون ہیئت یہ ہے کہ پیٹ رانوں سے اور بازو پسلیوں سے ملے رہیں اور زمین پر بچھے ہوئے ہوں، پس اگر سجدہ اس ہیئت سے کیا ہے، تو عورت

ومرد دونوں کا وضو نیند سے ٹوٹ جائے گا۔

م:.....چار زانو (چوکڑی مار) کر بیٹھ کر سویا اور سر رانوں پر ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....سرین ایڑیوں پر رکھ کر بیٹھنے کی حالت میں سو گیا اور پیٹ رانوں سے جا لگا اور اوندھا سونے کے مانند ہو گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....اگر کوئی شخص ایک سرین پر بیٹھ کر سو گیا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....بیٹھا ہوا سو گیا پھر منہ یا پہلو کے بل گر گیا' اور گرنے کے ذرا دیر بعد ہوشیار ہوا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....مریض کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھتا ہوا سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....ایسے جانور پر سوار ہے جس کی پیٹھ پر زین وغیرہ نہ ہو' اور سو گیا' تو اگر جانور اترائی کی طرف جانے کی حالت میں ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....تنور کے سرے پر پیر لٹکائے ہوئے بیٹھ کر سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:..... لیٹے ہوئے آدمی کو گہری اونگھ آ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ گہری کی علامت یہ ہے کہ قریب کی باتوں کی خبر نہ ہو۔

خلاصہ: سونے والے کی تیرہ حالتیں ہیں، ان میں تین میں وضو ٹوٹ جاتا ہے: (۱) کروٹ پر یا چت یا پٹ سونا۔ (۲) ایک سرین پر سونا۔ (۳) دیوار یا ستون یا آدمی وغیرہ کے سہارے سے سونا کہ اگر وہ سہارا ہٹا لیا جائے تو سونے والا گر پڑے۔

فائدہ: نیند کے علاوہ وضو کو توڑنے والی چیزوں سے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور یہ ان کی شان عظمت کے باعث ہے نہ کہ نجاست کی وجہ سے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''شرح شفاء'' میں اس پر اجماع نقل کیا ہے آنحضرت ﷺ

وضوتوڑنے والی چیزوں کے بارے میں امت کی مانند ہیں، سوائے نیند کے کہ اس کا استثناء احادیث سے ثابت ہے۔

(۶).....بیہوشی وغشی۔

م:.....بیہوشی وغشی چاہے تھوڑی ہو اور قیام وقعود وسجود ہر حال میں' اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

فائدہ: بیہوشی وغشی سے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا وضوٹوٹ جاتا ہے۔

(۷).....جنون۔

م:.....جنون' خواہ قلیل ہو یا کثیر اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

(۸).....نشہ۔

م:.....نشہ تھوڑا ہو یا زیادہ' وضوکوتوڑ دیتا ہے۔

م:..... بھنگ کے کھانے سے اگر چال میں لغزش آجائے تو وضوٹوٹ جاتا ہے۔

م:.....مرگی کے دورہ کے بعد جب افاقہ ہوجائے تو تو اس پر وضوکرنا واجب ہے۔

(۹).....قہقہہ مارنا۔

م:.....بالغ شخص بیداری میں نماز کے اندر قہقہہ کے ساتھ ہنسے تو خواہ عمدا ہو یا سہوا' اس کا وضوٹوٹ جائے گا۔

فائدہ: ''قہقہہ'' وہ ہنسی ہے جس کو ہنسنے والا اور اس کے پاس والے لوگ سن لیں، یہ نماز اور وضو دونوں کوتوڑتا ہے۔ ایسی ہنسی جس کو ہنسنے والا خود سنے اور پاس والے نہ سنیں' اس کو ''ضحک'' کہتے ہیں، اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن وضونہیں ٹوٹتا۔ ایسی ہنسی جسے نہ خود سنے اور نہ پاس والے سنیں' بلکہ صرف دانت ظاہر ہوں، اس کو ''تبسم'' کہتے ہیں' اس سے نماز اور

وضو دونوں ہی نہیں ٹوٹتے۔

م:.....نماز میں سوتے ہوئے قہقہہ سے بھی وضو اور نماز دونوں ٹوٹیں گے۔

م:.....نماز میں نابالغ کے قہقہہ سے وضو ٹوٹ جائے گا، لیکن اس کی نماز باطل نہیں ہوئی۔

م:.....نماز کا سلام پھیرتے وقت یعنی بقدر تشہد آخری قعدہ کرنے کے بعد سلام سے پہلے قہقہہ سے وضو ٹوٹ جائے گا' اور اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔

م:.....امام اور مقتدیوں نے قہقہہ مارا' اگر امام نے پہلے قہقہہ مارا تو امام کا وضو ٹوٹ گیا اور مقتدیوں کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اور پہلے مقتدیوں نے قہقہہ مارا پھر امام نے یا دونوں نے ساتھ قہقہہ مارا' تو سب کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....امام نے بقدر تشہد قعدہ کے بعد عمدا کلام کیا' پھر مقتدی نے قہقہہ مارا' تو صحیح قول کی بنا پر مقتدی کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....نماز میں کسی کا وضو ٹوٹ گیا' اور بنا کے ارادہ سے وضو کے لئے گیا اور وضو کے بعد واپس آتے ہوئے راستہ میں قہقہہ مار کر ہنسا' تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....پہلی نماز پر بنا کرنے والا شخص موزے یا سر یا ہڈی یا زخم کی پٹی پر مسح کرنا یا بعض اعضائے وضو کا دھونا بھول گیا' اور نماز شروع کرنے سے پہلے قہقہہ مارا تو وضو ٹوٹ جائے گا' اور نماز شروع کرنے کے بعد قہقہہ مارا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (یہ امتحانی مسئلہ ہے)۔

م:.....وضو اور تیمّم والے کے قہقہہ مار کر ہنسنے کا حکم یکساں ہے۔ جن صورتوں میں نماز کے اندر قہقہہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' ان سب صورتوں میں تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

م:.....قہقہہ غسل کی طہارت کو نہیں توڑتا' لیکن غسل کے ضمنی وضو کو توڑ دیتا ہے۔

م:.....کسی نے وضو کے بعض اعضاء کو دھویا' پھر پانی ختم ہو گیا تو تیمّم کر لیا' پھر نماز میں قہقہہ

لگایا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک صرف باقی اعضاء کو دھولے اور طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک پورا وضو کرے۔

م:.....نماز مظنونہ (یعنی وہ نماز جو اس گمان سے شروع کی کہ ابھی نہیں پڑھی، پھر نماز میں یقین ہوا کہ وہ پڑھ چکا ہے) میں قہقہہ مارا تو اصح یہ ہے کہ وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۱۰).....مباشرت فاحشہ۔ نواقض حکمیہ میں سے مباشرت فاحشہ بھی ہے۔

''مباشرت فاحشہ'' یہ ہے کہ مرد و عورت ننگے ہو کر شہوت کی حالت میں ایک دوسرے سے لپٹیں اور ان کی شرمگاہیں آپس میں مل جائیں۔

م:.....مباشرت فاحشہ سے شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

م:..... ننگے مرد و عورت مل جائیں اور مرد کے ذکر میں انتشار نہ ہو تو مرد کا وضو نہیں ٹوٹے گا، عورت کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

م:.....آپس میں دو مرد یا دو عورتیں یا مرد اور نابالغ لڑکا، مباشرت فاحشہ کے مرتکب ہوں تو ان کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (اور یہ فعل نہایت برا اور کبیرہ گناہ ہے)

جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

م:.....آنکھ کے زخم سے خون نکل کر ایک گوشے سے بہہ کر دوسرے گوشے تک چلا جائے، تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....اگر زخم کے اندر خون ایک جانب سے بہہ کر دوسری جانب چلا جائے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....دماغ سے خون اتر کر کان کے اندر تک آجائے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....چھوٹی چیچڑی یا، مچھر، پسو اور مکھی وغیرہ کے خون چوس لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....ناک سنکی اور جما ہوا خون کا کتلہ نکلا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....منہ یا دانتوں سے تھوک کے ساتھ خون مل کر آئے تو' اگر خون مغلوب ہے اور تھوک غالب ہے' تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....کوئی چیز چبائی' یا مسواک کی اور اس پر خون کا اثر پایا اور بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....کان' آنکھ' پستان' ناف سے پانی بغیر درد و بیماری کے نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....نزلہ میں ناک سے پانی بہے' تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ (امداد الاحکام ص ۳۵۱ ج ۱)

م:.....کسی چیز کو ناک کے راستہ سے اوپر کھینچا اور دماغ تک پہنچ گئی پھر ناک یا کان کی طرف سے واپس نکلی تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....غسل کے وقت پانی کان میں داخل ہو گیا' اور وہاں رکا رہا پھر ناک سے نکلا' تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....کان میں تیل ڈالا اور وہ دماغ میں رکا رہا' پھر کان یا ناک کے راستے سے بہہ گیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....زخم یا کان یا ناک یا منہ سے کیڑا نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....گوشت زخم سے الگ ہو کر گر پڑے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....بلغم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....قے منہ بھر سے کم ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....غذا معدہ میں پہنچنے سے پہلے ہی قے ہو جائے' اور وہ خوراک کی نالی میں سے ہی نکل جائے' تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....اگر کسی نے کیڑوں کی منہ بھر کر قے کی تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....کسی دیوار یا ستون یا آدمی یا اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر اس طرح سویا کہ اس سہارے کو ہٹا دیا جائے تو اس طرح گر پڑے کہ دونوں سرین زمین سے جدا نہیں ہوں' تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....کھڑا یا بیٹھا' رکوع کرتا ہوا سو جائے' اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....سجدہ میں سو جائے اور سجدہ ہیئت مسنونہ کے مطابق کیا ہو' یعنی اس طرح کہ پیٹ رانوں سے اور بازو پسلیوں سے جدا ہوں' تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....چار زانو یا بیٹھنے کی کسی ہیئت پر سویا یا دونوں سرین اپنی دونوں ایڑیوں پر رکھ کر سو گیا اور ان سب حالتوں میں اس کا بدن سیدھا رہا' تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....اس طرح بیٹھ کر سو جائے کہ دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہوں اور دونوں سرین زمین سے لگے ہوئے ہوں تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....جن صورتوں میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا' ان میں ظاہر الروایت کے مطابق نیند کے غلبہ سے سو جانے اور عمداً سو جانے میں کچھ فرق نہیں، اور خواہ نماز میں سوئے یا باہر۔

م:.....اس طرح اکڑوں بیٹھا کہ دونوں سرین زمین سے لگے ہوئے ہوں اور دونوں گھٹنوں کھڑے ہوں اور دونوں پنڈلیوں سے ہاتھوں کا احاطہ کر لے' اور اسی حالت میں اپنا سر اپنے گھٹنوں پر رکھ لے' اس حالت میں سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....بیٹھا ہوا سو گیا پھر منہ یا پہلو کے بل گر گیا، پس گرنے سے پہلے یا گرنے کی حالت میں زمین پر پہلو لگنے سے پہلے بیدار ہو گیا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اور گرنے کے فوراً بعد بیدار ہوا تب بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....بیٹھ کر سویا اور بار بار آگے کو جھکا اور بعض دفعہ اس کی مقعد زمین سے جدا ہو جاتی ہے

اور بعض دفعہ نہیں ہوتی تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:..... بیٹھنے کی حالت میں سونے والے نے ہاتھ زمین پر رکھا اور بیدار ہو گیا' تو جب تک جاگنے سے پہلے اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھے گا اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....ایسے جانور پر سوار ہے جس کی پیٹھ پر زین وغیرہ نہ ہو اور سو گیا' تو اگر جانور بلندی کی طرف جانے یا ہموار زمین پر چلنے کی حالت میں ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....اور ایسے جانور پر سوار ہے جس کی پیٹھ پر زین ہو اور سو گیا' تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا' اگرچہ سرین زمین پر نہ جمے۔

م:..... لیٹے ہوئے آدمی کو ہلکی اونگھ آجائے' اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہلکی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اپنے قریب کی باتیں سنتا ہو۔

خلاصہ: سونے والے کی تیرہ حالتیں ہیں، ان میں دس میں وضو نہیں ٹوٹتا: (۱) دوزانو بیٹھے ہوئے۔ (۲) چار زانو بیٹھے ہوئے۔ (۳) دونوں پاؤں ایک طرف کو نکال کر دونوں سرین زمین پر رکھے ہوئے۔ (۴) دونوں گھٹنے کھڑے کئے ہوئے اور دونوں سرین زمین پر رکھے ہوئے۔ (۵) دونوں ایڑیوں پر دونوں سرین رکھے ہوئے۔ (۶) جانور کی پیٹھ پر سوار ہو کر۔ (۷) پیدل چلتے ہوئے۔ (۸) (۹) (۱۰) قیام' رکوع اور سجدہ کی حالت میں۔

س:.....وہ کون سی نیند ہے جو وضو کو نہیں توڑتی؟

ج:..... وہ اس شخص کی نیند ہے جس کو انفلات ریح' یعنی بار بار ہوا خارج ہونے کا مرض ہو۔ (ذخیرۃ المسائل ترجمہ نفع المفتی والسائل ص ۳۶)

فائدہ: انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی خصوصیات میں سے ہے کہ لیٹ کر سونے سے ان کا وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....معتوہ (دماغی خلل والے) کا وضو نہیں ٹوٹتا۔

مجنون اور معتوہ میں فرق یہ ہے کہ جنون میں عقل زائل ہوجاتی ہے اور قوت زیادہ ہوجاتی ہے، اور حدث وغیر حدث میں تمیز نہیں کرسکتا۔ اور معتوہ کی عقل وسمجھ میں خلل آجاتا ہے اور مختلط الکلام اور فاسد التدبیر ہوجاتا ہے مگر وہ کسی کو مارتا نہیں' اور گالی نہیں دیتا۔

م:.....نماز کے باہر قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....شہر یا گاؤں میں نفل نماز اشارہ سے پڑھتے ہوئے قہقہہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس کو اشارہ سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا، کیونکہ ان کے نزدیک اس کی نماز جائز ہے۔

م:.....امام نے بقدر تشہد قعدہ کے بعد نماز سے باہر ہونے کے لئے قہقہہ مارا' اس کے بعد مقتدی نے قہقہہ مارا' تو مقتدی اگرچہ مسبوق ہو' وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....ایسے امام کے پیچھے نماز شروع کی جس کی اقتدا اس کے لئے صحیح نہیں تھی' پھر قہقہہ مارا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....نماز باطل ہونے کے بعد قہقہہ مارا یا نماز سے باہر ہونے کے بعد قہقہہ مارا' مثلاً آخری قعدہ میں بیٹھنے کے بعد امام سے پہلے سلام پھیر دیا' پھر قہقہہ مارا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:..... ننگے مرد وعورت مل جائیں اور مرد کے ذکر میں انتشار نہ ہو تو مرد کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

م:.....مباشرت فاحشہ کے بغیر مرد وعورت کے ایک دوسرے کو چھونے سے احناف کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا' خواہ شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے، لیکن اختلاف فقہاء سے بچنے کے لئے وضو کرلینا بہتر ہے، خاص طور پر جبکہ وہ امام ہو۔

م:.....گالی اور فحش گوئی سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن اس کا نور کم ہوجاتا ہے، اس لئے دوبارہ وضو کر لینا بہتر ہے۔ (امداد الاحکام ص ۳۵۶ ج ۱)

م:.....کسی عورت کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا، الا یہ کہ مذی خارج ہوجائے۔

م:.....اپنے یا کسی کے ستر دیکھنے سے یا چھونے سے یا برہنہ تصویر دیکھنے سے یا کسی حصۂ بدن کے برہنہ ہونے سے یا گڑیا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل از ص ۳۲ تا ۴۲)

م:.....محض شراب پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ نشہ نہ ہو، البتہ منہ ناپاک ہوجاتا ہے کہ شراب نجس ہے اور اس کا پینا حرام ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۳۶ ج ۲)

م:.....بیڑی، سگریٹ، حقہ، پان سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن نماز سے پہلے منہ کی بدبو کا دور کرنا ضروری ہے۔

م:.....ٹی وی دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ ٹی وی دیکھنا گناہ ہے اور گناہ کے بعد دوبارہ وضو کر لینا مستحب ہے۔

م:.....بچے کو دودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

م:.....بال اور ناخن کٹوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(''آپ کے مسائل اور ان کا حل''، از ص ۳۲ تا ۴۲)

م:.....ایسا شخص جس کے ذکر کے دو سوراخ ہوں، عموماً اس کو ایک سوراخ سے پیشاب نکلتا ہو اور اتفاقاً کسی روز دوسرے سوراخ سے پیشاب ظاہر ہوا، تو جب تک سوراخ سے باہر نکل کر نہیں بہے گا، اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(ذخیرۃ المسائل ترجمہ نفع المفتی والسائل ص ۳۳)

م:.....ایسی عورت جو ''مفضاۃ'' ہو، یعنی جس کے پاخانہ اور پیشاب کا راستہ مل گیا ہو، اس کا بدبودار ریح کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے کہ اس صورت میں یقینی نہیں کہ ہوا کا خروج پاخانہ کے راستہ سے ہوا یا پیشاب کے راستہ سے۔

(ذخیرۃ المسائل ترجمہ نفع المفتی والسائل ص ۳۴)

م:.....جس عورت کا پیشاب و پاخانہ کے مقام کا درمیانی پردہ پھٹ کر دونوں راستے ایک ہو گئے ہوں، اس کی فرج سے ریح نکلنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن وضو کر لینا مستحب ہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک وضو کرنا واجب ہے۔ بعض نے کہا: بدبو ہے تو وضو واجب، ورنہ نہیں۔ بعض نے کہا: ریح کی آواز آئے یا بدبو ظاہر ہو تو وضو واجب ہے، ورنہ نہیں۔

م:.....ریح نہ نکلے صرف ہلکی ہلکی آواز کا وہم ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۱۰ ج ۱۰)

م:.....عورت کا پستان سے دودھ نکلنا ناقض وضو نہیں۔ (عزیز الفتاوی ص ۱۸۱ ج ۱)

م:.....جو ریح مرد و عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلے، صحیح مذہب کے موافق اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

وضو کے چند جدید مسائل

ناخن پالش

م:.....ناخن پالش ان حصوں میں سے ہے جسے وضو کرتے وقت دھونا ضروری ہے۔ اور اعضائے وضو پر کسی واقعی ضرورت کے بغیر ایسی چیز لگا لینا جو پانی کو جسم تک پہنچنے نہ دے، وضو کے درست ہونے میں رکاوٹ ہے۔ وضو اسی وقت صحیح ہوگا جب اس کو کھرچ دیا جائے .....اس قسم کے پینٹ جو خواتین لگایا کرتی ہیں ضرورت نہیں ہیں، محض ''زینت'' ہیں، اس لئے وضو کرتے وقت ضروری ہوگا کہ ان کو کھرچ کر تہہ تک پانی پہنچایا جائے، جیسا کہ

''فتاوی عالمگیری'' کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ:

''او لزق باصل ظفرہ یابس او رطب لم یجز''۔(فتاوی عالمگیری ۱/۲)

ترجمہ: اگر اس کے ناخن کی جڑ سے خشک مٹی چمٹی ہوئی ہو اور اس پر سے پانی گزار دیا جائے تو کافی نہ ہوگا۔

مصنوعی دانتوں کی صورت میں وضو و غسل کے احکام

م:.....مصنوعی دانت دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو مستقل طور پر لگا دیئے جائیں اور پھر ان کو آسانی سے نکالا نہ جا سکے۔ دوسرے وہ جو بنائے ہی اس طرح جاتے ہیں کہ حسب ضرورت ان کا استعمال کیا جائے اور حسب ضرورت نکال لیا جائے۔

پہلی صورت میں یہ مصنوعی دانت اصل دانت کا درجہ رکھتے ہیں، اس لئے ان کا حکم اصل دانتوں ہی کا ہوگا۔ وضو میں ان دانتوں تک پانی پہنچانا مسنون ہوگا، اور غسل میں فرض۔ دانت نکالنے اور تہہ تک پانی پہنچانے کی ضرورت نہیں۔ یہی وجہ ہے فقہاء نے اس طرح کے دانت لگانے یا دانتوں کو سونے چاندی کے تاروں سے کسنے کی اجازت دی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس اجازت کا مطلب یہی ہوگا کہ ان کے اندرونی حصوں میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے، ورنہ اجازت بڑی پریشان کن بھی ہوگی اور بے معنی بھی۔

جب کہ دوسری صورت میں اس کی حیثیت ایک ''زائد چیز'' کی ہوگی، یعنی غسل اسی وقت درست ہو سکے گا جب اس کو نکال کر اصل جسم تک پانی پہنچ جائے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو غسل درست نہ ہوگا۔

اور چونکہ وضو میں کلی کرنا سنت ہے۔ اور فقہاء کے نزدیک کلی سے مقصود پورے منہ میں پانی پہنچانا ہے اس لئے اس کو نکالے بغیر کلی کی سنت ادا نہیں ہو پائے گی۔

مصنوعی اعضاء وضو کا حکم

م:.....مصنوعی اعضاء کے احکام بھی اسی طرح ہوں گے جو مصنوعی دانتوں کے سلسلہ میں مذکور ہوئے، یعنی اگر اس کی بناوٹ اور وضع اس نوعیت کی ہو کہ جراحی (operation) بغیر اس کو علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ان کی حیثیت اصل عضو کی طرح ہوگی۔ غسل میں اس پر پانی پہنچانا واجب ہوگا، اسی طرح اگر اعضاء وضو میں ہو تو وضو میں بھی دھونا واجب ہوگا۔

اور اگر ان کی نوعیت ایسی ہو کہ آسانی سے علیحدہ کئے جا سکتے ہوں تو غسل کے وقت اور اگر اعضائے وضو میں ہو تو وضو کے وقت اس حصے کو بھی الگ کر کے جسم کے اصل حصے پر پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔ اس کی نظیر چھٹی انگلی ہے کہ اس کو بھی اعضاء وضو میں مانا گیا ہے۔

''وان خلق له اصبع زائدة فی محل الفرض وجب غسلها مع الاصلية''۔

ترجمہ: اگر کسی کو پیدائشی طور پر زائد انگلی ہو یا محل فرض میں زائد ہاتھ ہو تو اصل عضو کے ساتھ زائد عضو کو بھی دھونا واجب ہوگا۔ (المغنی ص ۸۵ ج ۱)

بلکہ یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ محل فرض کے علاوہ کسی حصہ کا چمڑا فرض حصہ تک لٹک جائے تو اس کو دھونا بھی فرض ہو جائے گا۔

''وان تعلقت جلدة من غير محل الفرض حتى تدلت من محل الفرض وجب غسلها''

ترجمہ: اگر محل فرض کے علاوہ سے چمڑا لٹکا ہو اور وہ محل فرض سے لگ رہا ہو تو اس کا بھی دھونا واجب ہوگا۔ (المغنی ص ۸۵ ج ۱)

انجکشن کے ذریعہ خون نکالنا ناقض وضو ہے

م:.....شوگر ناپنے کے لئے جو خون نکالا جاتا ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے کہ وہ بہت قلیل مقدار میں ہوتا ہے۔

اگر انجکشن کے ذریعہ اتنا خون نکالا کہ خون بہہ پڑنے کی مقدار تک پہنچ جائے تو' وضو ٹوٹ جائے گا۔

(جدید فقہی مسائل ص ۶۲۔ فتاوی حقانیہ ص ۵۱۹ ج ۲۔ فتاوی محمودیہ (جدید) ص ۶۹ ج ۵۔ فتاوی رحیمیہ ص ۲۶۷ ج ۴۔ فقہی رسائل ص ۳۲ ج ۱)

انجکشن سے وضو ٹوٹنے کا مسئلہ

م:..... باہر سے غذا یا دوا کی صورت میں کسی چیز کا اندر جانا ناقض وضو نہیں ہے۔ انجکشن پر جسم کا تھوڑا سا خون لگا رہتا ہے، اس مقدار میں خون کا باہر آنا بھی ناقض وضو نہیں ہے۔

(جدید فقہی مسائل از ص ۹۵ تا ۶۲)

معدہ تک نلکی پہنچائی جائے

س:..... میڈیکل ٹیسٹ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ معدہ تک نلکی پہنچائی جاتی ہے اور گوشت کا کوئی ٹکڑا مزید تجزیہ کے لئے نکالا جاتا ہے۔ تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟

ج:..... اگر نلکی منہ کے راستہ سے نجاست کے حصہ تک پہونچ جائے اور نجاست سے آلودہ ہو کر واپس لوٹے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر نلکی پر نجاست نہ لگی ہو یا گوشت کا چھوٹا سا ٹکڑا نکالا ہو اور وہ نجاست سے آلودہ نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ گوشت کے ٹکڑے کا جسم سے الگ ہونا ناقض وضو نہیں ہے۔

''فصار كما لو انفصل قطعة من اللحم ، فانه لا ينقض''۔ (البحر الرائق ۸۲/۱)

اور منہ سے نکلنے والی چیز جب تک منہ بھر نہ ہو' ناقض وضو نہیں ہوتی۔

''لكن ما عليها قليل لا يملأ الفم فلا يكون حدثا''۔ (کبیری ص ۱۹۶)

اور اگر نلکی پاخانہ کے راستہ سے ڈالی اور پھر نکالی جائے' تو مطلق ناقض وضو ہے، اس پر

نجاست نظر آنا ضروری نہیں۔ (کتاب الفتاوی ص ۱۴۱ ج ۲)

پیشاب کی نلکی سے پیشاب

م:..... کسی شخص کا آپریشن کیا جائے اور پیشاب کے باہر نکلنے کے لئے خصوصی نلکی لگا دی جائے جس سے پیشاب آتا رہے، تو اس نلکی سے بھی پیشاب کا آنا ناقض وضو ہے، کیونکہ نجاست متعینہ مقام سے نکلے یا کسی جگہ سے، وہ بہرحال ناقض وضو ہے۔

(بدائع الصنائع ص ۲۴ ج ۱)

البتہ اگر مسلسل اس سے پیشاب آتا رہے اور روکنے کی قوت ختم ہو جائے تو وہ معذور کے حکم میں ہوگا اور ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کرنے کے بعد جب تک اس کے علاوہ کوئی اور ناقض وضو پیش نہ آجائے یا نماز کا وقت نہ گذر جائے وہی وضو اس کے لئے کفایت کرے گا۔ (جدید فقہی مسائل از ص ۹۵ تا ۶۲)

پائپ کے ذریعہ اندرون جسم دوا

م:..... اگر کوئی شخص بواسیر کا مریض ہو اور پائپ کے ذریعہ جسم کے اندرونی حصہ میں دوا پہنچائی جائے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' اذا خرج دبره ان عالجه بيده او بخرقة حتى ادخله تنتقض طهارته، لانه يلتزق بيده شئى من النجاسة ''۔ (جدید فقہی مسائل ۶۳)

اگر کمر سے نیچے کا حصہ بے حس کر دیا جائے

م:..... آج کل علاج کی بعض صورتوں میں ریڑھ یا کمر میں ایسے انجکشن لگائے جاتے ہیں، جس سے کمر سے نیچے کا حصہ بے حس ہو جاتا ہے۔ یہ صورت بھی ناقض وضو ہے، کیونکہ

فقہاء نے جنون، بے ہوشی اور غشی کو ناقض وضو مانا ہے۔ (جدید فقہی مسائل ۶۴)

جو خضاب بالوں تک پانی پہنچنے میں مانع ہو

م:.....اگر کسی نے باوجود ناجائز ہونے کے خالص سیاہ خضاب لگایا اور وہ پانی کی طرح پتلا ہو، اور خشک ہونے کے بعد بالوں تک پانی پہنچنے کے لئے رکاوٹ نہ بنتا ہو، تو اس صورت میں وضو اور غسل ہو جائے گا (مگر خضاب لگا رکھا ہے، اس کا مستقل گناہ ہوگا) اور اگر وہ گاڑھا ہو بالوں تک پانی پہنچنے کے لئے رکاوٹ بنتا ہو، تو پھر وضو و غسل صحیح نہ ہوگا۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۱۴۶ ج ۷/ وص ۹۳ ج ۸)

وگ کا استعمال اور وضو

م:.....مصنوعی بالوں کا استعمال جائز نہیں، نہ اس کے استعمال میں کوئی مجبوری ہے۔ مسح ان کو اتار کر کرنا چاہئے، اگر ان پر مسح کیا تو وضو نہیں ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۶ ج ۲)

وضو میں شک ہو جانے کے مسائل

م:.....وضو کے درمیان کسی عضو کے دھونے یا مسح کرنے میں شک ہوا، اگر یہ شک پہلی مرتبہ ہوا تو اس دھونے والے عضو کو دھو لے اور مسح والے عضو کا مسح کر لے۔

م:.....وضو سے فارغ ہو کر شک ہوا تو اس کی طرف التفات نہ کرے، خواہ پہلی مرتبہ شک ہو یا شک کی عادت ہو۔ اور جب تک اس عضو کے نہ دھونے کا یقین نہ ہو وہ باوضو ہے۔

م:.....کسی کو یقین ہے کہ اس نے وضو کیا تھا، اور وضو ٹوٹنے میں شک ہوا تو، اس کا وضو باقی ہے۔ (لیکن کبھی کبھی ایسا شک ہوتا ہو تو اس کو دوبارہ وضو کر لینا مستحب ہے)

م:.....کسی کو وضو کے ٹوٹ جانے کا یقین ہے اور دوبارہ وضو کرنے میں شک ہے تو وہ بے

وضو ہے اس پر وضو کرنا فرض ہے۔

م:.....وضو اور حدث دونوں کا یقین ہے کہ (حدث بھی ہوا اور وضو بھی کیا) لیکن اس میں شک ہے کہ پہلے وضو کیا تھا یا حدث؟ تو وہ شرعاً باوضو ہے۔ عامۃً وضو حدث کے بعد ہوتا ہے۔

م:.....تیمّم کرنے والا بھی شک کے مسئلہ میں وضو کرنے والے کی طرح ہے، یعنی تیمّم کا یقین ہے اور حدث میں شک ہے، یا حدث کا یقین ہے اور تیمّم میں شک ہے تو یقین پر عمل کرے اور شک کی طرف التفات نہ کرے۔ اور تیمّم اور حدث دونوں کا یقین ہے مگر تقدم و تأخر میں شک ہے، تو اس شخص کا تیمّم قائم ہے۔

م:.....کسی کو وضو کے بعد کسی ایک عضو کے نہ دھونے کا یقین ہو، مگر تعیین میں شک ہو، تو بائیں پاؤں کو دھو لے۔

م:.....اگر بائیں پاؤں کو دھونے کا یقین ہو تو اس سے پہلے عضو کا اعتبار ہوگا۔

م:.....اگر وضو کے بعد شک ہوا تو جتنا وضو کر چکا ہے اس کے آخری عضو کو دھوئے۔

م:.....امام محمد رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ کسی باوضو شخص کو بیت الخلاء میں داخل ہونا یاد ہے، مگر قضاء حاجت سے پہلے نکلا یا بعد میں، اس میں شک ہے، تو نیا وضو کرنا واجب ہے۔

م:.....وضو کے لئے بیٹھا، مگر وضو کرنے نہ کرنے میں شک ہے، تو نیا وضو واجب نہیں۔

م:.....شک ہوا کہ پیشاب گاہ سے بہنے والی چیز پانی ہے یا پیشاب؟ اگر اس نے قریب زمانہ میں پانی سے استنجا کیا ہو، یا اس کو بارہا شک ہوتا ہو، تو اس کا وضو قائم ہے۔

م:.....وضو کے بعد تری دیکھی اور پانی یا پیشاب میں شک ہے، اگر پہلی مرتبہ ہو تو وضو کا اعادہ کرے، اور اکثر وسوسہ آتا ہو، تو نماز پڑھتا رہے، اس کی طرف التفات نہ کرے۔

م:.....وسوسہ والے کو پیشاب کے بعد تہبند پر پانی چھڑک لینا چاہئے۔ یہ حیلہ قریب زمانہ میں وضو کیا ہو تو کارآمد ہے اور عضو خشک ہونے کے بعد شک ہو تو یہ حیلہ بیکار ہے۔ اور پیشاب گاہ کے سوراخ میں روئی داخل کرنا ہر حال میں کارآمد ہے۔

م:.....حدث میں شک ہونا حقیقی و حکمی دونوں قسم کے حدث کو شامل ہے۔ پس سونے یا نہ سونے کا حکم بھی حدث کی طرح ہے۔

م:..... پانی یا کپڑے کے نجس ہونے میں شک ہوا' تو اس شک کا اعتبار نہیں، وہ پاک ہے۔

م:.....کسی کو اپنے برتن' کپڑے یا بدن میں نجاست لگنے کا شک ہوا' تو جب تک نجاست کا یقین نہ ہو پاک ہے۔

م:.....کنوئیں' حوض اور مٹکے جن سے بچے بڑے' مسلم و کافر پانی پیتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں' جب تک ان میں نجاست کا ہونا یقینی نہ ہو پاک ہیں۔

کتاب الصلوۃ

قال الله تعالی:

﴿وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ﴾

سورۂ بقرہ، آیت ۴۳

عن ابی هریرةؓ قال: سمعت سول الله ﷺ یقول:

((ان اول ما یحاسب به العبد یوم القیمة من عمله صلوته فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر))

رواه الترمذی وحسنه ابوداؤد وغیره۔

روز محشر کہ جاں گساز بود اولیں پرسش نماز بود

قیامت کے دن جو کہ نفسی نفسی کا عالم ہوگا سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا

باب مواقیت الصلوۃ

نماز فجر اور عصر کے وقت کی ابتدا و انتہاء

(۱۳۹) س:..... حنفی مذہب میں نماز فجر اور عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ اور کب تک رہتا ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: فجر کے وقت میں کسی کا اختلاف نہیں نہ ابتدا میں نہ انتہاء میں۔ سب کے نزدیک فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور آفتاب نکلنے تک رہتا ہے۔ عصر کے ابتدائے وقت میں اختلاف ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک ایک مثل کے بعد عصر کا وقت آجاتا ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک بعد دو مثل کے۔ اور عصر کے آخر وقت میں کسی کا اختلاف نہیں۔ سب کے نزدیک عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ (درالمختار ص ۳۶۹ ج ۱، ۱) فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم

عصر کے وقت کی تحقیق

(۱۴۰) س:..... وقت عصر کے متعلق صحیح قول حضرت امام ابوحنیفہؒ کا کیا ہے؟ آیا سایۂ اصلی چھوڑ کر ایک سایہ یا دو؟ اور دو سایہ کا قول صحیح ہے تو جو لوگ ایک سایہ پر اذان دیتے ہیں ان کی اذان صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ مع حوالۂ کتب جواب تحریر فرمائیں۔

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: ظہر کے اول وقت میں جمہور علماء امت کا اتفاق ہے کہ زوال کے بعد سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، لیکن آخری وقت میں علماء مختلف ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک موافق دلیل ایک حدیث کے ظہر کا آخری

۱؎.....وقت صلوۃ الفجر قدمه لانه لا خلاف فی طرفیه ....من اول طلوع الفجر الثانی.....الی قبیل طلوع الخ" ووقت العصر منه الی قبیل الغروب۔ (در مختار ص ۱۳ ج ۲، کتاب الصلوۃ)

وقت سایۂ اصلی کے سوا دو مثل تک رہتا ہے اور صاحبینؒ و امام زفرؒ و ائمۂ ثلاثہؒ و امام طحاویؒ وغیرہ اماموں کا یہ مذہب ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

اور ایک مثل کی روایت خود حضرت امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے اور احادیث نبویہ پر غائر نظر ڈالتے ہوئے یہی مذہب قوی معلوم ہوتا ہے، اس لئے اکثر علماء نے ایک مثل کے مذہب کو قوی ٹھہرا کر فتوی دیا ہے کہ ایک مثل کے بعد اگر عصر پڑھ لی جائے تو یقیناً ادا ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، لیکن علماء محققین نے لکھا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ زوال کے بعد سایۂ اصلی چھوڑ کر ایک مثل کے اندر اندر جمعہ وظہر پڑھ لینی چاہئے اور عصر دو مثل کے بعد پڑھی جائے تا کہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے، لیکن سایۂ اصلی کے بعد ایک مثل پر مفتی بہ روایت کے موافق عصر کا وقت ہو جاتا ہے اور خود ایک مثل کی روایت صاحب مذہب حضرت امام ابوحنیفہؒ سے بھی موجود ہے اور صاحبینؒ و دیگر ائمہ احناف کا صحیح و قوی مسلک یہی ہے تو اگر کوئی حنفی ایک مثل پر عمل کرے تو ہرگز ہرگز قابل اعتراض نہیں، اگر چہ احوط ظہر کا ایک مثل کے قبل اور عصر کا دو مثل کے بعد پڑھنا ہے۔

ووقت الظهر من زواله الى بلوغه مثليه وعنه مثله، وهو قولهما و زفر والائمة الثلاثة،قال الامام الطحاوى : وبه نأخذ،وفى غرر الاذكار: وهو الماخوذ به، وفى البرهان: وهو الاظهر، لبيان جبريل، وهو نص فى الباب ،وفى الفيض: وعليه عمل الناس اليوم، وبه يفتى۔درمختار۔[1]

فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم و احكم۔

---

[1]……درمختار ص۱۴ ج ۲، کتاب الصلوۃ۔

شافعی امام کے پیچھے ایک مثل پر عصر پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۴۱) س:..... مؤذن حنفی ہے ،شافعی لوگ نماز عصر ساڑھے تین بجے پڑھا کرتے ہیں۔امام شافعی ہونے کی صورت میں مؤذن ودیگر حنفیوں کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟ اور امام حنفی ہونے کی صورت میں امام ودیگر حنفیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق :حنفیوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ دو مثل کے بعد عصر پڑھا کریں،لیکن اگر کسی وقت میں شافعی امام کے پیچھے ایک مثل کے بعد بھی عصر پڑھ لی گئی تو صحیح طور پر ادا ہوگئی۔فقط،واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

نصف رات کے بعد عشاء کی نماز کا حکم

(۱۴۲) س:..... عشاء کی نماز کا وقت کب تک رہتا ہے اور بارہ بجے کے بعد اخیر رات میں عشا کی نماز پڑھنے سے صحیح طور پر ادا ہوگی یا کراہت کے ساتھ؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق :عشاء کا وقت شفق کی سرخی یا سفیدی (علی اختلاف الاقوال، [۱]) زائل ہوجانے کے بعد شروع ہوجاتا ہے اور صبح صادق نکلنے کے قبل تک رہتا ہے،لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہوجاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے،اس لئے بلا وجہ اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھا کرے، بلکہ تہائی رات سے پہلے یا تہائی رات تک تاخیر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔نصف رات کے بعد مکروہ ہے۔

ووقت العشاء والوتر منہ (ای من غروب الشفق) الی الصبح۔(درمختار، [۲])

---

[۱].....و الشفق وھوالحمرۃ عندھما...وعند ابی حنیفۃؒ الشفق ھو البیاض۔

(عالمگیری ص۵۱ ج۱،الباب الاول فی المواقیت)

[۲].....درمختار ص۱۸ ج۲، کتاب الصلوۃ۔

تاخیر العشاء الی ما قبل ثلث اللیل مستحب والی ما بعدہ الی طلوع الفجر مکروہ اذا کان بغیر عذر۔(منیۃ ص۸۴، ۱)

ودرمختار، بحر، ہدایہ، فتح القدیر ۲ وغیرہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ مصرح ہے۔

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

۱.....حلبی کبیر (غنیۃ) ص۲۳۴، الشرط الخامس۔

۲.....درمختار ص۲۶ ج۲، کتاب الصلوۃ۔

بحر الرائق ص ۲۴۷ ج۱، کتاب الصلوۃ۔

ہدایہ ص۷۹ ج۱، کتاب الصلوۃ، باب المواقیت۔

فتح القدیر ص۲۰۰/۲۰۱ ج۱۔

باب الاذان والاقامة

اذان بلند آواز سے کہنا سنت ہے

(۱۴۳) س:..... ایک مسجد میں جماعت کے لئے دو چار آدمی آیا کرتے ہیں، مگر مؤذن کی آواز نہیں سنی جاتی، ایک شخص نے مؤذن سے کہا کہ اذان کیوں آہستہ دیتے ہو؟ مؤذن نے جواب دیا کہ اذان سن کر لوگ جماعت میں نہیں حاضر ہوتے، اس لئے زور سے اذان دینے سے اذان دینے والا بھی گنہگار ہوگا اور سننے والا بھی۔ کیا آہستہ اذان دی جاوے یا بلند آواز سے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: مؤذن کا جواب لغو ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اذان کسی اونچے مقام پر چڑھ کر بلند آواز سے دینا سنت ہے، اگر چہ جماعت میں آنے والے آدمی کم ہی ہوں۔

والسنة ان يوذن فى موضع عال يكون اسمع لجيرانه ويرفع صوته۔

(عالمگیری ص ۳۴ ج ۱، ۱)

ولقوله عليه السلام ((اذا كنت فى غنمك او باديتك فأذَّنتَ للصلوة فارفع صوتك بالنداء))الحديث۔ فقط، و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

(شامی ص ۴۰۵ ج ۱، ۲)

۱:..... عالمگیری ص ۵۵ ج ۱، الفصل الثانى فى كلمات الاذان۔

۲:..... قال ابن عابدينؒ تحت قوله رافعا صوته: "بحديث صحيح ((اذا كنت فى غنمك او باديتك فأذنت للصلوة فارفع صوتك بالنداء فانه لا يسمع مدى صوت المؤذن انس ولا جان ولا مدر الا شهد له يوم القيئامة))۔ (شامی ص ۵۷ ج ۲، باب الاذان، مطلب: فى اذان الجوق)

اذان کہاں دینی چاہئے؟

(۱۴۴) س:..... ایک مسجد اصحاب خیرات نے جدید تعمیر کرائی اور اذان کے لئے ایک خاص بلند جگہ تعمیر کرائی، اس خاص جگہ چار وقت اذان ہوتی ہے، مگر مغرب و جمعہ نیچے بلا کسی عذر کے ہوتی ہے۔ عرض یہ ہے کہ نیچے اذان دینا افضل ہے یا اوپر؟ خاص جگہ بنی ہے وہاں اذان دینے کا مقصد کیا ہے؟ نیچے اذان دینا افضل ہے یا اوپر؟

ج:..... حامدا و مصلیا: جب کہ اذان کے لئے ایک بلند جگہ بنائی گئی ہے اور جس میں چار وقت اذان ہوتی ہے، پھر مغرب اور جمعہ کی اذان بلا کسی عذر کے بلند جگہ پر نہ دینا اور با وجود اعلام کی ضرورت کی نیچے کے حصہ میں اذان دینا یقیناً اعلام عام کے خلاف ہے۔ مغرب اور جمعہ میں عموماً مصلی زیادہ ہوتے ہیں اور خاص کر جمعہ میں دور دور سے مسلمان مسجد میں اذان سن کر آتے ہیں، پھر کوئی وجہ معقول نہیں کہ ایسے وقت میں بلند جگہ پر اذان نہ دی جائے، جب کہ اذان کا مقصد اطلاع و عام اعلان ہے تو جمعہ میں ضرور اذان بلند جگہ پر ہی ہونی چاہئے اور تمام شہروں میں یہی دستور ہے اور اسی ضرورت کے لئے منارے بنائے جاتے ہیں۔ بہر حال بلند جگہ پر اذان دینا افضل ہے۔

وقال ابن سعد بالسند الی ام زید بن ثابتؓ: کان بیتی اطول حول المسجد، فکان بلالؓ یؤذن فوقه من اول ما أذن الی ان بنی رسول الله ﷺ مسجده فکان یؤذن بعد علی ظهر المسجد، وقد رفع له شئی فوق ظهره۔ (شامی ص ۴۰۲ ج ۱، ۱)

والسنة ان یوذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانه ویرفع صوته، (عالمگیری ۲)

۱:..... شامی ص ۵۴ ج ۲، مطلب: فی اول من بنی المنابر للاذان۔

۲:..... عالمگیری ص ۵۵ ج ۱، الفصل الثانی فی کلمات الاذان۔

وقت سے پہلے اذان دے تو اعادہ ضروری ہے

(۱۴۵) س:..... وقت سے پہلے اذان دینے سے اور صبح صادق سے پہلے اذان ہوجانے سے دوبارہ اذان کہی جائے یا نہیں؟

ج:..... وقت سے پہلے اذان صحیح نہیں، وقت پر اعادہ ضروری ہے۔ [۱] واللہ اعلم

وقت سے پہلے اذان صحیح ہے یا نہیں؟

(۱۴۶) س:..... ہمارے یہاں بروز جمعہ بارہ بج کر پندرہ منٹ پر مؤذن نے غلطی سے اذان کہدی۔ وقت مقررہ بارہ بج کر تیس منٹ ہے، تو زید نے لوگوں کو سنتوں کے پڑھنے سے روک دیا اور دوبارہ بارہ بج کر تیس منٹ پر اذان کا اعادہ کرایا، تو آجکل بارہ بج کر پندرہ منٹ پر زوال ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اور پہلی اذان جو وقت مقررہ سے پہلے ہوئی تھی وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر زوال ہوگیا اور اذان صحیح ہے تو زید کا اپنی کسی مصلحت سے اذان کا اعادہ کرانا صحیح ہوگا یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اذان صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ نماز کا وقت ہوگیا ہو، اگر وقت ہونے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی اور وقت آنے کے بعد اس کا اعادہ کرنا ہوگا۔

فی الدر المختار: وسببه بقاء دخول الوقت وهو سنة مؤكدة للفرائض الخمس وفی الشامی: دخلت الجمعة، بحر ۔ [۲] ..... فی وقتها..... فيعاد اذان

---

[۱]..... ولا يؤذن لصلوة قبل دخول وقتها ويعاد فی الوقت، لان الاذان للاعلام و قبل الوقت تجهيل (هدايه ص ۷۴ ج ۱، باب الاذان)

[۲]..... شامی ص ۴۸ ج ۲، باب الاذان۔

وقع بعضه قبله (قوله وقع بعضه)وكذا كله بالاولى، ..... كالاقامة اى فى انها تعاد اذا وقعت قبل الوقت۔[۱]

۳۰/مارچ کو جمعہ کوزوال کا وقت رنگون میں بارہ بج کر اٹھارہ منٹ پر تھا،لہذا اذان قبل از وقت ہوئی ،لہذا زید کا سنتوں سے روکنا اور دوبارہ اذان دلوانا صحیح تھا،اس لئے پہلی اذان وقت سے پہلے ہونے کی وجہ سے صحیح نہ ہوئی تھی۔و الله تعالى اعلم وعلمه اتم۔

اذان میں لفظ اکبر کو بالمد (اکبار) پڑھنا جائز نہیں

(۱۴۷)س:..... زید اذان کہتے وقت ''الله اكبر '' کو اس قدر کھینچتا ہے کہ اس کا تلفظ بڑھ کر''الله اكبار '' ہوجاتا ہے،تنبیہ کرنے پر وہ سوال کرتا ہے کہ کس قدر کھینچنا صحیح ہے اور کس صورت میں معنی بدل جاتا ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:''الله اكبر ''میں شروع اللہ کے ''الف'' کو آ اللہ پڑھنا ایسے ہی اخیر میں ''با'' پر''الف''یعنی''بار'' کہنا جائز نہیں۔''الف'' صاف بڑھانے سے معنی بدل جاتے ہیں۔

کوشش کر کے صحت حروف کی مشق کرنا ضروری ہے۔شامی میں ہے:

قوله (بغير كلماته)اى بزيادة حركة او حرف او مد او غيرها فى الاوائل والاواخر،انتهى۔[۲]

یعنی حرکت یا حروف یا مد وغیرہ کی زیادتی شروع کلمہ میں اور اخیر کلمہ میں جائز نہیں۔

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

---

[۱].....شامی ص۵۰ ج۲، باب الاذان،مطلب: فى المواضع التى يندب لها الاذان۔

[۲].....شامی ص۵۳ ج۲،قبيل مطلب:فى اول من بنى المنابر للاذان۔

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

(۱۴۸) س:..... اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق :بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔[۱] فقط، و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

اذان کے وقت تعلیم قرآن کا حکم

(۱۴۹) س:..... اذان کے وقت قرآن خود پڑھتا یا بچوں کو پڑھاتا ہے تو روک دے یا پڑھاتا رہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق :اذان کے وقت تلاوت قرآن یا تعلیم موقوف کر دینا اور اذان کو سننا اور اس کا جواب دینا افضل ہے۔(کذا فی نفع المفتی ص ۶۳ ج ۲[۲])

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

---

[۱]..... مگر مسنون نہیں۔علامہ انور شاہ صاحبؒ کی رائی یہی ہے:''والمسنون فی هذا الدعاء الا ترفع الایدی، لانه لم یثبت عن النبی ﷺ رفعها'' (فیض الباری ص ۱۶۷)

ہمارے بزرگوں کے فتاوی میں بھی یہی لکھا ہے۔دیکھئے! فتاوی رحیمیہ ص ۱۶ ج ۳۔فتاوی حقانیہ ص ۶۹ ج ۳۔خیر الفتاوی ص ۲۱۵ ج ۲۔احسن الفتاوی ص ۲۹۸ ج ۲۔فتاوی محمودیہ ص ۶۶ و ۶۹ ج ۲ و ص ۲۰۸ ج ۱۶۔حضرت حکیم الامتؒ کے فتاوی پر اس مسئلہ کی تفصیل ہے اور حاشیہ میں حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ نے عمدہ تحقیق فرمائی ہے۔جس کا خلاصہ یہ کہ:

کوئی شخص اذان کے بعد صرف دعائے ماثورہ پڑھنا چاہے تو عدم رفع افضل اور دعائے ماثورہ کے علاوہ اپنی حاجات کے لئے طویل دعا کرنا چاہے تو رفع یدا افضل ہے۔(امداد الفتاوی از: ص ۱۶۱ تا ۱۶۵ ج ۱)

[۲]..... قاری سمع الاذان فالافضل له ان یمسک ویستمع الاذان ورد الاثر ۔

(نفع المفتی والسائل ص ۴۵، ذخیرۃ المسائل ترجمہ نفع المفتی والسائل ص ۱۳۶)

افطار کی حالت میں اذان کے جواب کا حکم

(۱۵۰) س:..... رمضان کے دنوں میں روزہ دار اذان کی آواز کے منتظر رہتے ہیں، اذان کی آواز کان میں پڑتے ہی افطار کرنے لگ جاتے ہیں، اذان کا جواب نہیں دیتے تو سوال یہ ہے کہ جو لوگ جوابِ اذان ترک کر کے افطار میں لگ جاتے ہیں ان پر کسی قسم کا مؤاخذہ تو نہیں ہوگا؟ اذان کا جواب دینا شرعاً کیسا ہے اور کھانے پینے میں مشغول ہو جانا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اذان کا جواب دینا بعض فقہاء کے نزدیک واجب ہے، لیکن معتمد اور ظاہر و مفتی بہ مذہب کی رو سے مستحب ہے۔

اختلف فی الاجابة فقيل واجبة وهو ظاهر ما فی الخانية والخلاصة والتحفة واليه مال الكمالؒ، وقيل مندوبة وبه قال مالكؒ والشافعیؒ واحمدؒ وجمهور الفقهاءؒ واختاره العينی۔ (طحطاوی ص۱۰۹، ۱)

افطار کی حالت میں اذان کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

وكذا لا تجب عند الاكل۔ (بحر ص۲۶۰ ج۱، ۲)

اگر مسجد کی طرف جا رہا ہو یا مسجد ہی میں ہو تو بوجہ اجابت فعلی پائے جانے کے زبان سے اذان کا جواب دینا ضروری نہیں۔

تكلم الناس بالاجابة قال بعضهم هو الاجابة بالقدم لا باللسان حتى لو اجابه باللسان ولم يمش الى المسجد لا يكون مجيبا ولو كان حاضرا فی المسجد حين سمع الاذان فليس عليه الاجابة۔

۱..... طحطاوی ص۲۰۲، باب الاذان۔ مذکورہ عبارت میں درمیانی دو سطر ترک کی گئی ہے۔

۲..... بحر الرائق ص۲۶۰ ج۱، باب الاذان۔

اگر جواب دیا تو ثواب ملے گا، جواب نہیں دیا تو ثواب نہیں ملے گا، لیکن مکروہ و گناہ نہیں۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

(فتاوی قاضیخان ص ۷۵و۷۶ برحاشیہ عالمگیری مصری، ۱)

قبل اذان صبح کچھ سورت وکلمہ ودرود پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۵۱) س:..... بعض مسجدوں میں یہ دستور ہوگیا ہے کہ مؤذن قبل اذان صبح بآواز بلند چند سورت مخصوصہ وکلمہ اور درود پڑھا کرتا ہے، اس کے بعد اذان دیتا ہے، شرعا یہ کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: یہ رواج ودستور شرعا مامور بہ نہیں ہے، لیکن سلطان صلاح الدین غازی فاتح بیت المقدس کے زمانے تک بنی عباس وخلفاء فاطمیین پر ''السلام علیک امیر المؤمنین'' مؤذنین کہا کرتے تھے۔

جب ان خلفاء کا زمانہ ختم ہوگیا اور حکومت مصر پر سلطان صلاح الدین ایوبیؒ جیسا متشرع حاکم ہوا تو سلطان نے ''السلام علیک امیر المؤمنین'' کے لفظ کو بدل کر ''السلام علی رسول اللہ ﷺ'' کہنا جاری کیا اور یہ دستور اذان فجر کے قبل ہر رات میں مصر وشام وحجاز میں جاری رہا، پھر اس لفظ میں سلطان صلاح الدین کے محتسب کے امر سے ''الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' بڑھایا گیا۔

یہ واقعہ بدستور آٹھویں صدی ہجری میں جاری ہوا اور اس دستور پر بعض ممالک اسلام حجاز وغیرہ ملکوں میں عمل جاری ہے اور اس پر علماء امت نے انکار نہیں فرمایا اور اس کو بدعت حسنہ میں شمار کیا ہے، گو بعض مالکیہ نے اس میں اختلاف کیا اور بعضوں نے اس کو منع کیا،

۱..... ص ۷۹ ج ۱۔ وفیہ: قولہ علیہ السلام من قال مثل ما یقول المؤذن فلہ من الاجر کذا فھو کذلک ان قالہ نال الثواب الموعود فاما ان یأثم او یکرہ لہ ذلک فلا۔ (مسائل الاذان)

لیکن علماء امت نے اس کو بدعت میں شمار کیا ہے۔

قال فی النهر عن القول البدیع: والصواب من الاقوال انها بدعة حسنة وحکی بعض المالکیة الخلاف ایضا فی تسبیح المؤذنین فی الثلث الاخیر من اللیل وان بعضهم منع من ذلک وفیه نظر انتهی ملخصا۔ (شامی ص ۴۰۴ ج ۱، [۱])

بہرحال اس دستور پر عمل کرنا زیادہ سے زیادہ مباح ہوگا، کوئی ضروری شرعی مامور بہ حکم نہیں ہے، نہ اس پر عمل ضروری ہے اور نہ اس کا ترک ضروری، لہذا اس پر التزام کرنا اور نہ کرنے والوں پر جبر کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ فقط،

و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم۔

[۱].....شامی ص ۵۷ ج ۲، قبیل مطلب: فی اذان الجوق۔

باب صفة الصلوة وما يتعلق بها

بلاعمامہ نماز پڑھانا مکروہ نہیں

(۱۵۲) س:..... امام کے سر پر ٹوپی ہو اور مقتدی کے سر پر عمامہ تو نماز پڑھا سکتا ہے؟ امام ٹوپی پہن کر نماز پڑھا رہا ہے اور ایک مصلی دیر سے آ کر جماعت میں شریک ہوا' اس کے سر پر عمامہ تھا اس حالت میں کیا کرنا چاہئے؟ اگر نماز کا وقت ہو گیا اور مقتدی آ گئے اور امام کے سر پر ٹوپی ہے اور دوسرے شخص کے سر پر عمامہ تو امام کو کیا کرنا چاہئے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: بلاعمامہ نماز پڑھانا مکروہ نہیں، نہ مکروہ تحریمی نہ مکروہ تنزیہی، اگرچہ مقتدی سب کے سب عمامے باندھے ہوں اور امام بلاعمامہ ہو جب بھی نماز کسی کی مکروہ نہیں ہوتی اور بغیر عمامہ نماز پڑھانے والے سے جھگڑنا جاہلوں کا کام ہے اور اگر کسی کتاب میں بلاعمامہ نماز مکروہ لکھی ہو تو اس کے معنی ترک افضل کے ہوں گے۔ غرض کسی حال میں نماز مکروہ نہیں۔ ہاں عمامہ باندھنا افضل ہے۔ [۱]

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

رفع یدین فی الصلوة

(۱۵۳) س:..... نماز میں رفع یدین کب اور کیونکر شروع ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کو کب شروع فرمایا تھا اور کس بنا پر اور کب ترک فرمایا اور کیوں؟ کیا حضور ﷺ آخری وقت رفع

---

[۱]..... المستحب ان يصلي الرجل في ثلاثة اثواب قميص وازار وعمامة، اما لو صلى في ثوب واحد متوحشا به جميع بدنه كازار الميت تجوز صلوتة من غير كراهة۔ (کبیری ص ۲۱۶، فروع)

وقد اشتهر بين العوام ان الامام ان كان غير متعمم والمقتدون متعممين فصلا تهم مكروهة هذا ايضا زخرف القول لا دليل عليه۔ (نفع المفتی والسائل ص ۳۷/۳۸، ذخیرۃ المسائل ص ۱۹۴)

یدین ادا فرماتے تھے؟ اور منافقوں کے بت بغل میں دبا رکھنے اور آستین میں چھپا کے رکھنے کا جو واقعہ کتب میں مرقوم ہے یا زبان زد خلائق ہے اس کو رفع یدین سے کوئی تعلق ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: حنفیہ کے نزدیک رفع یدین نماز میں شروع اسلام میں ثابت تھا بعد میں منسوخ کر دیا گیا، چنانچہ علامہ عینیؒ شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

''انه كان فی بدء الاسلام ثم نسخ'' اھ۔[۱]

ترمذی، ابوداؤد طحاوی وغیرہ میں یہ روایتیں موجود ہیں۔

احادیث میں بعض اوقات میں رفع یدین ثابت ہے وہ اول امر پر محمول ہے۔

آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدینؓ سوائے تکبیر اولی کے رفع یدین نہیں کرتے تھے اور یہی عمل آپ ﷺ کا آخری زندگی میں رہا۔ اور منافقوں کی آستینوں میں بت چھپانے کی روایتیں صحیح نہیں۔ آپ ﷺ سے رفع یدین اور عدم رفع یدین دونوں ثابت ہے اور حضور ﷺ کے خلفاء راشدین کا عمل یہی رہا کہ سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہیں کرتے تھے، چنانچہ ترمذی، وابوداؤد وغیرہ میں یہ روایت ہے:

((عن علقمةؒ قال قال عبد الله بن مسعودؓ: الا اصلی بكم صلوة رسول الله ﷺ فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة))[۲]

اور ابن عدی اور ابو بکر ابن ابی شیبۃ اور دار قطنی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے

---

[۱]..... عمدۃ القاری ص ۲۷۳ ج ۵۔

[۲]..... ترمذی ص ۵۹ ج ۱، باب رفع الیدین عند الرکوع۔
ابوداؤد ص ۱۰۹ ج ۱، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع۔

روایت نقل کی ہے:

((قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمرؓ فلم یرفعوا ایدیھم عند افتتاح الصلوة)) [۱]

اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو رکوع کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ:

"لا تفعل فان ھذا شئی فعلہ رسول اللہ ﷺ ثم ترکہ" [۲]

رفع یدین میں حنفیہ کی یہ تحقیق ہے، اس کے علاوہ کب اور کیوں کا کوئی جواب نہیں۔

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

رفع یدین کا ثبوت ہے یا نہیں؟

(۱۵۴) س:..... رفع یدین کا ثبوت ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: احادیث میں دونوں طریقے رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کے وارد ہیں، [۳] جس امام کو جو روایت قوی معلوم ہوئی اس پر عمل کیا۔ شافعیوں اور حنفیوں دونوں کا عمل حدیث پر ہی ہے۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

قعدہ اخیرہ میں درود کے بعد کونسی دعا ہے؟

(۱۵۵) س:..... فرض نماز کے قعدہ اخیرہ میں "اللھم اغفرلی" یا "اللھم انی ظلمت نفسی" کے سوا دوسری دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[۱]..... مرقاۃ ص ۲۶۹ ج ۲، باب صفة الصلوة، الفصل الثالث۔

[۲]..... عمدۃ القاری ص ۲۷۳ ج ۵۔

[۳]..... اعلاء السنن ص ۵۶ ج ۳، باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح۔

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد دعا مستحب ہے۔ [۱] آخرت و دنیا کی جو دعا کی جائے جائز ہے اور دعائے ماثورہ کا پڑھنا افضل ہے۔مختلف دعائیں احادیث میں وارد ہیں۔سوال میں جو دعائیں لکھی گئی ہیں [۲] ان کے سوا اور دعائیں بھی منقول ہیں، مثلا:

"اللهم انی اعوذبک من عذاب جهنم ومن عذاب القبر ومن فتنة المحيا والممات ومن شر فتنة المسيح الدجال" وفی روایة "اللهم انی اعوذبک من المأثم والمغرم" وفی روایة "اللهم انی اسئلک الجنة واعوذبک من النار"۔(بخاری ومسلم، [۳])

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

---

[۱].....''الجمهور علی انه مستحب '' طاؤسؒ وجوب کے قائل ہیں، حتی کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو اس دعا کے نہ پڑھنے پر نماز کے اعادہ کا حکم فرمایا۔(شرح الطیبی ص۳۷۲ ج۲)

''ویسن الدعاء بعد الصلوة علی النبی ﷺ'' ۔(مراقی الفلاح ص۲۲۰)

وفی الدر المختار ودعاء بالأدعية المذكورة فی القرآن والسنة لا بما يشبه كلام الناس '' وفی الشامی '' من سنن القعدة الأخيرة الدعاء بما شاء من صلاح الدين والدنيا لنفسه ولوالديه ولاستاذه و جميع المؤمنين "۔(شامی ص۲۳۳/۲۳۵ ج۲،مطلب: فی الدعاء بغیر العربیة)

[۲].....((عن ابی بکر الصدیقؓ قال : قلت یا رسول الله ! علمنی دعاء ادعو به فی صلوتی ،قال قل : اللهم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب فاغفرلی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم))۔(بخاری ص۱۱۵ ج۱،باب الدعاء قبل السلام)

[۳].....عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ اخبرته ان رسول الله ﷺ کان یدعو فی الصلوة: اللهم انی اعوذبک من عذا ب القبر، واعوذ بک من فتنة المسیح الدجال، واعوذبک من فتنة المحیا وفتنة الممات، اللهم انی اعوذبک من المأثم والمغرم))

(بخاری ص۱۱۵ ج۱،باب الدعاء قبل السلام ۔مسلم ص۲۱۷ ج۲،باب استحباب التعوذ من عذاب القبر وعذاب جهنم وفتنة المحیا والممات الخ، مسلم شریف میں مختلف الفاظ سے یہ روایت منقول ہے)

سعی المرغوبین علی ترک رفع الیدین

حضرتؒ کے مسودات میں ایک مختصر تحریر ترک رفع یدین پر موصول ہوئی تو مناسب معلوم ہوا کہ اسے بھی مرغوب الفتاوی میں شامل کرلیا جائے، چونکہ دادا ؒ کی تحریر پر راقم کا حاشیہ تھا اس لئے اسے ''سعی المرغوبین علی ترک رفع الیدین'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔

از

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری

تحشیہ وتحقیق

مرغوب احمد لاجپوری

حضرتؒ کی ترک رفع یدین کے بارے میں ایک نایاب تحریر

قولہ((وکان یفعل ذالک))الخ۔ ۱ اس حدیث میں دو امر مختلف فیہ ہیں:

اولا یہ کہ((یرفع یدیه حذو منکبیه))اس کا جواب تو یہ ہے کہ دونوں امر آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں۔بعض روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے تھے، چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے اور بعض روایات میں صراحۃً یہ الفاظ مذکور ہیں کہ آپ ﷺ ہاتھوں کو کان کی لو تک اٹھاتے تھے۔ ۲ یہ تو زیادہ جھگڑے کی بات نہیں ہے۔

ثانیاً یہ کہ''وکان یفعل ذالک ''الخ،اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت

۱..... یہ روایت بخاری شریف کی ہے،اس کے الفاظ یہ ہیں:

" قال ابن عمرؓ: رأیت رسول الله ﷺ اذاقام فی الصلوة رفع یدیه حتی تکونا حذو منکبیه وکان یفعل ذلک حین یکبر للرکوع ویقول : سمع الله لمن حمده ولا یفعل ذلک فی السجود"۔(بخاری ص۱۰۲ ج۱،باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے مقابل ہوگئے اور حضور ﷺ یہی عمل کرتے تھے جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تھے اور یہی عمل کرتے تھے جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے اور''سمع الله لمن حمده '' کہتے تھے اور سجدوں میں یہ عمل نہیں کرتے تھے۔(تسہیل ادلہ کاملہ ص۲۷)

۲..... ''عن البراء ان رسول الله ﷺ کان اذا افتتح الصلوة رفع یدیه الی قریب من اذنیه ثم لا یعود''۔

(ابوداؤد ص۱۰۹ ج۱،باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع۔شرح معانی الآثار ص۱۱۰،باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع هل مع ذلک رفع ام لا؟۔مصنف ابن ابی شیبۃ ص۲۶۷ ج۱، تحت باب من کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لایعود)

ﷺ رفع یدین فرماتے تھے اور مسلک حنفیہ اس کے خلاف ہیں۔ [۱] ہم میں اور غیر مقلدوں میں جو باہمی نزاع ہو رہا ہے اس کی بناء یہ اختلاف نہیں کہ وہ تو رفع یدین کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے، اگر یہی باعث نزاع ہو تو اولاً شافعیہ سے ہونا چاہئے، [۲] اس سے معلوم ہوا کہ یہ وجہ نہیں، بلکہ وجہ صرف یہی ہے کہ خواہشات نفسانی اور ہوا و ہوس یہ باعث اختلاف ہیں، چنانچہ دیوبند وغیرہ بعض موقعوں میں یہ واقعات پیش آئے کہ کسی حنفیہ کی مساجد میں کسی نے رفع یدین و آمین بالجہر کی اور حنفیہ چونکے، مگر جب یہ کہہ دیا کہ یہ شافعی ہے تمام جوش و خروش دفع ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف باعث نزاع نہیں۔

اب رہا اس حدیث کے متعلق حنفیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ امر ابتدائے اسلام میں

---

[۱].....حنفیہ کے نزدیک رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مکروہ یعنی خلاف اولی ہے۔ شامی میں ہے:

" (قوله الا فی سبع) اشار الی انه لا یرفع عند تکبیرات الانتقالات خلافا للشافعی واحمد فیکره عندنا ولا تفسد الصلوة"۔

ترجمہ: صاحب درمختار نے اپنے قول " الا فی سبع " سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ تکبیرات انتقالیہ کے وقت ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے، اس مسئلہ میں امام شافعیؒ اور امام احمد کا اختلاف ہے، پس ہاتھ اٹھانا ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (شامی ص ۴۷۳ ج ۱۔ ادلہ کاملہ ص ۲۵)

[۲].....اس لئے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک رفع یدین سنت ہے۔ امام شافعیؒ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

" وبهذا نقول، فنأمر کل مصل اماما او مأموما، او منفردا، رجلا او امرأة، ان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة واذا کبر للرکوع واذا رفع رأسه من الرکوع "۔

ترجمہ: یہی ہمارا مذہب ہے، چنانچہ ہم ہر نمازی کو حکم دیتے ہیں خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد، مرد ہو یا عورت کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے جب نماز شروع کرے، جب رکوع کے لئے تکبیر تحریمہ کہے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھائے۔ (کتاب الام ص ۱۲۶ ج ۱۔ ادلہ کاملہ ص ۲۶)

مشروع تھے اور بعد میں متروک ہوگئے۔[۱] چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رفع یدین کرتا تھا تو اس سے فرمایا کہ: یہ نہ کرو، کیونکہ یہ ایسا فعل ہے کہ جس کو آنحضرت ﷺ نے کیا اور بعد ازاں آپ نے چھوڑ دیا۔[۲] یہ جواب تو بنا بر نسخ کا ہے کہ اس کو منسوخ مان لیا جاوے، چنانچہ بعض حضرات کی تقریر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ نسخ کے قائل ہوگئے۔

میں کہتا ہوں کہ بالفرض والتسلیم یہی مان لیا جاوے کہ نسخ نہیں، پھر بھی متعارض حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض سے استحباب معلوم ہوتا ہے اور بعض سے مکروہ۔ تو اب ان میں انصاف اور غور کرو کہ جب ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے اور بعض سے مکروہ تو اب عمدہ امر کیا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ ترک مکروہ اولی ہے[۳] کیونکہ غایت مافی الباب کرنے میں صرف یہی ہوگا کہ ترک فعل کا ثواب نہ ملا اور

---

[۱]..... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:

''رفع رسول الله ﷺ فرفعنا وترک فترکنا''۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کیا تو ہم نے بھی کیا، حضور ﷺ نے ترک کر دیا تو ہم نے بھی ترک کر دیا۔

(بدائع الصنائع ۴۸۵ ج ۱، حکم رفع الیدین، کتاب الصلوۃ)

[۲]..... عمدۃ القاری ص ۲۷۳ ج ۵۔

[۳]..... ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

''وفیه من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعة او مکروه''۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۳۵۳ ج ۲)

یعنی جو کوئی امر مندوب یا مستحب پر ایسا اصرار کرے کہ اس کو واجب اور لازم کر لے اور کبھی جواز اور رخصت پر عمل نہ کرے تو بیشک ایسے شخص کو گمراہ کرنے میں شیطان کامیاب ہوگیا، تو جو شخص بدعت یا فعل منکر پر اصرار کرے گا اس کا کیا حکم ہوگا۔

کرنے میں مرتکب فعل کراہیت کا لازم آئے گا، تو بہتر یہی کہ کراہیت کو ترک کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ایک مستحب فعل کے اختیار پر فساد وفتنہ کا خوف ہو تو اس کا ترک ضروری ہے، اب تمہیں غور کرو کہ اس استحباب کے اختیار پر کس قدر فتنہ وفساد برپا ہوتے ہیں۔

دیگر امر یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ واوزاعیؒ کا اجتماع مکہ معظّمہ [1] میں ہوا تو اوزاعیؒ نے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ رفع یدین نہیں کرتے؟ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ مجھے اس میں آنحضرت ﷺ سے کوئی صحیح مضمون نہیں پہنچا۔ اوزاعیؒ نے کہا کیوں نہیں پہنچا، حالانکہ مجھ سے زہریؒ نے عن سالم عن ابیہ کی روایت سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ رفع یدین فرماتے تھے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا مجھ سے حماد نے عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ بن مسعود بیان کیا کہ آپ ﷺ سوائے تکبیر افتتاح کے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اوزاعیؒ نے کہا کہ میں زہری سالم اور ابن عمر سے بیان کر رہا ہوں اور آپ اس کے مقابلہ میں حماد ابراہیم اور علقمہ سے بیان کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہے کہ میری حدیث میں راوی تین ہیں اور قوی ہیں اور آپ چار راوی سے بیان کرتے ہیں اور وہ ہم سے قوی نہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا حماد فقہ میں زہری سے بہت بڑھ کر ہیں اور ابراہیم سالم سے بڑھ کر ہیں اور

اور علامہ طاہر پٹنیؒ نے تو یہاں تک لکھا کہ کسی امر مستحب کو اس کے مرتبہ سے بڑھا دیا جائے تو وہ مکروہ ہوجاتا ہے۔ ''ان المندوب ینقلب مکروھا اذا خیف ان یرفع عن رتبتہ''۔

(مجمع البحار ص ۲۲۴ ج ۲ فتاوی رحیمیہ ص ۳۶ ج ۳)

''کل مباح یؤدی الی زعم الجھال سنیۃ امر او وجوبہ فھو مکروہ''۔

(تنقیح فتاوی الحامدیہ ص ۳۶۷ ج ۲)

[1]..... مکہ معظّمہ کی دارالحناطین (گیہوں کی منڈی) میں یہ مناظرہ ہوا تھا۔

حضرت علقمہ ابن عمرؓ سے فقہ میں کم نہیں، [۱] گرچہ ابن عمرؓ کو صحبت کی فضیلت بہت ہے، لیکن تفقہ میں ان سے کسی درجہ کم نہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تو عبداللہ ہی ہیں، تو میرے نزدیک ترجیح تفقہ [۲] کی وجہ سے انہیں راوی کو ہے۔ [۳]

---

[۱].....اور یہ کوئی مستبعد نہیں، اس لئے کہ یہ ممکن ہے کہ کوئی غیر صحابی فقہی مہارت میں کسی صحابی کے برابر یا ان سے بھی بڑھ کر ہو، جس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ((فرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه الى من هو افقه منه)) فى حديث ابن مسعودؓ فى مشكوة المصابيح ص ۳۵، الفصل الثانى من كتاب العلم ۔ (درس ترمذی ص ۴۵ ج ۲، حاشیہ ۱)

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' (ص ۹۸ ج ۲، ترجمہ ۱۶۴) میں قابوس ابن ابوظبیان سے نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا" لای شئی كنت تأتى علقمة وتدع اصحاب النبى ﷺ؟'' تو ابوظبیان نے جواب میں فرمایا: ''رأيت اصحاب النبى ﷺ يسألون علقمة ويستفتونه'' اس سے علقمہ کی فقاہت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (درس ترمذی ص ۴۵ ج ۲)

[۲].....''الترجيح بفقه الرواة لا بعلو الاسناد'' یہ صرف امام ابوحنیفہؒ ہی کا اصول نہیں، بلکہ دوسرے محدثین بھی اسے تسلیم کرتے ہیں، چنانچہ امام حاکمؒ نے اپنی کتاب ''معرفۃ علوم الحدیث'' (ص ۱۱) میں اپنی سند کے ساتھ علی بن خشرمؒ کا یہ قول نقل کیا ہے: " قال لنا وكيع ايّ الاسنادين احب اليك، الاعمش عن ابى وائل عن عبدالله ' او سفيان عن منصور عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله'' علی بن خشرمؒ فرماتے ہیں میں نے جواب دیا: ''الاعمش عن ابى وائل'' تو وکیعؒ نے فرمایا : " يا سبحان الله! الاعمش شيخ وابو وائل شيخ وسفيان فقيه ومنصور فقيه وابراهيم وعلقمة فقيهان، وحديث يتداوله الفقهاء خير من حديث يتداوله الشيوخ ''۔ اس سے معلوم ہوا کہ عام محدثین کے نزدیک بھی حدیث مسلسل بالفقہاء علو اسناد کے مقابلہ میں راجح ہے۔ (درس ترمذی ص ۴۶ ج ۲)

[۳].....ذكرها الامام السرخسى فى كتابه "المبسوط" ص ۱۴ ج ۱۔ وابن الهمام فى "فتح القدير" ص ۲۱۹ ج ۱۔ و الحارثى فى " جامع المسانيد" ص ۲۵۳ و ۳۵۳ ج ۱۔ معارف السنن ص ۴۹۹ ج ۲۔ زجاجة المصابيح ص ۲۲۹ ج ۱۔ نور المصابيح ترجمه زجاجة المصابيح ص ۲۱۱ و ۲۱۲ ج ۲۔ عینی شرح ہدایہ ص ۶۶۸ ج ۱۔ مناقب موفق ۱۳۱ ج ۱۔ فتاوی بزازیہ ص ۴ ۱۷ ج ۱۔ کبیری ۳۲۵۔ کفایہ ص ۱۷۱ ج ۱۔ اعلاء السنن ص ۵۹ ج ۳۔ ایضاح الادلہ ص ۷۳۔

دوسرا یہ کہ کثرت سے جلیل القدر صحابہؓ کی رائے یہی ہے کہ ترک کرنا چاہئے، چنانچہ بعض کتابوں سے تو عشرۂ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مسلک یہی معلوم ہوتا ہے۔[۱]

رہی ابن عمرؓ کی حدیث اس کا جواب یہ ہے کہ طحاویؒ نے مجاہد سے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے سوائے تکبیر افتتاح کے کہیں ہاتھ نہیں اٹھایا۔[۲] طحاویؒ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ باوجود اس درجہ متبع سنت

۱.....حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ وغیرہ کے بارے میں روایت میں ہے کہ یہ حضرات رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

(حوالہ کے لئے دیکھئے! حدیث اور اہل حدیث ص ۳۹۰ تا ص ۴۰۹۔ رسول اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز ص ۱۹۲)

عشرۂ مبشرہؓ وہ دس جلیل القدر صحابہ کرامؓ کہلاتے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری سنادی تھی۔ وہ دس صحابہؓ یہ ہیں:

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی قاصؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ۔ (ترمذی ص ۲۱۶ ج ۲)

اب سب کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

''العشرة الذين شهد لهم رسول اللة صلى الله عليه وسلم بالجنة ما كانوا يرفعون ايديهم الا فى افتتاح الصلوة''۔ (عمدۃ القاری ص ۲۷۲ ج ۵، اوجز المسالک ص ۲۰۸، نقلاً عن البدائع ص ۲۰۷ ج ۱)

یعنی وہ دس صحابہؓ جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے دنیا ہی میں جنتی ہونے کی گواہی دیدی تھی، وہ لوگ صرف شروع نماز میں ہی اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ اگر ان میں سے کسی کے متعلق رفع یدین منقول ہے تو وہ ضعیف روایت ہے۔ (آثار السنن ص ۱۰۷ ج ۱ وغیرہ۔ رسول اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز ص ۱۸۸)

۲.....عن مجاهد قال صليت خلف ابن عمرؓ فلم يكن يرفع يديه الا فى التكبيرة الاولى من الصلوة''۔ (شرح معانی الآثار للطحاوی ص ۱۵۵ ج ۱)

نبوی کے چنانچہ مدینہ کے راستہ میں جس مقام پر آنحضرت ﷺ نے اتفاقی طور پر نماز پڑھی تھی ان موقعوں کو انہوں نے بڑی تلاش کے بعد یاد کر لئے تھے اور جب کہیں اس نواح میں گذرنا ہوتا تو وہیں نماز پڑھتے تھے۔ [۱]

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات بھی منسوخ ہی سمجھتے تھے، ورنہ ان کی ذات سے اتباع نہ ہونا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔ اس پر مخالفین ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ طاؤس ؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر ؓ کو دیکھا کہ آپ اسی طرح نماز پڑھتے تھے جس طرح آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔ [۲] تو یہ روایت ہمارے مسلک کے خلاف نہیں ہوسکتی، اس واسطے ہوسکتی ہے یہ بات کہ یہ فعل حضرت ابن عمر ؓ کا انہیں نسخ کا ثبوت ہونے کے قبل کا ہو، پھر جب انہیں ثبوت نسخ ہو گیا چھوڑ دیا اور اس فعل کو اختیار کیا جس کو مجاہد ؒ نے روایت کیا۔ [۳]

اس میں ہمارے مولانا ؒ [۴] کی رائے یہ ہے کہ جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ رفع یدین کرنا چاہئے وہ تو ہیں مثبت اور جو یہ کہتے ہیں کہ نہیں کرنا چاہئے وہ ہیں نافی، اس لئے جو مثبت ہے انہیں یہ امر ثابت کرنا چاہئے کہ یہ ثبوت آنحضرت ﷺ سے بلا معارض ثابت ہے اور اس کا ثبوت نہیں ہوسکتا، تو مدعا ثابت نہ ہوگا، چنانچہ عدالت میں بھی یہی قاعدہ ہے کہ اگر مدعی کی جانب سے گواہ اور بینہ ٹھیک نہ گذرے تو اس کا مدعا ثابت نہیں ہوسکتا۔ ہمارے لئے تو صرف احتمال نکال دینا کافی ہے، کیونکہ ہم منکر ہیں اور منکر کے لئے صرف انکار کافی

---

[۱].....

[۲].....طحاوی ص ۱۱۰ ج ۱، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود۔

[۳].....طحاوی ص ۱۱۰ ج ۱، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود۔

[۴].....شاید اس سے مراد حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی ؒ ہیں۔ (ایضاح الادلہ ص ۷۲)

ہے، اب جس کو ثابت کرنا ہو وہ بینہ پیش کرے۔ ۱

دوسرے ہمارے مولاناؒ یہ فرماتے تھے قیاس کا مقتضا یہ ہے کہ نہ کیا جاوے، کیونکہ یہ فعل ایک نماز میں زیادتی کرنا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہاتھ اٹھانے میں سر یہ ہے کہ گویا باری تعالی کے درگاہ میں کہنا ہے کہ اے الہ العالمین! ہم ماسوی اللہ سے دست بردار ہو کر تیری درگاہ میں حاضر ہوئے ہیں اور چونکہ ابتدائے نماز سے انتہی تک ایک ہی فعل ہے، ماسوی اللہ سے دست برداری حاصل کرنے کے بعد ایک ہی فعل میں لگا ہوا ہے، اس واسطے اب اسی فعل میں دوبارہ دست برداری کی ضرورت نہیں، ہاں یہ نماز ختم ہونے اور پھر دوبارہ شروع کرنے کے وقت اب دست برداری کی ضرورت ہوگی۔ ۲

رہا یہ امر کہ آنحضرت ﷺ کے دور میں اس کو کیوں اختیار کرتے تھے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتدائے نماز میں ہر فعل اور ہر رکن جداگانہ سمجھے جاتے تھے، چنانچہ اس کے ثبوت میں اتنا کہہ دینا کافی ہے، جب اثنائے نماز بعض لوگ آ کر شریک ہونا چاہتے تھے اس وقت اپنے قریب والے سے دریافت کرلیا کرتے تھے کہ کتنی رکعتیں ہوئیں؟ جب معلوم کر لیتے، اتنی رکعت الگ ادا کر لیتے اور بعد ازاں نماز میں شریک ہو جاتے تھے، ۳ تو چونکہ اس وقت

۱..... مشہور حدیث ہے: ((البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه))۔

(ترمذی شریف ص ۲۴۹ ج ۱، باب ماجاء فی ان البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه، ابواب الاحكام)

۲..... دیکھئے ادلہ کاملہ ص ۳۰۔

۳..... ابوداؤد شریف کی ایک طویل حدیث میں ہے: " كان الرجل اذا جاء يسأل فيخبر بما سبق من صلاته وانهم قاموا مع رسول الله ﷺ من بين قائم وراكع وقاعد ومصل مع رسول الله ﷺ "۔

(ابوداؤد ص ۴۷ ج ۱۔ باب كيف الاذان، كتاب الصلوة)

ترجمہ: جب کوئی شخص مسجد میں آتا (اور دیکھتا کہ جماعت ہو رہی ہے) تو پوچھتا کہ کتنی رکعتیں ہوگئی ہیں؟ سو جتنی رکعتیں ہو چکی ہوتیں اس کو بتا دیا جاتا اور وہ اس قدر نماز میں آ کر شریک ہو جاتا، چنانچہ

میں ہر فعل اور ہر رکن الگ تھا اس وجہ سے بار بار دست برداری کی ضرورت ہوتی تھی اور بعد میں چونکہ ہمارے لئے ایک بہت وحدانی اور ایک صورت مخصوصہ معلوم ہوگئی، لہذا اب اس کی بار بار ضرورت نہ رہی۔

رہا وتر وعیدین وغیرہ میں جو ہے وہ خلاف قیاس ثابت ہے اس کو اپنے ہی محل میں رکھنا چاہئے۔

سوال:.....قاعدہ یہ ہے کہ مثبت اور نافی میں تعارض ہو تو مثبت کو ترجیح ہوتی ہے، تو یہاں پر رفع یدین کے مسلک ہی کو ترجیح ہونی چاہئے۔

جواب:.....اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ خبر میں جاری ہے انشاء میں نہیں، اس واسطے کہ انشاء میں تو امر و نہی مقصود ہوتی ہے، تو چونکہ وہ احکام ہیں، لہذا وہاں یہ قاعدہ نہیں ہے اور خبر میں جاری ہے، کیونکہ مثبت اور نافی کے معنی یہ ہے کہ مثبت اپنے ذمہ ایک امر کا ثبوت لیتا ہے کہ امر ثابت ہے بخلاف نافی کے کہ وہ تو یہ کہتا ہے یہ امر ثابت نہیں، یعنی مطلب یہ ہے کہ مجھے مسلم نہیں تو وہ اپنے علم کی نفی کرتا ہے اور مثبت ایک امر دیگر کا اثبات کرتا ہے تو اس کا قول معتبر ہوگا، چنانچہ حضرت بلال ؓ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کعبۃ اللہ میں نماز پڑھی اور ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ نہیں پڑھی، [۱] اب اگر اس واقعہ کو ایک ہی فرض کریں تو یہ مطلب ہوگا کہ حضرت ابن عباس ؓ اپنے علم اور رؤیا کی نفی کرتے ہیں اور حضرت بلال ؓ ایک امر ثبوت اپنے ذمہ لیتے ہیں، تو حضرت بلال ؓ کا قول معتبر ہوگا اور تعدد واقعہ پر حمل کیا

آنحضرت ﷺ کے پیچھے لوگ مختلف حالتوں میں ہوتے تھے کوئی کھڑا ہے کوئی رکوع میں ہے کوئی قعدہ میں ہے تو کوئی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔

[۱].....''عن بلال ؓ ان النبی ﷺ صلی فی جوف الکعبة، قال ابن عباس ؓ لم یصل ولکنه کبّر''۔

(ترمذی، ص۱۷۶ ج۱، باب ما جاء فی صلوة الکعبة، ابواب الحج)

جاویں تو دونوں قول صحیح ہیں [۱] ایک وقت میں پڑھی اور ایک وقت میں نہیں پڑھی ہو تو اس وقت میں کچھ اختلاف نہیں۔ هذا احسن الكلام فی هذ المقام۔

بندہ مرغوب احمد غفرلہ

لاجپوری سورتی

---

[۱]:.....سنن دار قطنی کی روایت سے تعدد واقعہ کی تائید ہوتی ہے اور لطف یہ ہے کہ وہ روایت حضرت ابن عباسؓ ہی کی ہے:

''عن ابن عباسؓ قال : دخل رسول الله ﷺ البيت ،فصلى بين الساريتين ركعتين ثم خرج فصلى بين الباب والحجر ركعتين، ثم قال:هذه القبلة ،ثم دخل مرة اخرى فقام فيه يدعو، ثم خرج ولم يصل''۔

ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ:

''دخل النبى ﷺ البيت، ثم خرج وبلال خلفه ،فقلت لبلال: هل صلى ؟ قال: لا، قال : فلما كان الغد دخل فسألت بلا لا هل صلى؟ قال : نعم،صلى ركعتين ،استقبل الجزعة وجعل السارية الثانية عن يمينه''۔

(سنن الدار قطنی ص۴۰ ج۲،باب صلاة النبى ﷺ فى الكعبة ،كتاب العيدين،رقم الحديث۱۷۲۹،۱۷۳۱)

ان روایات کی وجہ سے تقریباً تعدد واقعات کی صورت متعین ہو جاتی ہے۔(درس ترمذی ص۱۲۹ ج۳)

مقتدیوں کو آواز پہونچانے کی غرض سے ورحمۃ اللہ کو دراز کرنا

(۱۵۶) س:..... امام نماز کے سلام میں کلمہ ''ورحمة الله'' اس غرض سے دراز کرے کہ مقتدیوں تک آواز پہنچے جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: کلمہ ''ورحمة الله'' کو طویل کرنا جائز ہے اور جب کہ غرض صحیح ہے اور مجمع بڑا ہے تو آواز کو طویل کرنا بہتر ہے۔ و الله تعالى اعلم

حنفی مقتدی فجر میں قنوت کے وقت ہاتھ چھوڑے یا باندھے؟

(۱۵۷) س:..... شافعی امام ہمیشہ نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھتا ہے تو اس وقت حنفی مقتدی ہاتھ چھوڑ کے کھڑے رہیں یا باندھے؟ کون سی صورت افضل ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: امام ابوحنیفہؒ وامام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہاتھ باندھے رکھنا افضل ہے۔[۱] و الله تعالى اعلم وعلمه اتم واحكم۔

سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کیسے رہیں؟

(۱۵۸) س:..... سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں آپس میں کیسے رہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: سجدہ کی حالت میں دونوں طریقے جائز ہیں، خواہ دونوں پاؤں ملے ہوئے رہیں یا کچھ فاصلے پر رہیں۔[۲] و الله تعالى اعلم۔

---

[۱]..... وعندهما يعتمد فى كل قيام فيه ذكر مسنون كحالة الثناء، والقنوت وصلاة الجنازة ويرسل بين تكبيرات العيدين اذ ليس فيه ذكر مسنون۔

(مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص۲۸۰ فصل: فى كيفية ترتيب افعال الصلاة)

[۲]..... (قوله ويسن ان يلصق كعبيه) قال السيد ابو السعود وكذا فى السجود ايضا۔

(شامی، ص۱۹۶ ج۲، مطلب: قراءة البسملة بين الفاتحة)

رسالہ

سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا

احسن الفتاوی کا ایک تفصیلی فتوی

اوراس پر

مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ کا تبصرہ

پیش لفظ وجمع وترتیب

مرغوب احمد لاجپوری

گذشتہ حاشیہ میں لکھی گئی شامی کی عبارت سے پاؤں کا ملانا مسنون معلوم ہوتا ہے۔اس مسئلہ میں ''احسن الفتاوی'' کا ایک فتوی اوراس پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ کا تبصرہ اہل علم کے لئے مفید ہے،اس لئے اس کو مستقل ایک رسالہ کی شکل میں راقم نے مرتب کیا تھا،اسے یہاں نقل کرنا مناسب ہے۔

پیش لفظ

باسمہ تعالی

سجدہ کی حالت میں ایڑیوں کا ملانا

قال المرتب: شامی میں ہے:

(قولہ ویسن ان یلصق کعبیہ)قال السید ابو السعود وکذا فی السجود ایضا۔[۱]

''اعلاء السنن'' میں حضرت عائشہ ؓ کی روایت ہے:

((فقدت رسول اللہ ﷺ وکان معی علی فراشی فوجدتہ ساجدا راصا عقیبیہ))

میں نے ایک رات آپ ﷺ کو نہیں پایا حالانکہ آپ ﷺ میرے ساتھ ہی میرے بستر پر لیٹے ہوئے تھے، پس میں نے آپ ﷺ کو حالت سجدہ میں پایا اس طرح کہ پاؤں کی ایڑیاں ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے ملی ہوئی تھیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی ؒ رقمطراز ہیں:

واما سنیۃ الصاق الکعبین فی السجود فیدل علیہ حدیث عائشۃ ؓ .....وفیہ '' فوجدتہ ساجدا راصا عقیبیہ '' ای ملصقا احدھما بالاخر۔[۲]

حضرت مولانا احمد نقشبندی کا ایک واقعہ

حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب متبحر اہل حدیث عالم تھے۔ان کا ایک کتب خانہ بھی تھا۔ ہمیشہ تقوی اور اعتدال کی راہ پر گامزن رہتے۔حضرت (مولانا احمد خان) کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ تشریف لائے اور چار پانچ روزہ قیام کے دوران اپنا تعارف تک

---

[۱].....شامی ص۱۹۶ ج ۲، کتاب الصلوۃ ،مطلب:قراء ۃ البسملۃ بین الفاتحۃ ۔

[۲].....اعلاء السنن ص۴۲ ج ۳،باب طریق السجود۔

نہ کروایا۔ رخصت ہوتے وقت اتنا کہا کہ آپ کا باطنی معاملہ جو اللہ تعالی کے ساتھ ہے اسے تو آپ ہی بہتر جانتے ہوں گے۔ میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ نماز اور اس کے واجبات کی ادائیگی میں آپ کا عمل کامل طور پر سنت مطہرہ کے مطابق ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی ذات مجدد کی حیثیت رکھتی ہے، البتہ آپ کا سجدے کی حالت میں ایڑیوں کا جوڑنا کتب احادیث سے ثابت نہیں۔ حضرت نے فوراً ''بیہقی'' منگوا کر درج ذیل حدیث پیش کی جس سے وہ مطمئن ہو گئے:

((عن عروة بن الزبیرؓ یقول قالت عائشةؓ زوج النبی ﷺ :فقدت رسول الله ﷺ وکان معی علی فراشی فوجدته ساجدا راصا عقیبیه مستقبلا باطراف اصابعه القبلة فسمعته یقول اعوذ برضاک من سخطک وعفوک من عقوبتک وبک منک اثنی علیک لا ابلغ کل ما فیک)) الی آخر الحدیث۔[1]

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے (ایک رات) بستر پر رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا، حالانکہ آپ ﷺ میرے پاس ہی لیٹے ہوئے تھے پس میں نے آپ ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ ﷺ سجدے میں تھے اور آپ ﷺ کے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ایک دوسری کے ساتھ مضبوطی سے ملی ہوئی تھیں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب تھا، پس میں نے سنا کہ آپ ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے، (اے اللہ!) میں تیری ناراضگی سے رضا کی، تیرے عذاب سے تیرے عفو کی اور تجھ سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ تیری حمد وثنا کرتا ہوں اور تیرے اوصاف کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ آخر حدیث تک۔ (بیس مردان حق ص ۵۳۵ ج ۱)

---

[1]..... السنن الکبری للبیهقی ص ۱۱۶ ج ۲ ،باب ما جاء فی ضم العقبین فی السجود۔

یہ سنت عام طور پر متروک ہے، بہت کم اس پر عمل کرتے دیکھا گیا۔ میرے استاذ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ نے ایک رسالہ میں اس کو شائع فرما کر زندہ کرنے کی کوشش کی تو بعض حضرات نے اس کے خلاف 'احسن الفتاوی''[۱] کا فتوی پیش کیا۔ موصوف نے اس پر تبصرہ تحریر فرمایا، جو یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ مرغوب

احسن الفتاوی کا جواب

س:..... مرد سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کے ٹخنے آپس میں ملا کر رکھیں یا علیحدہ؟

''عرف الشذی'' میں ٹخنے ملانے کی روایت ہے:

"وفی صحیح ابن حبان عن عائشةؓ الرص بین العقبین فی السجدة ای ضمها واکثر الناس عن هذا غافلون"۔ اس کے بارے میں اپنی تحقیق تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم ملهم الصواب :..... ''اعلاء السنن'' میں سوال میں مذکور حدیث کے بعد '' **تفاجج بین القدمین**'' کی حدیث بھی منقول ہے:

((عن عائشةؓ فی حدیث اوله فقدت رسول الله ﷺ وکان معی علی فراشی فوجدته ساجدا راصا عقیبیه مستقبلا باطراف اصابعه القبلة))، رواه ابن حبان فی صحیحه باسناد حسن۔[۲]

وللنسائی وقد سکت عنه وهو ساجد وقد ما منسوبان ۔الحدیث۔[۳]

عن البراءؓ کان ﷺ اذا رکع بسط ظهره واذا سجد وجه اصابعه قبل القبلة

---

[۱].....احسن الفتاوی ص ۴۹ و ۵۰ ج ۳۔

[۲].....التلخیص الحبیر ص ۹۸ ج ۱۔

[۳].....نسائی ص ۱۶۶ ج ۱۔

فتفاج (یعنی وسع بین رجلیه)رواه البیهقی.قلت احتج به الحافظ بن حجر بعد ما ضعف روایة الدار قطنی عن عائشةؓ وسکت عنه فهو حسن او صحیح عنده۔[۱]

بصورت تعارض اولاً تطبیق پھر ترجیح کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

تطبیق:..... حدیث اول میں ''رصّ بین العقبین '' تقریب پر محمول ہے، کما حمل علیه العلامة الطحاویؒ حدیث ضم الکفین فی الدعاء۔

خود اسی حدیث میں حمل علی التقریب پر دو قرائن بھی ہیں: ایک استقبال الاصابع القبلة، دوسرا نصب القدمین۔ یہ دونوں سنتیں رص بین العقبین کی صورت میں علی وجہ الکمال ادا نہیں ہوسکتیں۔ مزید بریں اس میں بلاضرورت پاؤں کو حرکت دینے کی قباحت بھی ہے۔

ترجیح:..... حدیث ثانی مردوں کے لئے رکوع وسجود میں سنت تجافی کے مطابق ہے۔ وکفی به مرجحا وبهذا رجح الامام الطحاویؒ حدیث وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع علی حدیث التطبیق ۔ نیز نماز میں امر خشوع سے بھی اسی کی ترجیح ثابت ہوتی ہے، کیونکہ بلاضرورت حرکت خشوع کے منافی ہے۔ قال ﷺ :فی مصل یعبث بلحیته لو خشع قلبه یسکن جوارحه۔

یہ بحث تبرعاً لکھدی ہے ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفۂ مقلد نہیں۔ فقہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ شامیہ میں صرف ابو السعود سے نقل کر کے صحت نقل میں کلام فرمایا ہے اور ''سعایہ'' میں رکوع وسجود میں الصاق الکعبین پر مفصل ومدلل تردید فرمائی ہے۔ ''احسن الفتاوی'' میں رکوع میں ٹخنے ملانے کی بحث میں ''سعایہ'' کی تحقیق منقول ہے۔[۲]

---

[۱].....اعلاء السنن ص ۳۹ ج ۳، باب طریق السجود۔

[۲].....احسن الفتاوی ص ۴۹ تا ۵۰ ج ۳۔

سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا

احسن الفتاوی'' کے جواب پر تبصرہ

از: حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ

الجواب واللہ ھو الموفق للصواب

((عن عائشةؓ قالت فقدت رسول اللہ ﷺ وکان معی علی فراشی فوجدته ساجدا راصا عقیبیه مستقبلا باطراف اصابعه القبلة)) [۱]

''صحیح ابن حبان'' کی جس روایت کا ذکر ''العرف الشذی'' اور ''التلخیص الحبیر'' میں ہے وہ ''صحیح ابن حبان'' میں بھی انہی لفظوں کے ساتھ مذکور ہے۔ ''ابن خزیمه'' نے اس حدیث کو ''باب ضم العقبین فی السجود'' کے تحت ذکر کیا ہے۔ میں نے وہیں سے اس کو نقل کیا ہے۔ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے بھی اس سنت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

اس حدیث کے خلاف کوئی صریح حدیث نہیں ہے، اس لئے ہمارے خیال میں ضم عقبین کے ظاہر ہی پر عمل کرنا چاہئے، کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ فقہ کی کتابوں میں اس کا ذکر نہ ہونا عمل سے روکنے یا تاویل کرنے کے لئے کافی نہیں۔

''اعلاء السنن'' میں ہے:

''واما سنیة الصاق الکعبین فی السجود فیدل علیه حدیث عائشةؓ'' [۲]

دیکھئے! حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ نے اس کی کوئی تاویل نہیں کی، بلکہ شامی سے

---

[۱]..... التلخیص ص ۲۵۶ ج ۱، صحیح ابن خزیمة ص ۳۲۸ ج ۱۔

[۲]..... اعلاء السنن ص ۳۲ ج ۳، باب طریق السجود۔

مفتی ابوالسعود کا قول نقل کیا: ''والصاق کعبیه فی السجود سنة'' اھ۔[۱]

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ نے حدیث میں لفظ ''فتفاجّ'' کو (جس کی تفسیر حافظ ابن حجرؒ نے ''وسّع بین رجلیه'' سے کی ہے) حضرت عائشہؓ کی حدیث کے معارض سمجھا۔ یہ سمجھنا ہمارے خیال میں صحیح نہیں۔

۱:.....اولاً تو اس لئے کہ حافظؒ نے حضرت براءؓ کی حدیث کو ''التلخیص'' میں ''تفریج بین الرکبتین'' کی دلیل میں پیش کیا ہے، جیسے ابوحمید ساعدیؓ کی حدیث جس میں ''اذا سجد فرج بین فخذیه'' کا لفظ ہے اور ضم فخذین کا مسئلہ ضم عقبین سے الگ ہے، یہ دونوں دو مسئلے ہیں۔ ''ابن خزیمه'' نے دونوں کے لئے الگ الگ باب قائم کیا ہے اور دونوں میں الگ الگ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

۲:.....ثانیاً حافظؒ نے جو معنی لئے ہیں وہ متعین نہیں، بلکہ ''فتفاج'' جو ''فجّ'' سے ہے، جس کے معنی کشادگی کا ہے وہ ''تجافی'' کے قریب قریب ہے۔ حضرت براءؓ کی ایک دوسری روایت ''بیهقی'' نے ذکر کی ہے، جس میں ''جنح'' کا لفظ ہے اس کا مطلب خود بیہقی نے شیخ ابوزکریا العنبری سے یہ نقل کیا ہے:

''جنح الرجل فی صلوته اذا مد ضبیعیه و تجافی فی الرکوع والسجود''۔

اسی صفحہ میں حضرت جابرؓ کی روایت ان الفاظ سے پیش کی ہے:

''اذا سجد تجافی حتی یری بیاض ابطیه'' اھ۔[۲]

یہ مضمون بہت سی حدیثوں میں آیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ کھل کر

---

[۱].....شامی ص ۱۹۶ ج ۲، دار الباز۔

[۲].....سنن کبری ص ۱۱۵ ج ۲، باب یجافی مرفقیه عن جنبیه۔

سجدہ کرتے تھے کہ بغل کھلی رکھتے اور پیٹ پر ران کو نہ رکھتے، نیز حافظؒ نے ''تلخیص'' میں حضرت براءؓ سے ایک اور لفظ نقل کیا ہے:

''کان اذا سجد بسط کفیه و رفع عجینته''، پھر لکھا ہے کہ:

''رواه ابن خزیمه والنسائی وغیرهما بلفظ اذا سجد جحنی یقال جنح الرجل فی صلوته اذا مد ضبیعیه''

ان سب الفاظ سے بھی یہی ظاہر ہے کہ حضرت براءؓ سجدہ نبوی کی جو مشہور کیفیت ہے اس کو بیان کر رہے ہیں، یعنی بغل کو کھلا رکھنا اور پیٹ اور رانوں کو جدا رکھنا، اس مطلب کی رو سے اس کا ضم عقبین سے کوئی تعارض نہیں۔

اسی طرح ابوحمیدؓ کی حدیث میں ''فرج بین فخذیه'' کا مطلب ''بذل المجهود'' میں یہی بیان کیا ہے کہ ''باعد بین فخذیه و بطنه'' اور آگے روایت میں یہ جو لفظ ہے ''غیر حامل بطنه علی شئی من فخذیه'' اس کو اس کی تاکید بتایا، پھر اس مطلب کی تائید ابن نجیم صاحب بحرؒ کے قول سے پیش کی۔ [۱]

لطف یہ ہے کہ ''بیهقی'' نے بھی ''سنن کبری'' میں ''تفریج بین الرکبتین'' کا باب قائم کیا، لیکن اس کے ذیل میں صرف ابوحمیدؓ کی حدیث ذکر کی، تفریج کے اثبات کے لئے حضرت براءؓ کی حدیث ذکر نہیں کی، جس سے معلوم ہوا کہ ''فتفاج'' کا مطلب ''بیهقی'' نے وہ نہیں لیا جو حافظؒ نے لیا، بلکہ دوسرا مطلب لیا؟ [۲]

تطبیق کی ضرورت ہے نہ ترجیح کی، اس لئے حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا یہ فعل بلا ضرورت ہے۔

---

[۱]..... دیکھئے! بذل المجهود ص ۸۶ ج ۲۔

[۲]..... سنن کبری ص ۱۱۵ ج ۲۔

ضم فخذین

رہا مسئلہ ضم فخذین کا جو ''ابن خزیمہ'' اور ''ابوداؤد'' میں ''ولیضم فخذیه'' کے لفظ سے مروی ہے، تو اس کے معارضہ میں حدیث ابوحمید ''فرج بین فخذیه'' وہ لوگ پیش کریں گے جو یہ مطلب لیتے ہیں کہ دونوں رانوں کو آپس میں ملاتے نہیں تھے۔ ''بیہقی'' اور ''شوکانی'' نے بھی یہی معنی لئے ہیں۔ ۱

اور حافظؒ نے ''فتفاج'' سے جو سمجھا وہ بھی اس کے معارض ہوگا، اس مسئلہ میں تطبیق یا ترجیح دی جائے تو ان دونوں حدیثوں کے ایک معنی کے لحاظ سے بظاہر تعارض ہونے کی وجہ سے معقول ہوگا، چنانچہ ''بیہقی'' نے ''سنن کبری'' میں تفریج کو ترجیح دی ہے اور اس کو نماز کی ہیئت سے زیادہ مشابہ قرار دیا ہے اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے ''بذل'' میں 'بین فخذیه'' کا وہ معنی لینا چاہا ہے جو اوپر مذکور ہوا، جس کی رو سے تعارض ہی نہیں رہتا اور حضرت تھانویؒ نے دونوں میں تطبیق دے کر تقریب کا معنی لیا ہے۔ ۲

میرا بھی اسی طرف رجحان ہے، اسی پر عمل بھی ہے، اس لئے کہ دونوں رانوں کو بالکل ملانا مشکل ہے۔

تنبیہ: مولانا عبدالحئی صاحبؒ نے 'سعایہ'' میں اصالۃً رکوع میں الصاق کعبین کی تردید فرمائی ہے اور ہم اس میں ان کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں۔ ضمناً سجدہ میں الصاق کی تردید بھی ہوگئی ہے یہ صحیح ہے، لیکن اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ضم عقبین کی حدیث حضرت مولاناؒ کی نظر میں نہیں ہے، اسی لئے الصاق کعبین فی الرکوع کی تردید میں شیخ ابوالحسن سندھی کا کلام

۱.....دیکھئے! سنن کبری ص ۱۱۵ ج ۲ و بذل المجهود ص ۸۶ ج ۲۔

۲.....دیکھئے! اعلاء السنن ص ۳۲ ج ۳، باب طریق السجود۔

نقل کیا ہے: ''ولم یرد فی السنة علی ما وقفنا علیه'' [۱]

اور خود مولاناؒ نے سجدہ کے بیان کے وقت اس مسئلہ سے تعرض نہیں کیا۔ ہاں سجدہ کے بیان میں ضم فخذین کو سنت بتایا اور ابوداؤد کی حدیث کا حوالہ دیا'' ولیضم فخذیه'' [۲]

باوجودیکہ اس سنت کو بھی ہمارے فقہاء نے ذکر نہیں کیا اور حضرت مولاناؒ نے اس لفظ ضم کی کوئی تاویل بھی نہیں کی، اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ کوئی سنت حدیث معتبر سے ثابت ہوتو اس پر عمل کریں گے، یہ کہہ کر اسے چھوڑ نہیں دیں گے کہ ہماری فقہ کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں، اسی لئے علامہ انور شاہ کشمیریؒ جن کی نظر حدیث وفقہ پر بہت وسیع اور عمیق ہے ضم عقبین کی سنت کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔

اسی طرح کوئی عمل فقہ کی کتابوں میں سنت بتایا گیا، لیکن حدیث میں اس کا ذکر کہیں نہیں ملا تو اس کو سنت نہیں سمجھیں گے، جیسا کہ'' الصاق کعبین فی الرکوع '' کے ساتھ ہمارے اکابر نے کیا، باوجودیکہ اس کو'' کبیری شرح منیة المصلی ''اور'' درمختار'' میں سنت بتایا، لیکن ہمارے محققین نے اس کے سنت نہ ہونے کو ترجیح دی، جیسا کہ'' سعایہ'' سے ظاہر ہے۔ [۳] اگر ضم عقبین کی حدیث ان کے سامنے ہوتی تو کبھی وہ اس کی تردید نہ فرماتے، واللہ اعلم۔

حضرت مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ کی چند باتوں کا جواب

قولہ:..... ''رص بین العقبین'' کو تقریب پر محمول کریں گے، جیسا کہ'' طحطاوی'' نے

---

[۱].....سعایہ ص ۱۸۱ ج ۲۔

[۲].....دیکھئے! سعایہ ص ۱۹۷ ج ۲۔

[۳].....سعایہ ۱۸۲ ج ۲۔

"ضم الکفین فی الدعاء" کوتقریب پرمحمول کیا۔[۱]

جواب:..... رص اورضم میں لغۃً فرق ہے۔﴿کانھم بنیان مرصوص﴾ سے ظاہر ہے کہ رص بالکل ایک دوسرے سے مل جانے کو کہتے ہیں، برخلاف ضم کے کہ وہ قریب پر بھی بولا جاتا ہے۔

قولہ:..... استقبال قبلہ اور نصب القدمین، یہ دونوں رص کے ساتھ علی وجہ الکمال نہیں ہو سکتے۔(معنیٰ)

جواب:..... یہ نص حدیث کے خلاف ہے۔حضرت عائشہ ؓ رص اور استقبال قبلہ دونوں بول رہی ہیں، جو کچھ حضرت ﷺ نے کیا وہی ہمارے لئے سنت ہے۔

ہم نے عملا کر کے دیکھ لیا ہے کہ یہ تینوں کام مکمل ہو سکتے ہیں، من شاء فلینظر نا۔اس وقت دونوں پاؤں قریب کر لئے جائیں گے۔

قولہ:..... اس میں بلاضرورت پاؤں کو حرکت دینے کی قباحت بھی ہے۔

جواب:..... بلاضرورت نہیں سنت کی ادائیگی کے لئے ہے، جیسے ہاتھ کی انگلیوں کو سجدہ میں ملانا سنت ہے، باوجودیکہ رکوع میں پھیلانا سنت تھا، اس میں حرکت کو کون منع کرتا ہے؟ وتر میں قنوت سے پہلے احناف رفع یدین کی حرکت کرتے ہیں۔عیدین میں کرتے ہیں۔بین السجدتین بائیں پاؤں کو پھیلا کر اس پر بیٹھتے ہیں، کیوں ابن عباس ؓ کی حدیث پر عمل نہیں کرتے، جس میں عقبین پر بیٹھنا آیا ہے، اس میں حرکت نہیں ہوگی۔

اور جیسا کہ شہادت کی انگلی شہادت کے وقت اٹھانا۔بعض لوگوں نے مفتی صاحب مدظلہ والی علت کی وجہ سے اس اشارہ سے انکار کیا تو محققین نے حدیث پیش کر کے تردید

---

[۱].....احسن الفتاوی ص ۴۹ ج ۳۔

کی۔فتدبر و کن علی بصیرۃ۔

اصل میں یہ سب بناء فاسد علی الفاسد ہے۔تعارض سمجھ کر ایسا فرمارہے ہیں وھوممنوع۔

قولہ:..... حدیث ثانی سنت تجافی کے مطابق ہے۔

جواب:..... حدیث ثانی کا حال معلوم ہو چکا ہے کہ اس میں جو سنت تجافی بیان ہوتی ہے وہ ضم عقبین کے ساتھ حاصل ہے اور اگر حافظ کا مطلب لیجئے یعنی تفریج بین الرکبتین او الفخذین تو یہ بھی ضم عقبین کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اس مسئلہ میں نہ تطبیق کی ضرورت ہے نہ ترجیح کی،اس لئے کہ روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ اور مفتی ابوالسعود صاحب کے فرمانے کے مطابق اس سنت پر عمل کرنا چاہئے۔

البتہ ضم فخذین کے مسئلہ میں من وجہٍ دلائل میں ظاہری تعارض اور فی نفسہ حقیقی ضم مشکل ہونے کی وجہ سے تقریب پر عمل کریں گے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب۔[۱]

فضل الرحمٰن اعظمی

۲/ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ

۲/مئی ۹۵ء منگل

---

[۱]..... ماخوذ از ''علمی مکتوبات''۔

مقتدی تشہد بھول جائے تو کیا کرے؟

(۱۵۹)س:..... ایک مقتدی قعدۂ اولی میں تشہد پڑھنا بھول گیا اور امام کے ساتھ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا، اب یہ کیا کرے؟ کیا امام کی متابعت چھوڑ کر پھر قعدہ کر کے تشہد پڑھے یا امام کی متابعت میں کھڑا رہے؟

ج:..... حامدا و مصليا، الجواب وبالله التوفيق: مقتدی قعدۂ اولی میں تشہد پڑھنا بھول گیا اور تیسری رکعت میں یاد آیا تو اب اس کو امام کی متابعت نہ چھوڑنا چاہئے اور تشہد کی خاطر امام کو چھوڑ کر قعدہ کی طرف رجوع نہ کرے۔ ہاں قعدہ میں بیٹھا ہوا تھا اور یاد آیا کہ میں نے تشہد نہیں پڑھی ہے تو تشہد پڑھ لے، اگر امام کھڑا ہو جائے تب بھی مقتدی امام کے ساتھ کھڑا نہ ہو، بلکہ تشہد پڑھ کر کھڑا ہو۔[۱] لیکن تیسری رکعت میں امام کے ساتھ کھڑا ہو جانے کے بعد اب تشہد پڑھنے کے لئے دوبارہ قعدہ نہ کرے اور امام کی متابعت نہ چھوڑے،[۲] ایسی حالت میں مقتدی کی نماز مع الکراہت ادا ہو جائے گی۔

فقط، و الله تعالى اعلم وعلمه اتم و احكم۔

---

[۱]..... كما لو قام الامام قبل ان يتم المقتدى التشهد فانه يتمه ثم يقوم۔

(شامی ص ۱۶۵ ج ۲، مطلب: مهم: في تحقيق متابعة الامام)

[۲].....شاید اس مسئلہ میں حضرتؒ سے تسامح ہوا ہے۔ چنانچہ کبیری میں اس کے خلاف لکھا ہے:

المقتدى اذا نسي التشهد في القعدة الاولى فذكر بعد ما قام عليه ان يعود و يتشهد۔

(کبیری ص ۴۵۹، فصل فی سجود السهو)

امام پہلے قعدہ کے تشہد سے فارغ ہو کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا اور مقتدیوں میں سے کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول گیا تھا یہاں تک کہ سب لوگ کھڑے ہو گئے تو جس شخص نے تشہد نہیں پڑھا ہے اس کو چاہئے کہ پھر لوٹے اور تشہد پڑھے، پھر امام کے ساتھ ہو جائے، اگر چہ اس کو رکعت کے فوت ہو جانے کا خوف ہو، (یعنی اگر تشہد پڑھ کر امام کے ساتھ قیام میں مل جائے تو فبہا، ورنہ ایک مرتبہ

نماز کی بنا کا حکم

(۱۶۰) س:..... امام یا مقتدی یا منفرد کو بحالت نماز شدت حاجت بول و براز بے قرار کرنے کی وجہ سے بہ نیت بنا نماز چھوڑ کر بیت الخلاء وغیرہ میں جا کر بول و براز سے فارغ ہو کر طہارت و وضو کر کے نماز پر بنا کرنا صحیح و درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: امام و مقتدی و منفرد کو حدث و بول و براز کے تقاضے کی وجہ سے بہ نیت بنا نماز چھوڑ کر چلا جانا مفسد صلوۃ ہے، جس میں سابق حدث ہو جانا ضروری ہے اور بغیر حدث کے بنا کی نیت سے چلے جانا مفسد صلوۃ ہے۔

(سبق الامام حدث) ای حقیقة اما لو ظن سبق الحدیث ثم ظهر عدمه فسیأتی انه تفسد صلوته لانه عمل کثیر۔ (الدر المختار علی الشامی ص ۶۲۷ ج ۱، ۱)

اور حدث کی صورت میں بھی بجائے بنا کے سلام کے ساتھ نماز کو قطع کر دینا اور پھر از سر نو نماز پڑھ لینا افضل ہے۔

"واستینافه افضل تحرزا عن الخلاف" (درعلی الشامی ص ۶۳۰ ج ۱، ۲)

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمه اتم و احکم۔

"سبحان اللہ" کی مقدار قیام کر کے رکوع میں چلا جائے، پس اگر امام کے ساتھ رکوع میں شرکت ہو گئی تو اچھا ہے ورنہ پیچھے پیچھے اپنے رہے ہوئے ارکان کرتا جائے، یہاں تک کہ امام سے مل جائے اور اگر امام کے سلام پھیرنے تک بھی امام کا شریک نہ ہو سکے تو باقی ماندہ نماز امام کے سلام کے بعد لاحقانہ ادا کر کے سلام پھیرے)۔ (عمدۃ الفقہ ص ۲۱۷ ج ۲، جن چیزوں میں امام کو مقتدیوں کی متابعت کرنی چاہئے، الخ)

۱:..... شامی ص ۳۵۲ ج ۲۔ و فیه بعد: وان لم یخرج من المسجد اذا استخلف لانه عمل کثیر۔

۲:..... درمختار ص ۳۵۵ ج ۲، باب الاستخلاف۔

نماز میں وضوٹوٹ جانے کی صورت میں از سرنو نماز پڑھنا افضل ہے

(۱۶۱) س:..... ایک شخص نماز پڑھتا تھا اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور تیسری رکعت میں اس کا وضوٹوٹ گیا وہ شخص دوبارہ نماز پڑھے یا باقی دو رکعتیں پڑھے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: نماز میں وضوٹوٹ جائے تو وضو کر کے پھر سے پوری نماز پڑھے، یہی طریقہ افضل ہے، اگر چہ پڑھی ہوئی رکعتوں کو ملا کر بنا کرنے کا بھی مسئلہ صحیح ہے، لیکن اس کے شرائط و مسائل بہت نازک ہیں اور مسئلہ بھی اختلافی ہے، اس لئے افضل و احتیاط اسی میں ہے کہ نئے سرے سے پوری نماز پڑھے۔

(عالمگیری ص ۵۹ ج ۲۔ ھدایہ ص ۱۱۵ ج ۱، [۱])

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

---

[۱]..... من سبقه الحدث فی الصلوة انصرف فان کان اماما استخلف وتوضأ وبنی والقیاس ان یستقبل وهو قول الشافعیؒ الخ والاستیناف افضل تحرزا عن شبهة الخالف۔

(ہدایہ ص ۱۰۸ ج ۱، باب الحدث فی الصلوة)

من سبقه حدث توضا وبنی الخ والاستیناف افضل کذا فی المتون۔

آگے بنا کے شرائط و مسائل بیان کئے ہیں۔ (عالمگیری ص ۹۳ ج ۱، الباب السادس فی الحدث)

باب القرأة والتجوید

قرأت مسنونہ کے متعلق چند سوالات

(۱۶۲) س:.....

الف:..... مفصلات ثلاثہ سے قرأت مسنونہ کی مقدار مقصود ومراد ہے نہ کہ تخصیص۔

ب:..... قرآن مجید کا کوئی حصہ نماز کے لئے مخصوص نہیں ہے جس کو جہاں سے یاد ہے وہاں سے پڑھے، الحمد سے والناس تک قرآن ہی قرآن ہے، نماز میں پڑھے یا تلاوت کرے ﴿فاقرءوا ما تیسر من القرآن﴾[۱] تخصیص خلاف شریعت ہے۔

ج:..... سنت کی چاروں یا دونوں رکعتوں میں یا فرض کی اولین میں چار یا دو مختلف مقامات سے قرأت کرنی بلا کراہت جائز ہے۔ امام یا عام لوگ سب حافظ نہیں ہوتے جو جو مقام یاد ہو پڑھے ایسا ہی نفلوں میں بھی۔

د:..... امام کو قرآن مجید کا اکثر حصہ یاد ہو یا حافظ ہو مقتدیوں کا لحاظ کرتے ہوئے طوال، اوسط، قصار کو حسب وقت مدنظر رکھ کر نت نئی قرأت سنائے تو بلا کراہت جائز، بلکہ بہت ہی اچھا ہے۔

ھ:..... اگر کوئی رکعت اولی میں سورۂ بقرہ کا ایک رکوع یا کم وبیش پڑھ کر رکعت ثانیہ میں عم یتساءلون سے اسی طرح پڑھے تو کوئی قباحت نہیں ہے۔ ہاں جس کو مسلسل زیادہ مقدار میں قرآن یاد ہو مسلسل پڑھے خلاف ورزی سے کراہت نہیں آتی۔

و:..... قرأت کا شروع کرنا ابتداء رکوع سے اور انتہائے رکوع پر رکوع کرنا ضروری نہیں۔

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: "ولا بأس ان یقرأ فی الاولی من

---

[۱].....سو (اب) تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو۔ (سورۂ مزمل، آیت نمبر ۲۰)

محل وفی الثانیة من آخر ولو من سورة ان کان بینهما آیتان فاکثر"وفی رد المختار تحت قوله ولو من سورة: " لکن الاولی ان لا یفعل بلا ضرورة لانه یوهم الاعراض والترجیح بلا مرجح " شرح المنیة۔(ص۵۷۰ج۱، ۱)

الافضل ان یقرأ فی کل رکعة الفاتحة و سورة کاملة فی المکتوبة ،فان عجز الا ان یقرأ السورة فی الرکعتین کذا فی الخلاصة ،ولو قرأ بعض السورة فی رکعة والبعض فی رکعة قیل یکره وقیل لا یکره وهو الصحیح کذا فی الظهیرة،ولکن لا ینبغی ان یفعل ولو فعل لا بأس به کذا فی ا لخلاصة،ولو قرأ فی رکعة من وسط سورة او من آخر سورة وقرأ فی الرکعة الاخری من وسط سورة او من آخر سورةلا ینبغی ذلک علی ما هو ظاهر الروایة ،ولکن لو فعل ذلک لا بأس به کذا فی الذخیرة،فی الحجة لو قرأ فی الرکعة الاولی آخر سورة وفی الرکعة الثانیة سورة قصیرة کما لو قرأ آمن الرسول فی رکعة وقل هو الله احد فی رکعة لا یکره کذا فی التتار خانیة ،قرأة آخر السورة فی الرکعتین افضل من قرأة السورة بتمامها ان کان آخرها اکثر آیة من السورة وان کانت السورة اکثر آیة فقراء تها افضل، هکذا فی الذخیرة ۔۲

روایات مرقومہ بالا سے ہر ایک سوال کا جواب واضح ہو جاتا ہے۔

الف:..... صحیح ہے۔

ب:..... تخصیص یعنی نماز میں کسی سورت کو لازماً خاص کر لینا کہ وہی پڑھی جائے دوسری نہیں اس کی تعیین کو بوجہ دیگر سور سے لاپرواہی وایہام ترک باقی قرآن کی وجہ سے مکروہ و

۱.....شامی ص۲۶۹ ج۲،مطلب:الاستماع للقرآن فرض کفایة،قبیل باب الامامة۔

۲.....فتاوی عالمگیری ص۷۸ ج۱،الباب الرابع،الفصل الثانی فی القرأة۔

شنیع لکھا ہے، لیکن جن سورتوں کا رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اکثر پڑھنا ثابت ہے، جیسے جمعہ وعیدین [۱] وصلوۃ فجر یوم جمعہ [۲] وغیرہ میں اس میں تخصیص قرأت خلاف شرع نہیں، بلکہ باعث ثواب وموجب اجر ہے۔

ج:.....د:.....ھ:..... صحیح ہے۔صورت مسئولہ میں بقول اصح مکروہ نہیں، مگر عادۃً اس کے خلاف اولی ہے اور اگر کبھی کبھی ہو تو ایک درجہ میں مسنون بھی ہے:

لما رواہ مسلم عن ابن عباسؓ قال : ((کان رسول اللہ ﷺ یقرأ فی رکعتی الفجر ﴿قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا﴾ والتی فی اٰل عمران ﴿قل یا اھل الکتاب تعالو الی کلمة سواء بیننا و بینکم﴾ (مشکوۃ [۳]) فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

مسئلہ قرأت مسنونہ

(۱۶۳) س:.....

الف:..... مسجد کے امام کو قرأت پڑھنے میں مسنون طریقہ کیا ہے؟

ب:..... اگر امام نماز میں وسط سورت سے پڑھے یا قرآن شریف میں سے کسی جگہ سے

---

[۱].....عن النعمان بن بشیرؓ قال :((کان رسول اللہ ﷺ یقرأ فی العیدین وفی الجمعة ﴿بسبح اسم ربک الاعلی﴾ و﴿ھل اتک حدیث الغاشیة﴾ قال: واذا اجتمع العید والجمعة فی یوم واحد قرأ بھما فی الصلوتین))رواہ مسلم۔(مشکوۃ ص۸۰،باب القرأة فی الصلوۃ،الفصل الاول)

اور ایک روایت میں ہے:

((فصلی لنا ابو ھریرةؓ الجمعة فقرأ سورة الجمعة فی السجدة الاولی وفی الآخرة اذا جاء ک المنافقون فقال سمعت رسول اللہ ﷺ یقرأ بھما یوم الجمعة))رواہ مسلم ۔(مشکوۃ حوالۂ بالا)

[۲].....عن ابی ھریرةؓ قال :((کان النبی ﷺ یقرأ فی الفجر یوم الجمعة﴿ با لٓمٓ تنزیل﴾ فی الرکعة الاولی وفی الثانیة ﴿ھل اتی علی الانسان﴾))متفق علیہ۔(مشکوۃ حوالۂ بالا)

[۳].....مشکوۃ حوالۂ بالا۔

رکوع سے پڑھے تو یہ پڑھنا امام کا وسط سورت سے یا آخر سورت سے مکروہ ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:

الف:..... فجر اور ظہر کے وقت فرض نمازوں میں بعد سورۂ فاتحہ کے طوال مفصل کی سورتوں کا پڑھنا اور عصر وعشاء کے وقت اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل بشرطیکہ اور ضرورت کی حالت نہ ہو اور ضرورت کی حالت میں جو سورتیں چاہے پڑھیں۔[۱]

ب:..... مکروہ نہیں ہے۔ افضل یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ پوری سورت پڑھے: "ولو قرأ في ركعة من وسط سورة "الخ۔[۲]

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

قرأت مسنونہ کے خلاف قرأت کرنا

(۱۶۴) س:.....

الف:..... اگر کوئی امام صاحب مغرب کی پہلی رکعت میں سورۂ نبا میں سے ﴿یوم یقوم الروح والملائكة صفا﴾ تک اور دوسری رکعت میں سورۂ فجر میں سے ﴿یاایتها النفس المطمئنة﴾ الخ، پڑھے کیا اس صورت میں شرعا نماز میں کچھ نقص ہوگا؟

ب:..... مسنون طریقہ پنج گانہ نماز میں طوال مفصل واوساط مفصل وقصار مفصل ہے، اب طریقۂ مسنونہ سے ملتی جلتی کوئی آیتیں لمبی سورتوں میں سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:

---

[۱]..... ويسن (في الحضر) لامام و منفرد ،ذكره الحلبي،والناس عنه غافلون (طوال مفصل) من الحجرات الى آخر البروج(في الفجر والظهر ،و)منها الى آخر لم يكن،(اوساطه في العصر والعشاء ،و)باقية (قصاره في المغرب)۔ (درمختار ص۲۶۱ ج۲،باب صفة الصلوة)

[۲]..... عالمگیری ص ۷۸ ج ۲۔ عبارت جواب ۱۶۲/ کے ذیل میں گذر چکی ہے۔

الف:..... اس طرح قرأت پڑھنے سے نماز میں کچھ نقص نہیں آتا۔ (عالمگیری،[۱])

ب:..... جائز ہے، مکروہ نہیں۔ افضل یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی پوری سورت پڑھے: الافضل ان یقرأ فی کل رکعة سورةً کاملة۔ (عالمگیری، [۲])

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مقدار قرأت

(۱۶۵) س:..... امام صاحب نے ایک نماز کی ایک رکعت میں ایک آیت ﴿واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولیٰنا فانصرنا علی القوم الکٰفرین﴾ پڑھی۔ ایک شخص نے اعتراض کیا کہ ایک آیت پڑھنے میں نماز نہیں ہوئی۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ محض ﴿الٓمّٓ﴾ پڑھ لینے سے نماز ہو جاتی ہے، یہ بھی کہا کہ جسے دیکھنے کی ضرورت ہو وہ کتاب ''طحطاوی'' میں دیکھ لیں! آگاہ کیجئے کہ ان کا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اگر ﴿واعف عنا﴾ الخ، ایک رکعت میں پڑھی گئی تو نماز ادا ہو گئی اور فرض قرأت پڑھی گئی، لہذا نماز صحیح ہو گئی، اس پر اعتراض بیجا تھا۔ باقی امام کا یہ کہنا کہ محض ﴿الٓمّٓ﴾ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے اور ''طحطاوی'' میں لکھا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ''طحطاوی'' نے یہ بھی ایک قول کوفیین کا نقل کیا ہے کہ ﴿الٓمّٓ﴾ کو بھی کوفیین نے ایک آیت شمار کیا ہے اور غیر کوفیین نے اس کو آیت شمار نہیں کیا۔[۳] کوفیین کا قول بھی امام ابوحنیفہؒ کی تین روایتوں میں سے ایک روایت ہے۔ دوسری

---

[۱]..... [۲]..... عالمگیری ص ۷۸ ج ۲۔ عبارت جواب ۱۶۲ کے ذیل میں گذر چکی ہے۔

[۳]..... اعلم ان الکوفیین عدوا ﴿الٓمّٓ﴾ فی مواضعها الخ واما غیر الکوفین فلیس شئی منها عندهم بآیة۔ (طحطاوی ص ۱۸۲)

روایت امام ابوحنیفہؒ سے تین چھوٹی آیت کی ہے یا ایک بڑی آیت کی اور یہی روایت صاحبینؒ کی ہے، اسی کو فقہاء نے ترجیح دی ہے۔ یہ مضمون ''طحطاوی'' ص ۱۲۳ میں ہے۔

فقد اختلف المشائخ والاصح انه لا تجوز بها الصلوة۔ (مراقی الفلاح ص ۱۲۳)

بہر حال قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے، خواہ بڑی ہو یا چھوٹی، لیکن شرط یہ ہے کہ کم از کم دو لفظوں سے مرکب ہو جیسے ﴿ثم نظر﴾ اور اگر ایک ہی لفظ ہو جیسے: ﴿مدهامتان﴾ یا ایک حرف ہو جیسے ﴿ص﴾ ﴿ق﴾ یا دو حرف ہو جیسے ﴿حم﴾ وغیرہ یا کئی حروف ہوں جیسے ﴿الم﴾ ﴿حمعسق﴾ وغیرہ تو ان صورتوں میں ایک ایسی آیت کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا اور نماز صحیح نہ ہوگی۔ ''درمختار'' ''مراقی الفلاح'' وغیرہ کتب میں تفصیل لکھی ہے۔[1] فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

نماز میں قرأت کی مقدار

(۱۶۶) س:..... زید ایک مسجد کا امام ہے اور اس نے بعد فاتحہ کے ﴿تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام﴾ پڑھ کر رکوع کیا تو بکر کہتا ہے قرأت کم پڑھی گئی۔ قرأت کی مقدار بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں ہیں، مگر اس میں نو کلمے ہوں اور ان نو کلموں میں ستائیس حروف ہوں تو نماز ہوتی ہے اس سے کم میں نہیں۔ مندرجہ بالا آیت میں نہ نو کلمے ہیں نہ

---

[1]..... وفرض القرأة آية۔ (درمختار ص ۲۵۶ ج ۲، باب صفة الصلوة)

وبالنص كانت القرأة فرضا ولو قرأ آية قصيرة مركبة من كلمتين كقوله تعالى ﴿ثم نظر﴾ في ظاهر الرواية واما الآية التي هي كلمة ك ﴿مدهامتان﴾ او حرف ﴿صٓ﴾ ﴿نٓ﴾ ﴿قٓ﴾ او حرفان ﴿حٰمٓ﴾ ﴿طٰسٓمٓ﴾ او حروف ﴿حٰمٓعٓسٓقٓ﴾ ﴿كٓهٰيٰعٓصٓ﴾ فقد اختلف المشائخ والاصح انه لا تجوز بها الصلوة۔ (طحطاوی ص ۱۸۲)

ستائیس حروف ،لہذا نماز نہیں ہوئی۔سوال یہ ہے کہ نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟اور بکر کا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں قرأت فرض ادا ہوجانے کی وجہ سے نماز صحیح ہوگئی،مطلق قرأت یعنی قرآن مجید کا نماز میں پڑھنا فرض ہے،اگر ایک آیت بھی پڑھ لی فرض ادا ہوگیا،خواہ بڑی آیت ہوخواہ چھوٹی،مگر شرط یہ ہے کہ کم سے کم دولفظوں سے مرکب ہوجیسے ﴿ثم نظر﴾ ﴿ثم عبس و بسر﴾ امام ابوحنیفہؒ کا یہی مسلک ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتوں کا پڑھنا فرض ہے۔[۱] صاحبینؒ کے نزدیک ایک چھوٹی آیت کے پڑھنے سے فرض ادا نہیں ہوتا اور چونکہ سورۂ فاتحہ پڑھ چکا ہے،اس لئے فرض قرأت یقیناً ادا ہوگئی اور سورۂ فاتحہ کے بعد کم سے کم چھوٹی تین آیتیں یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو پڑھنا واجب ہے،اس لئے زیادہ سے زیادہ ﴿تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام﴾ کو تین چھوٹی آیتوں کے برابر نہ مانا جاوے تو یہ کہا جائے گا کہ نماز مع الکراہت صحیح ہوگئی۔مطلق قرأت کے اعتبار سے بکر کا قول صحیح ہے،لیکن فرض قرأت ادا ہوگئی ہے،لہذا بکر کا یہ کہنا کہ نماز صحیح نہیں ہوئی غلط ہے،اس لئے کہ مطلق قرأت میں صحیح مسلک کے موافق ایک آیت فرض ہے۔درمختار میں ہے:وفرض القرأة آية على المذهب وهي لغة :العلامة وعرفا: طائفة من القرآن مترجمة اقلها ستة احرف ولو تقديرا ک﴿لم يلد﴾ الا اذا كان كلمة فالاصح عدم الصحة۔[۲]

---

[۱]..... وادنى ما يجزء من القرأة فى الصلوة اٰية عند ابى حنيفةؒ وقالا: ثلٰث اٰيات قصار او اٰية طويلة۔(ہدایہ ص۹۸ ج۱،کتاب الصلوة ،فصل فى القرأة)

[۲].....درمختار ص۲۵۶ ج۲،باب صفة الصلوة۔

اور واجب ادا ہونے کے لئے بعضوں نے دس کلمات اور تیس حروف کا اندازہ لگایا ہے۔

وفی الشامی:وفی بعض العبارات تعدل ثلا ثا قصارا ای کقوله تعالی ﴿ثم نظر ثم عبس و بسر ثم ادبر واستکبر﴾ وقدرها من حیث الکلمات عشر و من حیث الحروف ثلا ثون۔[۱] فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

سنت یا فرض کی ہر رکعت میں ﴿قل هو الله﴾ پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۶۷)س:..... اگر کوئی شخص سنت یا فرض کی ہر رکعت میں صرف ﴿قل هو الله﴾ پڑھے تو کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: فرض نماز میں بلاضرورت ایک ہی سورت کو دونوں رکعتوں میں پڑھنا افضلیت کے خلاف ہے اور نفل میں بلا خلاف جائز ہے اور فرض میں کسی ایک سورت کو خاص کر کے پڑھتے رہنا مکروہ ہے۔رسول اللہ ﷺ سے ہر رکعت میں مختلف سورتوں کا پڑھنا سنت متواترہ سے ثابت ہے، بلاضرورت اس کا خلاف کرنا مکروہ ہے۔فی الدر المختار علی الشامی ص ۵۶۷ ج ۱،اس میں باقی سورتوں کا چھوڑنا لازم آتا ہے۔[۲] **فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔**

قصداً پہلی رکعت میں سورۂ ناس پڑھنا

(۱۶۸)س:..... زید کہتا ہے قصداً پہلی رکعت میں سورۂ ناس پڑھے اور دوسری رکعت میں

---

[۱].....شامی ص ۲۵۷ ج ۲،قبیل مطلب: فی الفرق بین فرض العین وفرض الکفایة۔

[۲].....(ویکره التعیین)قال ابن عابدین : وعلله فی الهدایة بقوله :لما فیه من هجر الباقی وایهام التفضیل۔(شامی ص ۲۶۵ ج ۲،مطلب:السنة تکون سنة عین وکفایة)

سورۂ فلق پڑھے یا کہیں سے بھی پڑھے نہ ترتیب بدلتی ہے اور نہ نماز مکروہ ہوتی ہے۔ کیا قصداً سورۂ ناس پہلی رکعت میں پڑھنا جائز ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: عمداً پڑھنا مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے:

وان يقرأ منكوسا الا اذا ختم۔ [۱]

زید کا قول غلط ہے۔ [۲] ہاں تراویح میں ختم قرآن کے وقت انیسویں رکعت میں سورۂ ناس اور بیسویں رکعت میں سورۂ بقرہ کا شروع پڑھنا مسنون ہے۔ لان النبی ﷺ قال:

((خير الناس الحال والمرتحل اى الخاتم والمفتتح)) [۳]

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

دو سورتوں کے درمیان میں ایک سورت چھوڑنا کیسا ہے؟

(۱۶۹) س:..... پہلی رکعت میں سورۂ نصر اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: دو سورتیں دو رکعتوں میں پڑھی جائیں اور ان دونوں سورتوں کے درمیان میں کوئی چھوٹی سورت جس میں تین آیتیں ہوں اس کا قصداً چھوڑ دینا مکروہ تنزیہی ہے۔ صورت مسئولہ میں سورۂ نصر اور سورۂ اخلاص کے درمیان سورۂ تبت یدا کو چھوڑ دینا مکروہ نہیں، اس لئے کہ اس میں پانچ آیتیں ہیں۔ (شامی [۴])

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

---

[۱]..... درمختار ص ۲۶۹ ج ۲، قبیل باب الامامة۔

[۲]..... لان الترتيب السور فى القرأة من واجبات التلاوة۔

(شامی ص ۲۶۹ ج ۲، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية)

[۳]..... شامی ص ۲۶۹ ج ۲، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية۔

[۴]..... (قوله ويكره الفصل بسورة قصيرة) اما بسورة طويلة بحيث يلزم الركعة الثانية اطالة

فرض نماز میں دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھنا

(۱۷۰) س:..... فرض نماز جہری یا خفی، امام اگر بعد فاتحہ دو سورت قصر کو ضم کریں تو نماز کا کیا

کثیرة فلا یکرہ۔ (شامی ص ۵۴۶ ج ۱، مطلب: الاستماع للقرآن فرض کفایة)

''امداد الفتاوی'' کے حاشیہ پر اس مسئلہ میں حضرت مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ نے عمدہ تحقیق فرمائی ہے، وہ من وعن نقل کرتا ہوں:

''فقہائے کرام کی عبارتیں اس مسئلہ کے بیان میں غیر واضح ہیں، بلکہ بعض عبارتوں سے تو متبادر وہی ہوتا ہے جو حضرت قدس سرہ نے اپنے سابق جواب میں تحریر فرمایا ہے، یعنی بڑی سورۃ وہ ہے جس میں دو رکعت ہوسکیں اور چھوٹی وہ ہے جس میں دو رکعت نہ پڑھی جاسکیں، لیکن صحیح وہ ہے جو حضرت قدس سرہ نے حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ اس مسئلہ میں عام طور پر غلط فہمی پائی جاتی ہے، اس لئے قدرے تفصیل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

دو سورتوں کے درمیان ایک سورت چھوڑنے کی کراہت کی وجہ ہجر و تفضیل کے شبہ سے بچنا ہے''ویکرہ فصله بسورة بین سورتین قرأهما فی رکعتین لما فیه من شبهة التفضیل والهجر''

(مراقی الفلاح ص ۱۹۴)

پس اولی یہ ہے کہ پہلی رکعت میں جو سورت پڑھی ہے اسی سے متصل بعد والی سورت دوسری رکعت میں پڑھی جائے، اگر ایک سورت چھوڑ کر پڑھے گا تو اس کا ہجر (چھوڑنا) اور بعد والی کی تفضیل (ترجیح بلا مرجح) لازم آئے گی

''اذا قرأ فی کل رکعة الحمد والسورة فانه یقرأ سورة اخری فی الرکعة الثانیة متصلة بالسورة الاولی، وان اراد ان یفصل بینهما ینبغی ان لا یفصل بسورة او بسورتین وانما یفصل بسور هکذا روی فی الحدیث۔ (حموی براشباہ ص ۲۱۱ ج ۱)

لیکن دو سورتوں کا چھوڑنا احادیث سے ثابت ہے۔ حضور پاک ﷺ جمعہ کی رات میں مغرب کی نماز میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص تلاوت فرماتے تھے۔ ولو ترک سورتین فالصحیح انه لا یکره ایضا لما روی جابر بن سمرة کان النبی ﷺ یقرأ فی المغرب لیلة الجمعة قل یایها الکافرون وقل هو الله احد، رواه ابو داؤد وابن ماجة۔ (کبیری ص ۴۶۲)

حکم ہے؟

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: دومرتب سورتوں کوایک ہی رکعت میں فرض نمازوں میں پڑھنا بلا کراہت جائز ہے اورسورتوں کے درمیان ایک چھوٹی سورت کو چھوڑ کر پڑھنا فرض میں مکروہ تنزیہی ہے۔[1]

فقط،واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

لہذا دوسورتوں کا فصل جائز ہوا اوران میں ہجر وتفضیل کا شبہ نہ رہا۔کراہت صرف ایک سورت کے چھوڑنے میں ہوگی،خواہ وہ سورت چھوٹی ہو یا بڑی،لیکن اگر بعد والی سورت اتنی بڑی ہو کہ اسے دوسری رکعت میں پڑھنے سے اس کا پہلی رکعت سے طویل ہونا لازم آتا ہوتو اس عارض کی وجہ سے ایسی طویل سورت کا چھوڑنا جائز ہوگا، کیونکہ ہر رکعت میں کامل سورت پڑھنا افضل ہے اور دوسری رکعت کو طویل کرنا مکروہ ہے اور جہاں یہ عارض نہ ہو وہاں پہلی سورت سے متصل جو سورت ہے اسی کو پڑھنا اولی ہے اوراس کو چھوڑ کر (خواہ وہ بڑی ہو جس میں دو رکعت ہوسکیں یا چھوٹی ہو) بعد والی سورت پڑھنا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولی ہے اور یہ کراہت فرائض میں ہے نوافل میں ایک سورت چھوڑنا جائز ہے۔

ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ (در مختار) اما بسورۃ طویلۃ بحیث یلزم منہ اطالۃ الرکعۃ الثانیۃ اطالۃ کثیرۃ فلا یکرہ شرح المنیۃ کما اذا کانت سورتان قصیرتان۔(شامی ص۴۰۴ ج۱)

ولو قرأ فی کل رکعۃ سورۃ و ترک بین السورتین سورۃ یکرہ لما قلنا (ای لا نہ یوھم الاعراض والترجیح بلا مرجح) الا ان تکون تلک السورۃ اطول من التی قرأھا فی الرکعۃ الاولی بحیث یلزم منہ اطالۃ الرکعۃ الثانیۃ اطالۃ کثیرہ فح لا یکرہ ،اھ۔(کبیری ص۴۶۳)

(امدادالفتاوی ص۲۲۶ تا ۲۲۸ ج۱،باب القرأۃ)

[1].....فی التتارخانیۃ:اذا جمع بین سورتین فی رکعۃ رأیت فی موضع انہ لا بأس بہ ،وذکر شیخ الاسلام :لا ینبغی لہ ان یفعل علی ما ھو ظاھر الروایۃ اھ،وفی شرح المنیۃ: الاولی ان لا یفعل فی الفرض، ولو فعل لا یکرہ الا ان یترک بینھما سورۃ او اکثر۔

(شامی ص۲۶۹ ج۲،مطلب: الاستماع للقرآن فرض کفایۃ)

ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت مکروہ ہے یا نہیں؟

(۱۷۱) س:..... ایک امام نے جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ پڑھا اور دوسری رکعت میں سہوا پارۂ تلک الرسل کا ایک رکوع پڑھا تو ایسی حالت میں نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ترتیب قرآنی کے خلاف نماز میں قصدا قرأت پڑھنی مکروہ ہے، اگر بھول سے پڑھ لیا تو نماز میں کچھ نقصان نہیں ہوا، نماز جمعہ بلا کراہت صحیح ہوگئی، دوبارہ نہ پڑھی جائے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ نماز نہیں ہوئی یہ اس کی جہالت ہے اور اگر دوبارہ پڑھی گئی تو یہ نفل ہوجائے گی، لیکن یہ فعل لغو اور بیکار ہے۔ ویکرہ ان یقرأ منکوسا الا اذا ختم فیقرأ من البقرۃ۔ (درمختار[۱])

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

آیت کو خلاف ترتیب پڑھا تو؟

(۱۷۲) س:..... امام کی موجودگی میں کسی عذر سے مؤذن نے مغرب کی نماز پڑھائی، سورۂ عصر میں ﴿وتوا صو بالصبر و توا صو بالحق﴾ الٹا پڑھا اور رکوع وسجود کیا تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اس طرح قصدا وعمدا پڑھنا مکروہ ہے، جس سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور سہوا پڑھ لیا اور بعد پڑھنے کے اپنی غلطی معلوم ہوگئی تو

---

[۱]..... وفی الشامی تحت قولہ (ان یقرأ منکوسا): بان یقرأ فی الثانیۃ سورۃ اعلی مما قرأ فی الاولی لان ترتیب السور فی القرأۃ من واجبات التلاوۃ، وفی الدر "قرأ فی الاولی الکافرون وفی الثانیۃ الم تر او تبت ثم ذکر یتم وقیل یقطع ویبدأ، وفی الشامی تحت قولہ ثم ذکر یتم "افاد ان التنکیس او الفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سھوا فلا"

(شامی ص ۲۶۹ ج ۲، مطلب: الاستماع لقرآن فرض کفایۃ)

آیت کو صحیح پڑھ لے اور ختم نماز کے قبل یا بعد ختم نماز غلطی کا احساس ہوا تو اب آیت کو دوبارہ صحیح پڑھنے کا وقت نکل گیا، اس سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا، اس لئے کہ معنی میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا، اس لئے نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی۔[۱]

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم

سورۂ اخلاص میں نون قطنی کا حکم

(۱۷۳) س:..... سورۂ اخلاص میں ﴿ قل هو الله احد ،الله الصمد﴾ میں بغیر نون قطنی اور نون قطنی کے ساتھ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور سورۂ ہمزہ میں ﴿ لمزة ن الذی﴾ کی جگہ ﴿ لمزة الذی﴾ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور جب کہ ﴿ احد ن الله الصمد﴾ پڑھنا جائز ہے جیسا کہ سورۂ ہمزہ میں ﴿ لمزة ن الذی﴾ میں الف کے نیچے ایک نون چھوٹا سا ہر قرآن میں لکھا رہتا ہے، تو ﴿ قل هو الله احد ،الله الصمد﴾ میں کیوں ویسا نون الف کے نیچے نہیں لکھا جاتا؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: ﴿ قل هو الله احد ،الله الصمد﴾ اور ﴿ قل هو الله احد ن الله الصمد﴾ ہر دو طرح پڑھنا جائز ہے، چونکہ ﴿ قل هو الله احد ﴾ پر آیت تام و کامل ہے، اس لئے وصل کی ضرورت نہیں اور وصل کی حالت میں نون ملا کر پڑھتے ہیں اور بغیر وصل کے نون ملانے کی ضرورت نہیں، اسی لئے رسم الخط میں نون قطنی لکھنے کا طریقہ سلف سے منقول نہیں اور سورۂ ہمزہ میں ﴿ لمزة ﴾ پر آیت تام نہیں اس لئے وصل کی سورت میں نون قطنی ملا کر ﴿ لمزة ن الذی﴾ پڑھتے ہیں اور اگر ﴿لمزة﴾ پر وقف کر دیا جائے تو بغیر نون بڑھائے ﴿الذی جمع مالا ﴾ پڑھنا ہوگا نون

---

[۱]..... ومنها القراءة بالالحان ان غير المعنى والا لا۔ (درمختار ص۳۹۲ ج۲، باب ما يفسد الصلوة)

نہیں پڑھا جائے گا۔غرض سورۂ اخلاص میں ﴿ احـــد ﴾ پر آیت تام ہے لہذا نون قطنی رسم الخط میں لکھنے کی ضرورت نہیں اور سورۂ ہمزہ میں ﴿ لـمـزة ﴾ پر آیت تام نہیں، اس لئے عموما وقف نہیں کرتے ، بلکہ وصل کرتے ہیں، لہذا وصل کی حالت میں نون کا پڑھنا ضروری ہے۔[۱] اس بنا پر رسم الخط میں بھی نون لکھنے کا دستور سلف سے چلا آرہا ہے۔

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم

﴿ اللہ الصمد ﴾ کی جگہ ﴿ن اللہ الصمد ﴾

(۱۷۴) س:..... فرض، وتر، سنت، تراویح کی قرأت میں بجائے ﴿ اللہ الصمد ﴾ کے ﴿ن اللـــہ الـصمد ﴾ پڑھا نماز صحیح ہوئی یا باطل؟ کیا اس سے نماز میں کوئی خرابی آئے گی؟ اور کیا اس سے سجدۂ سہو لازم آئے گا؟

ج:..... حـامـدا ومـصـلـيـا، الـجـواب وبـاللـــہ التوفیق: ﴿ قل ھو اللـہ احد ،اللـہ الـصـمـد ﴾ میں اگر احد پر وقف کیا ہے تو ﴿ن اللـــہ الـصمد ﴾ پڑھنا جائز نہیں اور وصل کی حالت میں ملا کر ﴿احدن اللہ الصمد ﴾ پڑھنا جائز ہے۔وقف اور وصل کی رعایت ضروری ہے اور مقتدی و امام کی نماز صحیح ہوگئی۔اس سے نماز میں کسی قسم کی کراہت لازم نہیں آئے گی اور نہ سجدۂ سہو ہے۔

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم

---

[۱]..... وصل اور وقف کا اصل قاعدہ یہ ہے کہ جس لفظ کے اخیری حرف پر تنوین (دوزبر، دوپیش، دوزیر) ہو اور اس کے بعد والی آیت یا جملے کا پہلا حرف ہمزہ وصلی ہو تو اس کو ملا کر پڑھنے کی صورت میں ہمزہ وصلی حذف ہوجاتا ہے۔(پڑھا نہیں جاتا) اور تنوین نون سے بدل جاتی ہے یعنی تنوین کی ایک حرکت پڑھی جاتی ہے اور دوسری حرکت نون میں آجاتی ہے، جسے نون قطنی کہا جاتا ہے۔قرآن مجید میں ایسی جگہ پر آسانی کے لئے چھوٹا سا نون لکھ دیا جاتا ہے۔(فتاوی رحیمیہ ص ۱۵۳ ج ۱)

سورۂ اخلاص میں اللہ الصمد کو لام کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے

(۱۷۵) س:..... سورۂ اخلاص میں ﴿ الله الصمد ﴾ کے بجائے ﴿ لله الصمد ﴾ لام کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے، جیسا کہ بعض قاری صاحبان پڑھتے ہیں اور صحیح طریقہ کیا ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: سورۂ اخلاص میں ﴿ الله الصمد ﴾ یا ﴿ احد ن الله الصمد ﴾ ہر دو طرح پڑھنا جائز ہے اور ﴿ لله الصمد ﴾ آپ کے لکھنے کے موافق نہ کوئی قاری پڑھ سکتا ہے اور نہ کوئی عامی پڑھتا ہے۔ ﴿ قل هو الله احد ﴾ آیت تام ہے، اس لئے وصل کی ضرورت نہیں، لیکن وصل کرنا بھی جائز ہے۔

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحكم۔

نون قطنی کے وصل وفصل کا حکم

(۱۷۶) س:..... زید بوقت تلاوت ایک آیت جس پر ''لا'' کا نشان بھی ہے ٹھہر گیا، جیسا ﴿ عليم ن الذی ﴾ اب بعد ٹھہرنے کے ﴿ الذی ﴾ پڑھنا ہوگا یا وصل کر کے ﴿ عليم ن الذی ﴾ پڑھنا ہوگا۔ منقطع کر کے ﴿ الذی ﴾ صحیح ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: ﴿ عليم ن الذی ﴾ کو وقف کر کے اور وصل کر کے دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ وقف کیا جائے تو ﴿ الذی ﴾ پڑھنا ہوگا اور وصل کیا جائے تو ﴿ ن الذی ﴾ پڑھا جائے گا۔ جب ﴿ عليم ﴾ پر ٹھہر گیا تو پھر لوٹ کر ﴿ عليم ن الذی ﴾ پڑھنا لازم نہیں، ﴿ الذی ﴾ سے پڑھ کر آگے چلنا کافی ہوگا۔

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحكم،

الجواب صحیح، مرغوب احمد (حضرت علامہ مفتی) محمد کفایت اللہ دہلوی

فاتحہ خلف الامام کے متعلق

(۱۷۷) س:..... نماز جہری ہو یا خفی، حنفی مذہب کے مقتدیوں کو امام کے ساتھ سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ کیا حنفی نماز میں مقتدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھیں گے تو مقتدیوں کی نماز باطل ہوجائے گی؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وباللہ التوفیق: نماز سری ہو جہری امام کی قرأت مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔

((من صلی خلف الامام فان قرأة الامام له قرأة)) ،(مؤطا امام محمد، ۱)

اور((لاصلوة الا بفاتحة الكتاب)) ، (الحدیث، ۲)

۱.....المؤطا للامام محمد ص۹۸ ،عن جابر بن عبد اللہؓ۔

۲.....عن عبادة بن الصامتؓ قال: قال رسول الله ﷺ:((لاصلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب))متفق عليه۔(مشکوۃ ص۷۸،باب القرأة فی الصلوة،الفصل الاول)

وفی الدراية اخرجه ابن عدی ولفظه:((لا صلوة الا بفاتحة الكتاب والسورة))۔

(الدراية فی تخريج احاديث الهداية،حاشیہ ہدایہ ص۱۰۶ ج۱)

ولفظ الطبرانی فی الاوسط:((لا صلوة الا بفاتحة الكتاب وأيتين معها))اخرجه الهيثمی فی الزوائد۔(معارف السنن ص۲۰۵ ج۳)

یہ حکم منفرد کے لئے ہے جیسا کہ ترمذی میں امام احمد بن حنبلؒ کا بیان منقول ہے:

"واما احمد بن حنبلؒ فقال : معنى قول النبی ﷺ لا صلوة لمن لم يقرأ بفا تحة الكتاب اذا كان وحده "۔(ترمذی ص۴۲ ج۱،باب ماجاء فی ترک الفاتحة)

امام ابوداؤدؒ نے بھی سفیان بن عیینہؒ کا قول اس معنی میں نقل کیا ہے:

"لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فصاعدا قال سفيان لمن يصلی وحده"۔

(ابوداؤد ص۱۲۶ ج۱،باب ترک القرأة فی صلوته)

کا حکم امام اور تنہا پڑھنے والوں کے لئے ہے کہ ان کی نماز بغیر سورۂ فاتحہ کے ناقص ہوگی اور مقتدیوں کے لئے امام کی سورۂ فاتحہ اور قرأت کافی ہے، [۱] لہذا جہری نماز میں سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا بوجہ قرأت کے سننے میں خلل واقع ہونے کے ناجائز ہے [۲] اور خفی میں ضرورت نہیں، [۳] لیکن اگر پڑھے تو گنجائش ہے نہ پڑھنے سے بھی کچھ نقصان نہیں۔ غیر مقلدوں سے دریافت کیا جائے کہ کثرت سے صحابہؓ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟۔ [۴]

امام طحاویؒ نے ایک مرفوع حدیث نقل فرمائی ہے:

((من صلی رکعة فلم یقرأ فیها بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام))

(طحاوی ص ۱۰۷ ج ۱، باب القرأة خلف الامام)

[۱]..... عن جابرؓ قال: قال رسول ﷺ ((من کان له امام فقرائة الامام له قرأة))

(ابن ماجہ ص ۶۱، باب اذا قرأ الامام فانصتوا، مسند امام اعظم ص ۱۳۳ مترجم)

نوٹ: یہ تمام روایات وحوالجات ''فتاوی رحیمیہ'' ص ۱۵۵ ج ۷، سے ماخوذ ہیں۔

[۲]..... ﴿واذا قرئی القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون﴾۔ (سورۂ اعراف آیت ۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جایا کرے، تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو، امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔

[۳]..... والمؤتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحة فی السریة اتفاقا وما نسب لمحمد ضعیف کما بسطه الکمال فان قرأ کره تحریما و تصح فی الاصح وفی درر البحار عن مبسوط خواهر زاده انها تفسد ویکون فاسقا وهو مروی عن عدة من الصحابة فالمنع احوط''۔

(درالمختار ص ۲۶۶ ج ۲، فصل القرأة)

[۴]..... قال فی الخزائن وفی الکافی :ومنع المؤتم من القرأة ماثورة عن ثمانین نفرا من کبار الصحابة منهم المرتضی والعبادلة وقد دون اهل الحدیث اسامیهم''۔

(شامی ص ۲۶۶ ج ۲، قبیل: فروع فی القراءة خارج الصلوة)

اور صحیح حدیث میں حضور ﷺ کا فرمان وارد ہے کہ: جس کو امام کے ساتھ رکوع ملا اس کو وہ رکعت مل گئی۔ جب رکوع میں آ کر مقتدی امام کے ساتھ شریک ہوا تو اس نے یقیناً سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی، جب بھی حضور ﷺ یہ فرماتے ہیں کہ وہ رکعت مل گئی۔[۱]

معلوم ہوا کہ بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے بھی مقتدی کی نماز میں کچھ نقصان نہیں، تو اب غیر مقلدوں کا حضور ﷺ کے ارشاد کے خلاف یہ کہنا کہ نماز بغیر سورۂ فاتحہ کے نہیں ہوتی غلط ہے اور دھوکہ ہے، ورنہ بہت سے صحابہ ؓ کو بے نمازی ماننا پڑے گا۔ ''کتاب الآثار'' کی روایت کا مطلب بھی یہ ہے [۲] کہ سری نماز میں جائز ہے، واجب وضروری نہیں۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم

امام طحاویؒ نے مختلف صحابہ ؓ کی روایات نقل فرمائی ہیں، پھر تحریر فرماتے ہیں:

''فهولاء جماعة من اصحاب رسول الله ﷺ قد اجمعوا على ترک القرأة خلف الامام ''الخ

(طحاوی، ۱۵۱ ج ۱، باب القرأة خلف الامام)

[۱]..... امام طحاویؒ نے دلیل عقلی یہی بیان فرمائی ہے۔ (طحاوی ص ۱۵۰ ج ۱)

عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ((اذا جئتم الى الصلوة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوه شيئا ومن ادرک ركعة فقد ادرک الصلوة))۔ (مشکوۃ ص ۱۰۲، باب ما على الماموم)

[۲]..... عن سعيد بن جبيرؓ قال: ((اقرأ خلف الامام فى الظهر والعصر ولا تقرأ فيما سوى ذلک))

(کتاب الآثار ص ۲۳، باب القراء ة خلف الامام وتلقينه، المختار شرح کتاب الآثار ص ۸۳)

نوٹ: کتاب الآثار کی دوسری روایت میں دونوں (سری و جہری) میں ترک قرأت کا ذکر بھی ہے۔

مسائل زلة القاری

قرأت میں جو غلطی مغیر معنی نہ ہو اس سے نماز ہو جاتی ہے

(۱۷۸) س:..... امام نماز میں سورۂ فاتحہ میں ﴿صراط المستقیم﴾ کو ﴿صراط المستقیما﴾ اور ﴿صراط الذین﴾ کو ﴿صراط الذینا﴾ اور ﴿غیر المغضوب﴾ کو ﴿غیرال﴾ ﴿غویرال﴾ یا ﴿غوار ل﴾ پڑھتا ہے تو اس کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے اقتدا صحیح ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: فی فتاوی قاضیخان: اما الخطأ فی الاعراب اذا لم یغیر المعنی لا تفسد الصلوۃ عند الکل واما ترک المدان لم یغیر المعنی کما فی قوله ﴿انا انزلناه﴾، ﴿انا اعطیناک﴾ لا تفسد صلوته اه، قلت: وکذا المد فیما لیس فیه کما هو الظاهر۔ [۱]

لہذا جو غلطیاں سوال میں مذکور ہیں چونکہ مغیر معنی نہیں، اس لئے نماز ہو جائے گی اور جو شخص ایسی غلطیوں سے محفوظ ہے اس کو جماعت ترک نہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالی اعلم۔

امام کی قرأت میں بعض حروف رہ جاتے ہیں

(۱۷۹) س:..... ایک امام کی قرأت میں بعض حروف رہ جاتے ہوں اور خطبہ بھی لکنت کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آتا ایسے امام کی اقتدا کیسی ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: اگر امام کی قرأت میں کوئی ایسی فاحش غلطی نہیں ہوتی کہ جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہو تو ایسے امام کی اقتدا جائز ہے اور خطبہ صحیح ہو جاتا ہے۔ فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

---

[۱]..... فتاوی قاضیخان برحاشیہ عالمگیری ص ۱۳۹ ج ۱۔

تین آیات میں مغیر معنی غلطی ہوتو

(۱۸۰) س:..... ایک شخص نے فرض نماز میں کوئی قرأت پڑھی، بعد تلاوت تین آیات کے کوئی غلطی صادر ہوجاوے کہ جس میں تغیر وتبدل معنی کا بھی ظاہر ہوتو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: تین آیات کے بعد غلطی ہو یا تین آیات کے پہلے اگر امام سے کوئی ایسی شدید غلطی ہوگئی کہ جو موجب فساد صلوۃ ہو، لیکن خود بخود یا کسی کے لقمہ دینے سے غلطی کی اصلاح فوراً نماز ہی میں کر لی تو نماز ہوگئی [۱] اور اگر غلطی موجب فساد صلوۃ تھی اور بغیر اصلاح کے نماز ختم کر لی تو نماز نہیں ہوئی۔

ذكر في الفوائد :لو قرأ في الصلوة بخطاء فاحش ثم رجع وقرأ صحيحا قال عندى صلوته جائزة "۔(فتاوی عالمگیری ص۸۲ ج۱، [۲]) فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم۔

قرأت مغیر معنی مفسد صلوۃ ہے

(۱۸۱) س:..... امام نے سہواً قرأت میں غلطی کی اس طرح کہ ﴿وسيق الذين كفروا﴾ سے شروع کر کے ﴿وقال لهم خزنتها الم يأتكم رسل منكم﴾ کے بجائے ﴿وقال لهم

---

[۱]..... یہ مسئلہ فقہاءؒ اور ہمارے اکابرؒ کے مابین مختلف فیہ رہا ہے۔ اختلاف روایات کے وقت فیصلہ کی دو راہیں ہوتی ہیں: ترجیح یا تطبیق۔ بعض حضرات نے ترجیح یعنی صحت صلوۃ کا فتوی دیا اور بعض حضرات نے تطبیق کی راہ اختیار فرمائی، پھر تطبیق کی دو صورتیں ہیں: اول فساد صلوۃ کی روایت فرائض کے لئے اور صحت صلوۃ کی روایت نوافل وتراویح کے لئے۔ دوم فساد صلوۃ کی روایات احتیاط وتقوی اور استحباب اعادہ پر محمول کی جائیں اور فتوی صحت صلوۃ پر ہو۔ اس مسئلہ کی مکمل تحقیق حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ نے ''امداد الفتاوی'' کے حاشیہ میں تحریر فرمائی ہے۔ اہل علم کے لئے قابل مطالعہ ہے۔

(امداد الفتاوی از ص ۲۵۱ تا ص ۲۵۷ ج ۱)

[۲]..... فتاوی عالمگیری ص ۵۵ ج ۱، الفصل الرابع، قبل الامامة۔

خزنتها سلام علیکم﴾ الخ پڑھ کر نماز پوری کی۔ درمیان میں ﴿الم یأتکم رسل منکم﴾ سے لے کر ﴿الی الجنة زمرا حتی اذا جائوها وفتحت ابوابها وقال لهم خزنتها﴾ تک قرأت چھوٹ گئی اور معنی میں تغیر فاحش واقع ہوگیا، اس صورت میں امام و مقتدی کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟

(۱۸۲) س:..... اسی طرح ایک یا دو آیتیں اثناء قرأت میں چھوٹ جائے اور معنی نہ بگڑے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ چاہے قرأت کی مقدار مفروضہ کے اندر ہو یا باہر، ایسی حالت میں سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۱۸۳) س:..... حصر کی سورت میں چاہے مقدار مفروضہ کے اندر ہو یا وتنی مقدار پڑھ لینے کے بعد اگر اس صورت میں دوسری سورت کی طرف انتقال کیا جائے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

(۱۸۴) س:..... کسی کو قرأت میں بھول ہوگئی پھر دہرا کر یا لقمہ لے کر اسے درست کر لیا تو یہاں بھی سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

ج:.....(۱) حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں معنی میں تغیر فاحش پایا گیا جو مفسد صلوۃ ہے، لہذا امام ومقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہوئی۔

فی الدر المختار علی الشامی: وصح الباقانی الفساد ان غیر المعنی کما لو بدل کلمة بکلمة وغیر المعنی نحو" ان الفجار لفی جنات "۔(ص۶۶۳ ج۱، ۱)

وفی فتاوی قاضیخان :وان تغیر المعنی بان قرأ" ان الابرار لفی جحیم وان الفجار لفی نعیم "او قرأ" ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات اولٰئک هم شر البریة" او قرأ "وجوه یومئذ علیها غبرة اولٰئک هم المؤمنون حقا" تفسد صلوته لانه اخبر

۱..... درالمختار ص۶۳۳ ج۱، مطلب: مسائل زلة القاری۔

بخلاف ما اخبر اللہ تعالی به قال بعضهم لا تفسد صلوته لعموم البلوی والاول اصح"۔[۱]

(۲) نماز صحیح ہوجائے گی اور چونکہ کوئی واجب فوت نہیں ہوا، اس لئے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔ [۲]

(۴/۳) سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

قرأت میں حروف کی ادائیگی صحیح نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۱۸۵) س:..... ایک امام حافظ قرآن ہے، لیکن پڑھنے میں حرفوں کی ادائیگی نہیں ہوتی، یعنی ''ط'' کی جگہ ''ت'' اور ''ظ'' کی جگہ ''ز'' اور ''ضاد'' کی جگہ ''دال'' اور بجائے ''س'' کے ''ش'' اور ''قاف'' کے ''ک'' پڑھتا ہے تو اس طرح ادا کرنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: فساد صلوۃ اس وقت لازم آتا ہے کہ جب بلا مشقت دو حرفوں میں فرق وتمیز ہو سکے، لہذا اگر امام نے بجائے ایک حرف کے دوسرا ایسا حرف پڑھا جس سے معنی بدل گئے اور وہ ایسا لفظ ہے کہ بغیر مشقت کے دو حرفوں میں فرق ہوسکتا ہے، مثلا: ''صالحات'' کی جگہ ''طالحات'' پڑھا تو بالاتفاق نماز فاسد ہوجائے گی [۳] اور ''ضاد'' کی جگہ ''ظا'' اور ''صاد'' کی جگہ ''س'' اور ''طا'' کی ''ت'' پڑھا تو اس

---

[۱]..... فتاوی قاضیخان ص ۱۵۳ و ۱۵۴ ج ۱، برحاشیہ عالمگیری۔

[۲]..... لا یجب الا بترک واجب او تاخیره او تاخیر رکن ساهیا هذا هو الاصل۔ (ہدایہ ص ۱۳۷ ج ۱)

[۳]..... وان ذکر حرفا مکان حرف و غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر المشقة کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصالحات تفسد صلوته عند الکل۔

(قاضیخان، برحاشیہ عالمگیری ص ۱۴۱ ج ۱)

میں اکثر فقہاء احناف کا یہی مسلک ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر کوئی شخص عمداً مخارج صحیحہ پر قادر ہوتے ہوئے ''ضاد'' کی ''ظا'' یا ''دال'' پڑھتا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر پڑھنے والا اپنے خیال میں حروف کو صحت کے ساتھ اپنے مخرج سے ادا کرتا ہے، مگر ادائے مخارج کی مشق نہ ہونے کے باعث صاف ادا نہیں ہوتے تو ایسی حالت میں بوجہ عموم بلوی کے و مجبوری کے نماز فاسد ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص سے بلا مشقت فصل ممکن نہ ہو اور ''ضاد'' ''صاد'' و ''طا'' پڑھنے کا قصد کرتا ہے مگر ادا کرنے میں ''دال'' ''س'' ''ت'' ادا ہوتی ہے تو ایسے وقت میں نماز صحیح ہو جائے گی، مگر ایسے شخص کو حروف کے مخارج صحیح ادا کرنے میں سعی و کوشش کرنی چاہئے، خصوصاً حفاظ کے لئے تو یہ بڑا عیب ہے، لہذا جو شخص مشق و ریاضت نہ ہونے کی وجہ سے ان حروف کے ادا کرنے میں فرق نہیں کر سکتا وہ معذور کے حکم میں ہے، اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حروف صحیح ادا کرنے والے کی نماز ایسے شخص کے پیچھے کہ جس کے پڑھنے میں معنی بدل جاتے ہوں صحیح نہ ہوگی۔

''فی قاضیخان: قال فی الخلاصة: الاصل فیما اذ اذکر حرفا و غیر المعنی ان تعمد ذلک یفسد وان جری علی لسانه اولا یعرف التمیز لا تفسد وهو المختار علیه ''انتهی۔ [۱] فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم۔

''ض'' کو ''دال'' پڑھنا

(۱۸۶) س:..... حرف ضاد مشتبہ الصوت ظاء معجمہ کا ہے یا دال مہملہ کا اور فی زمانا جو عوام ''ضاد'' کو ''دواد'' منہ بھر کر اور مستطیلہ ادا کرتے ہیں جیسا کہ ''ضالین'' کو ''دوالین'' زبان کو

[۱].....شامی ص ۳۹۶ ج ۲، باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب: اذا قرأ قوله تعالی جدک الخ۔

تالو کے ساتھ ملا کر ادا کرنے میں جو آواز نکلتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور ''شرح شاطبی'' میں مرقوم ہے:

ان هذه الثلث ای الضاد والظاء والذال متشابهة فی السمع والضاد لا تفترق من الظاء الا باختلاف المخرج وزيادة الاستطالة فی الضاد ولو لاهما لكانت احداهما عين الاخرى "

اور امام محمد مکیؒ کی کتاب رعایا میں مذکور ہے کہ: ''ضاد سننے میں مانند ظاء کے ہے''۔

اور شیخ جمال حنفی مکیؒ کے فتاوی میں ہے کہ: ''ضاد کو ظاء پڑھنا لغت اکثر اہل عرب کا ہے'' تو اگر کسی نے نماز میں لفظ ﴿ مغضوب عليهم ولضالين ﴾ کو ﴿ مغضوب عليهم ولدالين ﴾ پڑھا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ اور ظاہر ہے کہ ''ضاد'' کو ''دال'' صاف طور پر کوئی نہیں پڑھتا ''دال'' کو منہ بھر کر اور زبان تالو سے لگا کر ''ضاد'' کی جگہ ادا کرتے ہیں تو اس طرح صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر صحیح نہیں تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: فی الجزرية [1]

والضاد من حافتيه اذ وليا الاضراس من ايسر او يمناها

یعنی ضاد کا مخرج حافہ لسان اضراس کو لگا کر داہنے یا بائیں کسی جانب سے نکالا جائے، جب مخرج معلوم ہوگیا تو ''ضاد'' کو اس کے مخرج سے نکالا جائے، اس طریق پر نکالنے سے بوجہ عدم مہارت خواہ کچھ ہی نکلے عفو ہے اور اگر قصداً ''ضاد'' کے مخرج کو چھوڑ کر ''دال'' یا ''ظاء'' پڑھے یہ جائز نہیں۔

رہا یہ سوال کہ ''ضاد'' مشابہ ''ظاء'' کا ہے یا ''دال'' کا تو تتبع کتب فقہ وقرأت سے ظاہر

---

[1].....متن مقدمۃ الجزریۃ ص ۴ شعر نمبر ۱۳/۱۴۔ فوائد مرضیہ شرح مقدمۃ الجزریہ ص ۳۱۔

ہوتا ہے کہ ''ضاد'' اور ''ظاء'' میں بہت سی صفتیں مشترک ہیں، یعنی مطبقہ، مصمتہ، مستعلیہ، رخوہ۔ مجہورہ ہونے میں ہر دو مشترک ہیں اور ''ضاد'' میں استطالت ہے ''ظاء'' میں نہیں، علاوہ ازیں جیسا کہ ''ضاد'' اور ''ظاء'' میں تشابہ تام ہے اور صرف تغایر فی المخرج واستطالت کا فرق ہے، اسی طرح ''ضاد'' اور ''دال'' میں تقارب منبع ہے کہ استطالت اور مخرج اور اطباق کا فصل ہے، جیسا کہ ''مفتاح الرحمانی'' سے واضح ہوتا ہے:

''لولا اطباق فیها لکان الصاد سینا ،والطاء تاءً ،والظاء ذالاً والضاد دالاً''[1]

اس سے معلوم ہوا کہ ''ظاء'' کو ''ذال'' کے ساتھ اور ''ضاد'' کو ''دال'' کے ساتھ قرب تام ہے، فقط اطباق ممیّز ہے، بلکہ باعتبار مخرج ''ضاد'' کے ''دال'' کے ساتھ زیادہ قرب ہے، جیسا کہ کتب ائمہ فن شافیہ، وشرح شافیہ وغیرہ سے ظاہر ہے۔ تو جیسا کہ ''ضاد'' کو ''طا'' کے ساتھ تشابہ ہے ویسا ہی یا اس سے زیادہ باعتبار قربیت مخرج کے ''دال'' کے ساتھ ہے۔ اور جیسا کہ ''دال'' کے ساتھ تغایر ذاتی ہے ویسا ہی ''ظاء'' کے ساتھ ہے۔

بہر حال بجائے ''ضاد'' کے نہ ''ظاء'' پڑھنا جائز ہے اور نہ ''دال'' پڑھنا جائز ہے اور ایک حرف کو دوسرے حرف کی صورت میں پڑھنا جائز نہیں، تو اگر کوئی شخص کتب قرأت میں مشابہت فی الصوت ''ضاد'' کا ''ظاء'' کے ساتھ دیکھ کر ''ضاد'' کو ''ظاء'' پڑھے تو یہ جائز نہ ہوگا، کیونکہ مشابہت فی بعض الصفات سے اتحاد ذات لازم نہیں آتا۔

اور شرح شاطبی اور رعایا اور فتاوی شیخ جلال مکی کی جو عبارت نقل کی گئی ہے، اس سے اگر حرف ''ضاد'' اور ''ظاء'' میں مشابہت ثابت کرنا مقصود ہے تو یہ مسلم ہے، لیکن اگر مشتبہ الصوت ہونے سے یہ ترجیح دینا مقصود ہو کہ بجائے ''ضاد'' کے ''ظا'' پڑھنا تو جائز اور

[1]..... ''مفتاح الرحمانی'' نہ مل سکی۔ مرغوب

''دال'' پڑھنا جائز نہیں، اگر یہ شبہ ہو تو یہ سراسر تصریحات ائمہ فن کے خلاف ہے، کیونکہ ان عبارات سے مطلق تشابہ فی السمع اور افتراق فی المخرج ثابت ہوتا ہے، تشابہ فی السمع سے اتحاد صوت لازم نہیں آتا، لہذا ''ضاد'' کو ''ظاء'' کے صوت میں ادا کرنا جائز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ حروف کو صحیح طور پر اپنے مخارج سے ادا نہ کرنے میں ابدال حرف بحرفٍ ہے اور حکم اس کا یہ ہے کہ عمداً پڑھا جاوے اور تغییر معنی لازم آتا ہو تو موجب فساد صلوۃ ہے اور عدم تمیز بلا مشقت یا جریان علی اللسان کی صورت میں مفسد صلوہ نہیں۔[1]

پس جو لوگ بوجہ مشق و ریاضت اور مہارت نہ ہونے کے ان حرفوں میں تمایز نہیں کر سکتے ان کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور بایں معنی معذور ہیں۔ غرض قصداً تو نہ ''ظا'' پڑھے اور نہ ''دال'' پڑھے اور اگر بلا قصد بوجہ عدم مشق کے بجائے ''ضاد'' کے 'ظاء' یا ''دال'' ادا ہوتا ہے تو یہ شخص معذور سمجھا جائے گا اور اس کی نماز صحیح ہو جائے گی، لیکن صحیح خواں کی امامت نہ کرے۔ صحیح خواں جو مسائل ضروریہ سے واقف ہو وہ احق بالامامۃ ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ فساد صلوۃ اسی وقت ہے کہ جب بلا مشقت دو حرفوں میں فرق معلوم ہو سکے اور ''ضالین'' ''دال'' سے پڑھنا مفسد صلوۃ اسی بنا پر ہے اور ظاہر ہے کہ ''ضالین'' کو عموماً یا اکثر لوگ جس طرح آجکل پڑھتے ہیں وہ صاف طور پر ''دال'' نہیں ہے، البتہ اگر کوئی شخص دانستہ خالص ''دال'' پڑھے گا تو اس کی نماز کو فاسد کہا جائے گا۔

وان ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقة کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصالحات تفسد صلوته عند

---

[1]..... اس موضوع پر حضرت حکیم الامت ؒ کے فتاوی ''امداد الفتاوی'' ص ۲۶۲ ج ۱، فصل فی التجوید، اور حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا رسالہ ''الارشاد الی مخرج الضاد'' احسن الفتاوی ص ۸۹ ج ۳ کا مطالعہ اہل تحقیق کے لئے مفید ہے۔ مرغوب

الکل،وان کان لایمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقة کالظاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ فیه قال اکثرهم لا تفسد صلوته.....وفیها ایضا ولو قرأ والعادیات ظبحا تفسد صلوته "۔(قاضیخان ۱)

فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم

''واؤ'' کو''ب'' پڑھنا جائز ہے یانہیں؟

(۱۸۷)س:..... قرآن شریف میں سورۂ ناس میں "یوسوس" کی جگہ''ب'' پڑھنا جائز ہے یانہیں،یعنی "یوسوس" کے موقع پر "یوسبس" اورقرآن کے اندرسورۂ ملک میں "اوجھروا" میں''واؤ'' کو''ب''یعنی "ابجھروا" پڑھنا عامۂ مسلمین کے لئے جائز ہے یا نہیں؟غرض''واؤ'' کو''با'' پڑھنا کب جائز ہے اور''با'' اور''واؤ'' کے مخرج میں کیا فرق ہے؟

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: ''واؤ'' کو''ب'' پڑھنا یا ایسے ہی ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا جائز نہیں ہے،لیکن اگر امام کی زبان پر سبقت لسانی سے ''واؤ'' کی جگہ''ب'' پڑھا گیا،یا باوجود کوشش کے بھی''واؤ'' کے بجائے''ب'' ادا ہوتی ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔صورت مسئولہ میں''واؤ'' کی جگہ''ب'' پڑھنے سے معنی میں ایسا تغیر نہیں ہوتا کہ جس سے فساد صلوۃ لازم آتا ہو۔

"وان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین" ۔(قاضیخان ۲)

"وان جری علی لسانه او کان لا یعرف التمیز لا تفسد وهو اعدل الاقاویل

۱.....قاضیخان برحاشیہ عالمگیری ص۱۴۱ ج۱۔

۲.....قاضیخان برحاشیہ عالمگیری ص۱۴۲ ج۱۔

هکذا فی الوجیز للکردی" (عالمگیری ص۷۹ ج۱،[۱])

سولہواں مخرج دونوں ہونٹ ہیں اوران سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں: با اور میم اور واو متحرک، مگر تینوں میں اتنا فرق ہے کہ ''با'' ہونٹوں کی تری سے نکلتی ہے اوراس لئے اس کو بحری کہتے ہیں اور ''میم'' ہونٹوں کی خشکی سے نکلتی ہے اوراس لئے اس کو بری کہتے ہیں اور ''واو'' دونوں کے ناتمام سے نکلتا ہے۔ (کذا فی جمال القرآن ص۱۰)

فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم

''ح'' کو ''خ'' پڑھنا

(۱۸۸) س:..... کوئی شخص قرآن غلط پڑھے، مثلاً ''الرحمٰن'' کی ''ح'' کو ''خ'' پڑھتا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق: کوئی شخص ''ح'' کو ''خ'' نہیں پڑھتا، لیکن مخارج صاف نہ ہونے کی وجہ سے سننے والے کو اشتباہ ہوجاتا ہے۔ صورت مسئولہ میں دیدہ و دانستہ قصداً ''ح'' کو ''خ'' پڑھنا مفسد صلوۃ ہے، لیکن بجائے ''ح'' کے ''خ'' نکلا، یا ''ح'' کے ''خ'' میں تمیز نہیں کرسکتا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

"قال فی الخلاصة :الاصل فیما اذا ذکر حرفا مکان حرف و غیر المعنی ،قال القاضی ابو عاصم ان تعمد ذلک یفسد،وان جری علی لسانه او کان لا یعرف التمیز لا تفسد وهو اعدل الاقاویل" ۔(عالمگیری [۲])

فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم

---

[۱]..... عالمگیری، الفصل الخامس فی زلة القاری۔

[۲]..... عالمگیری ص۷۹ ج۱، الباب الخامس زلة القاری۔

''ج'' کی جگہ ''ز'' پڑھنا

(۱۸۹) س:..... نماز میں ''ج'' کی جگہ ''ز'' کا استعمال کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج سے پڑھنا ضروری ہے، قصداً ''ج'' کو ''ز'' پڑھنا جائز نہیں [۱] فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

نماز یا خطبہ میں بجائے ''ض'' کے ''ظاء'' پڑھنا

(۱۹۰) س:..... امام صاحب نے جمعہ کے روز دوسرے خطبہ میں غلطی کی، میں نے ان کو لقمہ دیا، اس پر انہوں نے اعتراض کیا۔ وہ ان کی غلطی یہ ہے: '' رضی اللہ'' کی جگہ وہ ''رظی اللہ'' پڑھتے تھے۔ ان کو کہا، مگر کہتے ہیں کہ '' رظی اللہ'' پڑھ سکتے ہیں اور میں نے کہا نہیں پڑھ سکتے۔ کیا ایسا پڑھنے میں گناہ ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ثانی خطبہ میں '' رضی اللہ'' کی جگہ '' رظی اللہ'' پڑھنے پر لقمہ دینا ایک فضول اور لغو امر تھا، آئندہ بلا وجہ ایسی حرکت نہ کرنا چاہئے کہ امام کی توہین ہے کہ بلا وجہ اور بلا ضرورت لقمہ دیا ہے۔ امام کا اعتراض حق ہے۔ نماز سے خارج اور بدون تلاوت قرآن ''ض'' کو ''ظا'' پڑھنے سے کوئی خرابی نہیں آتی۔ عام طور پر ''قاضی'' اور ''حوض'' کو ماوشما بھی ''ض'' کے مخرج سے ادا نہیں کرتے، بلکہ ''ظا'' یا ''ذا'' ادا ہوتا ہے اور کسی پر کوئی الزام نہیں ہوتا، پھر امام کو خطبہ میں لقمہ دے کر ان کی غلطی ثابت کرنے کی سعی کرنا نامناسب اور بیجا امر ہے۔ فقط، واللہ تعالی اعلم۔

نوٹ:..... اس کے بعد سوال نمبر ۱۸۶/ کا جواب من وعن تھا جو گذر چکا۔

---

[۱]..... وان کان لایمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقة کالظاء مع الضاد و الصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ فیه قال اکثرهم لا تفسد صلوته۔ (قاضیخان ص۱۴۱ ج۱)

﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾ میں بجائے زیر کے ''ایَّاک'' پڑھنا

(۱۹۱) س:..... اگر ﴿ایاک نعبد﴾ میں بجائے زیر کے زبر کے ساتھ ﴿اَیاک نعبد﴾ پڑھا تو نماز ہوگی یا نہیں، اسی طرح اگر نماز میں '' سمع الله لمن حمده ''کی جگہ ''حمدا'' یعنی بجائے ''ہ'' کے ''الف'' پڑھا تو نماز میں خلل آئے گا یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق: امام اپنے خیال میں دیدہ ودانستہ لفظ ''حمدہ'' میں بجائے ''ہا'' کے ''الف'' نہیں پڑھتا ممکن ہے کہ ''حمدہ'' کو کھینچنے کی وجہ سے الف سمجھ میں آیا ہو، اس سے نماز میں خلل نہیں آتا، ایسے ہی ''ایاک'' میں زبر و زیر کا حکم ہے، نماز ہوجاتی ہے۔[۱] فقط، و الله تعالی اعلم و علمه اتم و احکم۔

﴿کلا لا وزر﴾ کو فتحہ کے ساتھ وزر پڑھنا

(۱۹۲) س:..... امام نے ﴿وزرُ﴾ کے سکون کو ''ر'' کے فتحہ کے ساتھ یعنی ﴿کلا لا وزرَ﴾ پڑھا تو کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق: ﴿کلا لا وزر﴾ کو بسکون و بفتح ہر دو طرح پڑھنا جائز ہے۔ (وقفاً بسکون و وصلاً بفتح) فقط، و الله تعالی اعلم۔

تغنی بالقرآن کا حکم

(۱۹۳) س:..... اگر کوئی شخص کلام اللہ اثنائے وعظ میں اشعار کے مانند گاتے ہوئے پڑھے اور آیتوں کو پڑھتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اس طرح حرکت دے اور اس طرح ہاتھ کو چھاتی پر رکھے کہ جس طرح گانے والے گانے کے وقت حرکت دیتے ہیں اور اختتام آیت

---

[۱]..... واما الخطأ فی الاعراب اذا لم یغیر المعنی لا تفسد الصلوة الخ۔ (قاضیخان ص ۱۳۹ ج ۱)

پر چھاتی پر ہاتھ رکھتے ہیں تو یہ شخص گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے اقتدا درست ہوگی یا نہیں؟ اور بخاری شریف کی حدیث:

((لیس منا من لم یتغن بالقرآن)) کا کیا مطلب ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: منجملہ آداب تلاوت قرآن پاک کے ایک ادب تحسین صوت ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے:

((ما اذن اللہ لشئی ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن))متفق علیہ۔ [۱]

((لیس منا من لم یتغن بالقرآن))بخاری۔ [۲]

((زینوا القرآن باصواتکم))رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ۔ [۳]

((حسّنوا القرآن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا)) رواہ الدارمی۔ [۴]

احادیث بالا سے قرآن پاک کو خوش آوازی سے پڑھنے کا حکم اور خوش آوازی سے قرآن پاک پڑھنے سے خدا پاک کا رحمت اور محبت سے اس آواز کی طرف متوجہ ہونا اور سننا اور قرآن پاک کو خوش آوازی سے نہ پڑھنے والوں کو حضور ﷺ کا ہماری سیرت اور طریق حق کی متابعت نہ کرنے والا فرمانا ظاہر وواضح ہوتا ہے۔

---

[۱]..... بخاری ص ۷۵۱ ج ۲، باب من لم یتغن بالقرآن، کتاب ابواب فضائل القرآن۔
مسلم ص ۲۶۸ ج ۱، باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن، کتاب فضائل القرآن وما یتعلق بہ۔
مشکوۃ ۱۹۰، کتاب فضائل القرآن، الفصل الاول۔

[۲]..... مشکوۃ ۱۹۰، کتاب فضائل القرآن، باب، الفصل الاول۔

[۳]..... ابن ماجہ ص ۹۵۔ سنن الدارمی ص ۹۲۹ ج ۲۔
مشکوۃ ص ۱۹۱، کتاب فضائل القرآن، باب، الفصل الثانی۔

[۴]..... سنن الدارمی ص ۹۳۰ ج ۲۔ مشکوۃ ۱۹۱، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثالث۔

اب خوش آوازی یعنی تغنی بالقرآن اور حسن صوت اور زین القرآن کیا چیز ہے؟ اور کن رعایت سے پڑھنے والا مزین قرآن کہلائے جانے کا مستحق ہے؟ اور اس کی کیا علامت ہے؟ اس کو احادیث نبوی ﷺ میں مصرح بیان فرمایا گیا ہے۔

عن طاؤس مرسلا قال: سئل النبی ﷺ ای الناس احسن صوتا للقرآن واحسن قراءةً ؟قال: ((من اذا سمعته یقرأ اریت انه یخش الله)) رواه الدارمی۔[۱]

یعنی صحابہؓ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ احسن الصوت للقرآن کون شخص ہے؟ اور اس کی کیا علامت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہے کہ جب اسے تو پڑھتا ہوا سنے تو تجھے یہ معلوم ہو کہ اس پر خشیت خداوندی کے آثار (تغیر لون یا کثرت بکاء) ظاہر ہو رہے ہیں اور تیرا دل اس سے متأثر ہو۔

اور ایک روایت میں حضور ﷺ نے خوش الحانی کا ڈھنگ، طریقہ اور لہجہ اور کس حد تک خوش الحانی ہے جو مامور بہ اور مطلوب ہے اور کیا راگ گانا ہے جو منہی عنہ اور معیوب ہے، فرمایا:

قال النبی ﷺ: ((اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها واياكم ولحون اهل العشق ولحون اهل الكتابين وسيجئى بعدى قوم يرجعون بالقرآن ترجيع الغناء والنوح لا يجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذين يعجب شانهم))

رواه البيهقى فى شعب الايمان۔[۲]

یعنی قرآن پاک کو عرب کے لحن اور ان کی خوش آوازی کے ساتھ پڑھو اور عاشق مزاج فاسق فاجر اہل کتاب کے لحون سے بچو، جس طرح یہود و نصاری اور عاشق مزاج لوگ شعر و

[۱]..... سنن الدارمی ص ۹۲۷ ج ۲۔ مشکوۃ ۱۹۱، کتاب فضائل القرآن، باب، الفصل الثالث۔

[۲]..... مشکوۃ ص ۱۹۱، کتاب فضائل القرآن، باب، الفصل الثالث۔

اشعار یا عشقیہ غزلیں گانے کے طور پر راگ کے ساتھ کھینچ تان کر بہ تکلف آواز میں خوبصورتی پیدا کر کے اشعار پڑھا کرتے ہیں۔

اور آواز کا حلق میں ہلا لینا نہایت پاکیزگی اور دردناکی اور خوبصورت، نہایت شرین لب ولہجہ کے ساتھ بے تکلفی اور سادگی کے ساتھ ترجیع صوت ہے۔ اور یہی عرب لوگوں میں تھی اور اسی کا حکم کیا گیا ہے، یہ خوش الحانی میں داخل ہے۔

اور ایک ترجیع گانے کی ہے موسیقی کے قواعد کے موافق اتار چڑھاؤ اور راگنی کے طور پر یہ معیوب ہے اور اسی کو حدیث میں ترجیع الغناء سے تشبیہ دے کر بیان فرمایا گیا ہے۔

اور شیخ عبدالحق دہلویؒ نے ''لمعات شرح مشکوۃ'' میں سفیان بن عیینہؒ سے حدیث مذکورہ سوال کے ایک معنی یہ لکھے ہیں کہ:

''من لم یتغن بالقرآن ای من لم یستغن بالقرآن من الناس''۔[۱]

یعنی جس کو اللہ پاک نے قرآن وعلوم قرآن عطا فرمائے ہوں اور وہ اس کی برکت سے لوگوں سے بے نیاز اور مستغنی نہ ہو اور اس کو امراء وسلاطین کے درباروں میں وسیلہ اور ذریعہ بنائے وہ ہمارے طریقہ حسنہ پر نہیں۔

غرض خوش آوازی ایک مستحسن اور عمدہ چیز ہے، لیکن بہ تکلف موسیقی اور راگ کے طور پر گھٹا بڑھا کر کبھی بلند بے قاعدہ اتار چڑھاؤ سے جس طرح گانے بجانے والے پڑھا

---

[۱]..... کذا فی حاشیہ المشکوۃ ص ۱۹۰ ح نمبر ۱۱، کتاب فضائل القرآن، باب، الفصل الاول۔

لمعات کی عبارت یہ ہے: وبعضے می گویند کہ مراد بتغنی بقرآن استغنا از مردم است، از غنی مقصود بمعنی بے نیازی نہ از غنائے ممدود بمعنی سرود، یعنی کسے کہ اورا خدائے تعالیٰ علم دادہ وقرآن عطا کردہ باید کہ از ہمہ مستغنی گردد وتوکل بخدا کند واعتماد بر مردم نکند وخودرا نزد ایشاں خوار نگردند وعلم قرآن را ...حطام دنیا نسازد۔ (لمعات ص ۱۴۹ ج ۲)

کرتے ہیں پڑھنا اگر مخل الفاظ نہ ہوتو مکروہ ہے اور اگر مخل حروف ہوں اور حروف میں کمی بیشی ہوتی ہوتو یہ حرام ہے، اس کو منکر اور برا سمجھنا واجبات سے ہے اور اگر قدرت ہو اور فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہوتو اس فعل شنیع کو روکنا وچھڑانا ضروریات سے ہے۔

قال العلی القاریؒ تحت قوله "زینوا اصواتکم" ای اظهروا زینة القرآن بحسن اصواتکم ،قال القاضی: من القلب یدل علیه انه روی عن البراء ایضا عکسه وقیل المراد تزیینه بالترتیل والتجوید وتلیین الصوت وتحزینه واما التغنی یخل بالحروف زیادة و نقصانا فهو حرام یفسق به القاری و یأثم به المستمع ویجب انکاره فانه من اسوأ البدع وافحش الابداع، (مرقاۃ ص۶۱۴ ج ۲، ۱)

وقال العلامة الجوزی فی التلبیس الابلیس فی هذا المبحث بعد کلام یسیر: فاما الیوم فقد صیروا ذلک علی قانون الأغانی وکلما قرب ذلک من مشابهة الغناء زادت کراهته فان اخرج القرآن عن حد وضعه حرم ذلک "انتهی۔ ۲

غرض قرآن پاک کو نہایت عظمت و بزرگی کے ساتھ خوش آوازی سے عرب الحان ولب لہجہ وطریقہ کے موافق پڑھنا باعث خوشنودی خدا ورسول ﷺ وذریعہ اجر وثواب ہے اور قواعد موسیقی اور راگ گانے کے طور پر ہاتھ کی حرکتوں کے ساتھ عورتوں کے ناز

۱.....مرقاۃ ص۸ ج ۵، کتاب فضائل القرآن، باب، الفصل الاول۔

۲.....تلبیس ابلیس ص۱۱۴۔

ترجمہ:.....علامہ جوزیؒ ''تلبیس ابلیس'' میں اس موضوع پر کچھ کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور اب ہمارے زمانے میں تو اس کو راگنی کے اصول وموسیقی قواعد پر لائے ہیں اور جہاں تک راگنی سے قریب ہو اسی قدر کراہت زیادہ ہوگی، اس لئے کہ قرآن کو اپنے حد وضع سے نکالنا حرام ہے۔

(تلبیس ابلیس، اردو ص۱۵۳)

وانداز وغمزدہ وکرشمہ سے مکروہ اور سوءادبی ہے اور اختتام آیت پر چھاتی پر ہاتھ رکھنا نہایت بیجا اور ناپسندیدہ حرکت اور سلف صالحین کے طریقۂ حسنہ اور عظمت قرآن اور خشیۂ خداوندی کے بالکل خلاف ہے اور کوئی تعجب نہیں کہ یہ نازیبا حرکت شعار روافض سے ہو کہ وہ مراثی پڑھتے وقت ایسی بیجا حرکتیں کرتے ہیں۔غرض اگر مخل حروف ہو تو حرام ہے۔اس طرح پڑھنے والا فاسق، ملعن ہے۔آپ بھی گنہگار ہوتا ہے اور سامعین کو بھی گنہگار کرتا ہے، ایسا شخص قابل امامت نہیں ایسے امام کی اقتدا مکروہ ہے، ایسی عادت شنیعہ سے توبہ کرنی لازم ہے اور اگر حروف میں کوئی خلل نہ آتا ہو تو یہ فعل مکروہ ہے۔اقتدا درست ہے۔آواز کو چڑھاؤ اتار سے پڑھنا اگر تجوید کے مطابق اور عربوں کی عادت کے مطابق ہے تو جائز و مستحب ہے اور قواعد موسیقی اور راگ کے موافق ہو تو ناجائز و معیوب ہے۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم

﴿قالا الحمد﴾ اور ﴿ذاقاالشجرة﴾ میں الف تثنیہ کا تلفظ ظاہر ہوگا یا نہیں؟

(۱۹۴) س:..... سورۂ نمل کے دوسرے رکوع کی آیت ﴿قالا الحمد﴾ اور سورہ اعراف کے دوسرے رکوع کی آیت ﴿فلما ذاقاالشجرة﴾ میں جو الف تثنیہ کا ہے تلاوت میں تلفظا ادا کیا جائے گا یا بغیر الف تثنیہ کے ﴿قالالحمد﴾ اور ﴿ذاقشجرة﴾ تلفظا ادا کیا جائے گا؟ زید کا خیال ہے کہ تثنیہ کا الف تلفظا ظاہر کیا جائے گا اور ﴿قالا الحمد﴾ اور ﴿فلما ذاقاالشجرة﴾ تلفظا پڑھا جائے گا۔صحیح تلفظ کیا ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: دو ساکن اس طرح جمع ہوں کہ پہلا

ساکن حرف مدہ ایک کلمہ میں ہو اور دوسرا ساکن دوسرے کلمہ میں تو پہلے ساکن کو بوجہ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ گرادیں گے اور وہ پڑھا بھی نہیں جائے گا، لہذا ان دونوں کلموں میں الف نہیں پڑھا جائے گا۔

هکذا فی کتب التجوید :'وقالا الحمد فی النمل فی الوقف یثبت الاف وفی الوصل یسقط الاف"الخ (فی روایة الحفص)۔سجاوندی[1]

فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

اعراب زبر، زیر، پیش باریک یا پر کیسے پڑھا جائے؟

(۱۹۶/۱۹۵)س:.....

(۱):..... اعراب زبر، زیر، پیش کو کس طرح پڑھا جائے گا ؟ کوئی کہتا ہے کہ زیر اور پیش کو باریک آواز سے پڑھنا صحیح ہے۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ زیر اور پیش کو موٹی آواز سے پڑھنا صحیح ہے۔ جو طریقہ پڑھنے کا صحیح ہو اس سے آگاہ فرمائیں۔ معجز نما قرآن شریف دوترجمے والے میں یہ لکھا ہے کہ: پیش کو ''واؤ'' کی طرف زیر کو ''ی'' کی طرف قدرے مائل کر کے پڑھنا چاہئے، مگر ہماری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ پیش اور زیر کو باریک پڑھیں یا پر پڑھیں۔

(۲):..... حرف ض کو عربی میں داد پڑھنا یا ظ پڑھنا صحیح ہے؟

ج:.....(۱) حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق : صحیح یہ ہے کہ پیش واؤ معروف کی طرف اور زیر کو یائے معروف کی طرف مائل کر کے پڑھنا چاہئے، مگر زیادہ کھینچا نہ جائے، کیونکہ کھینچنے سے پوری ''واؤ'' یا پوری ''ی'' ہو جائے گی اور وہ صحیح نہیں اور واو مجہول یا یائے مجہول کی طرف مائل کرنا عربی نہج کے خلاف ہے۔

---

[1].....سجاوندی ص ۔

قرآن شریف کے حرکات زیر، زبر، پیش جو نازل ہوئے ہیں وہ سب کے سب معروف (یعنی باریک اور سبک اور لطیف) نازل ہوئے ہیں، مجہول حرکات (یعنی پر) نازل ہی نہیں ہوئے، بلکہ کلام عربی میں بھی واضع نے حرکات مجہول واضع نہیں کئے۔ بس قرآن شریف میں زبر اور پیش کو باریک اور لطیف آواز سے پڑھنا صحیح ہے اور پر آواز سے پڑھنا نزول قرآن اور کلام عرب کے خلاف ہے اور صحیح نہیں۔[۱]

(۲)..... حرف ضاد کی آواز جو صحیح مخرج سے معہ تمام صفات کی رعایت کے ادا کی جائے وہ حرف ''ظا'' کی آواز کے مشابہ ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل ''ظا'' کی طرح پڑھا جائے، بلکہ سننے والے کو ''ضاد'' کی آواز میں مشابہت ''ظا'' کی آواز کے ساتھ معلوم ہو۔[۲]

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

۱.....دیکھئے ''عمدۃ الفقہ'' ص ۱۶۰ ج ۲، حرکات کا بیان۔

۲.....دیکھئے 'فوائد مرضیہ شرح اردو مقدمۃ الجزریہ ص ۱۴ و ۱۵، باب فی الفرق بین الظآء و الضاد''۔

فصل فی الدعاء بعد الصلوۃ

نماز کے بعد جہری دعا

(۱۹۷) س:..... ایک مسجد میں نماز پنج گانہ کے بعد بآواز بلند امام صاحب دعا مانگا کرتے تھے، لیکن اب خاموشی کے ساتھ دل سے دعا مانگا کرتے ہیں۔ مصلی چاہتے ہیں کہ بلند آواز سے دعا مانگیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ خاموشی سے دعا مانگنا زیادہ مقبول اور اولی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ دعا مانگنے میں بآواز بلند دعا مانگنا اولی ہے یا خاموشی کے ساتھ؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق:

قال اللہ تعالی: ﴿ادعوا ربکم تضرعا و خفیة﴾ الآیة۔[۱]

وقال تعالی: ﴿واذکر ربک فی نفسک تضرعا و خیفة و دون الجهر من القول﴾ الآیة۔[۲]

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ دعا آہستہ مانگنا افضل ہے اور خفیف آواز کے ساتھ دعا مانگنا بھی جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اکثر دعائیں حضرات صحابہؓ نے سن کر یاد فرمائی تھیں، اگر مقتدی کی خواہش ہو کہ آواز سے دعا مانگا کریں تو خفیف آواز سے دعا کرنا بہتر ہے تاکہ جماعت اور مصلیوں میں امام صاحب کی طرف سے بددلی نہ پیدا ہو۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم

---

[۱]..... سورۂ اعراف آیت/۵۵۔ ترجمہ: دعا کیا کرو تذلل ظاہر کرکے اور چپکے چپکے بھی۔

[۲]..... سورۂ اعراف آیت/۲۰۵۔ ترجمہ: اور (آپ ہر شخص سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اے شخص! اپنے رب کی یاد کیا کر دل میں عاجزی کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ۔

امام کا بلند آواز سے دعا مانگنا جس سے مسبوق کو خلل ہونا جائز ہے

(۱۹۸) س:..... بروقت نماز مصلی مسبوق ہو، امام صاحب فرض نماز ختم کر کے بآواز بلند دعا مانگے جس سے مصلیوں کی نماز میں خلل واقع ہو اس کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: امام کا بعد فراغت اس قدر بلند آواز سے دعا مانگنا جس سے مصلیوں کی نماز میں تشویش یا خلل ہوتا ہو، ناجائز ومکروہ ہے۔

فی حاشیة الحموی عن الامام الشعرانی :اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المسجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم او مصلّ او قاری الخ۔(رد المحتار علی الدر المختار ص۶۹۱ ج۱، ۱)

فی الهدایه :والجهر المفرط یلزم مفاسد منها ایقاظ النیام ومنها شغل قلوب المصلین وهو یفضی الی سهوهم ومنها ترک الخشوع عما ینبغی الی غیر ذلک من المفاسد التی لا تحصی۔ ۲ فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

امام کا ہمیشہ داہنی طرف گھوم کر دعا مانگنا

(۱۹۹) س:..... امام صاحب کا ہمیشہ نماز کے بعد داہنی طرف گھوم کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: داہنی طرف گھومنے کو لازم سمجھ لینا حسب ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نماز میں شیطان کا حصہ مقرر کر لینا ہے۔۳ حضور

۱..... شامی ص۴۳۴ ج۲، مطلب: رفع الصوت بالذکر، باب ما یفسد الصلوۃ۔

۲..... ہدایہ میں یہ عبارت باوجود تلاش کے نہ ملی۔ مرتب۔

۳..... عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال: لا یجعل احدکم للشیطان شیا من صلوته یری ان حقا علیه ان لا ینصرف الا عن یمینه لقد رأیت رسول اللہ ﷺ کثیرا ینصرف عن یساره "متفق علیه۔
(مشکوۃ ص۸۷، باب الدعاء فی التشهد، الفصل الاول)

ﷺ سے دونوں طرف پھرنا ثابت ہے۔فقط واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

امام کا فجر اور عصر بعد قبلہ رو ہو کر دعا کرنا

(۲۰۰) س:..... امام صاحب کا بعد نماز فجر وعصر قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا مکروہ ہے؟ اگر مکروہ ہے تو کس قسم کا؟ اور دائیں، بائیں یا مقتدیوں کے سامنے ہو کر دعا مانگنا اگر سنت ہے تو یہ سنت مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: بعد نماز فجر وعصر مستحب ہے کہ امام داہنی جانب یا بائیں جانب خواہ مصلیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے [۱] اور ضروری تسبیحات پڑھ کر دعا کرے۔ ہمیشہ قبلہ رخ بیٹھ کر دعا کرنا مستحب کے خلاف ہے اور اکثر داہنی طرف رخ کر کے بیٹھنا اولی ہے۔(مسلم [۲])

اور تینوں طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کو ضروری سمجھ کر خاص کر لینا بدعت وخلاف سنت ہے۔رسول اللہ ﷺ سے تینوں طریقے ثابت ومنقول ہیں۔[۳]

قبلہ رو بیٹھ کر دعا کرنا آپ ﷺ سے منقول نہیں، اس لئے مستحب کے خلاف

---

[۱]..... قال العلامة الكاساني: "فلا يمكث ولكنه يستقبل القوم بوجهه ان شاء "الخ۔

آگے تحریر فرماتے ہیں:

"ثم اختلف المشائخ في كيفية الانحراف ،قال بعضهم: ينحرف الى يمين القبلة تبركا بالتيامن، وقال بعضهم: ينحرف الى اليسار ،ليكون يساره الى اليمين، وقال بعضهم: هو مخير ان شاء انحرف يمنه وان شاء يسرة ،وهو الصحيح"۔ (بدائع الصنائع ص۳۹۴ ج۱، بيان ما يستحب للامام)

[۲]..... ((كان النبي ﷺ ينصرف عن يمينه)) مسلم۔(مشکوۃ ص۸۷، باب الدعاء في التشهد)

[۳]..... یمین ویسار کی روایت کا حوالہ گذر چکا، تیسرے طریقے کی روایت یہ ہے:

عن سمرة بن جندبؓ قال :((كان رسول الله ﷺ اذا صلى صلوة اقبل علينا بوجهه))رواه البخاري۔(مشکوۃ ۸۷، باب الدعاء في التشهد)

ہوگا۔مکروہ ہونا کہیں نظر سے نہیں گذرا۔[۱] اولیت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی کہہ سکتے ہیں۔(مراقی الفلاح ص ۵۷، [۲]) فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

فجر اور عصر بعد ''اللھم انت السلام'' پڑھنا پھر دعا مانگنا دعاء ثانی ہے؟

(۲۰۱) س:..... اکثر جگہ دیکھا گیا ہے کہ نماز فجر وعصر باجماعت پڑھی جاتی ہے۔امام صاحب سلام پھیرتے ہی ''اللھم انت السلام'' پڑھ لیتے ہیں اور پھر تھوڑی دیر کے بعد امام جماعت کے ساتھ دوبارہ دعا مانگتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ جو دعا دوبارہ مانگی گئی ہے وہ دعائے ثانیہ میں شمار ہوگی یا نہیں؟ اور'' اللھم انت السلام'' جو فوراً سلام پھیرنے کے بعد مانگی گئی ہے وہ نماز میں شامل ہے یا دعا میں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: فجر اور عصر کے بعد صرف ''اللھم انت السلام'' پڑھ کر بیٹھ پھیر کر تسبیح وتہلیل پڑھ کر امام جو اجتماعی دعا پڑھتا ہے یہ دعا اس دعائے ثانیہ کے حکم میں نہیں جو اجتماعاً نوافل کے بعد مانگی جاتی ہے۔

''اللھم انت السلام'' دعا میں شامل نہیں۔سلام پھیرنے کے بعد تو نماز سے خارج ہوگیا اور جناب رسول اللہ ﷺ سے ہر فرض نماز کے بعد دعا وذکر ثابت ہے۔

افضل یہ ہے کہ فجر اور عصر کے بعد تسبیح وتہلیل پڑھ کر دعا کرے اور متصل فرض کے ''اللھم انت السلام'' وغیرہ نہ پڑھے،لیکن اس طرح پڑھنا اور پھر تسبیح وتہلیل کے بعد اجتماعاً دعا کرنا جائز ہے۔فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

---

[۱]..... ''بدائع'' میں کراہت کا قول موجود ہے:''الا ان یکرہ المکث علی ھیئتہ مستقبل القبلۃ''۔ (بدائع الصنائع ص ۳۹۳ ج ۱،بیان ما یستحب للامام)

[۲]..... ومکروہ تنزیھا وھو ما ترکہ اولی من فعلہ الخ۔(طحطاوی ص ۸۰، فصل فی المکروھات)

فجر اور عصر کے بعد دو وقت دعا کرنا

(۲۰۲) س:..... فجر وعصر کے بعد دو مرتبہ دعا مانگنے کا ثبوت سنت سے ثابت ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: حضور ﷺ کی عادت مبارکہ فجر اور عصر یعنی جن نمازوں کے بعد نوافل نہیں ہیں داہنے یا بائیں مڑ کر تسبیح وتہلیل پڑھ کر دعا مانگنے کی تھی، لہذا دو دعاؤں کا ثبوت نہیں۔

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

دعائے ثانی کا حکم

(۲۰۳) س:..... پنج وقتی نمازوں کے بعد دعائے ثانی مانگنا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: دعائے ثانیہ کا مروجہ طریقہ بعد نوافل اجتماعا امام ومقتدیوں کا ثبوت عہد رسالت وصحابہؓ وتابعینؒ وائمۂ مجتہدین میں نہیں ملتا، یہ صرف رواج ہے اسے ترک کرنا چاہئے اور اس کو اجتماعا شرعا ثواب سمجھ کر کرنا بدعت سیئہ ہے اور اپنی طرف سے بدون ثبوت شرعی ایک چیز کا دین میں اضافہ کرنا ہے جو شرعا معیوب وگناہ ہے۔ ہاں ہر شخص فرادی فرادی خواہ سنت کے بعد خواہ نفل کے بعد جب چاہے دعا کرے، اسے اجازت ہے۔

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مؤذن کا دعا کے شروع میں ''اللھم آمین'' اور آخر میں ''برحمتک'' الخ کہنا

(۲۰۴) س:..... جماعت کے بعد امام کے شروع دعا میں مؤذن کا پکار کر ''اللھم آمین''

اوردعا کے ختم پر ''برحمتک یا ارحم الراحمین'' کہنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: نماز کے سلام کے بعد دعا کے شروع میں ''اللھم آمین'' اوردعا کے ختم پر ''برحمتک یا ارحم الراحمین'' کہنا اس غرض سے کہ سب کو دعا کے آغاز وانجام کا علم ہوجائے جائز ہے، مگر سنت یا مستحب نہ سمجھا جائے اور تارک پر لعن، طعن نہ ہو ورنہ، بدعت ہوگا۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

الجواب صحیح محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مرغوب احمد دہلوی، وارد حال رنگون

ا.....فکم من مباح یصیر بالالتزام مکروھا۔

(سباحۃ الفکر فی الجھر بالذکر ،ص۳۴،الباب الاول۔مجموعۃ رسائل اللکھنوی ص۴۹۰)

باب مفسدات الصلوۃ والمکروھات

قریب البلوغ لڑکی کی محاذاۃ مفسد صلوۃ ہے

(۲۰۵) س:..... لڑکیاں مشتہاۃ کب کہلائیں گی؟ کیا ہر مشتہاۃ بمقابلہ مرد کھڑے ہونے سے مفسد صلوۃ ہوگی؟ اور مشتہاۃ حکم میں بالغہ کے کیا کیا چیز میں متصور ہوگی؟ اور مشتہاۃ اجنبیہ کے ساتھ خلوت کرنا اور خدمت لینا ان سے غیر مردوں کو اگر چہ استاذ ہو جائز ہے یا نہیں؟ اور مشتہاۃ کو حاضر جماعت ہونا بغرض تعلیم جائز ہوگا یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: نو سال کی عمر سے زیادہ عمر کی لڑکیاں عموماً مشتہاۃ سمجھی جائیں گی۔[۱]

جو نابالغہ مشتہاۃ قابل جماع ہو، یعنی اس کے ساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصہ اور مشترک حصہ کے مل جانے کا خوف نہ ہو اس قسم کی مشتہاۃ کی محاذاۃ مفسد صلوۃ ہے، یعنی جو بلوغ کے قریب پہنچ چکی ہو اور اس کو دیکھ کر مرد کے دل میں ہیجان پیدا ہوتا ہو۔ کم سن لڑکیوں کی محاذاۃ مفسد صلوۃ نہیں۔

اجنبی مرد کا مشتہاۃ وقابل جماع لڑکیوں سے تخلیہ کرنا اور اپنے پاس بے تکلف آمد رفت رکھنا خواہ استاذ ہو یا پیر ہونا جائز ہے۔ ایسی مشتہاۃ لڑکی کو جسے دیکھ کر ہیجان پیدا ہو جماعت مسجد میں حاضر کرنا جائز نہیں، لیکن اگر زنانہ مدرسوں میں بچیوں کو نماز کی تعلیم دی جاتی ہو تو ایسی جماعت میں مشتہاۃ لڑکیوں کی حاضری جائز ہے۔

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

---

[۱]..... واذا حاذتہ ولو بعضو واحد، وخصہ الزیلعی بالساق والکعب امرأۃ ولو امۃ مشتہاۃ حالا کبنت تسع مطلقا۔ (درمختار ص ۳۱۴ ج ۲، باب الامامۃ)

امام سے پہلے رکوع وسجدے میں جانا

(۲۰۶) س:..... جو شخص امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جاتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: امام سے پہلے رکوع وسجدے میں جانا ناجائز ہے۔ مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[۱]

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

---

[۱]..... حدیث شریف میں بھی اس پر سخت وعید آئی ہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں تو رکوع، سجدہ، قیام اور دوسرے مقام انتقالات میں مجھ سے سبقت نہ کرو، اس لئے کہ میں تم کو آگے سے دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی۔ (مسلم، مشکوۃ ص ۱۰۱، باب ما علی الماموم من المتابعة وحكم المسبوق، الفصل الاول)

ایک اور صحیح حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ:

کیا وہ آدمی نہیں ڈرتا جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھا لیتا ہے اس بات سے کہ اللہ تعالی اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دیں۔ (متفق علیہ۔ مشکوۃ ص ۱۰۲، باب ما علی الماموم من المتابعة الخ)

مشکوۃ کے حاشیہ میں اور ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ میں اس حدیث کے تحت ایک واقعہ لکھا ہے کہ:

ایک طالب حدیث دمشق میں ایک مشہور ومعروف شیخ کی خدمت میں تحصیل حدیث کی غرض سے پہنچا اور ان سے حدیث پڑھی، مگر حالت یہ تھی کہ شیخ ہمیشہ درمیان میں پردہ رکھتے تھے، اپنا چہرہ کبھی ظاہر نہیں ہونے دیتے، پس جب طویل زمانہ گذر گیا اور طالب علم کا شوق حدیث دیکھا تو پردہ ہٹایا، طالب علم نے دیکھا کہ شیخ کا چہرہ گدھے جیسا ہے، شیخ نے طالب سے کہا: اے میرے بیٹے! امام سے (نماز کے ارکان میں) سبقت مت کر (اس لئے کہ) جب میں نے یہ حدیث پڑھی تو میں نے اس کو محال سمجھا، پس امام سے سبقت کر گیا، نتیجہ یہ ہوا، میرا چہرہ ایسا ہو گیا جیسا تم دیکھ رہے ہو۔

(مرقاۃ ص ۹۸ ج ۳، حاشیہ مشکوۃ ص ۱۰۲، حاشیہ نمبر ۵)

شامی میں ہے: ''والحاصل ان متابعة الامام فی الفرائض والواجبات من غير تاخير واجبة''۔

(شامی ص ۱۶۵ ج ۲، مطلب: مهم فی تحقيق متابعة الامام، باب صفة الصلوة)

قومہ کا ترک مکروہ تحریمی ہے

(۲۰۷) س:..... ایک شخص نماز میں ہمیشہ واجب ترک کرتا ہے، یعنی بلا عذر سیدھا کھڑا نہیں ہوتا، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: نماز صحیح ہوگئی، لیکن بلا عذر ہمیشہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی وگناہ ہے۔[۱] فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

منہ میں دوا رکھ کر نماز پڑھنا

(۲۰۸) س:..... منہ میں دوا خوش آوازی کے لئے رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: منہ میں دوا رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دوا کا پانی پیٹ میں جاتا ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ ولو ادخل الفانید او السکر فی فیہ ولم یمضغہ لکن یصلی والحلاوۃ تصل الی جوفہ تفسد صلوتہ۔[۲] فقط واللہ اعلم۔

---

[۱].....قومہ اور جلسہ میں اطمینان کی طرف بہت کم لوگ توجہ کرتے ہیں، حتی کہ ائمۂ مساجد بھی اس معاملہ میں غیر محتاط نظر آتے ہیں۔ احناف کے نزدیک راجح قول کے مطابق اعتدال اور اطمینان واجب ہے۔ ''وتعدیل الارکان ای تسکین الجوارح قدر تسبیحۃ فی الرکوع والسجود وکذا فی الرفع منہما علی ما اختارہ الکمال (در) وفی الشامی: ''الحاصل ان الاصح روایۃ ودرایۃ وجوب تعدیل الارکان، واما القومۃ والجلسۃ فالمشہور فی المذہب السنیۃ، وروی وجوبہا وہو الموافق للأدلۃ وعلیہ الکمال من بعدہ من المتأخرین، وقد علمت قول تلمیذہ: انہ الصواب الخ۔

(شامی ص ۱۵۸ ج ۲، مطلب: لا ینبغی ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ)

اس موضوع پر میرے استاذ مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ کا محقق ومدلل رسالہ ''قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان دونوں میں اذکار کا ثبوت'' قابل مطالعہ ہے، خصوصا ائمۂ مساجد اس کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

[۲].....شامی ص ۳۸۳ ج ۲، قبیل مطلب: فی التشبہ باہل الکتاب، باب ما یفسد الصلوۃ۔

نماز میں تھوکنا

(۲۰۹) س:..... اگر کوئی شخص روزہ دار یا بغیر روزہ کے نماز کے اندر تھوک زیادہ آجاتا ہو تو کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: نگل لینا درست ہے اور اگر ضرورت شدیدہ میں تھوکنے ہی کی ضرورت ہو تو اگر مسجد سے باہر ہو اور زمین کچی ہو اور پڑوس میں کوئی مصلی نہ ہو تو بائیں طرف تھوکنا جائز ہے، ورنہ کپڑے میں تھوک کر اس کو مل لینا درست ہے۔ (درالمختار ص۶۸۲ ج۱، ۱) فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

سجدہ میں پیر کے انگوٹھے اٹھ جائیں تو؟

(۲۱۰) س:..... سجدہ میں دونوں پیر کے انگوٹھے اٹھ جائیں تو سجدہ صحیح ہوا یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: اگر پورے سجدہ میں دونوں پیر کے انگوٹھے اٹھے ہوئے رہیں، تو سجدہ نہیں ہوا، اور اگر تھوڑی دیر بھی دونوں انگوٹھے زمین پر لگے رہے تو سجدہ صحیح ہو گیا۔ ۲ فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

۱.....

((ان احدکم اذا قام فی الصلوۃ فانما یناجی ربہ وان ربہ بینہ وبین القبلۃ فلا یبزقن احدکم قبل قبلتہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ ثم اخذ طرف ردائہ فبصق فیہ))رواہ البخاری عن انسؓ۔

(مشکوۃ ص۷۱، باب المساجد)

۲.....ومنہا السجود بجبہتہ وقدمیہ ووضع اصبع واحد منہما شرط (در)وافاد انہ لم یضع شیئا من القدمین لم یصح السجود۔ (شامی ص۱۳۵ ج۲، بحث الرکوع والسجود)

ہاں صرف انگوٹھے رکھنے پر اکتفا کرنا اور دوسری انگلیوں کو اٹھائے رکھنا خلاف سنت ہے، اس لئے مکروہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ دونوں قدموں کی انگلیاں زمین پر لگی رہیں اور انگلیوں کا رخ قبلہ رخ ہو۔

نماز میں کھانسنا

(۲۱۱) س:..... مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہوئے ایک مقتدی تھوڑا سا کھانسا، بعد نماز دوسرے مقتدی نے کہا کہ یہ نماز حرام ہوگئی، اس کا اعادہ کرلیا جائے، اس میں شرعاً کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا: بلاضرورت کھانسنا منع ومکروہ ہے، [۱] لیکن مقتدی کے کھانسنے سے اگر کچھ کراہت لازم بھی آتی ہو تو کھانسنے والے کی نماز میں آئے گی، لیکن امام کی اور پوری جماعت کی نماز کو حرام کہنا غلط اور اعلیٰ درجہ کی جہالت ہے۔ جماعت میں کچھ نقصان نہیں آیا، نماز بلا کراہت صحیح ہوگئی اور دوبارہ پڑھنا فضول ہوا۔ فقط، واللہ تعالی اعلم۔

''مجالس الابرار'' میں ہے: ''والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصه وضع اصابعها والمراد بوضع الاصابع توجيههما نحو القبلة ليكون الاعتماد عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجهه اصابعهما او احدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه اكثر الناس عنه غافلون''۔ (مجالس الابرار ص ۳۱۵ مجلس ۵۳۔ فتاوی حیمیہ ص ۳۰۴ ج ۴)

سجدہ کی حالت میں پاؤں زمین پر رکھنے کے متعلق تین روایتیں ہیں: فرض، واجب، سنت۔

" وفيه يفترض اصابع القدم" (در) واما وضع القدمين فقد ذكر القدوري انه فرض في السجود الخ "وظاهره انه سنة" ثم الاوجه عدم الفرضية على الوجوب"

اس سے وجوب کی روایت راجح معلوم ہوتی ہے۔

"لو رفعها في حال سجوده لا يجزيه، ولو رفع احداهما جاز، وقال في الفيض: وبه يفتى"

(شامی ص ۲۰۴ ج ۲، مطلب: في اطالة الركوع للجائي، باب صفة الصلوة)

[۱]..... ويفسدها التنحح بلا عذر لما فيه من الحروف وان كان لعذر كمنعه البلغم من القرأة لا يفسد۔ (مراقي الفلاح مع الطحطاوي ص ۲۶۳، باب ما يفسد الصلوة)

"والتنحح بحرفين بلا عذر" الخ۔ (در المختار ص ۳۷۶ ج ۲، باب ما يفسد الصلوة)

نماز میں چھینکنے والے کا ''الحمد للہ'' کہنا

(۲۱۲) س:..... نماز میں چھینکنے کی حالت میں ''الحمد للہ'' کہا اور منہ پر ہاتھ پھیرا اور ''استغفر اللہ'' کہا اس سے نماز میں نقصان ہوا یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: نماز میں چھینکنے والے کو خود ''الحمد للہ'' کہنا یا منہ پر ہاتھ پھیرنا یا ''استغفر اللہ'' کہنا ناجائز ومکروہ تحریمی ہے، لیکن نماز فاسد نہیں ہوتی۔

''ولو من العاطس لنفسه لا ''(ای لا تفسد صلوته) [۱]

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

اندھیرے میں نماز پڑھنا

(۲۱۳) س:..... بسبب تاریکی اگر جائے سجود نہ دیکھے اور نماز پڑھے تو بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: تاریکی میں بغیر جائے سجود نظر آئے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔ ہاں بلا عذر آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں خشوع وخضوع زیادہ ہوتا ہو تو نماز مکروہ نہیں [۲]

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

---

[۱]..... درمختار ص ۳۷۸ ج ۲، باب مایفسد الصلوۃ۔

[۲]..... وکرہ ..... تغمیض عینہ للنہی الا لکمال الخشوع (در) (قولہ الا لکمال الخشوع) بان خاف فوت الخشوع بسبب رؤیۃ ما یفرق الخاطر فلا یکرہ، بل قال بعض العلماء: انہ الاولی۔ (شامی ص ۴۱۴ ج ۲، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ)

پائتابہ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲۱۴) س:..... موزہ سوتی ہو یا اونی اس کے اوپر کپڑے کا جوتہ پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ کپڑے کے جوتہ سے مراد جو موزے کی حفاظت کے واسطے اکثر لوگ موزے پر پہنا کرتے ہیں اور کسی قسم کی گندگی کا شبہ نہیں ہے اور اس کو عربی واردو میں کیا کہتے ہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: موزہ سوتی خواہ اونی کی حفاظت کے واسطے جو پائتابہ یا خول کپڑے کا پہنا جاتا ہے اس سے یقیناً نماز صحیح ہے۔اس کو اردو میں ''پائتابہ''یا''خول''و''غلاف'' کہتے ہیں اور عربی میں''جورب''''لفافہ''و''کرباس'' کہتے ہیں۔فقط،واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

نماز میں کرتے پر لنگی باندھنے کا حکم

(۲۱۵) س:..... زید کہتا ہے قمیص کے اوپر لنگی باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور عمر کہتا ہے کہ یہ بات مکروہات صلوۃ میں نہیں ہے۔زید''مجموعۂ فتاوی''حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنویؒ کی جلد اول،استفتاء نمبر ۱۷ کا حوالہ بتلاتا ہے۔سوال یہ ہے کہ زید کا حوالہ بتلانا اور نماز میں قمیص کے اوپر لنگی باندھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: زید کا''مجموعہ فتاوی''حضرت مولانا عبدالحئی صاحبؒ جلد اول استفتاء نمبر ۱۷ کا حوالہ بتلانا سراسر غلط اور دھوکہ ہے۔''مجموعہ فتاوی'' کی تینوں جلدوں میں اس قسم کا کوئی فتوی باوجود تلاش کے مجھے نہیں ملا۔زید کو لازم ہے کہ صفحہ نمبر لکھے۔باقی زید کا یہ کہنا کہ قمیص کے اوپر لنگی باندھ کر کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، یہ من وجہ صحیح ہے۔حضرت مولانا عبدالحئی صاحبؒ نے''نفع المفتی والسائل''ص ۸۵ میں لکھا

ہے: "ویکرہ الازار فوق القمیص فی الصلوۃ"۔[۱]

لیکن اصل مذہب میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنی جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا یہ مکروہ ہے۔ونیز نماز میں وہ کپڑا پہننا مکروہ ہے جس کو پہن کر عام طور پر لوگوں کے پاس نہ جاسکتا ہو۔[۲]

برما میں تمام زیر بادی مسلمان ہمیشہ قمیص پر لنگی باندھتے ہیں،لہذا یہ مکروہ نہیں۔

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

نماز میں سر اور ہاتھ ہلانا مکروہ ہے

(۲۱۶) س:..... نماز میں امام صاحب کا سر اور ہاتھ عادۃً یا کسی بیماری کی وجہ سے ہل جانا مفسد صلوۃ ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: اگر امام باختیار خود نماز میں سر اور ہاتھ ہلاتا رہتا ہو تو چونکہ یہ حرکت نماز کے وقار اور سکون وطمانیت کے خلاف ہے اس لئے ایسی حرکت کرنا مکروہ ہے اور عادۃً کسی مرض کی وجہ سے سر و ہاتھ وجسم ہلتا رہتا ہو تو مکروہ بھی نہیں ہے اور باختیار ہو یا بلا اختیار کسی حالت میں بھی مفسد نماز نہیں۔فقط و اللہ تعالی اعلم

نماز میں ہلنے کا حکم

(۲۱۷) س:..... ایک مسجد کے امام صاحب جب بھی نماز با جماعت ادا کرانے کے لئے

---

[۱].....ذخیرۃ المسائل ترجمہ نفع المفتی والسائل ،ص۱۹۰۔

[۲].....وصلوتہ فی ثیاب بذلۃ یلبسھا فی بیتہ و مھنۃ ای خدمۃ ان لہ غیرھا والا لا (در) وفسرھا فی رد المحتار عن شرح الوقایۃ "بما یلبسہ فی بیتہ ولا یذھب بہ الی الاکابر والظاھر ان الکراھۃ تنزیھیہ" (شامی ص۴۰۷ ج۱،قبیل مطلب: فی الخشوع)

کھڑے ہوتے ہیں اور نیت کرنے کے بعد جب قرأۃ شروع کرتے ہیں تو شدت کے ساتھ سارا بدن اور دونوں شانے ہلنا شروع ہو جاتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ مرگی اور رعشہ کی جیسی حالت ہو، دونوں شانے زور زور سے متواتر ہلتے رہتے ہیں، جس سے نمازیوں کو کراہت ہوتی ہے۔ نماز کی حالت میں ایسی حرکت درست ہے یا نہیں؟ اور نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: امام کی یہ حرکت اختیاری ہے یا اضطراری؟ اگر اختیاری ہے تو اس سے نماز مکروہ ہوگی اور اگر بے اختیاری ہے تو امام معذور کے حکم میں ہے، نماز مکروہ نہیں۔ اگر کوشش سے یہ حرکت موقوف ہو سکتی ہے تو امام کو لازم ہے کہ کوشش کر کے حرکت کو موقف کرے، ورنہ مجبوری ہے، نماز صحیح ہے۔ امام صاحب اکیلے نماز پڑھتے ہوں اور اس وقت بھی حرکت رہتی ہو تو بظاہر یہ حرکت بے اختیاری ہے، ورنہ اختیاری ہے، اپنے خشوع وخضوع کا اظہار مقصود ہے جو معیوب و قابل ترک ہے۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

بلاضرورت مصلی کا دوسرے سے پنکھا جھلوانا اچھا نہیں

(۲۱۸) س:..... نماز تراویح باجماعت ہو رہی ہے اور مچھر کی کثرت اس قدر ہے کہ جب کاٹنے لگتے اس وقت ایک قسم کی کھجلی پیدا ہو جاتی ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے، اس لئے پیچھے سے نابالغ لڑکے پنکھا کی ہوا دیتے ہیں کیا یہ فعل درست ہے؟ نماز کے اندر کسی قسم کا نقص آئے گا یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: بلاضرورت اچھا نہیں، نیازمندی و عبدیت وانکسار کے خلاف ہے اور ضرورۃً جائز ہے۔ نماز میں اس سے نقصان نہیں آتا،

لیکن نابالغ بچے نماز و جماعت سے محروم رہتے ہوں تو بہتر نہیں۔[۱]

مسجد کے برآمدہ میں یا کھلے ہوئے صحن میں کہ جہاں مچھر کم ہوں پڑھنا بہتر ہے کہ مسلمانوں کے نابالغ بچے نماز و جماعت کے ثواب سے محروم نہ رہیں۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

مصلی کے آگے سے کسی جانور کے گذرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(۲۱۹) س:..... مصلی اور سجدگاہ کے درمیان سے بلی یا اور کوئی جانور گذر جائے تو نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں اور اگر نماز فاسد نہیں ہوتی تو نماز دہرانی گناہ ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: مصلی اور سجدگاہ کے درمیان سے بلی یا کسی اور جانور کے گذر جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور جو کہے کہ نماز باطل ہو جاتی ہے اور نماز دہرانی ہوتی ہے یہ قول غلط ہے، اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر مصلی نے غلط مسئلہ معلوم ہونے کی بنا پر نماز توڑ دی اور دوبارہ پڑھی تو کچھ گناہ نہیں ہوا۔[۲]

فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

---

[۱]..... بعض فتاوی میں جو یہ لکھا ہے کہ: ''اگر غیر مصلی مصلی کے پنکھا جھلے اور وہ اس پر راضی ہو تو ہمارے علماء کے نزدیک نماز فاسد ہے اور اس میں زائد احتیاط ہے، کیونکہ اس صورت میں راضی ہونے کی وجہ سے مصلی پنکھا جھلوانے والا ہو جاتا ہے، ایسا ہی ''خزانہ جلالیہ'' میں ہے۔

ولو روح غیر المصلی مصلیا ورضی بتروحه یفسد صلوته عند مشائخنا وهو الاحوط لانه بصیر مروجا فی الصلوة کذا فی الخزانة الجلالیة''

مگر یہ روایت درایت کے موافق نہیں ہے اور نہ اس کی دلیل دعوی کے مطابق ہے، ورنہ یہ لازم آئے گا کہ غیر مصلی کے جس فعل سے مصلی راضی ہو وہ مفسد نماز ہے حالانکہ ایسا نہیں۔

(مجموعۃ الفتاوی ص ۲۴۰ ج ۱، مطبوعہ میر محمد، کراچی)

[۲]..... بعض حضرات کو یہ اشکال ''مسلم'' کی ایک حدیث کی وجہ سے پیش آتا ہے، جس میں ہے:

عورت، گدھا اور کتا (نمازی کے آگے سے گذرنے کی صورت میں) نماز کو باطل کر دیتے ہیں اور کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے مانند کسی چیز کو (نمازی کے آگے سترہ بنا کر) رکھ لینا (نماز کے) اس باطل کر دینے کو بچالیتا ہے۔ (مشکوۃ ص ۷۴، باب السترۃ، مظاہر حق ص ۵۳۱ ج ۱)

مگر دوسری روایت میں اس بات کی تصریح ہے کہ نمازی کے سامنے سے کسی چیز کے گذرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ چند روایات درج ذیل ہیں:

۱:.....حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ رات میں نماز پڑھتے رہتے تھے اور میں آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان اس طرح پڑی رہتی تھی جیسے جنازہ نمازیوں کے آگے رکھا رہتا ہے۔

۲:.....حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ: ایک دن جب میں بالغ ہونے کے قریب تھا، گدھی پر بیٹھا ہوا آیا اور آپ ﷺ منی میں لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھ رہے تھے اور آگے کوئی دیوار نہیں تھی، میں بعض صف کے سامنے سے گذرا پھر گدھی سے اتر کر اسے چھوڑ دیا، وہ چرنے لگی اور میں صف میں داخل ہو گیا اور مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا۔

۳:.....حضرت ابو سعید ؓ راوی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نمازی کے آگے سے گذرنے والی کوئی بھی چیز نماز کو نہیں توڑتی، تاہم تم حتی الامکان اسے روکو، کیونکہ یہ گذرنے والا شیطان ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عورت یا کسی جانور کے نمازی کے آگے سے گذرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ رہا مسلم شریف کی حدیث کا جواب تو علماء فرماتے ہیں:

۱:.....اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ یہ تین چیزیں جو اگر نمازی کے آگے سے گذریں تو نماز میں خشوع و خضوع اور حضور قلب کو کھو دیتی ہیں جو درحقیقت نماز کی اصل روح ہیں الخ۔ (مظاہر حق ص ۵۳۱ ج ۱)

ملا علی قاری ؒ فرماتے ہیں: تقطع الصلوۃ ای حضورھا و کمالھا وقد یؤدی الی قطع الصلاۃ، وفیہ مبالغۃ فی الحث علی نصب السترۃ"۔ (مرقاۃ ص ۲۴۴ ج ۲)

۲:.....یہ حدیث منسوخ ہے: قیل حدیث القطع بمرور المرأۃ وغیرھا منسوخ۔ (مرقاۃ ص ۲۴۷ ج ۲)

طحاوی و ابن عبد البر نے ثابت کیا ہے کہ جتنی احادیث میں قطع صلوۃ کا جملہ ہے وہ سب منسوخ ہیں، کیونکہ ابن عباس ؓ وغیرہ خود قطع کے راوی ہو کر حضور ﷺ کے بعد عدم القطع کا فتوی دیا کرتے تھے الخ۔ (تنظیم الاشتات ص ۲۸۰)

تنفس الامام هل هو من مبطلات الصلوة ام لا على مذهب الشافعی

(۲۲۰) س:.....مبسلا محمدا مصليا على من لا نبی بعده،ما قولكم دام فيضكم ايها العلماء الكرام والفقهاء العظام فی هذه المسئلة الآتية على مذهب الشافعیؒ اذا امّ رجل لقوم و سمع احد من المقتدين صوت الامام فی حالة السجود فصلوة الامام باطلة ام لا؟ ـ[۱]

ج:.....الجواب وهو الملهم للحق والصواب

انی طالعت الكتب المعتبرة المتداولة للشوافع فی فقه الامام الشافعیؒ ،فلم اجد فيها سماع المقتدين تنفس الامام من مكروهات الصلوة فضلا عن مبطلات الصلوة، نعم عد فی مبطلات الصلوة الكلام العمد بحرف مفهم اذا ظهر حرفان، فافاد ان الامام ام القوم و سمع احدهم صوت تنفس الامام فی حالة السجود لا تبطل صلو ة

اور جس حدیث میں فساد صلوۃ کا حکم ہے وہ منسوخ ہے، کیونکہ اس حدیث سے مذکورہ بالا احادیث متأخر ہیں۔ دلیل تاخیر یہ ہے کہ پہلی تین احادیث کو حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ حضور اکرم کی وفات کے بعد روایت کر رہی ہیں۔ (احسن الفتاوی ص ۴۲۶ ج ۳)

"والی ان ماروی فی ذلک منسوخ كما حققه فی الحلية"

(شامی ص ۳۹۸ ج ۲ ،تحت قوله ولو امرأة،مطلب: اذا قرأ قوله تعالى جدک الخ)

[۱].....خلاصہ ترجمہ سوال وجواب:

س:..... ایک شخص کسی قوم کی امامت کر رہا ہو اور سجدہ کی حالت میں مقتدی میں سے کوئی امام کے سانس کی آواز سنے تو امام کی نماز فاسد ہے یا نہیں؟ (مذہب شافعی کے مطابق جواب مطلوب ہے)

ج:..... میں نے امام شافعیؒ کے فقہ کی معتبر و متداول کتابوں کا مطالعہ کیا تو ان میں مکروہات صلوۃ میں بھی امام کے سانس کی آواز مقتدی میں سے کوئی سنے اس قسم کا جزئیہ نہیں ملا چہ جائے کہ مبطلات صلوۃ میں ہو۔ ہاں مفسدات نماز کے بیان میں ایسے کلام کو شمار کیا ہے جس میں مفہم حرفوں میں سے دو حرف

الامام لسمع احدهم صوت تنفسه على مذهب الشافعیؒ كما فی حاشية الشروانی، من الجزء الثانی ص۱۳۸۔

"وخرج بالنطق بذلک الصوت الغير على ذلک من انف او فم فلا بطلان به"

وفی الجزء الاول من المحلی فی ص ۱۸۷ "والاصح ان التنحنح والضحک والبکاء والانين والنفخ ان ظهر به حرفان بطلت والا فلا تبطل به ،والثانی لا تبطل لانه ليس من جنس الكلام"

وفی الجزء الاول من حاشية البيجوری على ابن قاسم ص ۲۱۹ "وخرج بالكلام الصوت الغفل ای الخالی عن الحروف كان نهق نهيق الحمير او صهل صهيل الخيل او حاكی شيئا من الطيور ولم يظهر من ذلک حرفان ولا حرف مفهم فلا تبطل به صلوته ما لم يقصد به اللعب ،

وكذا لو اشار الا خرس بشفتيه ولو اشاره مفهمة للفطن او غيره والتنحنح

ظاہر ہوں،اس سے یہ معلوم ہوا کہ حالت امامت میں مقتدی میں سے کسی نے سجدہ میں امام کی سانس کی آوز سنی تو مذہب شافعی کے مطابق امام کی نماز فاسد نہ ہوگی۔(کمافی حاشیۃ الشروانی ص۱۳۸ج۲)

اورنطق (کی قید سے) یہ بات نکل گئی کہ جو غیر مفہم کلام ناک اور،منہ سے نکلے اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔اورمحلی میں ہے: صحیح یہ ہے کہ کھانسنا اور ہنسنا اور رونا اور اوہ کرنا اور پھونک اگر اس سے دو حرف ظاہر ہوں تو مفسد نماز ہے، ورنہ مفسد نماز نہیں۔اور دوسرا مطلق مفسد نماز نہیں،اس لئے کہ کلام کی جنس سے نہیں ہے۔

اور کلام کی قید سے ایسی آواز جس میں حروف نہ ہوں نکل گئی،جیسے ''نھق'' گدھے کا رینکنا،یا ''صھل'' گھوڑے کا ہنہنانا،یا ''حا کی'' پرندوں کی بولیاں جب کہ اس سے دوحرف ظاہر نہ ہوں اور کوئی سمجھ میں آنے والا حرف تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی جب تک کہ ان آواز سے لعب وکھیل کا ارادہ نہ ہو اور ایسے ہی اگر گونگے نے اپنے دونوں ہونٹ سے اشارہ کیا اگر چہ اس کا اشارہ ذہین وغبی کے لئے

والضحک والبکاء ولو من خوف الآخرۃ والانین والتاؤہ والنفخ من الفم او الانف والسعال والعطاس ان ظھر بشئی من ذلک حرفان او حرف مفھم بطلت الصلوۃ والا فلا" وایضا فی بطلان الصلوۃ بحرف مقال ھل المراد بہ ان یکون مفھما عند المتکلم او مفھما فی نفس الامر فاجاب فی ھذہ المسئلۃ الشیخ العلامۃ ابن حجر فی الجزء الاول من الفتاوی الکبری فی ص ۱۶۴ "الذی یتجہ من کلامھم وتعلیلھم انہ لا بد ان یکون مفھما عند المتکلم لانہ حینئذ یصلح للتخاطب بہ بالنسبۃ لمعتقدہ بخلاف ما اذا لم یفھم عندہ وان افھم عند غیرہ لانہ لم یوجد منہ بحسب ظنہ ما یقتضی قطع نظم الصلوۃ"

فظھر من ھذہ العبارۃ ان التنحنح بغیر عذر تعذر اومثالہ کسعال و بکاء وعطاس وضحک وانین ونفخ سواء کان التنفیخ من الفم او من الانف عامدا تبطل الصلوۃ اذا ظھرت معہ حروف ای محل البطلان ظھور الحرفین او حرف واحد واذا

قابل فہم ہو۔اور کھانسنا اور ہنسنا اور رونا اگر چہ آخرت کے خوف سے ہو اور اوہ کرنا اور آہ کرنا اور پھونک منہ اور ناک سے اور کھانسی اور چھینک اگر ان سے دو حرف ظاہر ہو گئے یا ایک قابل فہم حرف ظاہر ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔اور مفسدات نماز میں سے حرف مقال بھی ہے، اور حرف مقال سے مراد یہ ہے کہ وہ متکلم کے نزدیک یا نفس الامر میں قابل فہم ہو۔اس بات کا جواب حافظ ابن حجرؒ نے یہ دیا ہے کہ فقہاء (محدثین) کے کلام اور ان کی تعلیل سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ کلام متکلم کے نزدیک قابل فہم ہو، وجہ اس کی یہ ہے کہ اسی وقت وہ تخاطب کی صلاحیت رکھتا ہے، برخلاف اس کے کہ وہ متکلم کے نزدیک قابل فہم نہ ہو، اگر چہ متکلم کے علاوہ اس کو سمجھ لیں۔

اس عبارت سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ بغیر عذر کے کھانسنا یا اس جیسی کوئی اور چیز جیسے کھانسی اور رونا اور چھینک اور ہنسی اور اوہ کرنا اور منہ یا ناک سے پھونک اگر یہ افعال عمدا ہوں تو مبطل صلوۃ ہیں جب کہ ان کے ساتھ حروف ظاہر ہوں اور اگر حروف ظاہر نہ ہوں تو مبطل صلوہ نہیں۔اور نفخ میں فساد صلوۃ کا حکم

لم یظهر الحروف فلا تبطل الصلوة فی .. ....وینبغی ان یعلم ان فساد الصلوة فی النفخ لا فی التنفس وبینهما بون بعید وفرق ظاهر ،فان فی النفخ اذا ظهرت الحروف صار کلام والکلام اذا کان عمدا یبطل الصلوة والتنفس لیس بمثله اذ لم یظهر الحروف من التنفس اصلا فلا یقاس علیه فلا تبطل الصلوة بتنفس الامام وان سمع من المقتدین احد،

وما قال احد من العلماء من مذاهب الاربعة ان التنفس من مبطلات الصلوة و معهذا فیه حرج و تکلیف مالا یطیقه الانسان ودفع کل ما یحصل به الضرر واجب فکیف یقول به من کان فیه العلم ،هذ اما ظهر لی، والله اعلم واعلمه احکم واتم۔

لقمہ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوگی

(۲۲۱) س:..... فرض نماز میں امام کو لقمہ دینا چاہئے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ جب تین آیت امام پڑھ چکا ہے تو لقمہ نہیں دینا چاہئے (کیونکہ قرأت کی فرضیت ادا کر چکا ہے) اگر لقمہ دیا تو دینے والے کی نماز فاسد ہوجائے گی کیا یہ صحیح ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: صحیح یہ ہے کہ مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی، خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں۔ قدر ضرورت سے

ہے تنفس میں نہیں اور ان دونوں میں فرق ظاہر ہے، اس لئے کہ نفخ میں جو حروف ظاہر ہو جائیں تو وہ کلام بن جاتا ہے اور عمدا مفسد صلوۃ ہے اور تنفس نفخ کے مانند نہیں ہے، کیونکہ تنفس میں بالکل حروف ظاہر نہیں ہوتے، اس لئے تنفس کو نفخ پر قیاس نہیں کر سکتے۔ پس تنفسِ امام سے نماز فاسد نہیں ہوگی، اگر چہ مقتدی میں کسی نے اس کی آواز کو سن بھی لیا ہو، اور ائمۂ اربعہ میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی کہ تنفس مفسد صلوۃ ہے۔ اور جب کہ اس میں اور تکلیف مالا یطاق بھی ہے اور ضرر کا دفع کرنا ضروری ہے، پس کیسے کوئی اہل علم اس بات کا فتوی دے گا۔ واللہ تعالی اعلم۔

وہ مقدار قرأت کی مقصود ہے جو مسنون ہے۔امام اگر بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ رکوع کر دے۔مقتدیوں کو لقمہ دینے میں مجبور نہ کرے۔مقتدیوں کو چاہئے کہ جب تک ضرورت شدیدہ پیش نہ آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔

"لو فتح علی امامه خلاف واما ان کان الامام لم یقرأ الفرض فظاهر واما ان کان قرأ والصحیح عدم الفساد" (بحرالرائق ص ۶ ج ۲۔شامی ص ۴۱۸ ج ۱، ۱)

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

ضرورت شدیدہ سے مقتدی لقمہ دے سکتا ہے اور ضرورت شدیدہ کیا ہیں؟

(۲۲۲) س:..... سوال امام کی نماز میں تین آیت پڑھ چکنے کے بجائے ﴿سابقوا الی مغفرة من ربکم﴾ کے ﴿سابقوا الی ربکم مغفرة﴾ پڑھے تو لقمہ دینا چاہئے یا نہیں؟ اور لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگی؟

ج:..... صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی ۔۲ اور مقتدیوں کو چاہئے جب تک ضرروت شدیدہ پیش نہ آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلا امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا چپ چاپ کھڑا ہو جائے ۔۳ صورت مسئولہ میں اس طرح پڑھنے سے معنی میں کچھ خلل نہیں آیا،لیکن

۱..... بحرالرائق کی طویل عبارت کے یہ چند ٹکڑے ہیں۔شامی ص ۳۸۱ ج ۲،باب مایفسد الصلوۃ۔ وینبغی للمقتدی ان لا یعجل بالفتح وللامام ان لا یلجئهم الیه بل یرکع اذا جاء اوانه۔ (ہدایہ ص ۱۳۶ ج ۱،باب مایفسد الصلوۃ)

۲..... بخلاف فتحه علی امامه مطلقا۔(درالمختار ص ۳۸۱ ج ۲،باب ما یفسد الصلوه)

۳..... بان یقف ساکتا بعد الحصر او یکرر الآیة۔ (بحرالرائق ص ۶ ج ۲،باب ما یفسد الصلوۃالخ)

چونکہ قرآن غلط پڑھ گیا، اس لئے لقمہ دیا گیا تو گو لقمہ دینا ضروری نہیں تھا، لیکن لقمہ دینے سے اور لقمہ لینے سے نہ مقتدی کی نماز میں نقصان آئے گا اور نہ امام کی نماز میں لقمہ لینے سے خرابی پیدا ہوگی۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

لقمہ دینے والے کو ملامت کرنا درست نہیں

(۲۲۳) س:..... ایک صاحب نے ﴿کلا لا وزرْ﴾ بسکون ''را'' پڑھا، اس پر ایک آدمی نے دو مرتبہ بآواز بلند لقمہ دیا ﴿کلا لا وزرَ﴾ بفتح ''را''۔ اس طرح لقمہ دینا شریعت میں کیسا ہے؟ لقمہ دینے والا شخص اس دن سے مسجد میں حاضر نہیں ہوا اور دوسرے، مصلیوں کو بھی روکتا ہے اور شہر میں چار مسجد ہوتے ہوئے دوسری جگہ مسجد بنا کر اس میں نماز پڑھتا ہے، تو اس طرح نئی مسجد بنانا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: ﴿کلا لا وزر﴾ بسکون و فتح ہر دو طرح پڑھنا جائز ہے، لہذا امام صاحب سے کوئی غلطی کا وقوع نہیں ہوا، اس لئے بلا ضرورت لقمہ دیا گیا جو مستحسن نہیں۔ ممکن ہے لقمہ دینے والے نے اپنے خیال میں بالسکون پڑھنے کو غلط سمجھ کر لقمہ دیا ہو، گو درحقیقت لقمہ دینے والے کا خیال و تحقیق غلط ہو، اس لئے لقمہ دینے والا کسی ملامت کا مستحق نہیں۔ لقمہ دینے کی ضرورت نہیں تھی، لیکن گناہ نہیں ہوا۔ لقمہ دینے والے نے اس دن سے مسجد چھوڑ دی، جماعت کی حاضری ترک کر دی۔ سائل نے اس کی وجہ نہیں لکھی۔ ممکن ہے امام صاحب لقمہ دینے والے پر برس پڑے ہوں اور نزع ہو گیا ہو، اس لئے موجودہ امام سے بوجہ نزع جماعت کی حاضری ترک کر دی ہو اور دوسری مسجد میں نماز با جماعت ادا کرتا ہو، اگر یہی وجہ ہو تو کوئی گناہ نہیں۔ امام صاحب کو لازم ہے کہ لقمہ دینے والے کو جماعت میں حقیر و ذلیل نہ کرے اور آپس میں محبت ایمانی اور اخوت

دینی کے ساتھ رہیں۔

اگر نئی مسجد کسی دینی یا دنیوی مصلحت سے بنائی جائے تو درست ہے اور اگر بلاضرورت دینی یا دنیوی آسانی وراحت رسانی کے لئے بناتے ہوں تو یہ بیکار اور اضاعت مال ہے اور اگر بلاضرورت صرف تفریق بین المسلمن کے لئے مسجد بناتا ہو تو ناجائز ہے۔[۱]

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

امام سورۂ فاتحہ کے بعد خاموش رہے تو لقمہ کس طرح دے؟

(۲۲۴) س:..... اگر امام سورۂ فاتحہ ختم کرنے کے بعد ضم سورت کے تفکر میں پڑ گیا کہ کونسی سورت پڑھے، زیادہ تاخیر کی وجہ سے امام کو لقمہ کس طرح دیا جاے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اگر لقمہ دینے کی ضرورت محسوس ہو تو ''سبحان اللہ'' کہے، ورنہ خاموش رہے۔[۲] فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

امام کی وہ غلطی جس سے نماز فاسد نہ ہو، کب بتلائی جائے؟

(۲۲۵) س:..... اگر امام صاحب سے نماز میں ایسی غلطی ہوئی جس سے نماز کی فرضیت و وجوبیت میں کسی قسم کا نقص نہ ہو، ایسی غلطی سلام پھیرتے ہی جماعت کے بیچ میں بتلانا چاہئے یا تنہائی میں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اگر امام سے کوئی ایسی غلطی نماز میں

---

[۱]..... ''والذین اتخذوا مسجدا ضرارا مضارۃ لاھل مسجد قباء وکفرا وتفریقا بین المؤمنین الذین یصلونہ بقباء بصلوۃ بعضھم فی مسجدھم'' الخ۔ (جلالین ص۱۶۶)

[۲]..... او یدفع بالتسبیح لما روینا من قبل (ھدایہ) وفی الحاشیۃ: یعنی قول النبی ﷺ اذا نابت احدکم نائبۃ وھو فی الصلوۃ فلیسبح۔ (ہدایہ ص۱۱۸، باب ما یفسد الصلوۃ، حاشیہ ۲۳)

ہوجائے کہ جس سے نماز میں کوئی قباحت یا کراہت لازم نہیں آتی ہوتو اسے نماز کے فورا بعد میں بتلانے کی ضرورت نہیں، اگر کسی مناسب بات پر امام کو متوجہ کرنا ہوتو تنہائی میں کہنا چاہئے مجمع میں کہنا نازیبا ہے اور امام کو بلا وجہ مقتدیوں کی نظروں میں شرمندہ و ہلکا کرنا مناسب نہیں ہے۔فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

لاؤڈ اسپیکر کے متعلق

(۲۲۶) س:..... ضرورت کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا اور اس سے سامعین کا فائدہ اٹھانا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درس وتدریس وعظ وتبلیغ اور حج کے مجمعوں میں عام اعلان کرنے کے لئے بلا شبہ جائز بلکہ مستحسن ہے، کیونکہ یہ آلہ فی نفسہ کوئی ناجائز چیز نہیں، بلکہ ایک مباح چیز ہے،لیکن عبادات مقصودہ نماز وخطبۂ جمعہ واذان میں درست نہیں اور عیدین کے خطبہ میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے اور دنیوی تمام جائز کاموں میں اس کا استعمال بلا شبہ جائز ہے۔

ہاں گانے بجانے اور لہوولعب کے سننے سنانے میں اس کا استعمال جائز نہیں۔

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

سوال مثل بالا

(۲۲۷) س:..... اس زمانہ میں ایک آلہ لاؤڈ اسپیکر جو ایجاد ہوا ہے جس سے آواز بلند ہوکر دور تک پہنچ جاتی ہے، اس آلہ کا استعمال مجالس وعظ میں شرعا کیسا ہے؟ نیز اس آلہ کو نمازوں میں بطور مکبر کے یا امام کی قرأت کی آواز کو مصلیوں تک پہنچانے کے لئے لگانا شرعا کیسا ہے؟ نیز اس آلہ کے ذریعہ خطبۂ جمعہ وعیدین میں خطیب کی آواز کو سامعین تک پہنچانا شرعا

کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: لاؤڈ اسپیکر موجودہ زمانہ کی ایک نئی ایجاد ہے، جس کے لئے کوئی حکم فقہ میں مصرح نہیں، اسی لئے محققین علماء اس میں مختلف ہیں۔ ایک خدا ترس و دیندار علماء کی محتاط جماعت اور سلف صالحین صحابہ ؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ وائمۂ مجتہدینؒ کے نقش قدم پر چلنے والی حقانی جماعت عبادات مقصودہ نماز، خطبۂ جمعہ، خطبات عیدین میں اس کا استعمال ناجائز سمجھتی ہے۔ علماء کی ایک دوسری جماعت اس کو معابد اسلامیہ میں نصب کرنے کو جائز خیال کرتی ہے۔ ایک تیسری معتدل جماعت عید گاہ میں خطبات عیدین میں اس کو ناجائز نہیں سمجھتی۔ فقیر بھی عید گاہ و میدان میں اس کی اباحت کا قائل ہے اور خطبۂ جمعہ کے لئے مساجد میں لاؤڈ اسپیکر نصب کرنا احترام مسجد کے خلاف ہونے کے علاوہ آئندہ بہت سے مفاسد کا پیش خیمہ ہے، اس لئے فقیر اس کو مستحسن نہیں سمجھتا اور نماز کی حالت میں امام کے آگے نصب کرنا کہ جس سے امام کی قرأت و تکبیرات دور والے سن سکیں، لہذا اس کی آواز پر رکوع، سجود، قومہ، قیام، قعود کرنے والے مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کتبہ عبدالخالق عفی عنہ

مجیب علام حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدظلہ العالی کے مفصل جواب سے مجھے کامل اتفاق ہے، صرف جواب ۳/ کے ایک جز یعنی خطبات عیدین میں عید گاہ و میدان میں فقیر اسکو مباح جانتا ہے اور مساجد میں خطبۂ عیدین و جمعہ میں بوجہ احترام مسجد کے اس کو غیر مستحسن جانتا ہے۔ وجہ اس فرق کی یہ ہے کہ عید گاہ اور مسجد کے احترام میں بہت سی باتوں میں فرق ہے، صرف اقتدا میں دونوں کا حکم ایک ہے۔ بہت سی چیزیں مسجد میں مکروہ ہیں، عید گاہ میں مکروہ نہیں مثلاً، اولاً:

۱:.....عیدگاہ مسجد کے حکم میں نہیں ۔[۱]

۲:.....جنبی وحائضہ کے لئے عیدگاہ میں داخل ہونا حلال ہے اور مسجد میں حرام ۔[۲]

۳:.....مسجد میں وضو کرنا، کلی کرنا، تھوکنا، دنیوی کلام کرنا وغیرہ منع ہے، عیدگاہ میں منع نہیں ۔(عالمگیری ص ۱۰۸ ج ۱۔ [۳] بحر الرائق ص ۳۶ ج ۲، منحۃ الخالق علی بحر الرائق ص ۳۶ ج ۲، در المختار علی الشامی ص ۶۸۷ ج ۱)

ثانیا: عیدین کے خطبات اور جمعہ کے خطبے میں فرق بین ہے:

۱:..... جمعہ کا خطبہ صحت جمعہ کے لئے شرط ہے، عید کا خطبہ شرط نہیں، بلکہ سنت ہے ۔[۴]

۲:..... جمعہ بغیر خطبہ کے صحیح نہیں ہوتا اور عید بغیر خطبہ کے مع الکراہت والاساءت صحیح ہو جاتی ہے ۔[۵]

۳:..... جمعہ کا خطبہ نماز سے قبل ہونا ضروری ہے، اگر اس کے خلاف کیا تو جمعہ صحیح نہیں

---

[۱].....اختلفوا فی مصلی الجنازۃ والعید فصحح فی المحیط فی مصلی الجنائز انہ لیس لہ حکم المسجد اصلا وصحح فی مصلی العید کذلک الخ ۔(البحر الرائق ص ۳۶ ج ۲)

[۲].....ومن حل دخولہ للجنب والحائض ۔

(البحر الرائق ص ۳۶ ج ۲، فصل لما فرغ من بیان الکراھۃ)

[۳].....وتکرہ المضمضۃ والوضوء فی المسجد ۔

(عالمگیری ص ۱۱۰ ج ۱، باب السابع ، فصل کرہ غلق باب المسجد)

ویکرہ الوضوء والمضمضۃ فی السمجد ۔(البحر الرائق ص ۳۴، فصل لما فرغ من بیان الکراھۃ)

[۴].....(ومن شرائطھا) ومنھا الخطبۃ لان النبی ﷺ ما صلاھا بدون الخطبۃ فی عمرہ ۔

(ہدایہ ص ۱۴۸ ج ۱، باب صلوۃ الجمعۃ)

[۵].....سوی الخطبۃ لانھا لما اخرت عن الصلوۃ لم تکن شرطا بل سنۃ فتصح صلوۃ العیدین بدونھا ای الخطبۃ لکن مع الاساء ۃ لترک السنۃ ۔(مراقی الفلاح ص ۴۳۳)

ہوگا۔[۱] برخلاف عید کے کہ اگر نماز کے قبل خطبہ پڑھا گیا تو بوجہ خلاف سنت بیجا ہوا، لیکن نماز کی صحت میں کچھ فرق نہیں آیا۔[۲]

۴:.....خطبۂ جمعہ قائم مقام دو رکعتوں کے کر دیا گیا ہے، یعنی خطبہ کی وجہ سے جز وصلوۃ دو رکعت کم کر دی گئی ہے۔ بدائع ص ۲۶۲ میں ہے:

عن عمرؓ وعائشةؓ انهما قالا :انما قصرت الصلوة لاجل الخطبة" وايضا فيه: "وان كانت قائمة مقام ركعتين شرط" الخ۔[۳]

۵:.....خطبۂ جمعہ نماز سے پہلے فرض ہونے کی وجہ سے حاضرین مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں، اٹھ کر چلے نہیں جاتے اور عید کا خطبہ نماز کے بعد سنت ہے جس میں بیٹھا رہنا بہتر ہے ضروری نہیں، جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

((من احب ان ينصرف فلينصرف ومن احب ان يقيم للخطبة فليقم))

(لابی داؤد والنسائی بلفظه ،جمع الفوائد ص ۱۰۶ ج ۱)[۴]

یعنی جس کا جی چاہے خطبہ سننے کے لئے بیٹھے اور جس کا جی چاہے چلا جائے۔

لہذا بندہ عیدگاہ و میدان میں آلہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو فی نفسہ مباح اور مساجد میں غیر مستحسن سمجھتا ہے اور نماز میں خواہ تراویح ہو خواہ فرائض مطلق ناجائز و مفسد صلوۃ سمجھتا

---

[۱].....ويشترط لصحة الخطبة فعلها قبلها كما فعله النبی ﷺ۔(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۴۱۲)

[۲].....كما يكون مسيئا لو قدمت الخطبة على الصلوة (مراقی) وفی الطحطاوی : "لو خطب قبل الصلوة جاز وترک الفضيلة ولا تعاد " (طحطاوی ص ۴۳۳)

[۳].....بدائع الصنائع ،ص ۵۷۹ ج ۱، كيفية فرضية الجمعة، كتاب الصلاة۔

[۴].....عن عبد الله بن السائبؓ ان النبی ﷺ صلى العيد قال :من احب۔الخ

(نسائی ص ۲۳۳ ج ۱۔ابوداؤد ص ۱۶۳ ج ۱، باب الجلوس للخطبة)

ہے۔[۱] فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

کتبہ مرغوب احمد لاجپوری عفی عنہ

[۱].....حضرت مفتی صاحبؒ کا یہ فتوی ۱۳/ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۴/جنوری ۱۹۴۰ء کا تحریر فرمودہ ہے، جب کہ اہل سائنس کی تحقیق یہ تھی کہ اس آلہ کی آواز بعینہ امام کی آواز نہیں، مگر بعد میں ارباب فتوی علماء کو محکموں سے یہ تحقیق موصول ہوئی کہ اس آلہ کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے تو دار العلوم دیوبند ومظاہر علوم سہارنپور وغیرہ کے علماء نے اپنے فتاوی سے رجوع فرمالیا۔ علامہ زاہد کوثریؒ جو مصر میں اپنے وقت کے فقہ حنفی کے امام سمجھے جاتے تھے انہوں نے بھی پورے جزم کے ساتھ جواز صلوۃ کا فیصلہ کیا، جن کی تفصیل حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے رسالہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ بحث عدم فساد اور جواز کی ہے، لیکن بلا ضرورت اس کا استعمال کراہت سے خالی نہیں، جیسا کہ آج کل بعض مساجد میں دو چار صفیں ہوتی ہیں مگر لاؤڈ اسپیکر پر نماز کو لازم سمجھ لیا گیا ہے اس کے مکروہ ہونے میں کیا شک۔ مرغوب احمد

باب الجماعة وتسوية الصفوف

صحن مسجد میں جماعت کا حکم

(۲۲۸) س:..... گرمی کے موسم میں صحن مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے ثواب میں کمی ہوگی یا برابر؟ اگر صحن میں نماز پڑھنے کا حکم ہو تو امام کو کس جگہ کھڑا ہونا چاہئے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اگر صحن داخل مسجد ہے یعنی بانیان مسجد نے مسجد بناتے وقت صحن کو داخل مسجد رکھا ہے تو جو حکم مسجد کا ہے وہی حکم صحن کا ہوگا، یعنی ہر دو جگہ ثواب کے اعتبار سے برابر ہوں گی اور اگر صحن خارج مسجد ہے تو وہ حکم میں مسجد کے نہیں، لہذا ثواب میں بھی فرق ہوگا۔

جب کہ صحن داخل مسجد ہو تو فرض جماعت یا تراویح کی جماعت میں امام کو محراب مسجد کے مقابل صحن میں کھڑا ہونا چاہئے اور اگر محراب مسجد اور صحن میں محاذاۃ میں کچھ فرق ہو تو امام کو وسط صف میں کھڑا ہونا چاہئے ((توسطوا الامام)) الحدیث۔[۱] یعنی سنت یہ ہے کہ امام وسط صف میں کھڑا ہو اور چونکہ محراب وسط مسجد ہی میں بنائی جاتی ہے اس لئے عموما محراب یا محراب کی محاذاۃ میں کھڑے ہونے سے یہ سنت ادا ہو جاتی ہے۔

بہر حال مسجد میں یا صحن میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ امام وسط صف میں رہے، یعنی امام کے دونوں طرف صف برابر رہے۔

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

---

[۱].....عن ابی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ (توسطو الامام وسدوا الخلل) رواه ابو داؤد۔ (مشکوۃ ص ۹۹، باب تسوية الصف)

مسجد کے صحن میں فرض نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲۲۹) س:..... مسجد صحن میں فرض نماز پڑھ سکتے ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: صحن مسجد اگر مسجد میں داخل ہے تو اس میں فرض نماز فرادی یا با جماعت پڑھنا درست ہے اور مسجد کا ثواب ملے گا اور صحن مسجد سے خارج ہے تو نماز ہو جائے گی، مسجد کا ثواب نہ ملے گا۔ فقط، و الله تعالى اعلم۔

کرایہ کے مکان میں نماز پڑھنا

(۲۳۰) س:..... ایک پرانی مسجد ہے جس کو شہید کر کے نئی تعمیر کرنا قرار پایا ہے، ضرورت ہے کہ مسجد کے بالمقابل ایک مکان کرایہ پر لے کر نماز پنج گانہ ادا کی جائے، اس کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اگر شہید شدہ مسجد کے احاطہ میں کوئی وقف کی جگہ علحدہ مستقل نماز پنج گانہ با جماعت کے لئے موجود ہو تو اس موقوفہ زمین میں نماز پڑھی جائے کہ اس میں مسجد کے ثواب ملنے کی امید ہے اور اگر کوئی جگہ مسجد کے احاطہ میں یا مسجد کے قرب وجوار میں وقف کی نہ ملے اور نہ کوئی دوسری جگہ بغیر کرایہ کے میسر آ سکے تو بدرجۂ مجبوری نماز کے لئے کرایہ کا مکان تجویز کر کے نماز پنج گانہ و جمعہ ادا کرنا سنت ہے، بشرطیکہ اذن عام کے ساتھ بغیر کسی روک ٹوک کے مصلی وہاں نماز پڑھ سکے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ((جعلت لی الارض کلها مسجدا)) الحدیث۔[۱] فقط، واللہ اعلم۔

---

[۱].....عن حذيفةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ((فضلنا على الناس بثلث: جعلت صفوفنا كصفوف الملئكة وجعلت لنا الارض كلها مسجدا وجعلت تربتها لنا طهورا اذا لم نجد الماء)) رواه مسلم۔ (مشکوۃ ص ۵۴، باب التیمم)

کرایہ کے مکان میں جمعہ و جماعت ادا کرنا

(۲۳۱) س:..... اگر کوئی مکان کرایہ پر لے کر اس میں نماز پنج گانہ باجماعت اور جمعہ پڑھا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: کرایہ کے مکان میں نماز پنج گانہ و جمعہ اذن عام کے ساتھ بلا روک ٹوک ادا کرنا جائز وصحیح ہے۔ جماعت کا ثواب ملے گا۔ نماز کی صحت کے لئے جگہ وقف ہونا ضروری نہیں، مسجد کے لئے جگہ کا وقف ہونا ضروری ہے، بغیر وقف کی زمین کے کرایہ کے مکان میں مسجد کا ثواب نہ ملے گا۔

"وتؤدى فى مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا على المذهب"۔

(درالمختار علی الشامی ص ۸۳۴ ج ۱، ۱) فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحكم۔

قبرستان میں نماز پڑھنے کا حکم

(۲۳۲) س:..... قبرستان میں اگر کوئی عمارت یا مسجد ہو اور اس کی داہنی جانب بکثرت قبریں ہوں تو اس مسجد یا عمارت میں نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو بلا کراہت یا بکراہت؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جب کہ احاطۂ قبرستان میں کوئی عمارت یا مسجد بنی ہوئی ہے اور عمارت اور اس کی دیواریں مصلی وقبور کے درمیان حائل ہیں تو اگر قبریں مصلی کے سامنے کی جانب فاصلے سے ہوں تب بھی نماز جائز ہونے میں کوئی شک نہ تھا۔ صورت مسئولہ میں جب کہ عمارت یا مسجد قبرستان میں نماز جنازہ یا پنج گانہ ادا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور اس کی پختہ دیواریں مصلی وقبور کے درمیان حائل ہیں، لہذا نماز پنج

۱..... درمختار ص ۱۵ ج ۳، باب الجمعة۔

گانہ بلا کراہت جائز وصحیح ہے۔

وصرح فی الخلاصة من کتاب الصلوة بجواز الصلوة الیها اذ اکان هناک حائل مثل الجدار وغیره "عالمگیری۔[۱] فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

مسجد چھوڑ کر مدرسہ میں نماز پڑھنا

(۲۳۳) س:..... ایک مسجد بہت روز سے ویران ہے اور دوسری مسجد موجود ہے جو بہت دور بھی نہیں، پھر مسجد کو چھوڑ کر سرکاری مدرسہ میں نماز پنج گانہ وجمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: دوسری مسجد قریب میں موجود ہوتے ہوئے بھی سرکاری مدرسہ میں نماز پنج گانہ وجمعہ پڑھنا اذن عام کے ساتھ جائز ہے:

((جعلت لی الارض کلها مسجدا)) الحدیث۔[۲]

لیکن مسجد چھوڑ کر دوسری جگہ نماز پڑھنے سے نماز وجماعت کا ثواب ملے گا۔ مسجد کی فضیلت کا ثواب حاصل نہ ہوگا۔ فقط،و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

جماعت ثانیہ کے متعلق

(۲۳۴) س:..... جب مسجد میں جماعت ہوجائے تو پھر جماعت ثانیہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: مقرہ امام کے پیچھے جب کہ ایک جماعت ہوگئی ہو تو پھر دوسرے امام کے پیچھے جماعت کرنا مکروہ ہے۔ جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ ہاں اگر وہ امام کسی دوسرے کو امامت کی اجازت دے تو پھر منع نہیں۔ "دخل المسجد من هو اولی بالامامة

---

[۱]..... یہ حوالہ "عالمگیری" اور بعض دوسری کتب فقہ میں بھی باوجود تلاش کے نہ مل سکا۔

[۲]..... مشکوۃ ص ۵۴، باب التیمم۔

عن امام المحلة فامام المحلة اولی ''(عالمگیری ص۸۲۔ ۱)

''ان صاحب البیت و مثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیره ''درمختار ۲

فقط،و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

جماعت ثانیہ کا حکم

(۲۳۵) س:..... شہر کی مسجد میں پہلی جماعت ہوجانے کے بعد دوسری جماعت کرنی کیسی ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: محلّہ کی مسجد میں حنفی مذہب میں جب کہ باقاعدہ ایک جماعت ہوچکی ہو دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔''قوله ویکره ای تحریما''شامی ۳

جماعت ثانیہ کی عادت موجب تقلیل جماعت اولی ہے ۴ اور فضیلت وثواب پہلی

۱.....عالمگیری ص۸۳ ج۱،باب الخامس فی الامامة ،الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالامامة،

۲.....درمختار ص۲۹۷ ج۲،باب الامامة۔

۳.....شامی ص۲۸۸ ج۲،باب الامامة ،مطلب: فی تکرار الجماعة فی المسجد۔

۴.....ولان فی الاطلاق هکذا تقلیل الجماعة معنی،فانهم لا یجتمعون اذا علموا انها لا تفوتهم۔

(شامی ص۲۸۹ ج۲،مطلب:تکرار الجماعة فی المسجد)

جماعت ثانیہ کے متعلق چند مفید باتیں''الوصیة الاخوانیة فی حکم الجماعة الثانیة ''سے بغرض افادہ لکھی جاتی ہیں:

تکرار جماعت کی صورتیں مختلف ہیں اوران کا حکم بھی مختلف ہے،لہذا ہر صورت کا حکم علیحدہ بیان کیا جاتا ہے:

۱:.....مسجد طریق ہو،یعنی اس کے نمازی معین نہ ہو۔

۲:.....اس مسجد میں امام اور مؤذن معین نہ ہوں۔

جماعت کو ہے، ثانی جماعت کو نہیں۔

اگر کبھی اتفاقیہ اسی مسجد کے مصلی کی جماعت کسی وجہ سے چھوٹ گئی ہو تو مسجد چھوڑ کر بر آمدہ میں دوسری جماعت کرنے کی گنجائش ہے۔

فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

بغیر امام کی اجازت کے نماز پڑھانا و وعظ کہنا

(۲۳۶) س:..... امام کی موجودگی میں بغیر اجازت امام دوسرے شخص کو نماز پڑھانا یا وعظ

۳:..... مسجد محلّہ میں غیر اہل محلّہ نے جماعت کی ہو۔

۴:..... مسجد محلّہ میں اہل محلّہ نے بلا اعلان یا بلا اذان جماعت کی ہو۔

ان صورار بعہ میں تکرار جماعت (اگر چہ اذان واقامت کے ساتھ ہو) بالاجماع جائز بلکہ افضل ہے۔

۵:..... مسجد محلّہ میں اہل محلّہ نے اعلان اذان سے جماعت کی ہو اور تکرار جماعت بھی اذان سے ہو۔

۶:..... صورت مذکورہ میں تکرار جماعت بلا اذان ہو اور جماعت ہیئت اولی پر ہی ہو، یعنی عدول عن المحراب نہ کیا گیا ہو۔ یہ دونوں صورتیں بالاتفاق مکروہ تحریمی ہیں۔

۷:..... مذکورہ صورت میں جماعت ثانیہ ہیئت اولی پر نہ ہو، یعنی عدول عن المحراب کیا گیا اور امام وسط مسجد میں محراب یا محراب کی محاذاۃ میں نہ کھڑا ہوا ہو، اس حالت میں کراہت شیخین میں مختلف فیھا ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۳۲۲ ج ۳)

حضرت نانوتویؒ نے جماعت ثانیہ کے عدم جواز پر عجیب دلیل بیان فرمائی کہ:

''صلوۃ خوف میں باوجود ایسی کشاکشی کے کہ جنگ کا موقع ہے، ایک ہی جماعت کی گئی اور نمازیوں کے دو طائفہ کئے گئے اور اس قدر حرکات اور ذہاب ایاب نماز کے اندر جائز کیا گیا، مگر جماعت ثانیہ کی اجازت نہ ہوئی، حالانکہ یہ آسان تھا'' الخ۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۳۸ ج ۳)

"ولنا انه عليه السلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد الى المسجد وقد صلى فيه اهل المسجد فرجع الى منزله فجمع اهله و صلى ،ولو جاز ذلک لما اختار الصلوة فى بيته على الجماعة فى المسجد" (شامی ص ۲۸۸ ج ۲، مطلب: تكرار الجماعة فى المسجد)

کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور امام کو روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وباللہ التوفیق: امام مسجد کی بدون اجازت کسی دوسرے شخص کو نماز پڑھانا ناجائز ہے امام کی اجازت ضروری ہے، ایسے ہی وعظ کے لئے امام مسجد یا ٹرسٹیان مسجد کی اجازت مصلحۃً مناسب وضروری ہے۔ ۱ واللہ اعلم۔

مسجد میں ہوتے ہوئے جماعت ترک کرنا فسق ہے

(۲۳۷) س:..... ایک نمازی پرہیزگار مسلمان جو کہ ایک مقتدی کے ساتھ جھگڑا کر کے جماعت کو ترک کر دے اور مسجد میں ہمیشہ سوئے اور بیٹھے اور امام اگر کچھ سمجھائے تو بدزبانی سے پیش آئے اور بھی کوئی مقتدی کچھ سمجھائے تو سختی سے پیش آئے ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وباللہ التوفیق: مسجد میں رہتے ہوئے جماعت چھوڑنے والے کو رسول اللہ ﷺ نے منافق فرمایا ہے ۲ اور یہ کونسی پرہیزگاری ہے کہ جھگڑا ہو کسی مقتدی کے ساتھ اور اس کے نتیجہ میں چھوڑ دی جاوے جماعت؟ یہ پرہیزگاری اور دینداری نہیں، بلکہ جہالت اور بددینی ہے۔ بلا عذر جماعت ترک کرنے والا گنہگار ہے۔ ۳ ایسے شخص کو اپنی ضد و جہالت چھوڑ کر توبہ کرنی چاہئے اور نماز با جماعت ادا کرنا

۱..... واعلم ان صاحب البيت و مثله امام الراتب المسجد اولى بالامامة من غيره۔

(درالمختار ص ۲۹۷ ج ۲، باب الامامة)

۲..... عن عثمان بن عفان ؓ قال قال رسول الله ﷺ: ((من ادركه الاذان فى المسجد ثم خرج لم يخرجه لحاجة وهو لا يريد الرجعة فهو منافق))

(ابن ماجہ ص ۵۳، باب الاذان وانت فى المسجد۔ مشکوۃ ۹۷، باب الجماعة وفضلها)

۳..... والجماعة سنة مؤكدة للرجال (در) يقتضى الا تفاق على تركها مرة بلا عذر يوجب اثما، الخ "يأثم اذ ااعتاد الترک .... ان تاركها بلا عذر يعزر و ترد شهادته"

(شامی ص ۲۸۷ ج ۲، باب الامامة، قبل مطلب: فى تكرار الجماعة فى المسجد)

چاہئے۔

اور مقیم شخص کو ہمیشہ مسجد میں سونا ناجائز ومنع ہے اور سمجھانے پر بدزبانی وسختی کرنا گناہ ہے ایسا شخص پرہیزگار نہیں ہوسکتا جو ایسے افعال کا مرتکب ہو، بغیر علم کے آدمی پرہیزگار نہیں ہو سکتا یہ سب باتیں جہالت کی ہیں۔فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

دوست کے خاطر جماعت کی نماز وقت سے پہلے ادا کرنا

(۲۳۸) س:..... جس زمانے میں ظہر کی نماز ڈیڑھ بجے پڑھی جاتی ہے، اگر امام کسی دوست کے خاطر پندرہ منٹ پہلے پڑھ لے تو کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: نماز ہوجائے گی، لیکن اگر سوال کے مطابق امام صرف اپنے دوست کی رعایت کرتا ہے اور بقیہ دوسرے مقتدیوں کی رعایت نہیں رکھتا، جس سے ان کو ناگواری ہوتی ہے تو یہ امر شرعاً مذموم ہے اور اس کا مرتکب گنہگار ہوگا۔

بذیل ارشاد حضور ﷺ در باب غیر مقبولیت امام: ((امام قوم وهم له كارهون)) ای ملعون مذموم فی الشرع [۱]

قال احمد: " اذا كرهه واحد او اثنان او ثلثه فله ای يصلی بهم حتی يكرهه اكثر الجماعة "۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۹۱ ج۲، [۲]) فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم ،

---

[۱].....عن ابی امامةؓ قال : قال رسول الله ﷺ ((ثلاثة لا تجاوز صلوتهم اٰذانهم: العبد الأبق حتی يرجع، وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط، وامام قوم وهم له كارهون))،رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب۔(مشکوۃ ص۱۰۰،باب الامامة)

دوسری روایت میں ہے:((لاتقبل منهم صلوتهم من تقدم قوما وهم له كارهون)) (حوالۂ بالا)

[۲].....مرقاۃ ص۸۴ ج۳،باب الامامة ،الفصل الثانی، تحت حديث ابی امامة۔

مقتدی اور امام نماز کے لئے کب کھڑے ہوں؟

(۲۳۹) س:..... ''یقوم الامام والماموم عند حی علی الصلوة وحی علی الفلاح'' جناب مولانا حافظ سید عبدالکریم صاحب مدنی مدظلہ العالی بالائی عبارت کے عمل کو عرب وعجم یعنی بنگالہ و برہما میں ہدایت کرتے ہیں۔سید صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ: یونہی عمل کرنے سے مستحب کا ثواب ملے گا۔اس کی اصل کیا ہے؟ائمہ مجتہدین میں یہ کن کا مذہب ہے؟ کیا یہ حدیث شریف ہے یا کتب معتبرہ کا متن ہے؟ اور گاہ بگاہ اس کے مطابق عمل کرنے سے کچھ حرج ہے یا نہیں؟ اور ترک کرنے سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: ''یقوم الامام والماموم عند حی علی الصلوة وحی علی الفلاح'' یہ حنفی مذہب کی معتبر کتابوں کی عبارت ہے۔[۱]

حدیث نہیں ہے۔قال العلامة عینی :

'' ذهب مالک وجمهور العلماء الی انه لیس لقیامهم حد ولکن استحب عامتهم القیام اذا اخذ المؤذن فی الاقامة،الخ، وعن سعید بن المیسبؒ وعمر بن عبد العزیزؒ اذا قال المؤذن'' الله اکبر'' وجب القیام واذا قال'' حی علی الصلوة'' اعتدلت الصفوف واذا قال'' لا اله الا الله کبر الامام'' (عمدۃ القاری ص۶۷۶ ج۲، [۲])

وقال العلامة الطحطاویؒ فی حاشیة الدرر:والظاهر انه احتراز عن التاخیر لا التقدیم حتی لو قام اول الاقامة لا بأس '' (ص۳۱۳ ج۲، [۳])

---

[۱]..... شامی ص۷۷۱ ج۲،باب صفة الصلوة ،فصل آداب الصلوة۔

[۲]..... عمدۃ القاری ص۱۵۳ ج۱،باب متی تقوم الناس اذ روأ الامام عند الاقامة۔

[۳]..... حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ص۲۱۵ ج۱،آخر باب صفة الصلوة قبل فصل الشروع الصلوة۔

امام کو مسجد میں آتا ہوا دیکھ کر کھڑا ہوجانا اور تعدیل وتسویۂ صفوف کے اہتمام میں مشغول ہوجانا اور ایسے ہی امام کے مصلے پر پہنچنے کے بعد یا شروع کے وقت کھڑا ہوجانا یا کچھ کلمات اقامت کے سننے کے بعد کھڑا ہوجانا یا'' حی علی الصلوة وحی علی الفلاح'' کے قبل کھڑا ہوجانا یہ جملہ صورتیں جائز ہیں۔'' حی علی الصلوة وحی علی الفلاح'' کے بعد تک بیٹھا رہنا مناسب نہیں کہ اس میں تعدیل وتسویۂ صفوف کا اہتمام نہیں رہتا، یعنی اس سے زیادہ اٹھنے میں تاخیر مناسب نہیں، اس کے بیشتر کھڑے ہونے میں کوئی قباحت نہیں۔

''لانه قد ثبت عن الصحابة انهم كانوا يقومون اذا شرع المؤذن فى الاقامة فقد اخرج عبد الرزاق عن ابن جريج ابن شهاب ان الناس كانوا ساعة يقول المؤذن الله اكبر يقومون للصلوة فلا يأتى النبى ﷺ مقامه حتى نعتدل الصفوف''

(فتح البارى شرح صحيح البخارى ص۱۵۰ج۴، ۱)

ولكل وجهة والمسئلة ظنية فلا ينبغى النزاع فى هذه المسائل ،

فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

نماز کے لئے کھڑے ہونے کا مسنون وقت کیا ہے؟

(۲۴۰) س:..... فرض نمازوں میں بعض کا خیال ہے کہ مقتدی وامام ''حی علی الصلوة'' کہنے پر کھڑے ہوں اس میں مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: ''عن ابن شهاب ان الناس كانوا ساعة يقول المؤذن الله اكبر يقومون للصلوة فلا يأتى النبى ﷺ مقامه حتى نعتدل

۳.....فتح الباری ص۱۲۰ج۲،باب متی یقوم الناس اذ رأو الامام عند الاقامة۔

الصفوف"، رواه مسلم۔[۱]

عہد نبوی ﷺ میں صحابہؓ شروع اقامت سے حضور ﷺ کو مسجد میں تشریف لاتے ہوئے دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور حضور ﷺ کے مصلے پر پہونچنے کے قبل صفیں سیدھی کر لیا کرتے تھے اور "عمدة القاری شرح صحیح البخاری" میں ہے:

" ولکن استحب عامتهم القیام اذا اخذ المؤذن فی الاقامة "

یعنی جمہور علماء کے نزدیک شروع اقامت سے کھڑا ہو جانا مستحب ہے اور "حی علی الصلوة" تک تاخیر کرنا جائز ہے، اس کے بعد تک بیٹھا رہنا استحباب کے خلاف ہے، لہذا شروع تکبیر سے کھڑے ہو کر صفوف کو سیدھا کرنا مسنون طریقہ ہے اور اسی پر ہر جگہ مسلمانوں کا عمل ہے۔ فقط، و الله تعالی اعلم و علمه اتم و احکم۔

امام اور مقتدی کب کھڑے ہوں؟

(۲۴۱) س:..... زید عرصہ سے ایک مسجد کا امام ہے اور وہ پہلے دوسری مسجدوں کے اماموں کے طریقے سے نماز پڑھاتا رہا، مگر عرصہ دو تین سال سے اس امام نے اپنا طریقہ بدل دیا، یعنی جب مؤذن تکبیر شروع کرتا ہے تو امام قصداً مصلے پر بیٹھ جاتا ہے جب تکبیر ختم ہونے پر یعنی "حی علی الصلوة" کا لفظ بولنے پر امام کھڑا ہوتا ہے اور صف کو نہیں دیکھتا کہ صف سیدھی ہے یا ٹیڑھی اور ان کے ہم مشرب نمازی بھی بیٹھے رہتے ہیں امام کے ساتھ ہی وہ نمازی کھڑے ہوتے ہیں اور صف برابر سیدھی نہیں ہوتی اور کندھے کے ساتھ کندھا ملایا نہیں جاتا اور دوسری مسجد میں امام برابر شروع تکبیر پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور صف کو سیدھی کرنے پر تاکید فرماتے ہیں، لہذا اس امام کا بیٹھے رہنا ٹھیک ہے یا دوسرے اماموں کا

[۱]..... مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۱۹۴۲۔ (نوٹ: "مسلم شریف" میں یہ روایت نہیں ملی)

صفوں کو سیدھا کرنا ٹھیک ہے؟

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:

۱:.....قال رسول ا لله ﷺ: ((اذا اقيمت الصلوة فلا تقوموا حتى ترونى)) [۱]

۲:.....”عن ابن شهاب ان الناس كانوا ساعة يقول المؤذن الله اكبر يقومون للصلوة فلا يأتى النبى ﷺ مقامه حتى نعتدل الصفوف“رواه مسلم۔ [۲]

۳:.....وقال مالكؒ فى المؤطا ” لم اسمع فى قيام الناس حين تقام الصلوة بحد محدود۔[۳]

۴:..... ” ذهب مالك وجمهور العلماء الى انه ليس لقيامهم حد ولكن استحب عامتهم القيام اذا اخذ المؤذن فى الاقامة،الخ، وعن سعيد بن الميسبؒ وعمر بن عبد العزيزؒ اذا قال المؤذن” الله اكبر“ وجب القيام اذا قال” حى على الصلوة“ اعتدلت الصفوف واذا قال” لا اله الا الله كبر الامام“

(عمدۃ القاری ص۶۷۶ ج۲، [۴])

۵:..... يقوم الامام والماموم عند حى الصلوة وحى على الفلاح عند ابى حنيفة و محمدؒ۔(در المختار، [۵])

روایات مندرجہ بالا سے حسب ذیل امور مستفاد ہوئے:

---

[۱].....بخاری ص۸۸ ج۱،باب متى يقوم الناس اذ رأوا الامام عند الاقامة۔

[۲].....مصنف عبدالرزاق،رقم الحدیث۱۹۴۲۔(نوٹ:”مسلم شریف“ میں یہ روایت نہیں ملی)

[۳].....مؤطا امام مالک ص۵۶،باب ما جاء فى النداء للصلوة ۔عبارت میں الفاظ کچھ مختلف ہیں۔ فتح الباری ص۱۲۰ ج۲،باب متى يقوم الناس الخ کی عبارت متن میں درج شدہ کی طرح ہے۔

[۴].....عمدۃ القاری ص۱۵۳ ج۵،باب متى يقوم الناس اذ رأوا الامام عند الاقامة۔

[۵].....شامی ص۷۷ ج۲،باب صفة الصلوة،فصل آداب الصلوة۔

۱:.....رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: جب اقامت کہی جاوے تو جب تک مجھے حجرہ مبارکہ سے آتا ہوا نہ دیکھو اس وقت کھڑے مت ہو۔ (بخاری شریف)

۲:.....عہد نبوی ﷺ میں صحابہ ؓ شروع اقامت سے حضور ﷺ کو مسجد میں تشریف لاتے ہوئے دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور حضور ﷺ کے مصلے پر پہنچنے سے قبل صفیں سیدھی کر لیا کرتے تھے۔ (رواہ مسلم)

۳:.....امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ: اقامت کے وقت کب کھڑے ہوں اس باب میں شارع کی طرف سے کسی وقت کی تعیین وتحدید مقرر نہیں۔ (مؤطا)

۴:.....لیکن جمہور علماء کے نزدیک شروع اقامت سے کھڑا ہونا مستحب ہے۔

حضرت سعید بن المسیبؒ وخلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ وحضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے تلامذہ کے نزدیک شروع اقامت سے ہی کھڑا ہو جانا واجب ہے اور ''حی علی الصلوۃ'' کہنے تک میں صفوں کو سیدھا کر لینا ضروری ہے اور جب تکبیر ختم ہو تو امام تکبیر تحریمہ کہے۔

۵:.....امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ کے نزدیک امام ومقتدی ''حی علی الفلاح'' کے کے وقت کھڑے ہوں۔ (درالمختار)

علامہ طحطاوی حنفیؒ نے طرفین کے مسلک کی تشریح فرمائی ہے کہ یہ اٹھنے کی انتہا ہے، یعنی ''حی علی علی الصلوۃ وحی علی الفلاح'' کے بعد تک بیٹھا رہنا مناسب نہیں اس کے بیشتر کھڑے ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (طحطاوی علی الدر المختار)

۶:.....اس لئے کہ حضرات صحابہؓ سے شروع تکبیر سے اٹھنا صحیح روایات سے ثابت ہے اور جو طریقہ صحابہؓ سے ثابت ہو وہی قابل عمل ہے، اسے مکروہ وخلاف مستحب سمجھنا غلطی ہے۔

اس لئے کہ دین صحابہؓ سے پہنچا ہے اور امت کو صحابہؓ کی اتباع واقتدا کا حکم ہے، [1] لہذا امام کو مسجد میں حجرہ سے یا اپنی نشست سے مصلے کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر مقتدیوں کا کھڑا ہوجانا اور تعدیل وتسویہ صفوف کا اہتمام کرنا ایسے ہی امام کو مصلے پر پہونچنے کے بعد شروع اقامت سے کھڑا ہوجانا، یا کچھ کلمات اقامت سننے کے بعد، یا پوری ''حی علی الصلوة وحی علی الفلاح'' کے قبل کھڑا ہوجانا یہ جملہ صورتیں بلانکیر جائز ہیں، اگر صفوف میں نقصان وخلل رہتا ہو تو امام کو لازم ہے کہ صفیں سیدھی کرنے کا حکم کریں اور بہتر یہی ہے کہ صفوف ٹھیک کرنے کے لئے شروع اقامت سے کھڑا ہوجائے اور اثناء تکبیر میں امام یا مقتدیوں کا باہر سے آکر مصلے پر یا مسجد میں بیٹھ جانا پھر ''حی علی الصلوة'' کے وقت سب کا اٹھنا اور حسب سوال سائل تسویہ صفوف کا بالکل اہتمام نہ کرنا یہ باتیں سنت متواترہ اور سلف صالحین کے طریقہ وعمل کے خلاف ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

---

[1]..... اصحابی کالنجوم بایهم اقتديتم كذا فی جمع الفوائد۔ (حياة الصحابة ص ۳۳ ج ۱)

من كان مستنا فليستن بمن قد مات فان الحی لا تأمن عليه الفتنة اولئک اصحاب محمد ﷺ كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا و اعمقها علما و اقلها تكلفا اختارهم الله لصحبة نبيه و لاقامة دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوا هم على آثارهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم۔ (مشكوة ص، باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

جو شخص کسی طریقہ کی پیروی کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ ان لوگوں کی راہ اختیار کرے جو وفات پاگئے ہیں، کیونکہ زندہ آدمی (دین) میں فتنہ سے محفوظ نہیں ہوتا (اور جن کی پیروی کرنی چاہئے) آنحضرت ﷺ کے اصحاب ہیں، جو امت کے بہترین لوگ تھے۔ دلوں کے اعتبار سے انتہا درجہ کے نیک، علم کے اعتبار سے انتہائی کامل اور بہت کم تکلف کرنے والے تھے۔ ان کو اللہ تعالی نے اپنے نبی کی رفاقت اور اپنے دین کو قائم کرنے کے لئے منتخب کیا تھا، لہذا ان کی بزرگی کو پہچانو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو اور جہاں تک ہو سکے ان کے آداب واخلاق کو اختیار کرتے رہو (اس لئے کہ) وہی لوگ ہدایت کے سیدھے راستہ پر تھے۔ (مظاہر حق ص ۲۲۶ ج ۱)

دوسری، تیسری صفیں کہاں سے شروع کرنی چاہئے؟

(۲۴۲) س:..... مسجد میں صف اول قائم ہوجانے کے بعد دوسری تیسری صفیں کہاں سے شروع کی جائیں، آیا امام ومؤذن کے قریب سے داہنے یا بائیں کو صفیں قائم کرتے جاویں یا مسجد کے داہنے کونے سے صف شروع کرکے بائیں طرف کو صف پوری کرتے آویں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جس طرح صف اول امام کے پیچھے داہنے و بائیں کھڑے ہوکر پوری کی جاتی ہے یہی حکم تمام پچھلی صفوف کا ہے۔ مسجد کے داہنے یا بائیں کونے سے شروع کرکے دوسری جانب ختم کردینا تصریحات فقہاء کے خلاف ہے۔ امام ومؤذن کے پیچھے داہنے، بائیں کھڑے ہوکر صفوں کو پورا کرنا مستحب ہے۔ [۱]

صف کس طرح بنائی جائے؟

(۲۴۳) س:..... کسی جماعت میں دو مرد اور تین عورتیں ہوں تو صف کس طرح بنائے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اگر امام کے سوا ایک مرد ہو تو امام کے داہنی جانب کھڑا رہے اور دو ہوں تو صف میں کھڑے ہوں اور اس کے پیچھے عورتوں کی صف ہو۔ [۲] فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحكم۔

نابالغ لڑکوں کا صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟

(۲۴۴) س:..... نابالغ لڑکوں کا صف میں شریک ہونا کیسا ہے؟

---

[۱]..... (قوله ويقف الاكثر من واحد) صادق بالاثنين وكيفيته ان يقف واحد بحذائه والآخر عن يمينه الخ۔ (طحطاوی مع مراقی ص ۲۴۷، باب الامامة، فصل فی بیان الاحق بالامة)

[۲]..... ويقف الواحد عن يمينه والثنان خلفه، ويصف الرجال ثم الصبيان ثم النساء۔

(البحر الرائق ص ۲۵۲ ج ۱، باب الامامة)

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اگر پہلی صف میں جگہ خالی ہو اور نابالغ لڑکا ایک ہی ہو تو اس کو پہلی صف میں شامل کرلیا جاوے اور اگر لڑکے دو یا دو سے زیادہ ہوں تو مردوں کی صف میں شریک ہونا مکروہ ہے۔ لڑکوں کو پچھلی صف میں کھڑا کیا جاوے۔[۱]

فقط و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

ایک نابالغ لڑکا مردوں کے ساتھ صف میں شریک ہوسکتا ہے؟

(۲۴۵) س:..... ایک نابالغ گیارہ سالہ لڑکا پابند صلوۃ ہے اور صف اولی میں جگہ خالی ہے تو کیا یہ لڑکا مردوں کی صف میں کھڑا ہو یا پچھلی صف میں اکیلا کھڑا ہو؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اگر پیچھے صف میں ایک ہی لڑکا ہو اور پہلی صف میں جگہ خالی ہو تو اس کو پہلی صف میں مردوں کے ساتھ کھڑا کیا جاوے۔ لڑکوں کا مردوں کی صف میں کھڑا ہونا اس وقت مکروہ ہے جب کہ ایک سے زائد ہوں اور ایک ہی ہو تو صف میں داخل کرلینا چاہئے۔

"الصبي الواحد لايكون منفردا عن الرجال بل يدخل في صفهم وان محل هذا الترتيب انما هو عند حضور جمع من الرجال وجمع الصبيان فحينئذ تؤخر الصبيان (البحر الرائق ص۳۷۵ج۱، ۲)

ثم الصبيان ظاهره تعددهم فلو واحد ادخل الصف۔[۳]

فقط، و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

---

[۱]..... الصبي الواحد الخ۔ (البحر الرائق ص۳۵۲ج۱، باب الامامة)

[۲]..... البحر الرائق ص۳۵۳ج۱، باب الامامة۔

[۳]..... درمختار ص۳۱۴ج۱، باب الامامة۔

نابالغ بچوں کو مسجد میں لانا اور اپنے ساتھ صف میں کھڑا کرنا

(۲۴۶) س:..... نا سمجھ چھوٹے بچوں کو مسجد میں لانا اور ان کو مصلیوں کی صف میں ساتھ کھڑا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: قال رسول الله ﷺ :((جنبوا مساجدكم عن الصبيان والمجانين)) ۔[۱]

"ويحرم ادخال الصبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم والا فيكره" در المختار[۲]

جب کہ گمان غالب ہو کہ نا سمجھ بچے مسجد کو ناپاک وملوث کر دیں گے تو ایسی حالت میں ان کو مسجد میں لے جانا مکروہ تحریمی ہے،[۳] اور مردوں کی صف میں بچوں کو داخل کرنا مکروہ ہے۔فقط،و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

پہلی اور دوسری صف والے ثواب میں برابر ہیں؟

(۲۴۷) س:..... کیا جماعت میں پہلی صف اور دوسری صف میں کھڑے ہونے والے

---

[۱].....((جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم))الخ۔

(ابن ماجہ ص۵۴،باب مايكره فى المساجد۔فيض القدير ص۳۶۲ ج۳،رقم الحديث،۳۶۰۱)

[۲].....درمختار ص۴۲۹ ج۲،باب ما يفسد الصلوة ومايكره۔

[۳].....قال العلامة المناوىؒ :" فيكره ادخالهما تنزيها ان امن تنجيسهم للمسجد وتحريما ان لم يؤمن" (فيض القدير ص۴۶۲ ج۳،رقم الحديث،۳۶۰۱)

عموماً ایک سے زائد بچے پچھلی صفوں میں جمع ہو کر شرارت کرتے ہیں،اس لئے اس زمانہ میں بڑوں کی صف میں ان کو کھڑا کرنا مکروہ نہیں۔ قال الرحمتى: ربما يتعين فى زماننا ادخال الصبيان فى صفوف الرجال لان المعهود منهم اذا اجتمع صبيان فاكثرو تبطل صلاةبعضهم ببعض وربما تعدى ضررهم الى فساد صلاة الرجال ۔(تقریرات رافعی مع الشامی ص۳۷ ج۲)

نمازی کے ثواب میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: وفي الحديث ((خير صفوف الرجال اولها))مسلم۔[۱]

قال ابن الملک المراد بالخير كثرة الثواب فان الصف الاول اعلم بحال الامام فتكون متابعته اكثر وثوابه اوفر " (مرقاة شرح مشكوة[۲])

اس روایت سے واضح ہوا کہ پہلی صف کو بنسبت دیگر صفوف کے ثواب زیادہ ملتا ہے۔

فقط، و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

جس چٹائی پر کچھ لکھا ہو اس پر نماز پڑھنا

(۲۴۸) س:..... جاپانی چٹائی پر ''تبکی سمبالغ'' لکھا رہتا ہے۔ اکثر مسجدوں میں یہ چٹائی بچھا کر اس پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ بعض اسے دیکھ کر کہتے ہیں کہ لکھی ہوئی چٹائی پر نماز جائز نہیں، اسلام برباد ہو جائے گا۔ وہ عربی عبارت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ چٹائی بنانے والے کا نام ہے، وہ قرآن کی آیت یا حدیث یا فقہ کی کوئی عبارت نہیں ہے اس پر نماز پڑھنا بلا شک درست ہے کوئی گناہ نہیں۔ سوال یہ کہ اس قسم کی چٹائیوں پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: "وفي جمع النسفي :مصلى او بساط فيه اسماء الله تعالى يكره بسطه واستعماله في شئي" (عالمگیری ص ۱۱۶ ج ۱، [۳])

---

[۱]..... مسلم ص ۱۸۲ ج ۱، باب تسوية الصفوف واقامتها الخ۔ مشكوة، باب تسوية الصفوف۔

[۲]..... مرقاة ص ۷۰ ج ۳، باب تسويه الصفوف۔

[۳]..... عالمگیری ص ۱۰۹ ج ۱، الباب السابع، فصل كره غلق باب المسجد۔

ولا بأس بالصلوة على الفرش والبسط واللبود " (قاضیخان ص ۱۱۱ ج ۱، ۱)

جن مصلوں و جانمازوں وفرشوں پر اللہ تعالی کے اسماء مبارکہ یا آیات قرآن مجید و کلمات طیبات وغیرہ لکھے ہوں ان کو بچھانا واستعمال کرنا جائز نہیں کہ اس میں اللہ تعالی کے بابرکت ناموں اور آیات کی بے حرمتی ہے اور ایسے مصلے وفرش وفروش کہ جن پر کوئی بابرکت اسماء وآیات قرآنیہ واحادیث وفقہ کے جملے نہ لکھے ہوں اور ایسی عبارت لکھی ہو جس کی شرع میں کوئی تعظیم وتکریم مطلوب ومقصود نہ ہو خواہ خط نسخ میں خواہ نستعلیق میں لکھے ہوں ان کو بچھا کر ان پر نماز پڑھنا یا مجلسوں میں بطور فرش کے استعمال کرنا کسی حال میں ناجائز وخلاف ادب نہیں۔ جاپانی چٹائیوں پر "تبکی سمبالغ" جو لکھا ہوا ہے اس کی تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ جاوی تحریر ہے اور اس کے معنی جانماز ومصلے کے ہیں، لہذا ایسے مصلوں پر نماز پڑھنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ جو لوگ اس پر نماز پڑھنا ناجائز کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام برباد ہو جائے گا ایسے لوگ مسائل شرع واسلام کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اس قسم کا غلو فی الدین وتشدد شرعاً خود معیوب فعل ہے۔

((الدین یسر)) ۲ ((یسروا ولا تعسروا)) ۳ الحدیث کے خلاف ہے۔ اس قسم کے تشدد سے لوگوں میں نااتفاقی ودشمنی پیدا کرنا ناجائز ہے۔

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

۱..... قاضیخان ص ۱۱۹ ج ۱، باب الحدث فی الصلوة وما یکرہ فیھا ومالا یکرہ۔

۲..... ((الدین یسر ولَنْ یُغَالِبَ الدِّینَ احد الا غَلَبَهُ)) ۔ (فیض القدیر ص ۴۲۷ ج ۳، رقم الحدیث، ۴۳۰۱) وفی البخاری ((ان الدین یسر)) الخ۔ (مشکوۃ ص ۳۲۳، باب القصد فی العمل)

۳..... عن انس ؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((یسروا ولا تعسروا)) الخ متفق علیہ۔ (مشکوۃ ص ۱۱۰، باب ما علی الولاۃ من التیسیر)

جس صف پر صلیب کی تصویر ہو اس پر نماز پڑھنا اور اس کو ممبر پر بچھانا

(۲۴۹) س:..... مسجد کے فرش پر صلیب کی تصویر موجود ہے تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کو ممبر پر بچھا کر خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جو تصویریں اس قدر چھوٹی ہوں کہ اگر وہ زمین پر پڑی ہوں اور کھڑے آدمی کو تصویر دکھائی نہ دے تو ایسے فرش کو گھر میں بچھانا مکروہ نہیں، لیکن جو فرش محل اہانت میں نہ ہو جیسے مصلے و جانمازیں تو یہ تصویردار جائز نہیں، لما فی الهدايه:

" وفی المصلی اطلق الكراهة فی المبسوط لان المصلیٰ معظم "[۱]

لہذا اگر چھوٹی تصویر ہو اور پیروں کے نیچے روندی جاتی ہو تو مکروہ نہیں۔

"وان كانت الصور على البسط والوسائد الصغار وهی تداس بالارجل لا تكره لمافيه من اهانتها" (بدائع ص ۱۱۶ ج ۱[۲] شامی ص ۶۰۶ ج ۱، [۳])

فقط، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

نمازی کے آگے سے گذرنا کیسا ہے؟

(۲۵۰) س:..... نمازی کے آگے سے گذرنا کیسا ہے؟ چار پانچ گز دور سے گذرنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[۱]..... "واطلق الكراهية فی الاصل لان المصلیٰ معظم"

(ہدایہ ص ۱۲۲ ج ۱، فصل فی مکروهات الصلوة)

[۲]..... بدائع الصنائع ص ۱۱۶ ج ۱، فصل فی شرائط الارکان۔

[۳]..... شامی ص ۴۱۷ ج ۲، باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها۔

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: موضع سجود پر مصلی کی نظر پڑنے سے جس قدر سامنے کی جگہ نظر آتی ہے اس کے اندر سے گذرنا منع ہے۔

گز کی کوئی تحدید نہیں۔ چھوٹی مسجد میں چار پانچ گز دور سے بھی گذرنا منع ہے اور بڑی مسجد یا صحرا میں یہ حکم نہیں۔[۱] فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

---

[۱].....”ومرور مار فی الصحراء او فی مسجد کبیر بموضع سجوده فی الاصح او مروره بین یدیه الی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیر فانه کبقعة واحدة مطلقا“ (در) وفی الشامی:

” انه قدرما یقع بصره علی المار لو صلی بخشوع ای رامیا ببصره الی موضع سجوده“۔

(شامی ص۳۹۸ ج۲، باب مایفسد الصلوة، مطلب: اذا قرأقوله تعالی الخ)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی ؒ تحریر فرماتے ہیں:

’اگر اتنی چھوٹی مسجد یا کمرے یا صحن میں نماز پڑھ رہا ہو کہ اس کا کل رقبہ چالیس ہاتھ=۳۶ء۸ مربع میٹر سے کم ہے تو نمازی کے سامنے سے گذرنا مطلقا ناجائز ہے، خواہ قریب سے گذرے یا دور سے، بہر حال گناہ ہے، البتہ اگر کھلی فضا میں یا ۳۶ء۸ مربع میٹر یا اس سے بڑی مسجد یا بڑے کمرہ میں یا بڑے صحن میں نماز پڑھ رہا ہے تو سجدہ کی جگہ پر نظر جمانے سے آگے جہاں تک بالتبع نظر پہنچتی ہو وہاں تک گذرنا جائز نہیں، اس سے ہٹ کر گذرنا جائز ہے۔ بندہ نے اس کا اندازہ لگایا تو سجدہ کی جگہ سے ایک صف کے قریب ہوا، لہذا نمازی کے موضع قیام سے دو صف کی مقدار (تقریبا آٹھ فٹ=۴۴ء۲ میٹر) چھوڑ کر گذرنا جائز ہے‘‘۔ (احسن الفتاوی ص۴۰۹ ج۳)

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب ؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’اگر میدان ہو، یا پورپ، پچھّم ۶۰ رفٹ لمبی مسجد ہو تو اس میں ۳ رصف تقریبا ۱۲ رفٹ کے بعد آگے سے گذر جانے کی اجازت ہے اور اس سے کم میں بغیر حیلولت سترہ کے گذرنا منع ہے۔

(منتخبات نظام الفتاوی ص۳۲۲ ج۱)

نمازی کے آگے سے گذرنے پر سخت وعید آئی ہے، اس وقت اس معاملہ میں بہت کوتاہی ہو رہی ہے، اس لئے چند روایات کا ذکر مناسب لگا:

۱:.....نمازی کے آگے سے گذرنے والا اگر یہ جان لے کہ اس کی کیا سزا ہے تو وہ نمازی کے آگے

سے گذرنے کے بجائے چالیس.....تک کھڑے رہنے کو بہتر خیال کرے۔اس حدیث کے ایک راوی ابونضر ؒ کہتے ہیں کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال کہا گیا ہے۔(متفق علیہ)

امام طحاویؒ نے چالیس سال مراد لئے ہیں اور حدیث ''وہ شخص جو اپنے بھائی کے آگے سے اس حال میں گذرتا ہے کہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے (یعنی نماز پڑھتا ہے) اور وہ (اس کا گناہ) جان لے تو اس کے لئے اپنی جگہ پر ایک سو برس تک کھڑے رہنا قدم اٹھا کر رکھنے سے بہتر ہوگا'' سے اس کو ثابت کیا ہے۔(مظاہر حق ص ۵۳۱ ج ۱، مرقاۃ ص ۲۴۳ ج ۲، باب السترة)

۲:.....ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے لئے:

((فانما هو الشيطان)) یعنی وہ گذرنے والا شیطان ہے، مذکور ہے۔

۳:.....اگر تم میں سے کوئی یہ جان لے کہ اپنے مسلمان بھائی کے سامنے سے جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو عرضاً گذرنا کتنا بڑا گناہ ہے تو اس کے لئے سو برس تک کھڑے رہنا ایک قدم آگے بڑھانے سے بہتر معلوم ہو۔(ابن ماجہ)

۴:.....حضرت کعب بن احبار ؒ فرماتے ہیں: نمازی کے آگے سے گذرنے والا اگر یہ جان لے کہ (اس کے اس جرم کی سزا) کیا ہے تو اس کو اپنا زمین میں دھنسایا جانا نمازی کے آگے سے گذرنے سے زیادہ بہتر معلوم ہو۔(رواہ مالک)

نوٹ:.....یہ تمام روایتیں مشکوۃ ص ۷۴ ''باب السترة'' سے ماخوذ ہیں۔

ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی میں مسجد کبیر اور مسجد صغیر کے سلسلہ میں ایک فتوی شائع ہوا' اسے پڑھ کر خیال آیا کہ ''مرغوب الفتاوی'' کے اس سوال کے ساتھ اسے منسلک کردوں' انشاءاللہ ناظرین کو فائدہ ہوگا۔ مرغوب

مسجد کبیر اور مسجد صغیر' اور ان سے متعلق حکم شرعی کی تحقیق

س:..... مسجد کبیر اور مسجد صغیر کی حد کیا ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ نمازی کے آگے سے گذرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ پیائش کی صورت میں اندازہ بتائیں؟ کیا ''احسن الفتاوی'' میں ذکر کردہ پیائش آپ کے نزدیک مفتی بہ ہے؟

ج:..... مسجد کے صغیر یا کبیر ہونے کی تحدید کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ جس مسجد کا رقبہ ۶۰×۶۰/ ہاتھ یعنی مجموعی طور پر ۳۶۰۰/ ہاتھ (شرعی گز) یا اس سے زیادہ ہو تو وہ مسجد کبیر ہے، اور اگر اس سے کم ہو تو مسجد صغیر ہے۔

لیکن اس بارے میں راجح اور مختار قول یہ ہے کہ جس مسجد کا رقبہ ۴۰×۴۰/ ہاتھ یعنی مجموعی طور پر ۱۶۰۰/ ہاتھ یا اس سے زائد ہو تو وہ مسجد کبیر ہے، اور اگر اس سے کم ہو تو مسجد صغیر ہے۔ اس قول کے مطابق میٹروں کے لحاظ سے مسجد کبیر کا رقبہ ۲۸۸ء۱۸×۲۸۸ء۱۸/ یعنی مجموعی طور پر ۳۳۴ء۴۵۱/ مربع میٹر بنتا ہے، اور فٹ کے لحاظ سے ۶۰×۶۰/ یعنی فٹ یعنی مجموعی طور پر ۳۶۰۰/ مربع فٹ بنتا ہے۔ اور ''احسن الفتاوی'' میں بھی اسی دوسرے قول کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس راجح قول کے تحت ذکر کردہ پیائش کی مزید وضاحت درج ذیل ہے

ایک ہاتھ (شرعی گز) میں (۱۸) انچ ہوتے ہیں، اور ایک میٹر میں ۳۷۰ء۳۹/ انچ ہوتے ہیں، تو ۴۰/ ہاتھ کے (۷۲۰) انچ بنیں گے، اور چونکہ (۷۲۰) انچوں کے ۲۸۸ء۱۸/ میٹر بنتے ہیں، لہذا ۴۰/ ہاتھ ۲۸۸ء۱۸/ میٹر کے برابر ہوئے، اور ۴۰×۴۰ ہاتھ ۲۸۸ء۱۸×۲۸۸ء۱۸/ میٹر کے برابر اور مجموعی لحاظ سے ۱۶۰۰/ سے ہاتھ ۳۳۴ء۴۵۱/ مربع میٹر کے بار بر ہوئے۔

اور فٹ کے اعتبار سے تفصیل یوں ہے کہ ایک فٹ میں (۱۲) انچ ہوتے ہیں، اور ما قبل میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ ۴۰/ ہاتھ (۷۲۰) انچ کے برابر ہیں۔ اور (۷۲۰) انچ کے اگر

فٹ بنائیں تو ۶۰ ر فٹ بنتے ہیں، لہذا ۴۰ ر ہاتھ ۶۰ ر فٹ کے برابر ہوئے' اور ۴۰×۴۰ ر ہاتھ' ۶۰×۶۰ ر فٹ کے برابر اور مجموعی لحاظ سے ۱۶۰۰ ر ہاتھ ۳۶۰۰ ر مربع فٹ کے برابر ہوئے۔

س:..... مسجد کا اندازہ کرنے کے لئے اندرونی ہال' برآمدہ اور صحن کی مجموعی پیائش کو مدنظر رکھا جائے یا الگ الگ؟

ج:..... فقہی عبارات کے عموم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسجد کے صغیر یا کبیر ہونے کا اندازہ کرنے کے لئے اندرونی ہال' برآمدہ اور صحن تینوں کی مجموعی پیائش کو مدنظر رکھا جائے گا۔

س:..... ایک مسجد میں ایک صحن اور برآمدے کے درمیان محراب نما ستون ہیں، بعض ستونوں کے درمیان پانچ' چھ فٹ کا خلا ہے اور بعض کے درمیان تین فٹ کا خلا' برآمدہ صحن کے متصل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک یا سوا (۱/۱/۴) انچ تک بلند ہے، اندرونی ہال اور برآمدے کے درمیان چار یا پانچ دروازے ہیں' اگر یہ مسجد صغیر ہو تو اس بارے میں چند سوالات ہیں:

الف:..... اگر اس مسجد صغیر میں کوئی شخص خلا کے سامنے کھڑے ہو کر نماز ادا کرے' چاہے صحن میں پہلی صف میں کھڑے ہو یا آخری صف میں کھڑے ہو کر ادا کرے' تو کیا اس کے سامنے سے برآمدے میں سے گذرنا جائز ہے؟

ب:..... بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مسجد کے اندرونی ہال کا دروازہ کھلا ہوتا ہے، اس دروازے کے سامنے صحن میں کوئی نماز ادا کر رہا ہے اور درمیان میں کوئی ستون وغیرہ حائل نہیں' یا برآمدے میں کوئی نماز ادا کر رہا ہے اور درمیان میں کوئی حائل نہیں' تو کیا اس صورت

میں اندرونی ہال میں رہتے ہوئے اس کھلے ہوئے دروازے کے سامنے سے گذرنا جائز ہے یا نہیں؟ (مثلاً اندرونی ہال میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک جانا اور درمیان میں مذکورہ طریقہ پر دروازہ کھلا ہوا ہونا' کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟) واضح رہے یہ سوال بھی مسجد صغیر کے بارے میں ہے۔

ج:..... (الف، ب) مسجد صغیر میں نمازی کے آگے سے بغیر کسی حائل گذرنا مطلقا ممنوع ہے، لہذا مذکورہ تمام صورتوں میں نمازی کے آگے سے بغیر کسی حائل کے گذرنا ممنوع ہوگا، اس کے لئے اس طرح انتظام کرنا چاہئے کہ برآمدے میں موجود ستونوں کے درمیان خلاؤں میں لوہے' لکڑی یا پلاسٹک کے سترے رکھ دیئے جائیں تاکہ لوگ گناہ میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں، البتہ گذرنے کے لئے کناروں سے مناسب جگہ خالی چھوڑ دی جائے۔

س:..... اوپر کے سوال میں مذکور مسجد' مسجد کبیر ہو تو اس صورت میں ماقبل میں ذکر کردہ (الف) اور (ب) دونوں صورتوں میں کیا حکم ہوگا۔

مسجد کبیر میں نمازی کے آگے کتنے فاصلے پر سے آدمی گذر سکتا ہے؟ اس بارے میں مفتی بہ قول کون سا ہے؟

ج:..... مسجد کبیر ہونے کی صورت میں نمازی کے آگے کتنے فاصلے سے گذرنا جائز ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ راجح قول یہ ہے کہ اگر نمازی کے سامنے کوئی حائل نہ ہو اور وہ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو بوقت قیام سجدہ کی جگہ کو دیکھنے کی حالت میں اس کی نظر جہاں تک پڑتی ہے' اس کے آگے سے گذرنا جائز ہے، اور تجربہ سے ثابت ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کو دیکھتے ہوئے نمازی کی نگاہ عموماً ۳/ذراع (ساڑھے

چار فٹ) سے متجاوز نہیں ہوتی، اور موضع قیام سے یہ فاصلہ تقریبا ۸۰ فٹ بنتا ہے' اور اس صورت میں دو رایسی صفیں جو قدرے چوڑی ہوں' ان سے بھی آٹھ فٹ کا فاصلہ حاصل ہو جاتا ہے، لہذا نمازی کے آگے سے اتنی مقدار فاصلہ چھوڑ کر گذرنا جائز ہے، لیکن صفوں کی پیائش چونکہ کم وبیش ہوسکتی ہے، اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ تین صف کا فاصلہ چھوڑ کر گذرا جائے۔

س:..... کیا مسجد کبیر میں برآمدے میں نمازی کے آگے سے اتنے فاصلے پر گذرنا جو فاصلہ جوازِ مرور کے لئے مقرر ہے' جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح اندرونی ہال میں مقررہ فاصلہ چھوڑ کر گذرنا جائز ہے یا نہیں؟ یا پھر ان دونوں صورتوں میں مطلقا نمازی کے سامنے سے گذرنا ممنوع ہے۔

ج:..... فقہی عبارات کے اطلاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسجد کبیر میں مرور کے متعلق مذکورہ حکم اندرونی ہال' برآمدے اور صحن سب کو شامل ہے، لہذا ان تینوں جگہوں میں نمازی کے موضع قیام سے آٹھ فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر گذرنا جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالحفیظ حفظہ اللہ

اصاب المجیب فیما اجاب ، جزاہ اللہ تعالی خیرا

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح والمجیب نجیح	اصاب المجیب واجاد
محمد عبدالمنان	بندہ عبدالرؤف سکھروی
الجواب صحیح	الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفرلہ	محمد عبداللہ عفی عنہ

باب المسبوق

مسبوق حالت نماز میں اپنی رکعتیں پوری کرلیں تو؟

(۲۵۱) س:..... ایک مسبوق ظہر کی دوسری رکعت میں امام کی جماعت میں داخل ہوا، امام کے قعدہ میں بیٹھتے وقت مسبوق اپنی فوت شدہ رکعت کو ادا کر کے باقی نماز امام کے ساتھ پوری کرتا ہے، مسبوق کی یہ حرکت خلاف ترتیب ہونا تو ظاہر ہے، مگر مفسد صلوۃ ہونا نہ ہونا معلوم نہ تھا اس لئے کچھ نہ کہا گیا۔ سوال یہ ہے کہ مسبوق کی نماز ادا ہوئی یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مسبوق نے جب کہ امام کی اقتدا کر لی تو امام کو کسی ایک رکن میں چھوڑ کر اپنی فوت شدہ نماز ادا نہیں کر سکتا، اس طرح تبعیت و اقتدا فوت ہو جاتی ہے، لہذا مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔ [۱]

---

[۱]..... والمسبوق یقضی ما سبق به بعد فراغ الامام۔

(شامی ص ۳۴۶ ج ۲، مطلب: فیما لو اتی بالرکوع او السجود الخ)

وقوله وکره تحریما ای قیامه بعد قعود امامه قدر التشهد لوجوب متابعته فی السلام۔

(شامی ص ۳۴۹ ج ۲، مطلب: فیما لو اتی بالرکوع او السجود الخ)

صورت مسئولہ میں کچھ تفصیل ہے کہ مسبوق امام کو چھوڑ کر کب کھڑا ہو، آیا امام کے ساتھ قاعدہ میں شریک ہوئے بغیر کھڑا ہو یا امام کے بقدر تشہد بیٹھنے کی مقدار کے بعد کھڑا ہو، ہر صورت کا حکم الگ ہے:

۱:..... امام کے تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد مسبوق کو امام کے سلام سے پہلے کھڑا نہیں ہونا چاہئے، اگر کھڑا ہو گیا تو نماز صحیح ہو جائے گی، مگر مکروہ تحریمی ہوگی، کیونکہ اس سے امام کے ساتھ سلام میں متابعت ترک ہوگئی جو واجب تھی، لیکن عذر کی وجہ سے امام سے پہلے کھڑا ہو جانا چند صورتوں میں بلا کراہت جائز ہے: یعنی اگر مسبوق نے موزہ پر مسح کیا ہو اور اس کو امام کے سلام تک ٹھہرنے اور پھر اپنی باقی نماز پڑھنے میں اس کی مدت گذر جانے کا خوف ہو یا معذور ہو اور اس کو وقت نکل جانے کا خوف ہو یا فجر یا جمعہ یا عیدین میں وقت نکل جانے کا خوف ہو، یعنی فجر کی نماز میں سورج نکل آنے کا اور نماز جمعہ

مسبوق کے لئے ضروری ہے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہوکر جس قدر نماز باقی ہو امام کے ساتھ جماعت سے ادا کرے، بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑے ہوکر اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

میں عصر کا وقت داخل ہوجانے کا اور عیدین کی نماز میں ظہر کا وقت داخل ہوجانے کا خوف ہو یا حدث یعنی بے وضو ہوجانے کا خوف ہو یا کسی گذرنے والے کے اس کے سامنے سے گذرنے کا خوف ہو تو ان سب صورتوں میں مسبوق کو جائز ہے کہ امام کے فارغ ہونے یا سجدہ سہو کا انتظار نہ کرے اور اپنی بقیہ نماز کے لئے کھڑا ہوجائے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہوگی۔

۲:.....اگر مسبوق امام کے بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے کھڑا ہوگیا تو امام کے بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے جو کچھ وہ اپنی بقیہ نماز میں سے قیام وقرأت وغیرہ ادا کرے گا اس کا شمار نہیں ہوگا، اس کے بعد کا البتہ شمار ہوگا، مثلاً: امام کے بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے یہ قرأت سے فارغ ہوگیا تو یہ قرأت کافی نہیں اور نماز نہ ہوگی، لیکن اگر امام کے تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد بھی اس قدر پڑھ لیا ہو جس سے نماز ہوجاتی ہو تو اس کی نماز ہوجائے گی اور یہ حکم ایک رکعت یا دو رکعت کے مسبوق کا ہے اور اگر تین رکعت کا مسبوق ہو تو اگر اس کو امام کی تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد صرف قیام مل گیا اگر چہ اس نے کچھ نہ پڑھا ہو تو نماز جائز ہوجائے گی، اس لئے کہ وہ باقی دو رکعتوں میں قرأت کرلے گا اور قرأت فرض دو رکعتوں میں ہی ہے خواہ کوئی سی ہوں (لیکن ترک واجب کی وجہ سے واجب الاعادہ ہوگی، کیونکہ مسئلہ ہذا میں صرف ادائیگی فرضیت کا ذکر ہے، مؤلف)

۳:.....اگر مسبوق امام کے بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد کھڑا ہوا اور امام کے سلام سے پیشتر اپنی بقیہ نماز سے فارغ ہوا، پھر سلام میں امام کی متابعت کی تو بعض نے کہا کہ اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور بعض نے کہا کہ اس کی نماز صحیح ہوگی، اسی پر فتوی ہے۔ (اور اگر اس نے امام کی متابعت نہ کی اور پہلے سلام پھیر دیا تو اس کی نماز کا فساد بالکل ظاہر ہے، مؤلف) اور اگر قعدہ اور تشہد میں متابعت کرے گا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، کیونکہ امام سے الگ ہونے کے بعد امام کے فراغ سے پہلے اس کی متابعت ہوجائے گی اور یہ مفسد نماز ہے اور امام کے تشہد سے فراغ کے بعد اس کی سلام میں متابعت جیسا کہ پہلے بیان ہوا مفسد نہیں ہوتی جیسا کہ اس حالت میں عمداً حدث مفسد نہیں ہوتا۔ (عمدۃ الفقہ ص ۲۲۲ ج ۲)

باب ا لامامة

امامت کا اہل

(۲۵۲) س:..... کون شخص امامت کے قابل ہے اور کون نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: تمام حاضرین میں امامت کے لائق وہ شخص ہے جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اور سب سے زیادہ استحقاقِ امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو، بشرطیکہ ظاہرا اس میں فسق وغیرہ کی کوئی بات نہ ہو اور جس قدر قرأت مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو ایسا شخص امامت کے قابل ہے۔[۱] فقط، و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

امام کی عمر کتنی ہونی چاہئے؟

(۲۵۳) س:..... امام کیسا شخص ہونا چاہئے اور کتنی عمر ہونی چاہئے۔ ایک شخص کی عمر بائیس سال کی ہے، ابھی ڈاڑھی بھی لمبی نہیں ہے، ایسا شخص امام ہوسکتا ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: امام ایسا ہونا ضروری ہے جو نماز صحیح طور پر پڑھا سکے۔ بالغ ہو عمر کی قید نہیں۔ جس امام کی نسبت سوال کیا گیا ہے اگر وہ ضروری مسائل صلوۃ سے واقف ہے امامت کرسکتا ہے۔ فقط و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم۔

امامت کے لئے کتنی شرطیں ہیں؟

(۲۵۴) س:..... امامت کے لئے کیا شرطیں ہیں؟

---

[۱].....والاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلوة فقط صحة و فسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الاحسن تلاوة وتجويدا للقراء ة الخ۔ (درمختار ص ۲۹۴ ج ۲، باب الامامة)

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: امامت کے لئے چھ شرطیں ہیں: مسلمان ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا، مرد ہونا، بقدر ضرورت قرآن کا یاد ہونا اور تکسیر و سلسل بول وغیرہ سے پاک ہونا۔[۱] فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم۔

امامت کے لئے کم از کم کتنی قابلیت ہونی چاہئے؟

(۲۵۵) س:..... مسجد کے امام کی علمی قابلیت کم از کم کتنی ہونی چاہئے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: کم از کم امام کی علمی قابلیت یہ ہو کہ وہ نماز کے فاسد و صحیح ہونے کے احکام اور نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن کا علم رکھتا ہو۔

فقط، و الله تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم۔

امامت کے لئے سند کی ضرورت ہے؟

(۲۵۶) س:..... دو شخص ایک ہی جگہ مقیم ہیں، ایک سند یافتہ عالم، دوسرا بے سند، لیکن مسائل سے واقف ہے اور اس کی قرأت بھی اچھی ہے اور وہ حد درجہ پرہیزگار بھی ہے، اگر بے سند نمازیوں کی کثرت رائے سے امامت کرے تو سند یافتہ عالم کے پیچھے جو ثواب ملے گا اس کے پیچھے بھی وہی ثواب ملے گا یا نہیں؟ امامت میں دونوں برابر حق رکھتے ہیں یا نہیں؟ اگر متولی بے سند امام کو بلا جرم شرعی جواب دیدے تو متولی کی خدا کے یہاں پکڑ ہوگی یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: بے سند شخص جو مسائل سے خوب واقف ہے اور قرأت اچھی پڑھتا ہے اور پرہیزگار بھی ہے اور نمازیوں کی کثرت رائے سے

---

[۱]..... والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلوة فقط صحة و فسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الاحسن تلاوة وتجويدا للقراءة الخ۔ (درمختار ص ۲۹۴ ج ۲، باب الامامة)

امامت کر رہا ہے تو ایسے معین امام کی موجودگی میں دوسرے سند یافتہ عالم صاحب کو بغیر اجازت امام کے نماز پڑھانا مکروہ ہے۔ [۱] معین و دیندار امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں جو ثواب ہے وہ ثواب بغیر اجازت کے نماز پڑھانے والے عالم امام کے پیچھے نہیں۔

باقی رہا یہ سوال کہ متولیان مسجد کو بغیر قصور امام کو جواب دیدینا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت میں امام سے بد دلی و ناراضگی ہو تو جماعت کے حسب منشاء مصلیوں کی کثرت رائے سے امام کو امامت سے علیحدہ کرنا جائز ہے اور جب کہ متولیان مسجد اور مصلیان مسجد امام کو چار ماہ کی تنخواہ پیشگی دے کر رخصت کرنا چاہتے ہوں تو امام کو لائق ہے کہ عزت سے علیحدہ ہو جائے، زبردستی مسجد میں جماعت کی ناراضگی دیکھتے ہوئے امامت پر اڑے رہنا ناجائز و معیوب ہے اور عزت کے بھی خلاف ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: خدا ایسے امام کی نماز قبول نہیں کرتا جو قوم کی کراہت و ناراضگی دیکھتے ہوئے بھی امامت کرتا رہے۔ [۲] فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم۔

امام کے اہل ہونے اور اقتدا کا حکم

(۲۵۷) س:..... کس کے پیچھے اقتدا جائز ہے اور کس کے پیچھے ناجائز؟ کسی مقتدی کو امام سے سوءِ ظنی ہو وہ نماز با جماعت ادا کرے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: جو شخص شروط صلوۃ کے ساتھ صحیح طور پر نماز ادا کر لیتا ہے وہ امامت کے قابل ہے۔ ہر مسلم صحیح العقیدہ کے پیچھے اقتدا درست ہے۔ بدعتی، فاسق، فاجر، اندھا جو احتیاط نہ کر سکے ایسے لوگوں کے پیچھے اقتدا مکروہ ہے،

---

[۱]..... ومثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیره مطلقا، (درمختار ص ۲۹۷ ج ۲، باب الامامة)

[۲]..... ابوداؤد ص ۸۸ ج ۱۔ مشکوۃ ص ۱۰۱، باب الامامة۔

لیکن نماز صحیح ہوجاتی ہے۔[۱]

امام سے سوءظنی کی بنا پر جماعت ترک کردینا جائز نہیں۔ جماعت سے نماز پڑھے خواہ کسی مسجد میں ہو۔فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

امام کی برائی کرنے والے کا اس امام کی اقتدا کرنا

(۲۵۸) س:..... زید ایک مسجد کا امام ہے، بکر نے بلا وجہ اس کی شان میں یہ الفاظ استعمال کئے کہ: تو جھوٹا ہے، دغا باز ہے، بے ایمان ہے، چغلخور ہے، تم ادھر کی ادھر لگاتے ہو، تم امامت کے قابل نہیں ہو، تم کو امامت سے الگ ہوجانا بہتر ہے۔ سوال یہ ہے کہ زید پر یہ الفاظ استعمال کرنے کے باوجود بکر کی نماز زید کے پیچھے صحیح ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: بکر نے جو الزام زید پر قائم کئے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں، یا الزام غلط ہیں یا صحیح ہیں، اگر صحیح ہیں جب بھی مع الکراہت نماز صحیح ہے اور غلط ہے تو بلا کراہت صحیح ہے، بہر حال بکر کی نماز زید کے پیچھے ہوجاتی ہے۔

لقولہ علیہ السلام: ((صلوا خلف کل بر فاجر)) [۲]

اگر بکر ان الزامات میں جھوٹا ہے تو اسے معافی مانگنی چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے۔ نماز ہر حال میں صحیح ہے۔ فقط، و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

خائن مفسد امام کی امامت

(۲۵۹) س:..... ایک امام صاحب گائی وغیرہ پال کر اس کا دودھ فروخت کرتے ہیں، جس

---

[۱]..... ویکرہ تقدیم الفاسق والاعمی لانہ لا یتوقی النجاسة (الی قولہ) وان تقدموا جاز لقولہ علیہ السلام :((صلوا خلف کل بر و فاجر))۔ (ہدایہ ص۱۲۲ ج۱)

[۲]..... سنن الکبری ص۱۹ ج۴، باب الصلوة علی من قتل نفسہ۔
فیض القدیر ص۲۶۵ ج۴، رقم الحدیث، ۵۰۲۲۔

کی وجہ سے نماز پڑھانے کی پابندی میں فرق آنے لگا،بعض اوقات مؤذن کو امامت کرنی پڑتی ہے، نیز امام اپنے احباب کو اپنی ضمانت پر سودی قرضہ بھی دلاتا ہے۔ چند امانت رکھنے والوں کی خیانت بھی ثابت ہوئی۔ ساڑھے تین سال سے مسجد کے چندہ وغیرہ کا حساب بھی باوجود قوم کے شدید مطالبہ کے بھی نہیں بتلاتے ،اس پر دو متولی صاحبان اور چند معزز مسلمانوں نے مولوی صاحب کو سمجھایا کہ آپ ان دنیاوی بکھیڑوں سے الگ ہو کر اپنے فرض منصبی میں لگے رہئے اور اگر ان بکھیڑوں کو نہیں چھوڑ سکتے تو امامت سے علیحدہ ہو جایئے ،ہم کسی دوسرے کو امام مقرر کرلیں۔ مولوی صاحب نے ان باتوں پر کوئی التفات نہیں کیا، بالآخر اہل جماعت نے چند معززین کو امام کے پاس جمعرات کو بھیج کر اطلاع کرادی کہ آپ کل جمعہ نہ پڑھائیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں آپ لوگوں کو جمعہ کی صبح کو جواب دوں گا اور جمعہ کی صبح کو امام نے یہ کہلا بھیجا کہ میں مسجد میں شہید ہو جاؤں گا تب بھی امامت نہ چھوڑوں گا ،معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ امام نے وکیل کے مشورہ سے ایک عرضی بنام حاکم شہر دیدی کہ مسجد میں بلوا ہونے والا ہے اور فلاں فلاں شخص مجھ کو مار ڈالیں گے ادھر سے پولیس کا یہ انتظام کیا اور خود جلدی سے ممبر پر چڑھ کر خطبہ شروع کر دیا، اتنے میں پولیس کے کئی ایک سپاہی جوتوں سمیت مسجد میں محراب تک گھس گئے ،اس واقعہ سے متأثر ہو کر اکثر مصلی مسجد سے نکل کر دوسری مسجد چلے گئے اور چند آدمیوں نے امام کے ساتھ اس مسجد میں نماز پڑھی ،دریافت طلب امور یہ ہیں کہ: مولوی صاحب اپنی ہٹ دھرمی میں حق بجانب ہیں؟ امانت میں خیانت کرنا، سودی قرض دوسروں کو اپنی ضمانت پر دلانا امام کے شایان شان ہے؟ جھوٹی قسم کی عرضی حاکم کے نام دینا اور بہتان عظیم باندھنے والے کی امامت شرعاً کیسی ہے؟ چند معدودے اصحاب کے سوا اکثر مصلیوں کی ناراضگی

کے باوجود امامت درست ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مجموعی حالات اگر سوالات کے صحیح ہیں تو ایسا مفسد وشکم پرور، خائن، وسودی معاملہ میں ضمانت کرنے والا اور مسلمانوں کو سرکار میں جھوٹی عرضی کر کے مصیبت میں ڈالنے والا اور لوگوں پر بہتان عظیم باندھنے والا بلا وجہ شرعی پولیس کے آدمیوں سے مسجد کی بے حرمتی کرانے والا امام بوجہ فتنہ گر و فاجر و فاسق ہونے کے امامت کے لائق نہیں۔ قاضی شرع و جماعت مسلمین وٹرسٹیان مسجد پر واجب ہے کہ ایسے نالائق و نااہل امام کو خود معزول کر دے، ورنہ حکومت میں درخواست دے کر معزول کرادے، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا اور ایسے کو امام رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ قال فی الکنز: وکرہ امامة الفاسق ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق، المراد من یرتکب الکبائر واما الفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه بانه لا یتھم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا۔ [۱]

باوجود مصلیوں کی ناراضی کے امامت کرنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

قال ﷺ: ((لا یقبل اللہ صلوة من تقدم قوما وھم له کارھون))۔ (ابوداؤد، ۲) [۲]

فاسق کی امامت اور دیوث کی تعریف

(۲۶۰) س:..... عالم اور کامل شرع شخص کا اپنی عورت کو بے پردہ رکھنا و نیز بازار وغیرہ میں خرید وفروخت کے لئے پوری آزادی دینا اور غیر محرم سے بے غیرت مکالمہ کرنا، ایسے عالم کو دیوث کہنا کیسا ہے؟

---

[۱]..... کنز الدقائق ص ۳۶، باب الامامة۔

[۲]..... ابوداؤد ص ۸۸ ج ۱، باب الرجل یؤم القوم وھم له کارھون۔ مشکوۃ ۱۱۰، باب الامامة۔

۲:.....کسی عالم کا غیر محرم اور فاحشہ عورت کے روبرو بیٹھنا، عمداً بدن پر ہاتھ لگانا اور شہوت انگیز باتیں کرنا یا دوام جھوٹی باتیں بولنا ایسے عالم کو فاسق کہنا جائز ہے؟

۳:.....اگر امام دیوث و فاسق ہو ایسے امام کے پیچھے ان مصلیوں کی نماز جائز ہوگی جن کو امام کی بدافعالیاں معلوم ہوں، علاوہ ازیں ان مصلیوں کا امام کی بدافعالیوں کو ظاہر کئے بغیر اقتدا ترک کردیں تو تارک اقتدا پر حد جاری ہوسکتی ہے؟

۴:..... چند اشخاص امام کے برے افعال پر رضامند ہوتے ہوئے بطور جانبداری امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، ان ضدی مقتدیوں کی نماز صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: مجمع البحار ص۴۳۰ ج ۱ میں ہے:

"الديوث هو من لا يغار على اهله وهو من يرى فى اهله ما يسوئه ولا يغار عليه ولا يمنعها"۔[۱]

وفى الحديث : قيل يا رسول الله ما الديوث؟قال : ((الذى تزنى امرأته وهو يعلم بها))۔[۲]

مسئولہ صورت میں اس عالم پر دیوث کی تعریف صادق نہیں آتی، لہذا دیوث کہنا جائز نہیں۔

۲:.....فاسق کہنا جائز ہے۔[۳]

---

[۱].....مجمع بحار الانوار ص۲۱۹ ج ۲۔

[۲].....((لايد خل الجنة ديوث)) وفى رواية ((ثلا ثة لا يدخلون الجنة))الخ وفيه الديوث،وفى رواية (ثلا ثة حرم الله عليهم الجنة :مدمن الخمر،والعاق لوالديه ،والذى يقر فى اهله الخبث)) (تفسیر ابن کثیر ص۲۵۵ ج ۳، سورۂ نور، تحت ﴿الزانی لا ینکح﴾ آیت ۳)

[۳].....شامی میں فاسق کی تعریف یہ کی ہے: ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانى وآكل الربا ونحو ذلك۔ (شامی ص۲۹۸ ج ۲، باب الامامة)

۳:.....فاسق امام کے پیچھے مع الکراہت نماز صحیح ہے اور تارک اقتدا پر حد نہیں۔ تعزیر شرعی کے لئے حاکم اسلام کا ہونا شرط ہے، [۱] اس لئے حد جاری کرنے کا سوال لغو و جہالت ہے۔

۴:.....برے افعال پر رضامند ہونا فسق ہے اور اس کی جانب داری کرنا تعاون علی الاثم یعنی گناہ کی مدد کرنا ہے، جو نصاً ممنوع ہے اور اقتدا صحیح ہے۔

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

امامة الکاذب والسارق

(۲۶۱) س:.....ما قولکم ایها العلماء العظام تبارک و تعالی اللہ العلام فی من ثبت کذبه وسرقه وخیانته فی الامانة مرارا مافوق النصاب علی رؤس الاشهاد هل هو فاسق شرعا ام لا؟ وعلی تقدیر الفسق هل امامته جائزة بدون الکراهة ؟ وعلی تقدیر الکراهة هل تجب اعادة الصلوة المؤداة خلفه ام لا؟ ومن ام قوما وهم له کارهون للفساد فیه هل تکره الصلوة خلفه ام لا؟ بینوا بحوالة الکتاب توجروا بجزیل الثواب ۔ [۲]

---

[۱].....قالوا لکل مسلم اقامة التعذیر حال مباشرة المعصیة وأما بعد المباشرة فلیس ذلک لغیر الحاکم۔ (عالمگیری ص ۱۶۷ ج ۲، فصل فی التعزیر، کتاب الحدود، الباب السابع)

[۲].....خلاصۂ ترجمہ سوال:

س:..... جس آدمی کے متعلق یہ بات ثابت ہوجائے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے، چوری کرتا ہے اور بقدر نصاب مال میں خیانت کرتا ہے، کیا وہ شرعاً فاسق ہے یا نہیں؟ اور اگر مذکورہ شخص فاسق ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟ اور کراہت کی صورت میں جو نماز اس کے پیچھے پڑھی گئی اس کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟ اور جو شخص کسی قوم کی امامت کرے اور وہ قوم اس امام کے برے اعمال کی وجہ سے اس کی امامت کو ناپسند کریں تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے یا نہیں؟

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:اعلم ان الكذب والسرقة و الخيانة وغيرها من الذنوب هى من الكبائر ومرتكبها ومباشرها فاسق البتة،وامامة الفاسق مكروه تحريما،وكل صلوة اديت مع الكراهة التحريمة هى صحيحة يسقط بها الفرض ولا ثواب فيها ،واما وجوب اعادة الصلوة احتياطا ،فقد قال علمائنا: كل صلوة اديت مع الكراهة التحريمية تجب اعادتها ما دام الوقت باقيا واذا خرج الوقت اجزأت لسقوط الفرض ولا تقضى بعده ،هكذا فى فتاوى الاسعديه فى جلد الاول ص۱۱۔

وفى صورة السوال لا تجب اعادة الصلوة المؤداة خلفه ،قال فى الكنز :وكره امامة العبد والاعرابى والفاسق والعمى وولد الزنا ۔[۱]

وقال فى البحر الرائق بعد كلام طويل : فالحاصل انه يكره لهولاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة التنزيهية فان امكن الصلوة خلف غيرهم فهو افضل والا

---

[۱].....کنز الدقائق ص۳۶ ،باب الامامة۔کنز میں فاسق کے بعد مبتدع کا لفظ بھی ہے۔مرتب

خلاصہ ترجمہ جواب:

ج:.....یقیناً جھوٹ ، چوری اور خیانت وغیرہ گناہ کبیرہ ہیں اور ایسے گناہ کا مرتب یقیناً فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی وہ صحیح ہے،فرض تو اس سے ساقط ہو جائے گا ،مگر اس پر ثواب نہیں ملے گا اور جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی وہ وقت کے اندر تو واجب الاعادہ ہے اور وقت کے بعد اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں وہی فرض کافی ہے۔

پس صورت مسئولہ میں بھی جو نماز ایسے فاسق امام کے پیچھے پڑھی گئی اس کا اعادہ نہیں۔کنز میں ہے: غلام، دیہاتی ، فاسق ، نابینا اور ولد زنا کی امامت مکروہ ہے۔اور بحر الرائق میں تفصیلی بحث کے بعد لکھا ہے کہ: ایسے حضرات کو امام بنانا اور ان کی اقتدا کرنا مکروہ تنزیہی ہے، لہذا ایسے امام کے علاوہ دوسرے صحیح شخص کی اقتدا ممکن ہو تو افضل یہ ہے کہ ان کی اقتدا کرے، ورنہ تنہا نماز پڑھنے سے بہتر یہ ہے کہ ایسے امام کا اقتدا کر لے۔

فالاقتداء اولی من الانفراد " انتهی۔[۱]

ولا ینبغی لرجل ان یتقدم ویؤم قوما وهم له کارهون لفساد فیه ،لحدیث ورد فیه ((لایقبل الله صلوة من تقدم قوماوهم له کارهون))ابو داؤد ۔[۲]

ویکره الصلوة خلفه کراهة تنزیهیة وعند البعض کراهة تحریمیة ،وهذا یفهم ویستفاد من الدر المختار فی الجلد الاول ص۵۸۴۔[۳] و الله تعالی اعلم۔

اجنبیہ کے ساتھ ملنے والے کی امامت

(۲۶۲)س:.....ایک مولوی صاحب مسجد کے تنخواہ دار امام ہیں اور مسجد کے سامنے مسافر خانہ میں رہتے ہیں ،اسی کے متصل دوسرے مسافر خانہ میں چند یتیم لڑکے ،لڑکیاں اور عورتیں رہتی ہیں،ان میں سے ایک سولہ سالہ لڑکی گاہ بگاہ مولوی صاحب کے گھر آیا کرتی تھی ،جب اس کی شادی ہوگئی تو اس کے خاوند نے دریافت کیا کہ تو کنواری کیوں نہیں ہے؟ تو اس نے مولوی صاحب پر الزام قائم کیا۔اس کے لئے کمیٹی مقرر ہوئی دونوں کے بیانات لینے کے بعد کمیٹی کی کثرت رائے سے یہ بات طے ہوئی کہ مولوی صاحب الزام سے پاک ہیں،مگر اکثر نمازیوں کے دل مولوی صاحب سے مشکوک ہوگئے ہیں اور لوگ

اور کسی آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ ایسی قوم کی امامت کرے جو اس کی امامت کو ناپسند کرتی ہو،اس حدیث کی وجہ سے جس میں فرمایا کہ: اللہ تعالی اس آدمی کی نماز کو قبول نہیں فرماتے جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ قوم اس سے ناراض ہو اور ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ تحریمی۔

[۱].....البحر الرائق ص۳۴۹ ج۱،باب الامامة۔

[۲].....ابوداؤد ص۸۸ ج۱،باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون۔مشکوۃ ص۱۰۰،باب الامامة۔

[۳].....شامی ص۲۹۸ ج۲،باب الامامة۔

نماز جمعہ وغیرہ کو مسجد میں نہیں آتے، مصلیوں کی کثرت امام صاحب کو علیحدہ کرنا چاہتی ہے اور کچھ لوگ اس امام کو رکھنے پر مصر ہیں۔ شرعاً کیا حکم ہے، رکھیں یا الگ کردیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: في حديث الطبراني :

((من امن بالله واليوم الآخر فلا يخلون بامرأة ليس بينه وبينها محرم))۔ [۱]

وفي الصحيحين : ((اياكم والدخول على النساء))۔ [۲]

وفي الزواجر عن اقتراب الكبائر ،الكبيرة الثانية والاربعون بعد المأتين :

نظر الاجنبية بشهوة مع خوف فتنة ولمسها كذلك ،وكذا الخلوة بها بان لم يكن معهما محرم لاحد هما يحتشمه"۔ [۳]

وفي رواية صحيحة ((العينان تزنيان ورجلان تزنيان والفرج يزني))۔ [۴]

وفي رواية : ((اتقوا من مواضع التهمة))۔ [۵]

احادیث بالا سے چند امور مستفاد ہوئے:

---

[۱]..... معجم الکبیر (طبرانی) رقم الحدیث ۱۱۳۰۰۔ اس کے الفاظ یہ ہے:" من كان يؤمن بالله "الخ۔

[۲]..... مشکوۃ ص ۲۶۸، باب النظر الى المخطوبة وبيان العورات۔

[۳]..... كتاب الزواجر لابن حجر ص ۵ ج ۲ ط دار الحديث القاهره۔

[۴]..... مسلم ص ۳۳۶ ج ۲، باب قدر على ابن ادم حظه من الزنا ، كتاب القدر۔ الفاظ میں تھوڑا سا فرق ہے۔

[۵]..... یہ حدیث نہیں ہے، قال العراقی لم اجد له اصلا۔ (کشف الخفاء ص ۳۷ ج ۱، رقم الحدیث ۸۸)

((اتقوا مواضع التهم))هو معنى قول عمرؓ : " من سلك مسالك التهم اتهم" رواه الخرائطي في " مكارم الاخلاق"عن عمرؓ موقوفا بلفظ:

((من اقام نفسه مقام التهم فلا تلومن من اساء الظن به))۔

(الموضوعات الكبرى ص ۴۹، رقم الحديث ۱۵۱)

۱:.....اجنبیہ عورت کے ساتھ تخلیہ وتنہائی منع ہے۔

۲:.....اجنبیہ عورت کے پاس آنا جانا واختلاط منع ہے۔

۳:.....تہمت کے موقعوں سے بچنے کا شرعی حکم ہے۔

۴:.....کتاب الزواجر میں اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی وتخلیہ کو کبائر میں شمار کیا ہے۔

صورت مسئولہ میں امام کا ایک بالغ اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی میں اختلاط ثابت ہے اور عورت شادی کے بعد امام کی خیانت بر ملا ظاہر کرتی ہے گو شرعی طور پر اس سے زنا کا ثبوت نہیں ہوتا، لیکن اجنبیہ کا تنہائی میں امام کے کمرہ میں آنا جانا لوگوں کے نزدیک ثابت ہے تو گو بوجہ زنا کا الزام شرعی طور پر ثابت نہ ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے شرعا اقتدا درست وجائز ہے، لیکن چونکہ مصلیوں کا بڑا حصہ جوان لڑکی کی تنہائی میں آمد ورفت والزام دہی کی بنا پر امام موصوف سے بدظن ہو چکا ہے اور شرعا ایسے شخص کا امام ہونا جو محتاط اور دیندار ہو اور مقتدی اس سے راضی ہوں مناسب بلکہ ضروری ہے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان کے بجائے کوئی دوسرا دیندار محتاط امام مقرر کیا جائے۔

حدیث شریف میں ایسے امام پر جو باوجود مصلیوں کی ناراضی وکراہت امامت کرتا ہے اس پر سخت وعید آئی ہے، [۱] لہذا جب کہ قوم کا اکثر حصہ موجودہ امام کی بے احتیاطی سے بدظن ہو کر مسجد کی حاضری چھوڑ چکا ہے، اس لئے ایسے امام کو امامت کرنی مکروہ تحریمی ہے۔ امام صاحب کو اپنی ذات ودیگر مصلویں کو اختلاف وفتنہ سے بچانے کی خاطر خود ہی امامت سے علیحدہ ہو جانا بہت انسب ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

---

[۱].....ابوداؤد ص ۸۸ ج ۱، باب الرجل یؤم القوم وھم له کارھون۔ مشکوۃ ص ۱۰۰، باب الامامة۔
حضرت جنادہ سے مروی ہے کہ: جس کی امامت سے قوم ناراض ہو اور وہ ان کی امامت کرے تو اس کی نماز گردن سے بھی اوپر نہیں جاتی۔ (کنز العمال ص ۵۹۰ ج ۷، شمائل کبری ص ۳۵۰ ج ۶)

زانی کی امامت

(۲۶۳) س:..... ایک شخص نے ایک اجنبی عورت سے زنا کیا اور اس عورت سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: شخص مذکور مرتکب زنا فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز مع الکراہت ادا ہو جاتی ہے اور اگر فاسق اپنے فسق سے توبہ کر لے تو اس کی امامت بدون کراہت صحیح ہے۔ ''یکرہ امامة عبد اعرابی وفاسق ومبتدع'' الخ، درالمختار۔ [۱] و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

خائن کی امامت

(۲۶۴) س:..... جو امام خائن ہو، مسجد کا روپیہ کھاتا ہو ایسے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جو امام مسجد یا لوگوں کا مال ناحق کھا لیتا ہو ایسا شخص یقیناً فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی دوسرا لائق شخص میسر نہ ہو تو نماز اس کے پیچھے ترک نہ کی جائے۔ درمختار۔ [۲] و اللہ تعالی اعلم۔

زانی، سارق، فاسق میں سے کون امامت کا مستحق ہے؟

(۲۶۵) س:..... ایک مسجد کی امامت کے لئے تین امام خواستگار ہیں۔ اول زنا سے بری نہیں، دوسرا چوری سے پاک نہیں، تیسرا فاسق ہے۔ بستی بھر میں دوسرا کوئی امامت کے لائق

---

[۱]..... درالمختار ص ۲۹۸ ج ۲، باب الامامة۔

[۲]..... ویکرہ امامة.... فاسق الخ (درص ۲۹۸ ج ۲، باب الامامة)

صلی خلف فاسق (در) وفی الشامی: افاد ان الصلوة خلفه اولی من الانفراد۔

(شامی ص ۳۰۱ ج ۲، باب الامامة، مطلب: البدعة خمسة اقسام)

نہیں تو اس صورت میں ان تینوں میں سے کس کو امام بنایا جائے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: ان تینوں کے سوا کسی دوسرے دیندار امام کا تقرر کرنا افضل ہے، لیکن اگر ان لوگوں سے کوئی افضل میسر نہ آئے تو ان تینوں میں سے جس کا فسق ہلکا ہو اور وہ مسائل سے زیادہ واقف ہو اور صحیح طور پر قرآن شریف خوش الحانی سے پڑھتا ہو اس کا تقرر بہتر ہوگا۔[1] و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

مراہقہ کے ساتھ بوس و کنار کرنے والے کی امامت

(۲۶۶) س:..... ایک امام بدنظر مراہقہ حسینہ لڑکی کے ساتھ تنہائی میں بوس و کنار کرتا و بدن دبواتا ہو، ایسے امام کی اقتدا درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: جو باتیں امام کی نسبت سوال میں مذکور ہیں اگر یہ صحیح ہیں تو امام کے فاسق و خائن ہونے میں کوئی شک نہیں، اگر امام اپنی ان بد اعمالیوں سے تائب ہو جائے تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے ورنہ امامت مکروہ تحریمی ہوگی، اگر کوئی دیندار امام موجود ہے یا میسر آ جائے تو ایسے رسوا امام کو امام نہ بنایا جائے۔

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت

(۲۶۷) س:..... جو آدمی جھوٹی تحریر یا حساب و کتاب کرے اور جھوٹی گواہی دے، اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا کبائر

---

[1]..... ان من ابتلی ببلیتین وھما متساویتان یاخذ بایتھما شاء وان اختلفا یختار اھونھما۔
(الاشباہ والنظائر ص ۱۴۵، قاعدۃ رابعۃ)

میں سے ہیں۔ [۱] ان افعال کا مرتکب فاسق وملعن ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، ھکذا فی کتب الفقہ۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

مفسد کی امامت

(۲۶۸) س:..... جو شخص بستی میں فساد پھیلائے جس سے لوگوں کے دوستانہ رشتے ٹوٹ جائے اور دو پارٹی بن جائے ایسے مفسد کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ فسادی کو دجال کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: فسادی کی امامت مکروہ ہے، جماعت مسلمین کو حق ہے کہ ایسے امام کو امامت سے علیحدہ کردے، بشرطیکہ اسے علیحدہ کرنے سے ایک دوسرا بڑا افتنہ نہ ہوتا ہو، ورنہ اسی امام کو بحال رکھا جائے۔ فساد پھیلانے والے کو مفسد کہہ سکتے ہیں دجال نہیں کہہ سکتے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

مولویت کا دعوی کرنے والے کی امامت

(۲۶۹) س:..... جو شخص مولویت کا دعوی کرے، حالانکہ مولوی اور شریعت کا واقف نہ ہو اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ایسے مدعی مولویت کی امامت مکروہ ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

ذاتی مفاد کے لئے فساد برپا کرنے والے کی امامت

(۲۷۰) س:..... ایک شخص جماعت میں تفرقہ ڈالنے کی غرض سے نیز صدقۂ فطرہ وغیرہ

[۱]..... الکبیرة السابعة والثامنة والثلاثون بعد الأربعمائة شهادة الزور، الخ۔

(الزواجر ص ۱۹۳ ج ۲، کتاب الشهادات)

خیرات حاصل کرنے کی غرض سے فرض وتراویح کے لئے الگ جماعت قائم کرتا ہے، ایسے آدمی کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جو شخص تفریق بین المسلیمن کی فاسد نیت واپنے مفاد ذاتی کی نیت سے دوسری جماعت کرائے اور مسلمانوں میں مالی منافع کی فاسد غرض سے علیحدہ جماعت کرائے وہ گنہگار ہے، لیکن نماز ایسے شخص کے پیچھے ہوجاتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

فسادی، فاسق کی امامت

(۲۷۱) س:..... جو شخص مسجد کی امامت اور تعلیم قرآن مجید کے لئے ماہوار پندرہ روپیہ اور کھانے کا مقرر ہو، پھر قرآن شریف پڑھانے کی اجرت کا عناداً جھوٹا دعوی ایک شخص پر کر کے ناحق تیس روپیہ وصول کرے، ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں؟ جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے کا کیا حکم ہے؟ جو امام باوجود ملازم ہونے کے اپنے مخالف شخص کے بچہ کی نماز جنازہ نہ پڑھائے اور کسی کو پڑھانے نہ دے اور دوسرے کے پڑھانے پر بد معاشوں کے ذریعہ فساد کرائے ایسے امام پر شرعا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: امام کی نسبت جو باتیں لکھی گئی ہیں اگر یہ صحیح ہیں تو ایسا امام کسی حال میں امامت کے قابل نہیں۔ جو شخص جماعت مسلمین میں تفرقہ و انتشار وفتنہ وفساد پھیلانے کا باعث ہو اس کے فاسق ہونے میں کوئی شک نہیں اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

فی الدر المختار: "ویکرہ امامة فاسق، وفی المعراج قال اصحابنا: لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق الخ وکرہ لہ ذلک تحریما، لحدیث ابی داؤد ((لایقبل اللہ صلوة

من تقدم قوما وهم له كارهون))۔[۱] و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

جوا کھیلنے والے کی امامت

(۲۷۲) س:..... جوا ولوٹری کھیلنے والے اور غیر عورت کو بعد مرنے کے اپنے ہاتھ سے غسل دینے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ اوصاف والے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

سود خور امام کی امامت

(۲۷۳) س:..... شہر مولمین (برما کے ایک شہر کا نام ہے) سے دس بارہ روز کے راستہ پر ایک شہر ہے، وہاں کے لوگ مولمین سے مال خرید کر شہر مذکور میں بیوپار کرتے ہیں۔ یہاں کی ایک مسجد کے امام سے قرض لے کر مال خرید کر لے جاتے ہیں، امام صاحب ان لوگوں کو اس شرط پر روپیہ دیتے ہیں کہ فی صدی دس روپیہ یا آٹھ روپیہ مقرر شہر مذکور میں پہونچتے ہی آٹھ یا دس روپیہ معین مع الاصل تلگراف سے بھیجنا ہوگا، چاہے مال فروخت ہو یا نہ ہو، ورنہ تم کو بار دیگر روپیہ نہیں دیا جائے گا، چاہے اس میں تمہارا نفع ہو یا نہ ہو۔ سوال یہ ہے کہ صورت مذکورہ مضاربت میں داخل ہے یا نہیں؟ اور رقم معین یا غیر معین جو اصلی روپیہ سے زائد لی جاتی ہے وہ سود ہے یا نہیں؟ اگر سود ہو تو سود خور امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور اگر متولی اس امام کی حمایت وطرفداری کرے تو اس پر شرعا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: امام صاحب کا یہ معاملہ مضاربت نہیں ہے، بلکہ خالص سود کا معاملہ ہے اور امام صاحب اگر یہ معاملہ ترک نہ کریں اور توبہ نہ کریں تو

[۱]..... شامی ص ۲۹۸ ج ۲، باب الامامة، قبيل مطلب: البدعة خمسة اقسام۔

ان کی امامت مکروہ ہوگی اور متولی اگر اس معاملہ میں امام کی طرفداری کرے تو وہ بھی فاسق ہوگا۔واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔ کتبہ

الجواب صحیح مرغوب احمد لاجپوری

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ رنگون

لاٹری کے ٹکٹ فروخت کرنے والے کی امامت

(۲۷۴) س:.....ایک حافظ صاحب مسجد کی امامت سے قبل ہی لاٹری کا کام کرتے تھے، یعنی لاٹری کے ٹکٹ کمیشن پر فروخت کیا کرتے تھے، مندرجہ بالا صورت کو علماء کرام جوا بتلاتے ہیں، مگر حافظ صاحب موصوف اس کو امداد باہمی فرماتے ہیں، لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ صورت جوا کی ہے یا امداد باہمی کی؟ اور فاعل کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

۲:.....حافظ صاحب موصوف اس لاٹری کے کام میں اس قدر مشغول تھے کہ جماعت کی پابندی اور امامت سے بے پرواہ ہوگئے تھے، اس پر جماعت شاکی ہوئی تو امام صاحب یعنی حافظ صاحب موصوف نے امامت سے استعفی دیدیا اور جماعت نے ایک اور مولوی صاحب کو مقرر کردیا۔

۳:.....کسی وجہ سے حافظ صاحب کے لاٹری کے کاروبار میں کمی آگئی، جن لوگوں کو منافع کی امید دلا کر ٹکٹ بیچے تھے ان لوگوں نے اپنے روپیہ کے لئے حافظ صاحب پر تقاضہ شروع کردیا۔ حافظ صاحب روپیہ تو ادا نہ کرسکے، لیکن کام میں کمی اور نقصان کی وجہ سے پھر امامت کے لئے درخواست کی، لوگوں کے انکار کرنے سے حافظ صاحب نے جمعہ کے روز ایک تقریر کی اور لاٹری کے کام سے ہمیشہ کے لئے توبہ کی، جماعت کے سامنے

سب کے روبرو خدا سے اپنے فعل کی توبہ کر کے جماعت مسلمین کو گواہ بنایا اور جماعت سے بلجاجت درخواست کی کہ مجھے پھر امامت پر بحال کر دیں، جماعت کی اکثریت نے اس سے متأثر ہو کر پھر سے امامت کے لئے مقرر کر لیا، لیکن ایک صاحب معترض ہے کہ امام صاحب جب تک لوگوں کا روپیہ جو ٹکٹ والوں سے لیا تھا وہ ادا کر دیں وہاں تک ان کی امامت مناسب نہیں، کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہیں وہ ادا کرنا ضروری ہے اللہ تعالی سے معافی اپنے گناہوں کی مانگی، اس سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے، اس لئے ان کو امامت کے لئے مقرر کرنا جائز نہیں اور بھی چند لوگ ایسا کہتے ہیں، لہذا جناب سے امید ہے کہ اس مسئلہ میں بروئے شریعت جو کچھ حق ہو فرما کر مشکور فرمائیں اور اکثر جماعت نے جو پھر حافظ صاحب کو مقرر کیا ہے وہ شرعا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: پہلے جواب میں تفصیلی طور پر لکھا گیا ہے کہ یہ ربوا ہے یا قمار ہے اور اس کا فاعل گناہ کبیرہ کا مرتکب و فاسق ملعن ہے، اگر گناہ سمجھ کر کر رہا ہے اور اگر اسے حلال سمجھتا ہو تو بلا تاویل کفر ہے اور تاویل کے ساتھ فسق ہے۔

۲:..... جب حافظ صاحب بوجہ پابندی نہ کرنے کے اور جماعت کے شکوہ سے تنگ آ کر مستعفی ہو گیا اور جماعت نے اس کا استعفی منظور کر کے اسے علحدہ کیا اور بعد میں ایک دوسرے شخص کو جو ذی علم ہیں امام مقرر کیا تو بلا وجہ شرعی اسے معزول کرنا اور پھر مستعفی قمار باز امام بوجہ اپنا کام نہ چلنے کے اور لوگوں کے تقاضے سے تنگ آ کر پھر گریہ و مسکین بن کر غرض مندانہ جماعت کے سامنے گر گڑاتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور پھر اس کو کمیٹی امام مقرر کر کے ایک بے عیب و بے گناہ ذی علم امام کو معزول کرتی ہے تو یہ فعل اور کاروائی کمیٹی کی عند اللہ و عند الناس مستحسن نہیں ہے۔ اس سے کمیٹی نے خود اپنی ذات پر بدعہدی اور بے

اعتباری کا ثبوت دیا ہے اور اپنے اعتماد و وقار کو جماعت کی نظروں میں گھٹانے کی سعی کی ہے، اپنے ٹرسٹ اور ذمہ دار ہونے اور جماعت کی نظروں میں معزز اور باوقار رہنے کی کوئی بہتر اور قابل تقلید مثال پیش نہیں کی۔ جناب ظہور بخش صاحب کا یہ کہنا بہت صحیح ہے کہ لوگوں کا روپیہ ناحق کھایا ہو اور واپس نہ کرے اس وقت تک ان کے پیچھے نماز پڑھنی افضل نہیں۔ جو شخص لوگوں کا مال حرام طور پر کھا جاتا ہو اور روپیہ واپس کئے بغیر توبہ کرتا ہو تو یہ توبہ مقبول نہیں۔ توبہ سے حقوق اللہ معاف ہو جاتے ہیں، لیکن حقوق الناس بغیر ادا کئے یا بدون معاف کرائے معاف نہیں ہوتے، بلکہ واجب الاداء رہتے ہیں، چنانچہ ظہور بخش صاحب کا یہ کہنا بہت صحیح ہے کہ لوگوں کا ناحق اور حرام طور پر کھایا ہوا روپیہ واپس نہ کرے اس وقت تک ان کے پیچھے نماز پڑھنی افضل نہیں ہے۔ بے رضا مندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ جو شخص ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہے، جیسے شراب، چوری، قمار بازی، زنا کاری، سود خواری وغیرہ کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ یقیناً فاسق ہے اور نماز اس کے پیچھے پڑھنا اور اسے امام بنانا ممنوع ہے اور فاسق کو امام بنانے میں اس کی تعظیم و تکریم کرنا ہے، حالانکہ شریعت نے اس کی تذلیل و اہانت کی ہے [۱] اور کسی لائق شخص کے امام ہوتے ہوئے جس میں اچھے اوصاف پائے جاتے ہوں اور جو ہر طرح امامت کے لائق ہو اس کو بلا وجہ شرعی معزول کر کے کسی نا اہل فاسق کو امام مقرر کریں گے، تو کمیٹی و دیگر جماعت مسلمین ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔ وفی الحدیث ((لایقبل الله)) الخ۔ (ابوداؤد [۲]) والله تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

---

[۱]..... واما الفاسق فقد عللوا کراهة بانه لا یتهم لامر دینه ،وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا۔ (شامی ص ۲۹۹ ج ۲، باب الامامة ،قبیل ،مطلب: البدعة خمسة اقسام)

[۲]..... ابوداؤد ص ۸۸ ج ۱، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون۔ مشکوۃ ص ۱۰۰، باب الامامة۔

جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت

(۲۷۵) س:..... عدالت میں جھوٹی قسم کھانے والے اور مسجد کا وقف مال فروخت کر کے کھا جائے ایسے امام کی امامت کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اگر توبہ کرلے تو کراہت نہیں۔ والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

فحش بکنے والے کی امامت

(۲۷۶) س:..... فحش بکنے والوں کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور ایسے آدمی کو امامت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: بلاوجہ فحش بکنے والا فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مع الکراہت صحیح ہے اور اگر مظلوم ہے، ظلم کی وجہ سے فحش بکتا ہے تو: ﴿لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم﴾ الآیۃ۔[۱] کی بنا پر معاف ہے نماز بلا کراہت صحیح ہے۔ والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

چغل خور کی امامت

(۲۷۷) س:..... چغل خور کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: چغل خور کے پیچھے نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں، لیکن دوسرے امام میں بھی یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ ایسا تو نہیں کہ وہ بھی غیبت وغیرہ ممنوعات میں گرفتار ہو۔ و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

---

[۱]..... سورۂ نساء، آیت ۱۴۸۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے۔

کھانے میں حلال وحرام کی تمیز نہ کرنے والے کی امامت

(۲۷۸) س:..... ایک شخص قرآن شریف ناظرہ پڑھ سکتا ہے، لیکن نماز کے ضروری مسائل سے واقف نہیں اور اس نے ایک برمی عورت سے شادی کی ہے، اس کو اور اس کی بیوی کو کھانے پینے میں حلال وحرام کی تمیز نہیں اور چغلخوری بھی کرتا ہے، ایسے کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اگر اس شخص سے دوسرا اچھا شخص موجود ہو تو ایسے شخص کو جو نماز کے ضروری مسائل سے واقف نہ ہو ہمیشہ کے لئے امام بنا دینا غیر مستحسن ہے اور بوقت ضرورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا بلا کراہت صحیح ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

دس پندرہ دن تک غسل نہ کرنے والے کی امامت

(۲۷۹) س:..... جو امام دس پندرہ دن تک غسل نہ کرے اس کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جب کہ امام پر غسل فرض نہ ہو تو دس پندرہ دن غسل نہ کرنے سے اس کے پیچھے نماز صحیح ہے، لیکن ہر مسلمان خصوصا امام کے لئے یہ زیبا نہیں کہ دس پندرہ دن غسل نہ کرنے کی عادت اختیار کرلے، حتی کہ جمعہ کا غسل بھی جو کہ سنت ہے اکثر اوقات چھوٹ جایا کریں۔[۱] واللہ تعالی اعلم وعلمہ احکم۔

قوالی سننے والے کی امامت

(۲۸۰) س:..... قوالی سننا کیسا ہے خصوصا مزامیر بھی ہو، ایسی مجالس میں جانا کیسا ہے؟

---

[۱]..... وسن لصلاۃ جمعۃ (و)لصلاۃ(عید) ھو الصحیح۔ (درمختار ص۳۰۸ ج۱، کتاب الطھارۃ)

جو امام اس قسم کی مجالس میں شرکت کرے ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور نماز صحیح ہوجائے گی یا نہیں؟ ناجائز امور کے مرتکب کے پیچھے جو نماز پڑھی گئی اس کو لوٹانا چاہئے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: سماع وقوالی جو اس زمانے میں مع مزامیر متعارف ومروج ہے یہ فسق ومعصیت ہے۔ روی الامام احمد قال رسول الله ﷺ: ((ان الله بعثنی بمحق المعازف والمزامیر))۔ الحدیث۔ [۱]

وفی العالمگیریه ص ۳۸۸ ج ۵ :

"السماع والقول المرقص الذی یفعله المتصوفه فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیه والجلوس علیه وهو والغناء والمزامیر سواء ولا یظن فی المشائخ انهم فعلوا مثل ما یفعل اهل زماننا من اهل الفسق والذهین لا علم لهم باحکام الشرع"۔ [۲]

قوالی مع مزامیر حرام وفسق ہے، جو امام اس قسم کی ناجائز مجالس میں شریک ہوتا ہو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور نماز مع الکراہت ادا ہوجاتی ہے اور واجب اور سنت کے ترک سے جو نماز مع الکراہت ادا کی گئی ہو اس کو وقت کے اندر اندر لوٹا لینا چاہئے، بعد وقت گذر جانے کے لوٹانا ضروری نہیں، [۳] وہی نماز کافی ہے، لیکن تنہا نماز پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے نماز جماعت سے پڑھنا چاہئے،

---

[۱]..... مسند احمد ص ۲۶۸ ج ۵، حدیث ابی امامة الباهلی۔
پوری روایت، کتاب الایمان سوال نمبر ۱۴۱ کے تحت گذر چکی ہے، دیکھئے! ص ۲۵۳ ج ۱۔

[۲]..... فتاوی عالمگیری ص ۳۵۲ ج ۵، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو الخ۔

[۳]..... مستحب ہے۔ وجوب الاعادة اداء الصلاة مع الكراهة التحريم بما قبل خروج الوقت، اما بعده فتستحب۔ (شامی ص ۱۴۸ ج ۲، مطلب: كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها)

جماعت کا ثواب ملے گا، لہذا جماعت نہ چھوڑنا چاہئے۔

" صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة " وفی رد المحتار : "افاد ان الصلوة خلفه اولی من الانفراد"۔ و الله تعالی اعلم وعلمه اتم ۔(درالمختار [۱])

باجے کی مجلس میں شرکت کرنے والے کی امامت

(۲۸۱) س:..... جو امام ایسے جلسہ میں شریک ہوتا ہو جہاں ساز بج رہا ہو ایسے امام کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفیق: ساز باجے وغیرہ لہو ولعب کی مجالس میں پابندی سے شریک ہونے والے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ و الله تعالی اعلم

ماں کی میت کو باجہ بجا کر لے جانے والے کی امامت

(۲۸۲) س:..... ایک امام نے اپنی ماں کی میت کو باجہ وغیرہ کے ساتھ لے جا کر دفن کیا اب ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب وبالله التوفیق: باجہ ڈھول، تاشہ مزامیر وغیرہ آلات لہو ولعب شرعاً ممنوع ہیں۔ امام صاحب کا اپنی والدہ کے جنازہ میں باجہ بجانا شرعاً ناجائز اور قبیح فعل کا ارتکاب کرنا ہے۔ امام کو ایسے منکر فعل سے توبہ کرنی چاہئے اور جو امام ایسے محرمات و منکرات شرعیہ سے اجتناب نہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ ہاں نماز ہر نیک و بد کے پیچھے ہو جاتی ہے، ایسے امام کی موجودگی میں مصلیوں کو جماعت نہ چھوڑنی چاہئے اور بغیر کراہت کے مصلیوں کی نماز ہوتی رہے، ان باتوں کی رعایت امام کے ذمہ لازم وضروری ہے۔ و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

---

[۱].....شامی ص ۳۰۱ ج ۲، باب الامامة، قبیل مطلب: فی امامة الامرد۔

مجبوری میں رشوت دینے والے کی امامت

(۲۸۳) س:..... اگر کوئی شخص امامت کے لئے دوسو روپیہ مسجد کے کارکنوں کو رشوت دے تو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: رشوت لینا دینا دونوں حرام ہیں، [۱] لیکن اگر بغیر رشوت دیئے امامت نہ ملتی ہو تو امام معذور ہے کہ ظلم دفع کرنے کے لئے رشوت دیتا ہے، [۲] لیکن ایسے متولوں وکارکنوں کو جو رشوت لے کر امام بناتے ہوں اہل جماعت پر ایسے خائن وفاسق ورشوتی متولیوں کو تولیت سے معزول کردینا واجب وضروری ہے اور امام کے پیچھے بعد توبہ نماز بلا کراہت صحیح ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

گائی کا گوشت نہ کھانے والے کی امامت

(۲۸۴) س:..... کوئی امام درود ووظیفہ کی خاطر گائی کا گوشت نہ کھاتا ہو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ اور اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: درود ووظیفہ وعملیات کی غرض سے

---

[۱].....آپ ﷺ نے رشوت لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اور ایک روایت میں رائش یعنی دونوں کے درمیان واسطہ بننے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے۔

(ابوداؤد ص۵۰۴، باب فی کراهية الرشوة، کتاب القضاء۔ ترمذی ص۲۴۸ ج۱، باب ما جاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم، کتاب الاحکام۔ مشکوۃ ص۳۲۶، باب رزق الولاة وهدایا هم، الفصل الثانی، کتاب الامارة)

[۲].....دفع ظلم اور اپنا جائز حق حاصل کرنے کے لئے رشوت دینی پڑے تو گنجائش ہے، مگر دوسرے کی حق تلفی نہ ہو، اس کی رعایت ضروری ہے، ولو بالرشوة۔ (درمختار مع الشامی ص۱۹۸ ج۲۔ فتاوی رحیمیہ ص۱۱۸ ج۳)

(الاشباه والنظائر لابن نجیم ص۱۵۸، قاعدہ: ماحرم اخذه حرم اعطاؤه)

گوشت چھوڑ دینا فعل عبث ہے اور قوت حیوانی کم ہونے کی غرض سے چھوڑ دینا جائز ہے اور اگر گائی کو ذبح کرنا بے رحمی سمجھتا ہو تو یہ صریح بد دینی ہے۔[۱] و اللہ تعالی اعلم ۔

داڑھی ترشوانے والے کی امامت

(۲۸۵) س:..... جو امام داڑھی ترشواتا ہو اس کے پیچھے اقتدا کرنا درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: داڑھی منڈوانا یا کترانا فسق ہے اور ایک مشت سے کم ہوتے ہوئے داڑھی ترشوانے والا فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔[۲] و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

جس امام کی بیوی بے دین ہو اس کی امامت

(۲۸۶) س:..... اگر کسی امام کی عورت تماشہ دیکھتی ہو یعنی بائسکوپ وغیرہ میں بے پردگی سے جاتی ہو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: امام اگر اپنی بیوی کو بائسکوپ میں جانے اور بے پردگی کے ساتھ پھرنے سے منع نہ کرے، بلکہ اس کے اس فعل سے راضی اور خوش ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے اور اگر وہ بیوی کو منع کرتا ہو اور اس فعل سے اپنی ناخوشی کا اظہار کرتا ہو، مگر بیوی اس کی نافرمانی کر کے جاتی ہو تو امام معذور ہے، مگر نماز اس کے پیچھے پڑھ لے، اگر اس سے افضل میسر ہو تو اس کو امام بنایا جائے۔ ''ھذا ان وجد غیرھم والا

---

[۱]..... عملیات کی وجہ سے گوشت کے چھوڑنے والے کی اقتدا درست ہے۔

[۲]..... لایکرہ دھن شارب ولا کحل اذ لم یقصد الزینة او تطویل اللحیة اذا کانت بقدر المسنون وھو القبضة واما الاخذ منھا وھی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھا فعل یھود ومجوس الاعاجم۔

(درمختار ص ۳۹۷ ج ۳، باب مایفسد الصوم وما لا یفسدہ، کتاب الصوم)

فلا کراھة''۔(درالمختار[۱]) واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

جس امام کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت

(۲۸۷) س:..... ایک امام بغیر کسی عذر کے اپنے دوست کو اپنا قائم مقام کر کے جماعت پڑھواتے ہیں اور اس شخص کی بیوی بے پردہ رہتی ہے، اس لئے جماعت کے اکثر لوگ ان سے ناراض ہیں۔ امام کو بذریعۂ خط لوگوں کی ناراضگی کی اطلاع دی گئی، مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی، اس بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: امام صاحب کا کسی ایسے شخص کو اپنا قائم مقام بنا کر جماعت پڑھوانا جس کی بیوی بے پردہ ہو اس وجہ سے لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنا پسند نہ کرتے ہوں، مصلیوں کی مرضی کے خلاف امام کا یہ فعل شرعاً نامناسب ہے، لہٰذا مصلیوں کا اعتراض حق ہے اور جس امام کی امامت سے اہل جماعت ناراض ہوں اس پر حدیث میں وعید وارد ہوئی ہے، [۲] لہٰذا امام صاحب کو ایسی حرکت سے جس سے جماعت ٹوٹنے کا اندیشہ ہو باز آنا چاہئے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

قمیص پہننے والے کی امامت

(۲۸۸) س:..... قمیص (بنگالی کرتہ بغیر کلی کا) پہن کر امام نماز پڑھاتا ہے ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ شریعت میں لباس کی کوئی خصوصیت ہے یا نہیں؟

---

[۱].....درالمختار ص ۳۰۱ ج ۲، باب الامامة۔

[۲].....ابوداؤد ص ۸۸ ج ۱، باب الرجل یؤم القوم وھم لہ کارھون۔ مشکوۃ ص ۱۰۰، باب الامامة۔
حضرت جنادہ سے مروی ہے کہ: جس کی امامت سے قوم ناراض ہو اور وہ ان کی امامت کرے تو اس کی نماز گردن سے بھی اوپر نہیں جاتی۔ (کنز العمال ص ۵۹۰ ج ۷، شمائل کبری ص ۳۵۰ ج ۲)

ج:.....حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: نماز ہوجائے گی، صحت صلوۃ کے لئے کسی لباس کی خصوصیت نہیں، اسلامی وقار و آداب کے لئے مسلمانوں کا لباس پہننا شایان شان اسلام ہے۔ واللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

کوٹ پتلون پہن کر امامت کرنا کیسا ہے؟

(۲۸۹) س:..... کوٹ پتلون پہننا کیسا ہے؟ اور اسے پہن کر نماز پڑھانا کیسا ہے؟

ج:.....حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: جن ملکوں میں کوٹ پتلون تشبھا للکفار و النصاری پہنا جاتا ہو وہاں ((من تشبہ بقوم فھو منھم)) الحدیث [۱] کی بنا پر ناجائز و مکروہ ہے اور جن ملکوں میں مسلمانوں کا اصلی لباس کوٹ پتلون ہو وہاں مکروہ و ناجائز نہیں۔ [۲]

ہندوستان و برہما میں یہ لباس شعار کفار و فساق و نصاری کا ہے، لہذا امام کو ایسا لباس پہن کر جس کو مسلمان معیوب و مکروہ سمجھتے ہو نماز پڑھانا مکروہ و نامناسب ہے۔ واللہ اعلم۔

---

[۱].....ابوداؤد ص ۲۰۳ ج ۲، باب فی لبس الشھوۃ۔ مشکوۃ ص ۳۷۵، کتاب اللباس۔

[۲].....مفتی کفایت اللہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں: ''مگر تشبہ کا حکم اسی صورت میں ہوتا ہے کہ دیکھنے والا اسے دیکھ کر اس شبہ میں پڑ جائے کہ یہ شخص اس قوم کا فرد ہے، مثلاً ہیٹ لگانے والے کو کرسٹان سمجھا جائے''۔ ''((من تشبہ بقوم فھو منھم)) سے مراد یہ ہے کہ کسی قوم کی ایسی چیز میں مشابہت اختیار کی جائے جو اس قوم کے ساتھ مخصوص ہو یا اس کا خاص شعار ہو تو ایسی مشابہت ناجائز ہے''۔

(کفایت المفتی ص ۱۵۹ و ۱۶۰ ج ۹، ج ۱۹۶ و ۲۰۹)

حضرت حکیم الامتؒ تحریر فرماتے ہیں: ''میں اس باب میں یہ سمجھے ہوا ہوں کہ جس جگہ یہ لباس قومی ہے جیسے ہندوستان میں وہاں اس کا پہننا ((من تشبہ بقوم فھو منھم)) میں داخل ہونا ہے اور جہاں ملکی ہے جس کی علامت یہ ہے کہ وہاں سب قومیں اور سب مذاہب کے لوگ ایک ہی لباس پہنتے ہیں وہاں پہننا کچھ حرج نہیں''۔ (امداد الفتاوی ص ۲۶۸ ج ۴، سوال نمبر ۳۴۵)

غلط خواں کی امامت

(۲۹۰) س:..... ایک شخص امام ہے، وہ ضعیف العمر ہے، ان کے اکثر دانت ٹوٹے ہیں، نماز کی قرأت بہت غلط پڑھتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسے غلط خواں کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: اگر موجودہ ضعیف العمر امام صاحب قرأت میں ایسی غلطی کرتا ہو کہ جس سے معنی متغیر ہو کر فساد صلوۃ لازم آتا ہو اور باوجود صحیح پڑھنے کی خود سعی کرنے کے بھی صحیح نہ پڑھ سکتا ہو ایسا شخص اپنی ذات کے لئے تو معذور ہے اس کی نماز صحیح ہو جائے گی، لیکن ایسے شخص کی امامت درست نہیں اور غلط خواں امام کے پیچھے صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہوتی۔ واللہ تعالی اعلم و علمہ احکم و اتم۔

سوال مثل بالا

(۲۹۱) س:..... ایک مولوی صاحب جو ایک بستی میں امام ہے وہ قرآن بہت غلط پڑھتے ہیں، وہ غلطیاں یہ ہیں: سورۂ فاتحہ میں ﴿الحمد﴾ کو ''الھمد'' اور ﴿الصراط المستقیم﴾ کو ''سراط المستکیم'' اور ﴿مغضوب﴾ کو ''مغذوب'' اور ﴿ضالین﴾ کو ''دالین'' اور سورۂ رحمٰن میں ﴿ووضع المیزان﴾ کو ''وودع المیزّان'' اور ﴿بالقسط﴾ کو ''بالکست'' اور ﴿رب المشرقین﴾ کو ''رب المشرکین'' ﴿برزخ﴾ کو ''برجخ'' اور ﴿یعرفون المجرمون﴾ کو ''یعرف المزرمون'' اور ﴿عین الیقین﴾ کو ''این الیکین'' وغیرہ۔ غرض ہر ہر لفظ میں اس قسم کی بہت سی غلطیاں ہیں، اب ایسے امام کو پیچھے جاہل مقتدیوں کو جو قرآن شریف کے لفظ و حروف سے نا واقف ہیں اور جو لوگ قرآن شریف کو تجوید سے صحیح طور پر پڑھتے ہیں ان لوگوں کو ہمیشہ ایسے غلط خواں کی اقتدا کرنا اور

امام کو ان غلطیوں کے ساتھ امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: في فتاوى قاضيخان: "واما الخطاء في الاعراب اذا لم يغير المعنى لا تفسد الصلوة عند الكل وان غير المعنى تغيرا فاحشا فسدت صلوته في قول المتقدمين واختلف المتاخرون في ذلك وما قاله المتقدمون احوط"۔ [۱]

وفي البزازية: "ولو زاد حرفا لا يغير المعنى لا تفسد عندهما"۔ [۲]

وفي رد المحتار: "واما قطع الكلمة فافتى الحلوانى بانه مفسد وعامة قالوا لا يفسد لعموم البلوى"۔ [۳]

ان روایات سے معلوم ہوا کہ بجز زیادت ونقص حرف یا کلمہ یا تقدیم یا تبدیل کلمہ جب کہ یہ سب مغیر معنی ہوں اور تغیر معنی کی تقدیر پر تعمدا موجب فساد صلوۃ ہے اور عدم تمیز یا جریان علی اللسان کی صورت میں مفسد نہیں ہے، پس جو لوگ بوجہ مشق و ریاضت نہ ہونے کے ان میں تمیز نہیں کر سکتے اور وہ بایں معنی معذور ہیں ان کی نماز صحیح ہو جاتی ہے، لیکن صحیح پڑھنے میں سعی کرنا ان کے ذمہ واجب وضروری ہے اور جو امام اتنا قرآن غلط پڑھتا ہو کہ جس سے معنی بدل کر فساد صلوۃ لازم آتا ہو ایسے امام کے پیچھے صحیح قرأت پڑھنے والے کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

في العالمگيريه: "وان جرى على لسانه او كان لا يعرف التميز لا تفسد وهو اعدل الاقاويل المختار"۔ [۴]

---

[۱].....فتاوی قاضیخان ص ۱۳۹ ج ۱، برحاشیہ عالمگیری، فصل فی قراءۃ القرآن خطاالخ۔

[۲].....شامی ص ۳۹۴ ج ۲، مطلب مسائل زلة القاری۔

[۳].....شامی ص ۳۹۵ ج ۲، مطلب مسائل زلة القاری۔

[۴].....عالمگیری ص ۷۹ ج ۱، الفصل الخامس فی زلة القاری۔

موجودہ حالت میں جس طرح اکثر عوام الناس بلکہ بہت سے خواص بھی قرآن پڑھتے ہیں اس طرح پڑھنے والوں کی امامت میں گنجائش ہے اور عموم بلوی کی وجہ سے نماز صحیح ہوجاتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

موسیقی کے طرز پر قرآن پڑھنے والے کی امامت

(۲۹۲) س:..... جوشخص گانے کی طرح گلے بازی کرتے ہوئے قرآن پڑھتا ہو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: غنا اور موسیقی کے طرز پر گاتے ہوئے قرآن شریف پڑھنا گناہ ومعصیت ہے، لیکن نماز صحیح ہے، بشرطیکہ لفظوں میں کوئی ایسا تغیر پیدا نہ ہو جو مفسد صلوۃ ہو۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

تارک صوم وصلوۃ کی امامت

(۲۹۳) س:..... جوشخص صوم وصلوۃ کا پابند نہ ہو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جوشخص صوم وصلوۃ کا پابند نہ ہو یعنی کبھی کبھی پڑھ لیا کرتا ہے اور کبھی چھوڑ دیتا ہے، ایسا تارک صوم وصلوۃ یقیناً بوجہ ارتکاب کبیرہ فاسق ہے، ایسے کی امامت مکروہ تحریمی ہے، درمختار۔[۱] واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

سنت فجر کے تارک کی امامت

(۲۹۴) س:..... جو امام فجر کی نماز میں سستی کرتا ہو اور عین وقت پر آ کر صرف فرض پڑھا دیتا ہو اس کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

---

[۱]..... ویکرہ امامۃ عبد ... وفاسق الخ۔ (در المختار ص ۲۹۸ ج ۲ باب الامامۃ)

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: سوال میں یہ بتایا گیا ہے کہ بوقت فجر امام عین وقت پر آ کر صرف فرض پڑھا دیتا ہے، جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ سنت فجر ہمیشہ یا اکثر چھوڑ دیا کرتا ہے، تو ایسا امام امامت کے لائق نہیں۔[۱] واللہ تعالی اعلم۔

عالم غیر قاری اور قاری غیر عالم میں امامت کا حق کس کو ہے؟

(۲۹۵) س:..... ایک شخص حافظ قرآن و قاری موجود ہے، لیکن وہ عالم نہیں اور دوسرے شخص عالم ہے، لیکن وہ حافظ و قاری نہیں، ان دونوں میں امامت کا حق کس کو ہے؟

۲:..... امام مسجد ان حروف ''ت، ط، د، ض، س، ص'' کو ان کے مخارج اور ان کی صفات کے ساتھ نہیں پڑھتے، بلکہ ''س'' و ''ص'' میں اور ''ط'' و ''ت'' میں اور ''د'' و ''ض'' میں فرق نہیں کرتے، ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ جو حروف اگر کوئی مولوی اور عالم ہو کر پڑھے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

---

[۱]..... والسنن (آكدها سنة الفجر) اتفاقا۔ (درالمختار ص ۴۵۳ ج ۲، باب الوتر والنوافل)

ایک حدیث میں ہے: فجر کی دو رکعت (سنت) کو نہ چھوڑو، اگرچہ گھوڑے تمہیں روند ڈالیں۔

(ابوداؤد ص ۱۷۹، مسند احمد، ص ۴۰۵ ج ۲)

اور ایک حدیث میں ہے: ''فجر کی دو رکعت (سنت) دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

(مسلم ص ۲۵۱ ج ۱، کتاب صلوة المسافرين، ص ۲۵۱ ج ۱، ترمذی ۴۱۶، والنسائی فی کتاب قیام اللیل)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سنن و نوافل میں فجر کی سنت کے برابر کسی کا شدت سے اہتمام نہ فرماتے۔ (بخاری ص ۱۵۶ ج ۱، باب تعاهد ركعتى الفجر، كتاب التهجد۔ مسلم ص ۲۵۱ ج ۱، صلوة المسافرين، باب استحباب ركعتى سنة الفجر)

ان جیسے تاکیدی روایتوں کے پیش نظر فقہاءؒ نے اس کو سنت مؤکدہ قرار دیا، اور جماعت کھڑی ہو جانے پر بھی آخری تشہد ملنے کی امید پر اس کا پڑھنا جائز قرار دیا، (اور فوت ہو جانے پر زوال سے قبل تک قضا کا جواز بھی لکھا)۔ بعض اہل ظاہر اور حسن بصریؒ تو اس کے وجوب کے قائل ہوئے۔

(نیل الاوطار ص ۲۰ ج ۳۔ شمائل کبری ص ۳۸۰ ج ۶)

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جوحافظ قاری نماز کے مسائل سے خوب اچھی طرح واقف ہو اور اس میں کوئی فسق وغیرہ نہ ہو اور قرآن مجید عمدہ آواز سے قرأت کے قواعد کے موافق اچھا پڑھتا ہو ایسا حافظ وقاری ضروری مسائل کا خوب جاننے والا، ایسے عالم سے جو نہ حافظ ہو نہ قاری نہ قواعد تجوید سے واقف ہو افضل واقدم ہے۔

۲:.....حروف کو اپنے مخرج سے ادا کرنا ضروری ہے۔''ض'' کا مخرج اور ہے اور ''ظ'' کا مخرج دوسرا ہے اور ''ذ'' کا مخرج دوسرا ہے، جب کہ تمام حروف کے مخارج متعین و مقرر ہیں تو اسی مخرج سے ادا کرنے کی سعی کی جائے اور باوجود سعی کے مخرج سے نکالنے میں بوجہ عدم مہارت کوئی حرف سمجھ میں نہ آئے تو یہ معاف ہے اور حروف کو اپنے مخارج اصلیہ سے نہ ادا کرنے میں ابدال حرفٍ بحرفٍ ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر عمداً پڑھا گیا اور تغیر معنی لازم آیا ہو تو موجب فساد صلوۃ ہے اور عدم تمیز بعد مشقت یا جریان علی اللسان کی صورت میں مفسد صلوۃ نہیں۔ پس جو لوگ بوجہ مشق مہارت نہ ہونے کے ان حرفوں میں تمیز نہیں کر سکتے ان کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور وہ بایں معنی معذور ہیں۔ غرض قصداً ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے اور بلا قصد بوجہ عدم مشق کے معاف ہے، اس کی نماز صحیح ہو جائے گی، لیکن ایسا امام صحیح پڑھنے والے کی امامت نہ کرے۔ صحیح خواں جو مسائل ضروریہ سے خوب واقف ہو وہ احق بالامامت ہے۔

''وان ذكر حرفا مكان حرف وغير المعنى فان امكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد الصلوة عند الكل وان كان لايمكن الفصل''الخ۔قاضیخان[۱] و الله تعالى اعلم وعلمه اتم۔

[۱].....قاضیخان ص۱۴۱ ج۱، فصل فی قرأة القرآن الخ۔

دیہاتی مقتدی کا غلط خواں کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟

(۲۹۶) س:..... چہ فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ امامے بوقت خواندن قرأت حروف قرآن زاید ومحذوف سازد وبحرف دیگر تبدل شود حتی کہ در رکعتی پانزدہ یا بست غلط باشد۔ درآن مسجد مقتدیان دو قسم اند: یکے اہل محلّہ ہمہ عوام الناس کہ فرق حروف نمی شناسند ودیگر بازاریاں کہ میان آں قاری وعالم اند۔ بعد گفتن قاری آں امام اعتبار نہ کردہ ہمچنیں می راند۔ دریں صورت نماز اہل محلّہ لعموم البلوی جائز باشد یا نہ؟ وایں واقعہ در دیہات است واطراف آں بازار بجز ایں مسجد دیگری نیست، لیکن درآں بازار ہمہ چیز یافتہ شود، وہندو بسیار است، فقط یازدہ دوازدہ مسلمان بوطن مسافر اند وبآں امام بقوت بر نیایند دریں صورت بازاریاں بغیر حضور جمعہ ظہر ادا کردن جائز باشد یا نہ؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: فی رد المحتار: " واما المتأخرون فافتوا علی ان الخطاء فی الاعراب لا یفسد ولو اعتقاده کفر لان الناس لا یمیزون وجوه الاعراب"۔[۱]

وفی قاضیخان: قال فی الخلاصة: الاصل فیما اذا ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی الی قوله قال القاضی ابو عاصم: ان تعمد ذلک فسدت وان جری علی لسانه اوکان لایعرف التمیز لا تفسد وهو المختار علیه" وفی البزازیة: وهو احد الاقاویل وهو المختار۔[۲]

ودر بزازیہ مذکور است: قال غیر المغضوب او الضالین بالدال او الظاء لا تفسد

---

[۱]..... شامی ص ۳۹۳ ج ۲، مطلب: مسائل زلة القاری، باب مایفسد الصلوة۔

[۲]..... عالمگیری ص ۹۷ ج ۱، الفصل الخامس فی زلة القاری،

لعموم البلوی ،فان العوام لا یعرفون مخارج الحروف وکثیر من المشائخ افتوا به هکذا نقله الطحطاوی۔

بالجملہ فتوی درتبدیل حروف مشکلہ متغیر المعنی بحالت غیر معتمد میان متقدمین ومتأخرین مختلف است، ودر عالمگیری از ظہیریہ منقول است:

"حکی عن ابی الاسم الصغار ان الصلوة اذا جاز من وجه وفسدت من وجه یحکم بالفساد احتیاطا الا فی باب القرأة لان الناس فیها عموم البلوی" [۱]

دریں صورت لعموم البلوی نماز اہل محلّہ در اقتداء ہمچنیں امام غلط خواں جائز باشد، فلہٰذا ہر دو فریق را حضور جماعت ضروری است وترک کردن جمعہ وبجاے او ظہر ادا کردن جائز نباشد۔ [۲] و الله تعالی اعلم وعلمه اتم و احکم۔

---

[۱]..... عالمگیری ص ۸۳ ج ۱، الفصل الخامس فی زلة القاری۔

[۲]..... خلاصہ ترجمہ سوال وجواب:

س:..... ایک امام قرأت کرتے وقت قرآن کریم کے حروف میں کمی زیادتی کرتا ہے، جس سے حروف میں تغیر وتبدل بھی ہوجاتا ہے، حتی کہ ایک رکعت میں پندرہ بیس غلطیاں کرلیتا ہے۔ اس مسجد میں دو طرح کے مقتدی ہیں: ایک محلّہ کے عوام جو حروف کے فرق کو نہیں پہچانتے۔ دوسرے بازار میں رہنے والے، ان میں عالم وقاری ہیں۔ قاری صاحب نے امام صاحب کو غلط پڑھنے پر متوجہ بھی کیا مگر انہوں نے کوئی توجہ نہیں کی، بلکہ حسب معمول پڑھتے رہے۔ اس صورت میں اہل محلّہ کی نماز عموم بلوی کی وجہ سے صحیح ہے یا نہیں؟ اور یہ واقعہ جس گاؤں کا ہے اس اطراف میں بازار کے علاوہ کوئی دوسری مسجد نہیں۔ اس بازار میں ضرورت کی تمام چیزیں مل جاتی ہیں۔ فقط گیارہ، بارہ مسلمان مسافر ہیں۔ اگر امام صاحب اپنی طاقت کے بل بوتے پر خود ہی نماز پڑھائے تو تو بازار کے رہنے والے حضرات کا جمعہ میں حاضر نہ ہونا اور ظہر ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... ردالمحتار میں ہے: متأخرین نے فتوی دیا ہے کہ اعراب کی غلطی مفسد صلوۃ نہیں، چاہے اس غلطی سے کفر کا اعتقاد لازم آتا ہو، اس لئے کہ اکثر لوگ وجوہ اعراب میں تمیز نہیں کرسکتے۔

معمولی لنگڑا پن ہو تو امامت مکروہ نہیں

(۲۹۷) س:..... ایک مسجد کے امام نہ حافظ ہیں نہ قاری نہ عالم، بلکہ قرآن شریف بہت غلط پڑھتے ہیں اس وجہ سے زید ایک نئے امام کو مقرر کرنا چاہتا ہے، یہ نئے امام حافظ اور سند یافتہ قاری ہیں، لیکن ان میں ایک نقص یہ ہے کہ پیر میں لنگ ہے، لیکن لنگ کی وجہ سے ارکان نماز ادا کرنے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور نہ لنگ پیدائشی ہے، بلکہ سن بلوغ کے بعد ایک حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا، اس صورت میں دونوں اماموں میں سے کس امام کو ترجیح دینا چاہئے اور اس قسم کے لنگڑے پن کی وجہ سے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

اور قاضیخان میں ہے: خلاصہ میں لکھا ہے کہ: ایک حرف دوسرے حرف کی جگہ پڑھنے میں معنی بدل گئے..... تو قاضی ابو عاصمؒ فرماتے ہیں کہ: اگر جان بوجھ کر کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اتفاقاً اس کی زبان سے نکل گیا اور تمیز نہیں جانتا تو نماز فاسد نہیں ہوگی، یہی مختار قول ہے، بزازیہ میں اسی کو مختار کہا ہے۔

اور بزازیہ میں ہے: ''غیر المغضوب'' یا ''الضالین'' کو (بجائے ''ض'' کے) ''دال'' یا ''ظ'' سے پڑھا تو عموم بلوی کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی، اس لئے کہ عوام حروف کے مخارج سے واقف نہیں، بہت سے مشائخ نے یہی فتوی دیا ہے۔

متقدمین اور متأخرین کے درمیان مشکل، متغیر المعنی حروف کی تبدیلی کے سلسلہ میں فتوی مختلف ہے۔ عالمگیری میں ظہیریہ سے منقول ہے کہ:

میرے والد سے منقول ہے کہ نماز جب ایک وجہ سے جائز ہو اور دوسری وجہ سے فاسد تو احتیاطاً فساد کا حکم دیا جائے گا، مگر قرأت کے معاملہ میں، اس لئے کہ لوگ اس مسئلہ میں عموم بلوی میں ہیں۔

صورت مسئولہ میں عموم بلوی کی وجہ سے اہل محلّہ کی نماز اسی غلط خواں امام کے پیچھے صحیح ہے، اس لئے دونوں فریق کا جماعت میں حاضر ہونا ضروری ہے، جمعہ کا ترک کرنا اور اس کے بجائے ظہر ادا کرنا جائز نہیں۔

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: سب سے زیادہ استحقاق امامت کا اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو، بشرطیکہ ظاہرا اس میں کوئی فسق وغیرہ نہ ہو اور جس قدر قرأت مسنون ہے اسے یاد ہو، پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو، یعنی عمدہ آواز سے اور قرأت کے قواعد کے موافق، پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو، [۱] جس شخص میں یہ دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے، بنسبت اس شخص کے جس میں ایک وصف پایا جاتا ہو، مثلا جو شخص نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی باقاعدہ قرأت وخوش الحانی سے اچھا پڑھتا ہو وہ زیادہ مستحق ہے بنسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو، لیکن قرآن مجید باقاعدہ صحیح واچھا نہ پڑھتا ہو اور خفیف لنگ مضر نہیں، ایسے امام کے پیچھے بلا کراہت نماز صحیح ہے۔ و الله تعالى اعلم وعلمه اتم واحكم۔

لنگڑے کی امامت

(۲۹۸) س:.....اگر کوئی معذور نماز کے قاعدہ میں دونوں پاؤں کے پنجے کو کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھتا ہو اور سجدے میں دونوں ہاتھ پر ٹیک لگا کر ایک بالشت سر اٹھا کر فورا دوسرا سجدہ کر لیتا ہو تو دوسرے لائق امام کی موجودگی میں اس کی اقتدا صحیح ہے یا نہیں؟

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: ایسے لنگڑے معذور کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔" وكذا الاقتداء بالاعرج او من بقدمه عوج وان كان غيره اولى"۔ (بحر الرائق ص ۳۶۵ ج ۱، ۲)

" وكذا باعرج وغيره اولى " (درمختار على الشامى ۳)

---

[۱].....اولى الناس بالامامة اعلمهم بالسنة فان تساووا فأقرأهم فان تساووا فاورعهم۔ (ہدایہ ص ۱۲۱ ج ۱، باب الامامة)

۲.....باب الامامة، تحت قوله: وقائم بقاعد وباحدب۔ ۳.....درمختار ص ۳۳۸ ج ۲، باب الامامة۔

پہلے سجدے سے اٹھ کر ٹھیک برابر بیٹھ جانا چاہئے، اگر سجدے سے اس قدر اٹھا کہ بیٹھنے کے قریب ہوگیا تو سجدہ صحیح ہے اور اگر اتنا سر اٹھایا کہ سجدے کے قریب رہا تو دوسرا سجدہ صحیح نہیں ہوا اور سجدے سے اٹھتے وقت ہاتھ ٹیک کر اٹھنا بضرورت جائز ہے بلا ضرورت مکروہ ہے، بچنا اولی ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

لنگڑے کی امامت چاروں مذاہب میں

(۲۹۹)س:..... ایک امام کا بایاں پیر ٹیڑھا ہے اور فقط تین انگلیاں ہیں، چلتے پھرتے ذرا لنگڑاتے ہیں تو ان کے پیچھے چاروں مذاہب اور خاص کر شافعی مذہب کے مقتدیوں کی نماز بلا کراہت صحیح ہوگی یا نہیں؟ یہاں پر شافعی مذہب کے لوگ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: لنگڑے کی امامت جب کہ اس کے قدم برابر زمین پر لگتے ہوں بلا کراہت صحیح ودرست ہے اور جو بوجہ لنگ کے پاؤں سیدھا کھڑا نہ ہوتا ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔

"وکذا الاقتداء بالاعرج او من بقدمه عوج وان کان غیره اولی"۔

(بحر الرائق ص ۳۶۵ ج ۱، ۱)

"وکذا باعرج وغیره اولی"۔ (درالمختار علی الشامی ۲)

اور فقہ شافعی کی معتبر کتاب "اعانة الطالبین علی فتح المعین" ص ۱۶۴ ج ۱ / میں مرقوم ہے:

۱..... باب الامامة، تحت قوله: وقائم بقاعد وباحدب۔

۲..... درمختار ص ۳۳۸ ج ۲، باب الامامة۔

" وبعض بطن اصابع قدميه دون ما عدا ذلک ای ان الواجب وضع بعض الجبهة وبعض ركبتين وبعض بطن الكفين وبعض بطن اصابع القدمين ولو قطعت اصابع قدميه وقدر على وضع شئى من بطنهما لم يجب ولو تعذر شئى من هذه الاعضاء سقط الفرض بالنسبة اليه "۔

مذاہب اربعہ میں سے کسی امام کا یہ مذہب نہیں کہ لنگڑے کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوتی، سب کے نزدیک نماز صحیح ہوجاتی ہے اور کسی کا اختلاف ہے تو صرف اولیت وغیر اولیت میں ہے۔ و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

امام کو چند دن جنون رہا پھر صحیح ہوگیا اس کی امامت

(۳۰۰) س:..... ایک امام دیندار شخص ہیں اور مدت سے اسی مسجد میں امامت کرتے چلے آرہے ہیں، درمیان میں کچھ دن جنون لاحق ہوگیا تھا، اب تندرست وصحیح الدماغ ہیں۔ مقتدیوں میں ان کی امامت کے باب میں دو فریق ہوگئے ہیں، ایک فریق جس کی تعداد قریب دوسو کے ہیں ان کی امامت پر رضامند ہیں اور دوسرا فریق جس کی تعداد چند شخصوں کی ہے ان کی امامت پر رضامند نہیں۔ صورت مرقومہ میں ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں جب کہ امام دیندار شخص ہیں اور سابق جنون ودیوانگی کا کوئی اثر نہیں، بلکہ صحیح الدماغ ہے تو ایسے امام کے پیچھے اقتدا بلا کراہت صحیح ہے اور جبکہ مصلیوں کی اکثریت اسی پرانے امام کی امامت پر رضامند ہیں تو شرعا بھی یہی امام امامت کے زیادہ مستحق ہے۔

والله تعالى اعلم وعلمه احكم و اتم۔

امام میں کوئی مرض متنفر ہو اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے

(۳۰۱) س:..... کسی شخص کی بیماری میں ہاتھ کی انگلیاں کھینچ گئی ہوں سیدھی نہیں ہوتی ایسے کوڑھی وغیرہ کے پیچھے اقتدا کرنا تراویح وغیرہ نمازوں میں درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اگر امام میں کوئی ایسا مرض ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے مثل سفید داغ، جذام وغیرہ کے تو اس کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں ایسا امام صاحب علم ہو اور لوگوں کو ان کا امام بننا ناگوار نہ ہو تو امام بنانا مکروہ بھی نہیں۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

امانت میں شک ہو اس کی امامت

(۳۰۲) س:..... زید مسجد کا امام ہے اور ایک مقتدی بکر نے امام صاحب کو ۴۷/روپیہ بطور امانت دیئے، اب چند ایام کے بعد بکر نے وہ روپیہ امام صاحب سے طلب کیا تو اس پر امام صاحب نے محض سات روپیہ کا اقرار کیا اور چالیس کا انکار کیا، اس پر مقتدی نے امام صاحب سے مسجد میں قرآن کی قسم کھلائی تو امام صاحب نے قسم بھی کھالی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں بکر مدعی ہے اور امام صاحب مدعی علیہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ((البینة علی المدعی والیمین علی من انکر)) یعنی مدعی اپنے دعوی کے ثبوت میں گواہ پیش کرے اور اگر گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعا علیہ کے ذمہ قسم کھانا ہے۔[۱]

---

[۱].....رواہ البیھقی باسناد حسن، مشکوۃ ص ۳۲۶، وفی روایة الترمذی: ((البینة علی المدعِی والیمین وعلی المدعیٰ۔ (مشکوۃ ص ۳۲۷، باب الاقضیة والشھادات)

جب کہ مدعی گواہ پیش نہ کرسکا اور مدعی علیہ نے مدعی کے کہنے پر قسم کھالی تو مدعی علیہ پر اب کوئی حق باقی نہ رہا، ہاں بکر کی نماز امام صاحب کے پیچھے صحیح ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

غلط مسائل بتانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا

(۳۰۳) س:..... جو عالم جھوٹ بولتا ہو، غیبت کرتا ہو اور غلط مسائل بتاتا ہو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: جو عالم واقعی جھوٹ بولنے کا عادی ہو اور ہمیشہ غیبت کرتا ہو اور بغیر سوچے سمجھے مسائل بتلاتا ہو تو ایسے امام کے پیچھے نماز باجماعت مع الکراہت صحیح ہے۔ و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

اقرأ و اعلم کے ہوتے ہوئے غیر اقرأ و غیر اعلم کا امامت کرنا

(۳۰۴) س:..... اقرأ و اعلم بالسنۃ کے ہوتے ہوئے غیر اقرأ و غیر اعلم نماز پڑھائے تو دیگر مقتدیوں کی نماز میں کوئی خرابی لازم آئے گی یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: اگر غیر اقرأ و غیر اعلم بالسنۃ قرآن صحیح پڑھتا ہے اور صحت و فساد صلوۃ کو جانتا ہے تو اس کے پیچھے اقرأ و اعلم بالسنۃ و دیگر مقتدیوں کی نماز میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

بے دین کی امامت

(۳۰۵) س:..... محفل میلاد میں عورتوں کے ذریعہ مولود اور مزاحیہ عشقیہ نعتیہ غزلیں پڑھوانا شرعا کیسا ہے؟ اور ایسی مجلسوں میں علماء کی شرکت کیسی ہے؟ اور شرکت کرنے والے امام میں کوئی قباحت تو نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: شرعاً ناجائز وحرام ہے، ایسی مجلسوں میں علماء وغیر علماء سب کی شرکت ناجائز ہے، اگر اتفاقیہ کسی عالم کو کسی وقت ایسی مجلس میں شریک ہونے کا اتفاق ہوگیا ہو تو خیر، ورنہ اس قسم کی مجالس میں بطور رغبت ہمیشہ شریک ہونے والا فاسق کے حکم میں ہے اور ایسے امام کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

جو امام بستی میں پیسہ مانگتا پھرے اس کی امامت

(۳۰۶) س:..... ایک امام مسجد میں نماز پڑھاتے ہیں اور ہر جمعرات کو بستی میں ایک ٹین لے کر پیسہ مانگتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ایسے امام کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز وصحیح ہے، لیکن ایسے بے غیرت مصلیوں پر افسوس کرنا چاہئے کہ وہ امام سے ہر جمعرات کو بھیک منگواتے ہیں اور انہیں شرم نہیں آتی، اگر امام کی ضروریات کے اہل جماعت ومصلین کفیل ہوجائیں تو امام کو ایسی ذلت کیوں اختیار کرنی پڑے، اس میں صرف امام ہی کی تذلیل نہیں، بلکہ زیادہ تحقیر وتذلیل مصلیوں کی ہے کہ ان میں اتنی غیرت وحیا نہیں رہی کہ جس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اس کو اس قدر ذلیل حالت میں رکھا ہے کہ وہ بھیک مانگنے پر مجبور ہوگیا، ایسے بے غیرت مصلیوں پر نوحہ وماتم کرنا چاہئے، خدا سمجھ عطا فرمائے۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

کس قسم کے آدمی کی امامت جائز ہے؟ اور کس قسم کے آدمی کی ناجائز؟

سفر میں تنہا بغیر عورت کے رہنے والے کی امامت

کتنے عرصہ تک بغیر عورت کے سفر میں رہنا جائز ہے؟

(۳۰۷) س:..... کئی قسم کے آدمی کی امامت ناجائز ومکروہ ہے اور کئی قسم کے آدمی کی بلا کراہت صحیح ہے؟

(۳۰۸) س:..... ایک مولوی صاحب ایک مسجد میں امامت کرتے ہیں تخمیناً دو برس اور چار پانچ مہینے ہوگئے۔ مولوی صاحب دروغ گو بھی ہے، اس لئے ثلث جماعت مولوی صاحب سے ناراض ہوگئی اور عورت سے طویل عرصہ جدائی کی وجہ سے کراہت سمجھتے ہیں، شرعاً اس امام کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۳۰۹) س:..... بحسب شریعت کتنے عرصہ تک سفر جائز ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: فاسق وفاجر بدعتی، شرابی، غیر پابند صوم وصلوۃ، چغل خور اور جھوٹ بولنے کا عادی یعنی جھوٹ بولنے میں لوگوں میں مشہور ہو، ولد الزنا، نابینا، ڈاڑھی منڈوانے والا، جذامی اور کوڑھی وغیرہ کی امامت ناجائز اور مکروہ ہے۔ بعضوں کی مکروہ تحریمی ہے اور بعضوں کی مکروہ تنزیہی ہے اور جن لوگوں میں یہ باتیں نہ ہوں اور نماز کے مسائل خوب جانتا ہو، قرآن شریف صحیح وعمدہ آواز سے قرأت کے قواعد کے موافق پڑھتا ہو، زیادہ پرہیزگار اور دیندار، محرمات شرعیہ فسق وفجور، شراب، جوا وغیرہ سے قطعاً پرہیز رکھتا ہو اور ممنوعات شرعیہ سے حتی الامکان بچتا رہتا ہو، ایسے لوگوں کے پیچھے بلا کراہت وبلاشبہ نماز صحیح ودرست ہے۔

۲:.....امام نے اگر کسی مصلحت کے لئے اپنے مقام روانگی کو توریۃً چھپایا ہو تو یہ توریہ ہے، ناجائز نہیں اور ایسا آدمی جھوٹا نہیں کہا جا سکتا، ایسی باتوں سے لوگوں کا ناراض ہونا فضول ہے اور سفر میں اپنی دینی ودنیاوی ضرورت سے طویل مدت مجرد رہنا ناجائز نہیں، ایسا

امام شرعاً قصوروار نہیں اور نہ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، جماعت نہ چھوڑی جاوے۔

۳:.....سفر کے لئے کوئی مدت مقررہ و متعین وقت شرعاً نہیں۔ انسان اپنی ضرورت کے موافق سفر میں مجرد کی حالت میں طویل مدت تک بلا کراہت رہ سکتا ہے۔ حضرات صحابہؓ کا بوجہ ضرورت دینی وشرعی سفر میں طویل مدت رہنا ثابت ہے اور حضرت سیدنا عمرؓ نے مجاہدین کے لئے چھ ماہ مقرر کئے تھے [۱] کہ اس سے زیادہ کوئی مجرد سفر میں نہ رہے اس حکم میں مصلحت وحکمتیں تھیں کوئی حکم شرعی نہیں تھا۔ [۲]

ہاں عورت کا بھی حق ہے، لہذا بغیر رضامندی عورت کے بہت زمانہ تک سفر میں پڑا

---

[۱].....روایتوں میں حضرت حفصہ کا جواب مختلف منقول ہے۔ بیہقی کی روایت میں چار یا چھ مہینے آیا ہے۔ کنز العمال میں تین، چار، چھ مہینے کے الفاظ آئے ہیں۔ علامہ شامیؒ نے چار مہینے نقل کئے ہیں۔

(کنز العمال ص۵۷۳ ج۱۶، رقم الحدیث ۴۵۹۱۷، ۴۵۹۲۴۔ حیاۃ الصحابہ ص۴۷۵ ج۱۔ الخروج لثلاثة اربعینات فی سبیل الله۔ بیہقی ص۲۹ ج۹۔ شامی، باب القسم کتاب النکاح)

[۲].....اس فتوی کی تائید میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ کا ایک فتوی نقل کرنا مناسب معلوم ہوا:

س:.....کیا یہ صحیح ہے کہ انسان اگر سفر میں جائے کسی ضروری کام کے لئے اور اس کا وہ کام اب تک ختم نہ ہو اور اس میں چار ماہ ہو جائیں تو بیوی سے چار ماہ نہ ملنے سے وہ گنہگار ہوتا ہے؟ یا کہ وہ مختار ہے کہ جہاں تک چاہے سفر میں رہ سکے؟

ج:.....اس صورت میں گناہ ہونا مطلقاً لازم نہیں، بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ بیوی سے دیانۃً اتنی مدت تک نہ ملنے سے گناہ ہوتا ہے جس میں اندیشہ اس کی عفت زائل ہونے کا ہو یا اندیشہ ہو کہ اس کو غیر مردوں کی طرف التفات ہوگا۔ اب اس کو ہر شخص اپنی بیوی کی حالت میں غور کر کے دیکھ لے کہ اس کی بیوی کتنی مدت تک مرد سے صبر کر سکتی ہے اور کتنی مدت میں اس کو مرد کی طرف اشتیاق ہوتا ہے۔ بعض فقہاء نے اندازہ سے چار ماہ اس کی مدت مقرر کی ہے وهی مدة ایلاء وبها امر عمرؓ ان لا یحبس رجل فوقها فی الجیش، مگر اختلاف حالات وامزجہ سے اس میں کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے، واللہ اعلم۔

(امداد الاحکام ص۳۸۱ ج۲۔ اس مسئلہ پر مزید وضاحت انشاء اللہ کتاب النکاح میں آئے گی۔ مرتب)

رہنا اور بال بچوں کے حقوق ادا نہ کرنا ناجائز ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم ۔

تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز درست ہے اور استیجار علی الطاعۃ کی تفصیل

(۳۱۰) س:..... صاحب نصاب کو امامت کی اجرت لینا اور ماہانہ مقررہ پر نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں؟ ''فتاوی تنقیح الحامدیہ'' میں ہے:

''شرط للثواب الاخلاص فی العمل والقاری بالاجرۃ انما یقرأ لاجل الدنیا لا لوجہ اللہ بدلیل انہ لو علم ان المستاجر لا یدفع الیہ شئیا لا یقرأ حرفا واحدا خصوصا من جعل ذلک حرفۃ''

اور ظاہر ہے کہ آجکل امام صاحبان بھی بغیر اجرت لئے ہوئے نماز نہیں پڑھاتے اور نماز پڑھانا بھی ایک پیشہ ہوگیا ہے اور نماز چونکہ افضل ترین عبادت ہے، اس لئے عبادت میں خلوص بھی زیادہ درکار ہوگا، جب اجرت لی گئی تو خلوص کہاں رہا۔ ''فتاوی حمادیہ'' میں در باب تلاوت مرقوم ہے:

'' التلاوۃ المجردۃ عن التعلیم من اعظم الطاعات التی یطلب بھا الثواب فلا یصح الاستیجار علیھا ''۔ تنخواہ دار امام کے پیچھے اقتدا درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: فقہ احناف کے تتبع سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اصل مذہب میں استیجار علی الطاعہ جائز نہیں اور یہی مسلک متقدمین فقہاء احناف کا ہے۔ اس مسلک کے اختیار کرنے کی منجملہ وجوہات کثیرہ کے ایک وجہ فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ امور شرعیہ کی بجا آوری میں پہلے لوگوں کی ہمتیں نہایت بلند تھیں اور ساتھ ہی معلمین ومدرسین وخادمان دین کی بیت المال سے خدمت کی جاتی تھی، لیکن بعد مرور زمانہ لوگوں کی ہمتیں امور دین میں کوتاہ اور حوصلے نہایت پست ہوگئے، کیا خواص کیا عوام ہر شخص میں

طلب دنیا کی ہوس نسبۃً بڑھ گئی۔ دوسری طرف عطیات بیت المال موقوف ہو گئے، اب اگر بلا اجرت امور ضروریات دین کی تعلیم وتعلم میں ایک جم غفیر مشغول رہیں اور معاش کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو بجز اس کے کہ یہ جم غفیر اور جماعت کثیر خود مع اہل وعیال کے ضائع ہو جائیں، یا مجبوراً خدمت دین کو خیر باد کہیں اور طلب معاش میں لگ جاویں، ایسی حالت میں ارکان دین کے انہدام اور ضائع ہونے کا خوف تھا، بنا بریں مصالح عظیمہ شرعیہ کی رعایت کر کے فقہاء متأخرین نے طاعات مقصودہ وعبادات مطلوبہ میں عموماً اور خصوصاً ان عبادتوں میں کہ جس میں دوام پابندی کی ضرورت ہے اور وہ شعار دین سے ہو کہ ان کے موقوف ہو جانے سے اخلال دین لازم آتا ہو، ایسے تمام امور کو اس کلیہ عدم جواز سے مستثنی کر دیا ہے۔ باقی وہ عبادات کہ جن کے موقوف ہونے سے اخلال دین لازم نہیں آتا ہو، جیسے نفس تلاوت قرآن یا ختم قرآن یا قرأت علی القبور کا استیجار انہیں تمام فقہاء بالاتفاق ناجائز فرماتے ہیں۔

فی التاتارخانیه:

''اذا اوصی بان یدفع الی انسان کذا من ماله لیقرأ القرآن علی قبره فالوصیة باطلة لا تجوز و سواء کان القاری معینا او لا لانه بمنزلة الاجرة ولا یجوز اخذ الاجرة علی طاعات الله وان کانوا استحسنوا جوازها علی تعلیم القرآن فذلک للضرورة ولا ضرورة الی القول بجوازها علی القرأة علی قبور الموتی کذا فی تنقیح الحامدیه''[1]

اور اسی فتاوی میں حاشیہ بحر الرائق سے منقول ہے:

---

[1]..... العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة ص ۱۲۸ ج ۲، مطبوعہ مصر۔

"المفتی به جواز الاخذ الاجرة استحسانا علی تعلیم القرآن لا علی القرأة المجردة" ۔[۱]

لیکن "فتاوی عالمگیری" میں اسی مبحث میں ایک جگہ قرأت مجردہ میں بھی فقہاء کا اختلاف منقول ہے، لیکن یہ قول علماء محققین کی تحقیقات کے خلاف ہے، اس لئے شدومد سے علماء اعلام نے اسے ردوباطل ٹھہرایا، چنانچہ شامی نے لکھا ہے:

" وحقق وجزم بانه مخالف لکلامهم فلا یقبل لان الخلاف فی الاستیجار علی التعلیم واما الاستیجار علی القرأة فباطل بالاجماع"۔ [۲]

خلاصہ یہ ہے کہ اصل مذہب فقہاء متقدمین کا عدم جواز ہے اور متأخرین جواز کے قائل ہیں۔

مصالح شرعیہ کا لحاظ کر کے ان ہر دو مسلک میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے، لہذا بعض متأخرین فقہاء نے ہر دو قول میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ نفس تعلیم قرآن واذان واقامت وامامت وفتوی نویسی ووعظ وغیرہ طاعات مقصودہ ومامور بہا بلاتقیید وتعیین مکان یا زمان کے جائز نہیں اور جب تقیید مکان وتعیین زمان اور پابندی اوقات کے ساتھ ہو تو بوجہ اس کے کہ یہ محل انعقاد اجارہ ہے جائز ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بھی جو اپنے زمانہ کے متبحر ومستند ومرجع خلائق عالم تھے اور ایک دنیا کا عملدرآمد ان کے فتوے پر تھا ان کا مسلک بھی "فتاوی رشیدیہ" سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔[۲]

---

[۱].....

[۲]..... یہ حوالہ "شامی" اور بعض دوسری کتب فقہ میں بھی باوجود تلاش کے نہ مل سکا۔

[۲]..... اجرت لینا تعلیم علوم دین پر اصل حدیث سے نکلتا ہے، اسی واسطے شافعیؒ کے نزدیک درست ہے،

فی الاصل لا یجوز الاستیجار علی الطاعات کتعلیم القرآن والفقه والاذان والتذکیر والتدریس والحج والعمرة فلا یجب الاجر کذا فی الخلاصة ومشائخ بلخ جوزوا الاستیجار علی تعلیم القرآن اذ ضرب لذلک مدة وافتوا بوجوب المسمی وعند عدم الاستیجار اصلا وعند الاستیجار بدون المدة افتوا بوجوب اجر المثل کذا فی المحیط وکذا جواز الاستیجار علی تعلیم الفقه ونحوه والمختار للفتوی فی زماننا قول هؤلآء کذا فی فتاوی العتابیة "۔(عالمگیری [۱])

" واهل المدینة طیب الله تعالی ساکنها جوز وبه اخذ الامام الشافعیؒ قال فی المحیط:وفتوی مشایخ بلخ علی الجواز، قال الامام الفضلی: والمتأخرون علی جوازه "۔(فتاوی بزازیہ ص۲۵ ج۲)

رہی یہ بات سوال میں ''تنقیح الحامدیه '' کی جو عبارت در باب تلاوت نقل کی گئی ہے اس سے تو صاف نفس تلاوت قرآن ظاہر ہے، یہ مقصود کے خلاف نہیں، اس میں کسی کا اختلاف مذکور نہیں اور ذوق سلیم سے اس عبارت کا مطلب بھی قرأت مجردہ علی التعلیم ہی سمجھ میں آتا ہے، چنانچہ لفظ:

حنفیہ قدماء منع کرتے تھے۔متاخرین نے امام شافعی صاحبؒ کا مذہب اختیار کیا اور فتوی جواز کا دیا، بسبب اندیشہ تلف علم کے تاویلات کی حاجت نہیں ضرورت میں دوسرے مجتہد کا مذہب لینا جائز ہے۔آخر وہ بھی حدیث سے کہتا ہے سو قدیم حنفی مذہب تقوی ہے اور مذہب شافعی پر عمل فتوی ہے، اشتراء بآیات اللہ جو حرام ہے یہ ہے کہ روپیہ کے واسطے آیت کے معنی بدل دیویں، جیسا یہود کرتے تھے یہ اب بھی حرام ہے، باتفاق تمام امت کے فقط، واللہ اعلم۔

(فتاوی رشیدیہ ص۵۱۳، کتاب اجرت کے مسائل)

[۱].....عالمگیری ص۴۴۸ ج۴، کتاب الاجارة ،الباب السادس عشر۔

[۲].....الفتاوی البزازیه الموضوع بهامش الهندیه ص۳۷ ج۵۔

" قاری بالاجرة انما یقرأ لاجل الدنیا او من جعل ذلک حرفته "۔[۱]

سے صاف اسی مضمون پر دلالت ہے کہ یہ قرأت مجردۂ ختم قرآن یا قرأت علی القبور الموتی مراد ہے اور اس کا عدم جواز کلام فقہاء سے سطور بالا میں کما حقہ محقق ہو گیا، فلیتأمل،

لہذا امام ومؤذن ومدرسین وواعظین کو ماہوار مقررہ تنخواہ پر معین کرنا جائز ہے اور بلا خلاف وبلا کراہت ایسے اماموں کا اقتدا درست ہے۔ حدیث میں ہے:

((صلوا خلف کل بر و فاجر)) الحدیث۔ [۲]

"والصلوه جائزة خلف کل بر و فاجر "۔ شرح عقائد نسفی۔ [۳]

اور خود حضور ﷺ کا حضرات صحابہ ؓ کو ظالم حکام کے پیچھے اقتدا کرنے کا حکم فرمانا دلیل واضح ہے حکم مشروعیت وجواز صلوۃ پر۔ جب فاسق امام کے پیچھے اقتدا درست ہے تو تنخواہ دار اماموں کا اقتدا بدرجۂ اولی جائز ہوگا، دلالت حدیث سے جواز ظاہر ہے، زائد از زائد اگر کہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ تنخواہ لینا احتیاط وتقوی کے خلاف ہے، فتوے کے خلاف نہیں، لہذا:" تخلف علی الامام الذی هکذا شانه لا یجوز ((علیکم الجماعة من شذ شذ فی النار)) الحدیث۔[۴] و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

---

[۱]..... تنقیح الفتاوی الحامدیة ص ۱۲۸ ج ۲، مطبوعہ مصر۔

[۲]..... سنن الکبری ص ۱۹ ج ۴، باب الصلوة علی من قتل نفسه، الخ۔

پوری روایت اس طرح ہے:((صلوا خلف کل بر و فاجر، وصلوا علی بر و فاجر، وجاهدوا مع کل بر و فاجر))، (فیض القدیر ص ۲۶۵ ج ۴، رقم الحدیث ۵۰۲۲)

[۳]..... وتجوز الصلوة خلف کل بر و فاجر۔ (شرح عقائد نسفی ص ۱۱۵، کتاب خانہ مجیدیہ، ملتان)

[۴]..... ((من شذ شذ فی النار)) یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے، یعنی جو جماعت سے الگ ہوا وہ تنہا آگ میں ڈالا جائے گا۔ (مشکوۃ ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی۔ ترمذی ص ۳۹ ج ۲، ابواب الفتن، باب لزوم الجماعة)

قصاب کا پیشہ کرنے والے کی امامت

(۳۱۱) س:..... کسی مسجد کا امام قصاب ہو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔ قصاب کے پیشہ کو ناجائز و گناہ سمجھنا اور جو عالم قصاب کا پیشہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز و مکروہ سمجھنے والا گنہگار رہوتا ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: کسی مسجد کا امام قصاب ہو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے۔ قصاب کے پیشہ کو ناجائز و برا سمجھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز و مکروہ سمجھنے والا غلطی پر ہے، اگر مسائل جانتے ہوئے ایسا خیال رکھتا ہے تو گنہگار ہے۔ فقط، واللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

امام قصاب کا پیشہ کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۳۱۲) س:..... امام قصاب کا پیشہ کرسکتا ہے یا نہیں؟ خصوصا وہ امام جو تنخواہ دار ہو۔

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: قصاب کا پیشہ حلال و جائز پیشہ ہے، لہذا جو امام تنخواہ دار یا بے تنخواہ دار کو یہ پیشہ کرنا شرعا ناجائز و معیوب نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

امام کے لئے ذبح کی اجرت لینا کیسا ہے؟

(۳۱۳):..... امام کیلئے ذبیحہ ذبح کر کے اجرت لینا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: لے سکتا ہے اور یہ مال حلال ہے۔[۱] فقط، واللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

---

[۱]..... ویجوز الاستیجار علی الذکوۃ لان المقصود منها الاوداج دون افاتة الروح وذلک یقدر علیه فاشبه القصاص فیما دون النفس کذا فی السراج الوهاج۔

(عالمگیری ص ۴۵۴ ج ۴، کتاب الاجارۃ، الباب السادس عشر، فصل فی المتفرقات)

امام دوسری جگہ مزدوری کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۳۱۴) س:..... امام مسجد میں مقرر ہوکر دوسری جگہ مزدوری کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مزدوری کرسکتا ہے اور مزدور کے پیچھے نماز جائز ہے۔ حدیث وفقہ کی بنا پر مقرر کردہ امام کو تنخواہ لینی جائز ہے۔

فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

امام کو تنخواہ نہ دی جائے تو عدالت سے لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۳۱۵) س:..... جو شخص امام کو حسب دل خواہ تنخواہ نہ دے سکے، اس کو امام متولی وجماعت کے دیگر لوگوں کے مشورہ سے مسجد میں آنے سے روک سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا امام اس سے سرکاری قانون سے اپنی تنخواہ وصول کرسکتا ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: کسی مسلمان کو مسجد میں آنے سے روکنا جائز نہیں اور جو امام تنخواہ پر مقرر کیا گیا ہو اور تنخواہ نہ ملتی ہو تو اہل جماعت ومتولیان سے کہ جنہوں نے امام مقرر کیا تھا امام کو عدالت سے دعوی کرکے تنخواہ وصول کرنے کا شرعا حق ہے۔ فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

فاسق، تائب امام کے پیچھے نماز

(۳۱۶) س:..... ایک امام مسجد سماع کی مجالس میں دو تین دفعہ شریک ہوا، پھر خود چھوڑ دیا اور تائب ہوگیا، تاہم سات آٹھ آدمی کا ان کو ضداً واہانۃً برا بھلا کہنا اور مسجد کی جماعت ترک کرنا اور نیز آدمیوں کو منع کرنا، حتی کہ ایک جماعت کو خراب کرنا اور مسجد کو ویران کرنا اور دوسرے ایک مولوی صاحب کو لے کر دوکان میں جماعت کرنا کیسا ہے؟ اور توبہ کے بعد

اس کی امامت میں کوئی کراہت ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اگر کسی امام نے غیر شرعی مجالس میں شرکت کرنے سے توبہ کرلی ہے تو مصلیوں کو لازم ہے کہ توبہ کرنے کے بعد اس امام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھا کریں اور مسجد کی جماعت نہ چھوڑیں کہ گھر میں جماعت کا وہ ثواب نہیں مل سکتا جو ثواب مسجد کی جماعت میں مقرر ہے، بلکہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ فاسق امام کو امامت سے علحدہ کرنے کی جماعت میں قوت نہ ہو یا علحدہ کرنے میں فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں ترک جماعت نہ کرے، بلکہ جماعت سے نماز ادا کرتا رہے، چونکہ مسلمانوں میں عام وخاص سب میں عملاً ودیانۃً کمزوری آگئی ہے، ایسے وقت میں متقی و پرہیزگار امام کا وجود کمیاب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ محتاط اشخاص کو امامت کے لئے مقرر کرے، لیکن اگر اس قسم کے امام نہ ملنے پر جماعت کے ترک کرنے کا حکم واجازت نہیں ہے۔

موجودہ اماموں کو ضروری ہے کہ اپنے امام ہونے کی ذمہ داری محسوس کریں، ایسے حرکات واعمال وافعال ومجالس سے پرہیز کریں جس کو دیندار لوگ معیوب سمجھتے ہیں۔

امام صاحب خود احتیاط نہ کریں اور مصلی ان کی بے راہ روی پر شکایت کریں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ کر علحدہ جماعت کریں تو اس پر تفریق مسلمین اور تخریب مسجد کا الزام قائم کیا جائے یہ نامناسب امر ہے، لہذا اگر امام مجالس منکرہ میں جانے سے تائب ہوگیا ہے تو بفحوائے حدیث ((التائب من الذنب کمن لا ذنب له))[۱] اس امام کے پیچھے نماز پڑھی جاوے، ہر چند بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر تنہا پڑھنے سے یا مسجد

[۱]..... مشکوۃ ص ۲۰۶، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث۔

کو چھوڑ کر گھر یا دوکان میں جماعت میں پڑھنے سے مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے کہ مسجد کی جماعت کا ثواب بھی فوت نہ ہو اور مسجد کی آبادی میں بھی کمی نہ ہو اور تفریق بین المسلمین بھی نہ ہو۔

وفی النهر :صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة "درالمختار ص ۳۷۵۔

وفی رد المحتار : " افاد ان الصلوة خلفه اولی من الانفراد"۔[۱]

فقط،واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

بدعتی کی امامت

(۳۱۷) س:..... ایک بدعتی شخص کسی بدعتی کا مرید ہے۔حنفیوں کے برخلاف چلتا ہے اور حنفیوں کی مسجد پر قبضہ کر بیٹھا ہے،ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا اس مسجد میں علیحدہ جماعت کی جائے اور فرض نماز کے بعد دعا کو ترک کرتا ہے اور مقتدیوں کے کہنے پر جواب دیتا ہے کہ ہمارے شیخ کی اجازت نہیں ہے۔

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے،لیکن اگر اس سے اچھا امام موجود نہ ہو یا اس کو معزول کرنے میں فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو اس امام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھی جائے، جماعت ترک نہ کی جائے اور نہ ہی مسجد میں دوسری جماعت کی جائے کہ اس سے تفریق بین المسلمین کا اندیشہ ہے،اگر اہل محلّہ واہل جماعت متفقہ طور پر بدعتی امام کو معزول کرنا چاہیں تو شرعاً معزول کرنے کا حق ہے۔

اور مسجد خانہ خدا ہے کسی کا مالکانہ قبضہ مسجد پر صحیح نہیں ہوسکتا،لیکن انتظاما ٹرسٹیان مسجد کا

---

[۱].....شامی ص ۳۰۱ ج ۲،باب الامامة، مطلب :البدعة خمسة اقسام۔

قبضہ صحیح وجائز ہے۔

"ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق ومبتدع ،هذا ان وجد غیرهم والا فلا کراهة"

در المختار، وفی الشامی:" علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم " ۔[۱]

فرض نماز کے بعد دعا کرنا سنت ہے۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے، [۲] لہذا بوجہ سنت ہونے کے جماعت کے ساتھ مل کر امام کو فرض کے بعد دعا کرنا افضل ہے،ضروری وواجب نہیں ہے،لیکن کسی شیخ کا فرض نماز کے بعد دعا کو منع کرنا یا اپنے مریدین کو اجازت نہ دینا خلاف طریقہ سنت وگمراہی ہے۔

فقط،واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

اہل حدیث کی امامت

(۳۱۸) س:.....اہل حدیث کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: نماز درست ہے۔تقلید نہ کرنے والے غیر مقلدین کہے جاتے ہیں۔جو غیر مقلد ائمۂ مذاہب کو برا کہتے ہیں اور مقلدین کو مشرک سمجھتے ہیں ایسے لوگ فاسق ہیں،ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

فقط،واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۳۱۹) س:.....غیر مقلدوں کے پیچھے اہل سنت والجماعت کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

---

[۱].....شامی ص۲۹۹ ج۲،باب الامامة، قبیل مطلب :البدعة خمسة اقسام۔

[۲].....عن ابی امامةؓ قال :قیل یا رسول اللہ! ای الدعاء اسمع ؟قال:((جوف اللیل الآخر ودبر الصلوات المکتوبات)) رواه الترمذی۔(مشکوۃ ص۸۹،باب الذکر بعد الصلوۃ)

ج:.....حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق: غیر مقلدوں کے پیچھے مقلدین کی نماز بلا کراہت ادا ہو جاتی ہے، بشرطیکہ غیر مقلد ائمۂ مذاہب کو برائی سے یاد نہ کرتا ہو، بالخصوص حضرت فقیہ الامت امام اعظم ابو حنیفہ ؒ کو برا نہ کہتا ہو اور اگر کوئی غیر مقلد تبرائی ہو، ائمۂ مذاہب کو بوجہ اجتہاد کرنے کے بدعتی اور برا سمجھتا ہو اور مقلدین مذاہب کو بوجہ تقلید مشرک فی الرسالت سمجھتا ہو، ایسے بدزبان اور تبرائی امام کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ بکراہت تحریمی ہے، احتیاط نہ پڑھنے میں ہے، لیکن اگر پڑھی جاوے تو بکراہت ادا ہو جائے گی۔ [۱]

فقط، واللہ تعالی اعلم و علمه اتم و احکم۔

---

[۱].....حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ کا ایک فتوی یہاں نقل کرنا بہت مناسب سمجھتا ہوں:

س:.....حنفی کا غیر مقلد امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:.....میرے نزدیک مسئلہ میں تفصیل ہے، کیونکہ غیر مقلد بہت طرح کے ہیں۔ بعضے ایسے ہیں کہ ان کا اختلاف مقلدین کے ساتھ صرف مسائل اجتہادیہ میں ہے ان کی اقتدا کا حکم وہی ہے جو حنفی کے لئے شافعی کی اقتدا کا ہے، یعنی اگر وہ نماز میں خلافیات کی رعایت کرتا ہے تو بالاتفاق اقتدا جائز ہے ورنہ جواز اقتدا میں اختلاف ہے اور جمہور کا فتوی عدم جواز کا ہے، کیونکہ نماز کے معاملہ میں احتیاط ضروری ہے۔ اور بعضے غیر مقلدین ایسے ہیں کہ ان کا اختلاف مقلدین کے ساتھ ان مسائل میں ہے جو اہل سنت والجماعت کے نزدیک اجماعی ہیں۔ جیسے چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح جائز قرار دینا، متعہ جائز قرار دینا اور سلف صالحین کے لئے سب وشتم (گالی گلوچ) روا رکھنا، وامثال ذلک۔ ایسے لوگوں کا حکم بدعتی امام کے حکم کے مانند ہے، یعنی بغیر کسی مجبوری کے ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور کسی مجبوری کے وقت مکروہ تنزہی ہے۔ اور جن غیر مقلدین کا حال مشتبہ ہو، اولی یہ ہے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے تاکہ کوئی فتنہ نہ اٹھے اور بعد میں اعادہ کرلے تاکہ احتیاط پر عمل ہو جائے، لیکن اگر فتنہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں ہے تو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھے تاکہ مسلمانوں کو دھوکہ نہ ہو اور وہ دین متین کے بارے میں بے باک نہ ہو جائیں۔

(امداد الفتاوی ص ۳۸۶ ج ۱، مع حاشیہ از: حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ العالی)

مخالف مذہب کے پیچھے نماز صحیح ہونے کا حکم

(۳۲۰) س:..... شافعی مصلیوں کا حنفی امام کے پیچھے جمعہ صحیح ہے یا نہیں؟

۲:.....حنفی امام کو شافعی مصلیوں کے لئے کن چیزوں کی رعایت ضروری ہے؟

۳:.....چار مسجد میں عید کی نماز حنفی امام کے ہوتے ہوئے کسی گھر یا دوکان میں شافعیوں کا علحدہ عید کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟

۴:.....شافعیوں کی عید کی نماز حنفی کے پیچھے صحیح ہوگی یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مذاہب اربعہ کے محققین علماء کے نزدیک مخالف مذہب کے پیچھے نماز صحیح ہوجاتی ہے خواہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے یا نہ کرے۔ حضرات صحابہؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ میں مختلف مذہب کے لوگ تھے اور باوجود اس اختلاف مسلک کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

۱:..... جمعہ صحیح ہوجائے گا۔

۲:.....حنفی امام کو شافعی مقتدیوں کی صحت نماز کی رعایت کرنا بہتر ہے تاکہ بلا خلاف امام ومقتدی کی نماز اپنے اپنے مذہب کے موافق صحیح ہوجائے۔ شافعی مذہب میں مفتی بہ قول یہی ہے کہ امام پر مقتدی کے مذہب کی رعایت ضروری نہیں۔

(''اعانة الطالبین'' ص۴۲ ج۲، ۱)

۳:.....شافعیوں کا حنفیوں کی بڑی جماعت چھوڑ کر دوسری جماعت سے عید پڑھنا بہتر نہیں، لیکن عید کی نماز بلا کراہت صحیح ہوجائے گی۔

۱:.....(ولا) قدوة (بمقتد) أی ولا یصح قدوة بمقتد حال قدوته لاستحالة اجتماع کونه تابعا متبوعا۔ (اعانة الطالبین ص۴۲ ج۲)

۴:.....صحیح ہوگی۔ فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

سوال مثل بالا

(۳۲۱)س:.....ہمارے یہاں اکثر شافعی المذہب لوگ حنفی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، وہ لوگ جماعت ترک کر کے دوسری جماعت بنا کر نماز پڑھتے ہیں، جماعت کا ترک کرنا کیسا ہے؟ مکروہ تحریمی یا گناہ کبیرہ یا نفاق؟

۲:.....اگر حنفی امام پر کسی قسم کا شبہ ہو تو اس وقت جماعت ترک کرنا جائز ہے یا شریک جماعت ہو کر اپنی جماعت پھر سے دہرالے؟

۳:.....اگر حنفی امام شافعی مسائل سے اچھی طرح واقف نہ ہو، مگر اپنے مسائل سے بخوبی واقف ہو تو اس صورت میں شافعی مقلد جماعت ترک کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہوں تو اس کی کیا تاویل ہوگی؟

۴:.....شافعی مذہب میں قمیص کا نیچا حصہ لنگی یا پاجامہ کے اندر اور آستین کہنیوں کے اوپر رکھنا کیسا ہے؟

۵:.....ظہر یا عصر کی نماز جماعت میں شافعی مقتدیوں کو قرأت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے اتنی بلند آواز سے پڑھ لی کہ اس کے آس پاس کے تین چار شخصوں کے کانوں تک پہنچ گئی تو ایسی صورت میں اس پڑھنے والے کی نماز قائم رہے گی یا نہیں؟

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ''میزان شعرانی'' ص ۱۵۰ میں ہے:[۱]

" فمن ذلک قول ابی حنیفةؒ ان الجماعة فی الفرائض غیر الجمعة فرض کفایة وهو من مذهب الشافعیؒ .....قوله مالکؒ انها سنة وبه قال جماعة من اصحاب

---

[۱].....مواہب رحمانی ترجمہ اردو میزان شعرانی ص ۴۷۴ ج ۱۔

ابی حنیفةؒ والشافعیؒ''۔

ونیز اسی میں ہے:

''ومن ذلک قول ابی حنیفةؒ ومالکؒ والشافعیؒ ان من دخل المسجد فوجد امامه قد فرغ من الصلوة کره له ان یستانف فیه جماعة اخری''۔[۱]

مذاہب اربعہ کے محققین کے نزدیک مخالف مذہب کے پیچھے نماز صحیح ہوجاتی ہے خواہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے یا نہ کرے۔ [۲]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ رسالہ ''انصاف'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''صحابہؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ میں مختلف مذہب کے لوگ تھے، بعض بسم اللہ نماز میں پڑھتے تھے بعض نہیں، بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے، بعض نماز فجر میں قنوت پڑھتے تھے بعض نہیں، بعض فصد وقے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض خاص حصے کو چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں۔ باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔[۳]

---

[۱]..... مواہب رحمانی ترجمہ اردو میزان شعرانی ص ۴۷۸ ج ۱۔

[۲]..... ہمارے اکابر کے فتاوی اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ، حضرت مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ وغیرہ حضرات کے فتاوی میں کچھ شرائط کے ساتھ اقتدا کو صحیح کہا ہے اور بعض فتاوی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر کسی شرط کے اقتدا صحیح ہے۔
تفصیل کے لئے دیکھئے! ص ۴۱۴ رسالہ ''مخالف مذہب امام کی اقتدا''۔

[۳]..... وقد کان فی الصحابة والتابعین ومن بعدهم من یقرأ البسملة ومنهم من لا یقرأها، ومن یجهر بها ومنهم من لایجهر بها، ومنهم من کان یقنت فی الفجر ومنهم من لا یقنت فی الفجر، ومنهم من یتوضأ من الحجامة والرعاف والقئی ومنهم من لایتوضأ من ذلک، ومنهم من یتوضأ من

لہذا جب کہ مسجد میں حنفیوں کی جماعت ہورہی ہو ایسے وقت شافعیوں کا جماعت میں شریک نہ ہونا اور اپنی دوسری جماعت کے انتظار میں بیٹھا رہنا گناہ ہے اور اس کو حدیث میں نفاق کہا گیا ہے۔[۱]

۲:.....اگر شافعی مقتدی کو شک ہو کہ حنفی امام بعض ان چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے جو شافعی مذہب میں واجب ہیں تو اس شک کا اثر صحت اقتدا پر نہ پڑے گا، یعنی اقتدا کرنا صحیح ہوگا، لیکن اگر شافعی مقتدی کو حنفی امام پر واجبات چھوڑنے کا یقین ہو تو ایسی حالت میں یقیناً اقتدا صحیح نہ ہوگا۔ حنفی امام کو شافعی مقتدیوں کی صحت نماز کی رعایت کرنا ضروری ہے تاکہ بلا خلاف امام و مقتدی کی نماز اپنے اپنے مذہب کے موافق صحیح ہو جائے۔

''اعانة الطالبین'' ص ۴۱ ج ۲ میں ہے:

(ولو شک شافعی) خرج بالشک ما اذا تیقن ترکه لبعض الواجبات کالبسملة فانه یؤثر فی صحة الاقتداء به وعبارة النهایة ولو ترک الامام البسملة لم تصح قدوة الشافعیؒ به (فی اتیان المخالف بالواجبات عند الماموم لم یؤثر فی صحة الاقتداء به تحسینا للظن به فی توقی الخلاف) ای یحسن الشافعی الظن بالمخالف فی توقی الخلاف ای مراعاته بان یاتی بما هو واجب عند المخالف لتصح صلوته وصلوة المامومین علی مذهبه ومذهب المخالف''[۲]

مس الذکر ومس النساء بشهوة ومنهم من لایتوضأ من ذلک، ومنهم من یتوضأ مما مسته النار ومنهم من لا یتوضأ من ذلک، مع هذا بعضهم یصلی خلف بعض۔

(انصاف مع اردو ترجمہ کشاف ص ۹۰، مطبوعہ مجتبائی دہلی)

[۱]..... ''وما یتخلف عنها الا منافق معلوم النفاق'' الخ۔ (مشکوۃ ص ۹۷، باب الجماعة وفضلها)

[۲]..... اعانة الطالبین ص ۴۲ ج ۲، طبع دار احیاء الکتب العربیة، مصر۔

شافعی مذہب میں قول راجح یہی ہے کہ امام پر مقتدی کے مذہب کی رعایت ضروری نہیں۔

قال شیخنا: اما لو قرأ امام للخیفة مثلا فلا یلزمه ذلک وهو قضیة افتاء "اه، ثم قال شیخنا بعد ذلک: اذا کان یصلی خلفه شافعی ینبغی وجوب رعایة الخلاف قلت وفیه وما فیه اذ هو مقید بامامة علی مذهب معین ولا یلزم تصحیح صلوة الغیر" ص ۴۲ ج ۲۔

۳:.....ایسی صورت میں شافعی مقلدوں کو جماعت کرنا جائز نہیں۔

۴:.....شافعی وحنفی ہر دو مذہب میں مختلف مزدوری کرنے والے لوگوں کے لئے جن کا عموماً ہر وقت یہی لباس رہتا ہو ان کے لئے مکروہ نہیں، خواص کا حکم اور ہے و نیز آستین ہی کہنیوں کے اوپر تک کی ہو تو بھی مکروہ نہیں۔ لمبی آستین کو کہنیوں کے اوپر تک چڑھا کر نماز پڑھنا ہر دو مذہب میں مکروہ ہے۔

علامہ شمس الدین رملی شافعیؒ "غایة البیان" ص ۱۰۵ مکروہات صلوۃ میں لکھتے ہیں: "او کم مشمر"۔ ایسے ہی شامی ص ۶۶۹ ج ۱ میں ہے:

"کمشمر کم او ذیل قال فی القنیة واختلف فیمن صلی وقد شمر کمیه لعمل کان یعمله قبل الصلوة او هیئته ذلک"[۱]

۵:.....نماز قائم رہے گی، فاسد نہ ہوگی۔ فقط،

واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

---

[۱].....شامی ص ۴۰۶ ج ۲، باب مایفسد الصلوة، مطلب: فی الکراهة التحریمیة والتنزیهیة۔

امامت

فضائل، اہمیت، ذمہ داری

اس رسالہ میں امامت کے فضائل، اس اہم منصب کی ذمہ داری، امام کے لئے مفید ہدایات، اور کچھ ضروری امور وغیرہ کو جمع کیا گیا ہیں

ترتیب

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منصب امامت' امامت کے فضائل' امام کی ذمہ داریاں

پیش لفظ

دین کے تمام اعمال میں سب سے اہم اور مقدم نماز ہے' اور دین کے نظام میں اس کا درجہ اور مقام گویا وہی ہے جو جسم انسانی میں قلب کا ہے، اس لئے اس کی امامت بہت ہی بڑا دینی منصب اور بڑی بھاری ذمہ داری' اور رسول اللہ ﷺ کی ایک طرح کی نیابت ہے، اس واسطے ضروری ہے کہ امام ایسے شخص کو بنایا جائے جو موجودہ نمازیوں میں دوسروں کی بہ نسبت اس عظیم منصب کے لئے زیادہ اہل اور موزوں ہو، اور وہ وہی ہوسکتا ہے جس کو رسول اللہ ﷺ سے نسبۃً زیادہ قرب ومناسبت حاصل ہو اور آپ ﷺ کی دینی وراثت سے جس نے زیادہ حصہ لیا ہو۔ (معارف الحدیث ص ۲۱۴ ج ۳)

اسلام میں منصب امامت کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ ایک باعزت' باوقار اور باعظمت' اہم دینی شعبہ ہے۔ یہ مصلی رسول اللہ ﷺ کا مصلی ہے۔ امام نائب رسول ہوتا ہے۔ امام اللہ رب العزت اور مقتدیوں کے درمیان قاصد وایلچی ہوتا ہے۔ اس لئے جو سب سے بہتر ہو' اسے امام بنانا چاہئے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۱۵ ج ۸)

منصب امامت کی اہمیت اور نزاکت کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کی امامت کی' اسے تھوک آیا تو قبلہ کی جانب تھوک دیا، آنحضرت ﷺ یہ دیکھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں سے آپ ﷺ نے فرمادیا کہ: یہ شخص آئندہ تمہاری امامت نہ کرے، اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو اسے روک دیا اور بتایا کہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق یہ ارشاد

فرمایا ہے، یہ شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے کہا تھا، راوی کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ: تم نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہونچائی تھی۔

(ابوداؤد ص ۷۶ ج ۱، باب فی کراھة البزاق فی المسجد۔ فتاوی رحیمیہ ص ۹۷ ج ۹)

امام غزالیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''بعض سلف کا قول ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے افضل کوئی نہیں اور ان کے بعد نماز کے امام سے افضل کوئی نہیں، کیونکہ یہ تینوں فریق اللہ تعالی اور اس کی مخلوق میں رابطہ کا ذریعہ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تو اپنی نبوت کے باعث، علماء علم کی وجہ سے، اور ائمہ کرام دین کے سب سے زیادہ اہم رکن کے سبب''۔

(احیاء العلوم ص ۲۸۰ ج ۱۔ ایصال ثواب کے لئے اجتماعی قرآن ویٰسین شریف کی شرعی حیثیت ص ۱۸۶)

امام پر اعتراض اور تنقید نہ کیا کرے

منصب امامت کی اہمیت ہی کا تقاضہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امام پر اعتراض کو ناپسند فرمایا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کوفہ والوں نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ یہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے (ہلکی اور جلدی پڑھاتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں ایسی ہی نماز پڑھاتا ہوں، جیسی نماز حضور پاک ﷺ پڑھایا کرتے تھے کہ شروع کی دو رکعت میں سورہ پڑھا کرتے تھے اور آخر کی دو رکعت میں سورہ کو چھوڑ دیا کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بارے میں ایسا ہی گمان تھا کہ (نماز سنت کے مطابق پڑھایا کرتے ہوں گے)۔ (مصنف ابن عبدالرزاق ص ۲۶۱ ج ۲)

ف:.....اپنے بڑوں پر خصوصا دینی اعتبار سے جو بڑے ہوں ان پر نقد اعتراض کرنا نہایت ہی قبیح اور مذموم امر ہے ''خطاء بزرگاں گرفتن خطا است'' یہ شیطانی ملعون حرکت ہے، جب دینداروں پر ہی اعتراض کریں گے تو پھر ان سے دینی استفادہ کس طرح حاصل کریں گے، نتیجہ یہ نکلے گا دین سے بھی آزاد اور بیزار ہو جائیں گے، چونکہ اعتراض سے استفادہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے' اسی وجہ سے استاذ اور مرشد پر ذرہ برابر اعتراض اور نقد کی گنجائش نہیں' ہاں ادب سے رائے کا اختلاف ہوسکتا ہے۔ (شمائل کبری ص ۳۶۳ ج ۲)

امام کا نہ ملنا قیامت کی علامت ہے

اگر ائمہ کی ناقدری کی گئی اور ان کو تنقید و اعتراض کا نشانہ بنایا گیا تو بہت ممکن ہے کہ علماء امامت سے گریز کریں، اور امامت کے شایان شان امام نہ ملے، اور حدیث شریف میں تو اسے قیامت کی علامت بتلایا گیا ہے' چنانچہ حضرت سلامہ بنت الحر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان من اشراط الساعة ان يتدافع اهل المسجد لا يجدون اماما يصلى بهم))

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اہل مسجد آپس میں لڑیں گے اور ان کو کوئی نماز پڑھانے والا نہیں ملے گا۔

(ابوداؤد ص ۸۶ ج ۱، باب فی کراهية التدافع عن الامامة)

ایک روایت میں ہے:

((يأتى على الناس زمان يقومون ساعة لا يجدون اماما يصلى بهم))۔

(سنن ابن ماجہ ص ۶۹، باب ما يجب على الامام، ابواب اقامة الصلاة والسنة فيها)

لوگوں پر ایک ایسا دور بھی آئے گا کہ دیر تک کھڑے رہیں گے، لیکن کوئی امام نہ ملے گا

جوان کو نماز پڑھائے۔

علامات قیامت سے ہے یہ بات کہ لوگ امامت کو اپنے اوپر سے ہٹائیں گے، ہر ایک نماز پڑھانے سے اپنی جان بچائے گا، غلبۂ جہالت کی وجہ سے۔ یا اس طرح ترجمہ کیجئے: کہ دھکیلے گا ایک شخص دوسرے کو مسجد یا محراب کی طرف تا کہ وہ دوسرا نماز پڑھادے۔ یہ دونوں مطلب تو قریب ہی قریب ہیں۔ ایک تیسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ: لوگ آپس کے اختلاف کی وجہ سے امام کو امامت سے ہٹائیں گے، ایک کہے ہم اس کے پیچھے نہیں پڑھتے' دوسرا کہے ہم اس کے پیچھے نہیں پڑھتے' آپس کی نزاع کی وجہ سے۔

(الدر المنضود علی سنن ابی داؤد ص۱۴۴ ج ۲)

شاید اسی ذمہ داری کا احساس تھا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم امامت کو زیادہ محبوب نہیں رکھتے تھے، چنانچہ روایت میں ہے کہ: ابو غالب کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مؤذن مسلمانوں (کی نماز کے) ذمہ دار ہیں اور امام ضامن ہے۔ اور مجھے اذان امامت سے زیادہ محبوب ہے۔

(سنن کبری ص۴۳۳ ج ۱۔ شمائل کبری ص۴۳۰ ج ۵)

اور ایک روایت میں یحی بن کثیر رحمہ اللہ سے خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اذان میں سبقت کرو' امامت میں نہیں۔

(ابن عبدالرزاق ص۴۸۸ ج ۱۔ شمائل کبری ص۳۹۶ ج ۵)

امام کے لغوی واصطلاحی معنی

امام کے لغوی معنی آگے اور سامنے کے ہیں۔ شریعت میں اس لفظ سے ''امیر المؤمنین'' بھی مراد لئے جاتے ہیں، ان کو امام اعظم کہا جاتا ہے۔

عام اصطلاح اور عرف میں کسی خاص علم وفن کے مقتدیٰ اور اس کی ممتاز شخصیت کو بھی ''امام'' کہہ دیا جاتا ہے، مثلاً: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ، امام سیبویہ وغیرہ۔

فقہ کی اصطلاح میں یہ لفظ اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے، جس کی نقل وحرکت کی پیروی نماز میں کی جاتی ہے اور جس کو ہمارے عرف میں ''امام'' کہتے ہیں۔

(قاموس الفقہ ص ۲۱۸ ج ۲)

ائمہ کرام کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ اپنے منصب اور ذمہ داری کو سمجھئے اور اس عظیم کام کے لئے جو اوصاف مطلوب ہیں، انہیں اپنی زندگی میں لانے کی حتی الوسع کوشش کریں، انشاء اللہ اس کا بڑا اچھا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اللہ تعالی راقم و ناظرین کو عمل کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

اس مختصر رسالہ میں منصب امامت کی اہمیت، امامت کے فضائل، اور اس کی ذمہ داری کے متعلق چند باتیں جمع کی گئی ہیں۔ اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے آمین۔

شروع میں صرف امام کے چند فضائل لکھنے کے ارادہ سے اس تحریر کا آغاز کیا تھا، مگر لکھتے لکھتے یہ تحریر ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گئی۔

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوز بری

۲۰ ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۷ اپریل ۲۰۰۸ء

بروز اتوار

امامت کے فضائل

اسلام میں منصب امامت کوئی ملازمت نہیں ، بلکہ عظیم اور اہم ترین منصب ہے۔ احادیث میں امامت کے بڑے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں۔ چند مندرجہ ذیل ہیں:

بہتر کو امام کو بناؤ

(۱).....آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اجعلوا أئمتكم خياركم فانهم وفدكم فی ما بينكم و بين ربكم))۔

یعنی جو بہتر ہوں ان کو امام بناؤ، کیونکہ وہ تمہارے اور اللہ تعالی کے درمیان نمائندے ہیں۔((كنز العمال رقم الحديث:۲۰۴۳۲)

حضرت ابو مرثد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے خوشی کی بات ہے کہ نماز قبول ہو جائے' پس اپنے علماء کو امام بناؤ کہ یہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان قاصد ہیں۔ (مجمع ص ۶۴ ج ۲۔ اعلاء السنن ص ۲۰۳۔ شمائل کبری ص ۳۴۷ ج ۶)

حضرت ابو اسامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ: تمہاری نمازیں قبول ہوں خوشی کی بات ہے' پس چاہئے کہ تمہاری امامت وہ کرے جو تم میں سے بہتر ہو (یعنی تقوی اور عمل صالح کے اعتبار سے)۔ (اعلاء السنن ص ۲۲۰ ج ۴۔ شمائل کبری ص ۳۴۷ ج ۶)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ امام اللہ تعالی کے حضور میں پوری جماعت کی نمائندگی کرتا ہے، اس لئے خود جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس اہم اور مقدس مقصد کے لئے اپنے میں سے بہتر آدمی کو منتخب کرے۔

رسول اللہ ﷺ جب تک اس دنیا میں رونق افروز رہے، خود امامت فرماتے رہے اور مرض وفات میں جب معذور ہوگئے تو علم وعمل کے لحاظ سے امت کے افضل ترین فرد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے نامزد اور مامور فرمایا۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کی مندرجۂ بالا حدیث میں حق امامت کی جو تفصیلی ترتیب بیان فرمائی گئی ہے، اس کا منشاء بھی دراصل یہی ہے کہ جماعت میں جو شخص سب سے بہتر اور افضل ہو اس کو امام بنایا جائے'' اقرأھم کتاب اللہ ''اور'' اعلمھم بالسنۃ '' یہ سب اسی بہتری اور افضلیت فی الدین کی تفصیل ہے۔

افسوس کہ بعد کے دور میں اس اہم ہدایت سے بہت تغافل برتا گیا اور اس کی وجہ سے امت کا پورا نظام درہم برہم ہوگیا۔ (معارف الحدیث ص ۲۱۸ ج ۳)

اوپر حضرت موصوف رحمہ اللہ نے ابومسعود رضی اللہ عنہ کی جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے:

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہو، اور اگر اس میں سب یکساں ہوں تو پھر وہ آدمی امامت کرے جو سنت وشریعت کا زیادہ علم رکھتا ہو، اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو، اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں (یعنی سب کا زمانۂ ہجرت ایک ہی ہو) تو پھر وہ شخص امامت کرے جو سن کے لحاظ سے مقدم ہو، اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقۂ سیادت وحکومت میں اس کا امام نہ بنے، اور اس کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی خاص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

(مسلم شریف، معارف الحدیث ص ۲۱۵ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی ارشاد احمد صاحب قاسمی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں: ''موجودہ دور کے فتنوں میں سے یہ ہے کہ مساجد کی امامت میں فقہاء کی بیان کردہ شرعی ترتیب کو بالکل ترک کر دیتے' اور اپنے احباب' متعلقین' اقربا' اعزہ کو ترجیح دیتے اور مقرر کرتے ہیں' اور ان سے فائق اور لائق اور مستحق بالامامۃ کو اپنے مفاد کی وجہ سے اس کے لئے مقرر نہیں کرتے' یعنی اپنے مصالح کو شرعی امور پر ترجیح دیتے ہیں۔ (شمائل کبری ص ۳۴۵ ج ۶)

امام امیر ہے

(۲).....ایک اور روایت میں ہے:

((الامام امیر فاذا رکع فارکعوا واذا سجد فاسجدوا))۔

یعنی امام تمہارا امیر ہے، وہ جب رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔ (ترمذی)

مسجد میں موجود لوگوں میں افضل امام ہے

(۳).....آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((افضل الناس فی المسجد الامام ثم المؤذن ثم من علی یمین الامام))۔

یعنی مسجد میں موجود لوگوں میں افضل امام ہے، پھر مؤذن، پھر وہ جو (صف میں) امام کے دائیں جانب ہوں۔ (کنز العمال رقم الحدیث: ۲۰۳۷۵)

نزول رحمت کی ابتدا امام سے ہوتی ہے

(۴).....نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

((خیر بقعة فی المسجد خلف الامام ، وان الرحمة اذا نزلت بدأت بالامام ثم

یمنه ثم یسره ثم تتغاص المسجد باهله))۔(کنز العمال رقم الحدیث:۲۰۵۱۹)

مسجد میں سب سے بہتر جگہ وہ ہے جو امام کے پیچھے ہوتی ہے اور اللہ تعالی کی رحمت کے نزول کی ابتدا امام سے ہوتی ہے، پھر رحمت کا نزول امام کے پیچھے والے، پھر امام کے دائیں والے، پھر امام کے بائیں والے کی جانب، پھر پوری مسجد والوں پر پھیل جاتی ہے۔

مقتدی کی تعداد کی مقدار امام کو اجر ملتا ہے

(۵).....ایک حدیث میں ہے:

((للامام والمؤذن مثل اجور من صلی معهما))۔

یعنی امام اور مؤذن کو اتنے نمازیوں کے برابر ثواب ملتا ہے جتنے لوگ ان کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔(کنز العمال رقم الحدیث:۲۰۳۷۴)

ائمہ حرمین شریفین کے اجر کا کیا ٹھکانہ۔اس حدیث کی وجہ سے ائمہ کرام کو کبھی کبھی اپنے بیان میں مقتدی کو یہ بھی ہدایت کرنی چاہئے کہ عام طور پر لوگ ائمہ حرم کے بارے میں ادب کے الفاظ نہیں استعمال کرتے' مثلا:''سدیس تو کیا اچھا پڑھتا ہے''شریم تو بہت روتا ہے''گر چہ یہ تعریف کے الفاظ ہیں' مگر اس میں ادب نہیں، ان الفاظ کو اس طرح بھی استعمال کیا جاتا ہے:''شیخ سدیس حفظہ اللہ تو بہت اچھا پڑھتے ہیں''''شیخ شریم حفظہ اللہ تو بہت رونے والے ہیں''۔اور بعض لوگ تو ان ائمہ کی برائی تک کرتے ہیں،مثلا:''حرمین کے امام تو خوامخواہ بہت لمبی نماز پڑھاتے رہتے ہیں''وغیرہ۔

امامت پر دخول جنت کا اجر

(۶).....رُوی عن ابن عباس رضی الله عنه قال : جاء رجل الی النبی ﷺ فقال : علِّمنی او دُلَّنی علی عمل یدخلنی الجنة؟ قال : '' کن مؤذنا'' قال : لا استطیع ' قال:

'' کن اماما'' قال : لا استطیع ، قال: '' فقم بازاء الامام'' ، رواہ البخاری فی تاریخہ والطبرانی فی الاوسط۔

(الترغیب والترھیب ص۱۱۲ ج۱،الترغیب فی الاذان وما جاء فی فضلہ، کتاب الصلاۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل سکھلا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مؤذن بن جاؤ! (اس پر) انہوں نے عرض کیا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (تو) امام بن جاؤ! (اس پر) وہ صاحب کہنے لگے مجھے اس کی قدرت نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر امام کے مقابل (پیچھے برابر میں) کھڑے ہو جایا کرو۔

سات سال ایک مسجد کی امامت پر وجوب جنت کا وعدہ' کیا حدیث ہے؟

نوٹ: امام غزالی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ: جو شخص ایک مسجد میں سات سال امامت کرے اس کے لئے جنت واجب ہے' اور جو شخص چالیس سال اذان دے' جنت میں بے حساب داخل کیا جاوے گا۔

(مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین ص ۲۷۹ ج۱، چوتھی فصل)

راقم کو باوجود تتبع وتلاش کے حدیث کی کتابوں میں یہ حدیث نہ مل سکی۔ مرغوب

تین شخص کو قیامت کی گھبراہٹ کا خوف نہیں ہوگا

(۷).....عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ ﷺ :((ثلاثۃ لا یھولھم الفزع الاکبر ' ولا ینالھم الحساب ' ھم علی کثیب من مسک حتی یفرغ من حساب الخلائق : رجل قرأ القرآن ابتغاء وجہ اللہ 'وامّ بہ قوما وھم راضون بہ'

وداع یدعو الی الصلوات ابتغاء وجه الله ' وعبد احسن فیما بینه وبین ربه وفیما بینه و بین موالیه))۔

(رواه الترمذی باختصار ، وقد رواه الطبرانی فی الاوسط والصغیر ، وفیه عبد الصمد بن عبد العزیز المقری ذکره ابن حبان فی الثقات ، مجمع الزوائد ۸۵/۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ جن کو قیامت کی سخت گھبراہٹ کا خوف نہیں ہوگا' نہ ان کو حساب کتاب دینا پڑے گا، جب تک مخلوق اپنے حساب وکتاب سے فارغ ہو وہ مشک کے ٹیلوں پر تفریح کریں گے۔ایک وہ شخص جس نے اللہ تعالی رضا کے لئے قرآن شریف پڑھا اور اس طرح امامت کی کہ مقتدی اس سے راضی رہیں۔دوسرا وہ شخص جو اللہ تعالی کی رضا کے لئے لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا ہو۔تیسرا وہ شخص جو اپنے رب سے بھی اچھا معاملہ رکھے اور اپنے ماتحتوں سے بھی اچھا معاملہ رکھے۔(منتخب احادیث ص ۱۸۳)

تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے

(۸).....عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال : قال رسول الله ﷺ ((ثلا ثة علی کُثُبَانِ الْمِسْکِ –اراه قال– یوم القیامة یغبطهم الاولون والاخرون:رجل ینادی بالصَّلَوَاتِ الخمس فی کل یوم ولیلة' ورجل یؤمّ قوما وهم راضون ' وعبد ادّی حقّ الله و حقَّ موالیه))۔

(ترمذی ص ۸۴ ج ۲، باب ما جاء فی صفة انهار الجنة، ابواب صفة الجنة، رقم الحدیث ۲۵۶۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے' ان پر اگلے پچھلے سب لوگ

رشک کریں گے: ایک وہ شخص جو دن رات کی پانچ نمازوں کے لئے اذان دیا کرتا تھا' دوسرا وہ شخص جس نے لوگوں کی امامت کی اور وہ اس سے راضی رہے۔ تیسرا وہ غلام جو اللہ تعالی کا بھی حق ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا بھی حق ادا کرے۔ (منتخب احادیث ص ۱۸۴)

ائمہ کے لئے مشک کی مٹی کے گنبد ہوں گے

(۹)..... " **دخلت الجنة فرأيت فيها جنابذ من اللؤلؤ ترابها المسک، فقلت : لمن هذا يا جبريل؟ قال : للمؤذنين والائمة من امتک يا محمد)).**

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں (شب معراج میں یا خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں موتیوں کے گنبدوں کو دیکھا کہ اس کی مٹی مشک کی ہے، میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کس کے لئے ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد ﷺ آپ کی امت کے مؤذنین اور ائمہ کے لئے ہیں۔

(فیض القدیر ص ۶۹۳ ج ۳، رقم الحدیث ۴۱۷۹)

امام کے لئے آپ ﷺ کی ہدایت کی دعا

(۱۰)..... **عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ :((الامام ضامن والمؤذن مؤتمن ، اللهم ارشد الائمة واغفر للمؤذنين)).**

(ابو داؤد ص ۷۷ ،باب ما يجب على المؤذن،من تعاهد الوقت ، رقم الحديث ۵۱۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: امام ذمہ دار ہے اور مؤذن پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! اماموں کی رہنمائی فرما اور مؤذنوں کی مغفرت فرما۔

ف: ''سنن ابن ماجہ'' میں ہے: حضرت ابو حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت سہل بن سعد

رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے جوانوں کو (امامت کے لئے) آگے کرتے' وہ نماز پڑھاتے، تو ان سے درخواست کی گئی کہ آپ ایسا (کیوں) کرتے ہیں؟ حالانکہ آپ اتنے قدیم الاسلام صحابی ہیں، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمارہے تھے کہ:

((الامام ضامن فان احسن فله ولهم ' وان اساء يعنى فعليه ولا عليهم))۔

(سنن ابن ماجہ ص ۶۹، باب ما يجب على الامام، ابواب اقامة الصلاة والسنة فيها)

''ابوداؤد شریف'' کی روایت میں ہے ((من امّ الناس فاصاب الوقت فله ولهم، ومن انتقص من ذلک فعليه ولا عليهم))۔

جو لوگوں کی امامت کرے اور صحیح وقت پر ان کو نماز پڑھائے تو اس کا ثواب امام کو بھی ملے گا اور مقتدی کو بھی ملے گا، اور جو (امام) اس معاملہ میں کوتاہی کرے (اور بے وقت نماز پڑھائے) تو اس کا گناہ امام پر ہوگا مقتدیوں پر نہ ہوگا۔

(ابوداؤد ص ۸۶، باب فی جُمّاعِ الامامة و فضلها۔ الدر المنضود على سنن ابی داؤد ص ۱۴۳ ج ۲)

''ابن خزیمہ'' اور ''ابن حبان'' کی روایت میں ((فارشد الله الائمّة واغفر للمؤذنين)) کے الفاظ آئے ہیں۔ ایک روایت میں ((المؤذنون امناء والائمة ضمناء ' اللهم اغفر للمؤذنين وسدّد الائمّة)) کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ ایک روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں: ((الامام ضامن والمؤذن مؤتمن ، فارشد الله الائمة وعفا عن المؤذنين))۔

(الترغيب والترهيب ص ۱۱۲ ج ۱، الترغيب فى الاذان وما جاء فى فضله، كتاب الصلاة)

امام کے ذمہ دار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ امام پر اپنی نماز کے علاوہ مقتدیوں کی نمازوں کی بھی ذمہ داری ہے' اس لئے جتنا ہو سکے امام کو ظاہری اور باطنی طور سے اچھی نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں ان کے لئے

دعا فرمائی ہے۔مؤذن پر بھروسہ کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے نماز روزے کے اوقات کے بارے میں اس پر اعتماد کیا ہے، لہذا مؤذن کو چاہئے کہ وہ صحیح وقت پر اذان دے، چونکہ مؤذن سے بعض مرتبہ اذان کے اوقات میں غلطی ہوجاتی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے مغفرت کی دعا کی ہے۔(بذل المجهود۔منتخب احادیث ص۱۸۴)

امام کے ان فضائل سے معلوم ہوا کہ ائمہ کا مقام بہت بڑا ہے، جس طرح یہ منصب عظیم ہے اسی طرح اس کی ذمہ داری بھی بڑی نازک ہے۔نماز کامل طریقے سے پڑھانے پر بڑے اجر کا وعدہ ہے اور نماز میں کمی رہ جائے تو مقتدی کی نماز کا گناہ بھی امام پر ہے۔

(دیکھئے!''انتخاب الترغیب والترہیب''ص۳۸ ج۲)

امامت کی کوتاہی پر وعید

جس امام سے مقتدی معقول عذر کی وجہ سے ناراض ہوں اس پر لعنت

(۱).....عن انسؓ قال : لعن رسولُ الله ﷺ ثلا ثةً: رجل امَّ قوماً وهم له كارهون ، وامرأة باتتْ و زوجُها عليها ساخط، ورجل سمع حی علی الفلاح ثُمَّ لَم يُجِبْ))۔

(ترمذی ص۸۲، باب ما جاء من امَّ قوما وهم له كارهون، كتاب الصلاة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے تین (طرح کے اعمال کرنے والوں پر) لعنت فرمائی: (پہلا) وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کرے' اور لوگ اس سے (شرعی اور معقول عذر کی وجہ سے) ناراض ہوں، (دوسری) وہ عورت' جو اس حال میں رات گذارے کہ اس کا شوہر اس سے (عورت کے قصور کی وجہ) ناراض ہو، (تیسرا) وہ آدمی جو''حی علی الفلاح'' (کی آواز) سنے اور جواب نہ دے (یعنی نماز کے لئے نہ جائے)۔

(کنز العمال میں یہ روایت تھوڑے سے الفاظ کے فرق سے آئی ہے، دیکھئے! رقم الحدیث: ۴۴۳۳۷)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اہل علم کی ایک جماعت نے اس کو ناپسند کیا ہے کہ کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرے درانحالیکہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔ پس جب امام ظالم نہ ہو، یعنی ناگواری کی وجہ اس میں نہ پائی جاتی ہو تو گناہ انہیں لوگوں پر ہے جو اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

اور امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے حدیث کی شرح میں فرمایا: جب امام کو ایک یا دو شخص یا تین شخص ناپسند کریں تو کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کو نماز پڑھائے، یہاں تک کہ اس کو اکثر لوگ ناپسند کریں۔ (تحفة الالمعی ص ۱۸۵ ج ۲)

جس امام سے مقتدی ناراض ہوں، وہ سخت عذاب میں ہوگا

(۲).....عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال : كان يُقَالُ : اشدَّ النَّاسِ عذابا يومَ القيامةِ اثنانِ : امرأة عَصَتْ زوجَها ، وامامُ قومٍ وهم له كارهون۔

(ترمذی ص ۸۳، باب ما جاء من امَّ قوما وهم له كارهون، كتاب الصلاة)

عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہا جاتا تھا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب دو شخصوں کو ہوگا: (ایک) وہ عورت جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے (دوم) کسی قوم کا امام درانحالیکہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔

دس آدمی کی نماز اللہ تعالیٰ ہرگز قبول نہیں فرماتے

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''منبہات'' میں ایک حدیث ذکر کی ہے کہ:

حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی نماز قبول نہیں فرماتا:

(۱).....وہ شخص جو تنہا (بلا جماعت) بغیر قرأت کے نماز پڑھتا ہے۔

(۲).....وہ شخص جو زکوۃ ادا نہیں کرتا (حالانکہ زکوۃ اس پر فرض ہے)۔

(۳).....وہ شخص جو زبردستی قوم کی امامت کرے اور لوگ اس سے ناخوش ہوں (اور اس کی کوتاہیوں اور بداخلاقیوں کی وجہ سے امامت کا مستحق نہ سمجھتے ہوں، اور اس کو الگ کرنا چاہتے ہوں مگر وہ زبردستی امامت کرتا ہو)۔

(۴).....بھگوڑا غلام (جو شرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے اپنے آقا کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہو)۔

(۵).....دائمی شراب نوشی کرنے والا شخص۔

(۶).....وہ عورت جو اس حال میں رات گذارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو (یہ اس وقت ہے جبکہ عورت کی طرف سے کوتاہی، حق تلفی وغیرہ ہو)۔

(۷).....وہ آزاد عورت جو بغیر اوڑھنی کے نماز ادا کرے (اور بلا پردہ آوارہ پھرے)

(۸).....سود خور۔

(۹).....ظالم بادشاہ۔

(۱۰).....وہ شخص جس کو اس کی نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے نہ روکے، ایسا شخص برابر اللہ تعالی سے دوری میں ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز میں ضرور کوتاہی ہے اور خشوع وخضوع وغیرہ کی کمی ہے، تب ہی تو وہ معاصی اور بے حیائی کے کاموں سے باز نہیں آتا، اس لئے اس کو اپنی کوتاہی کو دور کرنا چاہئے اور نماز کامل خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

(تنبیہات ترجمہ منبہات۔المعروف بہ ''کام کی باتیں'' از: حضرت مفتی فاروق صاحب میرٹھی مدظلہم)

امام کی کوتاہی پر مقتدی کا گناہ بھی امام پر ہوگا

(۲).....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یُصلُّون لکم فَاِن اصابوا فلکم ، وان اَخطَؤا فلکم وعلیھم))۔

تمہیں نماز پڑھائی جاتی ہے، پس اگر امام نے ٹھیک پڑھائی تو اس کا ثواب تمہیں ملے گا اور اگر غلطی کی تو تمہیں ثواب ملے گا اور گناہ امام پر ہوگا۔

(بخاری شریف ص ۹۶ ج ۱، باب اذا لم یتمّ الامام واتمّ من خلفه، کتاب الاذان)

ایک حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

((من امّ قوما فلیتقّ اللہ' ولیعلم انه ضامن' مسئول لما ضمن ، فان احسن کان له من الاجر مثل اجر من صلی خلفه' وما کان من نقص فھو علیه))

جو شخص کسی قوم کی امامت کرائے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالی سے ڈرے اور یہ جان لے کہ وہ ضامن ہے، اس سے اس کی ذمہ داری کا سوال ہوگا، اگر اس نے عمدہ طریقہ سے اپنی ذمہ داری نبھائی تو اس کو سب نمازیوں کے برابر اجر ملے گا اور اگر اس نے اپنی ذمہ داری میں کمی کی تو اس کا وبال اس پر ہوگا۔

(آخرت کے عجیب وغریب احوال (ترجمہ'' البدور السافرة فی امور الآخرة''ص ۳۰۷)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((من امّ قوما فان اتمّ فله التمام ولھم التمام وان لم یتم فلھم التمام وعلیه الاثم))

جس نے کچھ لوگوں کی امامت کی اور نماز کامل طریقے پر ادا ہوگئی تو اس کی بھی پوری لکھی جائے گی اور ان (مقتدیوں) کی بھی، اور اگر (کچھ) ناتمام رہ گئی تو لوگوں کی پوری ہوگئی اور (اس کمی کا) گناہ اس پڑھانے والے پر ہے۔ (انتخاب الترغیب والترہیب ص ۳۸ ج ۲)

امام پوری جماعت کی نماز کا ذمہ دار اور اللہ تعالی کے سامنے گویا ان سب کا نمائندہ ہوتا ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ جس معاملہ میں وہ نمائندگی کر رہا ہے، یعنی.....نماز.....اس میں

وہ اور سب لوگوں سے بہتر ہونا چاہئے، اور چونکہ وہ نبی کریم ﷺ کا نائب ہے اس لئے اس کی زندگی نبی کریم ﷺ کی زندگی سے جس قدر مشابہ ہوگی اور اتباع سنت میں وہ جتنا بڑھا ہوا ہوگا اسی قدر وہ اس منصب کا اہل ہوگا۔

ہر امام کو اپنی ذمہ داری کا احساس پوری طرح رہنا چاہئے، اگر امام ان صفات کا حامل ہے تو اس ثواب کا وہ مستحق ہے، ورنہ اسی لحاظ سے وہ اس وبال کا بھی ذمہ دار ہے۔

(انتخاب الترغیب والترہیب ص ۳۹ ج ۲)

''سنن ابن ماجہ'' میں یہ روایت ذرا تفصیل سے آئی ہے کہ: حضرت ابوعلی ہمدانیؒ سے روایت ہے کہ وہ کشتی میں سوار تھے جس میں حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ بھی تھے، ایک نماز کا وقت آیا تو ہم نے ان سے درخواست کی کہ امامت کروائیں! اور عرض کیا کہ: آپ ہم سب میں امامت کے زیادہ حقدار ہیں (کہ آپ!) رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں تو انہوں نے انکار کیا اور فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

((من امّ الناس فالصلاة له ولهم، ومن انتقض من ذلک شئیا فعلیه ولاعلیهم))۔

جو لوگوں کا امام بنے اور صحیح طریقہ سے امامت کرے تو نماز کا اجر اس کو بھی ملے گا اور لوگوں کو بھی، اور جس نے اس میں کوتاہی کی تو اس امام کو گناہ ہوگا مقتدیوں کو نہ ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ ص ۶۹، باب ما یجب علی الامام، ابواب اقامة الصلاة والسنة فیها)

تین آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی

(۳)..... عن انس رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: ((ثلاثة لا یقبل الله منهم صلاة، ولا تصعد الی السماء ولا تجاوز رؤسهم: رجل امّ قوما وهم له کارهون ورجل صلی علی جنازة ولم یؤمر، وامرأة دعاها زوجها من اللیل فابت علیه))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن کی کوئی نماز اللہ تعالی قبول نہیں فرماتا اور نہ ان کی نمازیں آسمان کی طرف اٹھتی ہیں' بلکہ ان کے سروں سے اوپر بھی نہیں جاتیں، (ایک) وہ شخص جو لوگوں کو امامت کرے اور وہ اس سے ناخوش ہوں، (دوسرے) وہ شخص جو کسی میت کی نماز جنازہ بغیر (ولی کے) کہے پڑھائے، (تیسرے) وہ عورت جسے اس کا شوہر رات میں بلائے اور وہ انکار کردے۔

کوئی نماز قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک یہ تینوں اپنے غلط کاموں پر جمے رہتے ہیں' اس وقت تک ان کی نمازوں کی قبولیت موقوف رہتی ہے۔

امام سے لوگوں کی ناراضی کا مطلب یہ ہے کہ امام کے اندر کوئی ایسی خامی ہے کہ اس کی وجہ سے وہ امام ہونے کا اہل نہیں ہے، یا کسی بدعملی میں مبتلا ہے' اس لئے لوگ اسے نہیں چاہتے، لیکن اگر کوئی ذاتی رنجش کسی محلے والے کو یا متولی یا منتظمین مسجد کو ہوگئی ہے تو اس کا نماز سے کوئی تعلق نہیں اور ذاتی اختلاف کی وجہ سے کوئی امام کی امامت سے اختلاف کرتا ہے تو وہ خود گنہگار ہے.... آج کل ان چیزوں میں دونوں ہی طرف سے بڑی بے احتیاطیاں ہو رہی ہیں۔ (انتخاب الترغیب والترہیب ص ۱۴۱ ج ۲)

عورت گنہگار اس وقت ہوگی جب نافرمانی اور نشوز اس کی طرف سے ہو، لیکن اگر مرد کی طرف سے زیادتی ہو یا وہ کسی وجہ سے لڑ جھگڑ کر آئے اور عورت کے ساتھ ناراض ہو تو عورت گنہگار نہ ہوگی۔ (سنن ابن ماجہ مترجم اردو مع مختصر شرح، ص ۳۳۱ ج ۱)

''سنن ابن ماجہ'' کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

((ثلاثة لا تقبل لهم صلاة : الرجل يؤم القوم وهم له كارهون ، والرجل لا يأتي صلوة الا دبارا (يعني بعد ما يفوته الوقت) ومن اعتبد محررا))۔

کہ تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی: اس مرد کی نماز جو کسی جماعت کا امام بنے اور وہ اس سے (کسی شرعی اور معقول وجہ سے) ناراض ہوں اور وہ شخص جو وقت گذرنے کے بعد نماز کے لئے آئے اور وہ شخص جو آزاد کو (زبردستی یا دھوکہ سے) غلام بنالے۔

''سنن ابن ماجہ'' ہی کی ایک روایت میں ہے:

((ثلاثة لا ترتفع صلاتهم فوق رؤسهم شبرا: رجل امّ قوما وهم له كارهون، وامرأة بابت و زوجها عليها ساخط، واخوان متصارمان))۔

(سنن ابن ماجہ ص ۶۹، باب من ام قوما وهم له كارهون، ابواب اقامة الاصلاة والسنة فيها)

یعنی تین شخصوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی: وہ مرد جو کسی جماعت کا امام بنے اور وہ جماعت اس سے ناراض ہو (کسی شرعی وجہ سے) اور وہ عورت جو رات اس حال میں گزارے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو (کسی معقول وجہ سے) اور وہ دو بھائی جو باہمی تعلق قطع کردیں۔

''ترمذی شریف'' کی روایت میں ہے: تین شخصوں کی نمازیں ان کے کانوں سے آگے نہیں بڑھتیں (یعنی قبول نہیں ہوتی، اگر چہ ذمہ سے فارغ ہوجاتا ہے: (ایک) بھاگنے والا غلام یہاں تک کہ (مولی کے پاس) لوٹ آئے (دوم) وہ عورت جس نے پوری رات گذاری درانحالیکہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہے (سوم) کسی قوم کا امام جس کو لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ (ص ۸۳ ج ۱، باب ما جاء من امَّ قوما وهم له كارهون۔ تحفة الالمعی ص ۱۸۶ ج ۲)

حدیث پاک میں اس امام کو جس سے ان کے مقتدی ناراض ہوں، نماز پڑھانے سے منع کیا، اس سے مراد ایسی ناراضگی ہے، جو دین کی بنیاد پر ہو، مثلاً: امام فاسق و فاجر ہو، آزاد ہو، لاپرواہ ہو، یا سوء عقیدہ کا حامل ہو، یا سنت وغیرہ کی رعایت نہ کرتا ہو، تب ایسی ناراضگی کا

اعتبار ہے، اگر دنیاوی عداوت یا مخالفت ہو یا اس میں نفس کو دخل ہو یا ایک دو آدمی ناراض ہو تو اس قسم کی ناراضگی کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، ایسے امام کی امامت مشروع ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوۃ میں بیان کیا ہے: ''ای کارھون ببدعة او فسقه او جهله '' کہ امام کے فسق جہالت بدعت سے قوم ناراض ہو نہ کہ دنیوی وجہ سے '' اما اذا کان بینه وبینهم کراهة وعداوة بسبب امر دنیوی فلا یکون له ''۔ (مرقاۃ ص ۹۱ ج ۲)

مزید ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ: کثیر مقدار جہلاء کی ناراض ہوں تب بھی انکا اعتبار نہیں، ہاں اہل علم وفضل ناراض ہوں تو ایسے امام کی امامت مکروہ ہے ''فلعله محمول علی اکثر العلماء فلا عبرة بکثرة الجاهلین ''۔ (مرقاۃ ص ۹۲ ج ۲)

عموماً آج کل ناراضگی اگر ہوتی ہے تو دنیاوی اور نفس کے دخل سے ہوتی ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں، پھر اسے دینی رخ اور جہت دے کر فتنہ پھیلایا جاتا ہے' جو ایک مکروہ و نامناسب حرکت ہے۔ (شمائل کبری ص ۳۵۰ ج ۲)

حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم' لعنت والی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے تین آدمیوں پر لعنت فرمائی:

اول:..... وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرے درانحالیکہ لوگ اس کی امامت کو ناپسند کرتے ہوں .....اور یہ ناگواری دنیاوی جھگڑے اور دنیاوی اسباب کی بنا پر نہ ہو، بلکہ کسی دینی وجہ سے ہو۔ ملا علی قاریؒ نے ''مرقاۃ شرح مشکوۃ'' میں اس کی تین وجہیں بیان کی ہیں۔ ایک: امام کا جاہل ہونا، مثلاً وہ صحیح قرآن نہیں پڑھتا یا نماز کے بنیادی مسائل سے واقف نہیں، اس لئے لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ دوسری وجہ: وہ فاسق وفاجر ہے، برملا گناہ کرتا ہے' سنیما دیکھتا ہے یا کسی اور برائی میں مبتلا ہے اس لئے لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ تیسری وجہ: وہ

بدعتی ہے اور مقتدی اہل السنہ والجماعۃ میں سے ہیں، اس لئے امام کو ناپسند کرتے ہیں۔ پس ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر ناپسندیدگی کی وجہ مقتدیوں میں پائی جاتی ہو، مثلا امام اہل السنہ میں سے ہے' دیوبندی ہے اور مقتدی بدعتی ہیں' اس لئے وہ امام کو ناپسند کرتے ہیں تو پھر مقتدی ملعون ہیں، ایسے مقتدیوں کی ناراضگی کا قطعا اعتبار نہیں۔

دوم:.....وہ عورت جو پوری رات اس حال میں گذارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو تو اس پر بھی لعنت ہے۔ دن بھر شوہر کے ناراض رہنے سے عورت ملعون نہیں ہوتی، کیونکہ ممکن ہے عورت کو دن میں شوہر کے ساتھ تنہائی کا موقع نہ ملے، مگر رات میں میاں بیوی تنہائی میں ہو جاتے ہیں پھر بھی عورت شوہر کو راضی نہ کرے تو وہ ملعون ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس کی بھی تین وجوہ بیان کی ہیں: (۱) نافرمانی: یعنی عورت شوہر کا کہنا نہیں مانتی۔ (۲) بداخلاقی: یعنی عورت بے ادب ہے اس کا شوہر کے ساتھ رکھاؤ ٹھیک نہیں۔ (۳) بددینی: مثلا وہ بے پردہ پھرتی ہے، نمازوں کا اہتمام نہیں کرتی، اگر مذکورہ وجوہ میں سے کسی وجہ سے شوہر ناراض ہو تو رات پوری ہونے سے پہلے عورت کو چاہئے کہ شوہر کو راضی کرلے ورنہ وہ گنہگار ہوگی۔ اور اگر ناراضگی کی وجہ شوہر میں ہے، مثلا وہ بداخلاق ہے' اس کا برتاؤ ٹھیک نہیں' وہ بددین ہے' وقت ناوقت گھر پہنچتا ہے، اس لئے عورت ناراض ہے تو ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے ''فالامر بالعکس'' یعنی اب ملعون اور گنہگار شوہر ہوگا، عورت پر کوئی گناہ نہیں۔

سوم:.....وہ شخص جو ''حی علی الفلاح'' سنے اور جواب نہ دے۔ یہاں اجابت قولی مراد نہیں، ورنہ یوں کہا جاتا کہ جو اذان سنے اور جواب نہ دے، بلکہ اجابت فعلی مراد ہے یعنی جو نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہ جائے گھر ہی میں نماز پڑھ لے وہ ملعون ہے، البتہ اگر کسی

عذر شرعی کی وجہ سے جماعت سے پیچھے رہے تو پھر گناہ نہیں اور ترک جماعت کے اعذار اکیس ہیں۔ (دیکھئے! درمختار ۲:۲۹۲، باب الاقامة، مطبع زکریا)

اور اسی قسم کی حدیثوں کی بنا پر امام احمد رحمہ اللہ نے اجابت فعلی کو فرض اور ابن الہمام رحمہ اللہ وغیرہ نے واجب کہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سنت کے تارک پر لعنت روا نہیں۔ اور جمہور جماعت کو سنت مؤکدہ اشد تاکید کہتے ہیں۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ بیشک عام سنت پر لعنت روا نہیں، مگر سنت مؤکدہ اشد تاکید قریب من الواجب ہوتی ہے، پس اس کا تارک ملعون ہے، اور ثمرۂ اختلاف یہ ہے کہ بغیر عذر گھر نماز پڑھنے والے کی نماز امام احمد اور ابن الہمام رحمہما اللہ کے نزدیک صحیح نہیں، اور جمہور کے نزدیک ذمہ فارغ ہو جائے گا، تفصیل گذر چکی ہے۔

فائدہ: امام احمد رحمہ اللہ نے کثرتِ رائے کا اعتبار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: چند مقتدیوں کے ناراض ہونے سے کسی شخص کا امامت کرنا مکروہ نہیں، اگر امام سے اکثر مقتدی ناراض ہوں تو امامت مکروہ ہے۔ اور احناف قلت و کثرت کا اعتبار نہیں کرتے، بلکہ اگر ذی علم اور سمجھ دار لوگ امام سے ناراض ہیں تو پھر امامت مکروہ ہے، خواہ وہ تعداد میں کم ہوں۔

(تحفة الالمعی ص ۱۸۳/۱۸۴ ج ۲)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نماز نہ پڑھانے کا عہد کرنا

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی، نماز کے بعد فرمانے لگے کہ: شیطان نے اس وقت مجھ پر حملہ کیا، میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ میں افضل ہوں (اس لئے کہ افضل کو امام بنایا جاتا تھا) آئندہ کبھی میں نماز نہیں پڑھاؤں گا۔

(فضائل نماز (فضائل اعمال ص ۵۰۴) باب سوم: خشوع و خضوع کے بیان میں، حدیث نمبر ۸)

نمازیں مختصر پڑھائیں

رسالہ کے آخر میں ائمہ کرام کی خدمت میں ایک اہم مضمون نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں' وہ یہ کہ ائمہ کرام اپنی نمازوں میں حتی الامکان اختصار کو ملحوظ رکھیں، اس غفلت کے دور میں ضرورت سے زیادہ لمبی نماز پڑھانا' مصلیوں کے لئے نماز یا جماعت سے دوری کا سبب بن سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

(۱).....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی امامت کرے تو ہلکی نماز پڑھائے کہ اس میں مریض' ضعیف' بوڑھے لوگ ہوتے ہیں' اور جب خود تنہا پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے۔ (بخاری ص ۹۷، باب اذا صلی لنفسه فلیطول ماشاء۔ نسائی ص ۱۳۲، باب ما علی الامام من التخفیف)

آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو مختصر پڑھاؤ اور اکیلے پڑھو تو جس طرح چاہے پڑھو۔ (کنز العمال ۶۶۰۔ شمائل کبری ص ۳۳۶ ج ۶)

(۲).....حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو تو بڑی ہلکی نماز پڑھاتے اور خود پڑھتے تو بڑی لمبی پڑھتے۔

(مسند احمد ص ۲۱۸ ج ۵۔ سبل الہدی ص ۱۵۸۔ شمائل کبری ص ۳۳۷ ج ۶)

(۳).....حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ لوگوں میں سب سے ہلکی نماز پڑھاتے۔ (مسند احمد، مجمع الزوائد ص ۷۱۔ شمائل کبری ص ۳۳۵ ج ۶)

(۴).....حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے اتنی ہلکی نماز نہیں پڑھی' جتنی ہلکی آپ ﷺ کے پیچھے پڑھی۔

(مجمع الزوائد ص ۷۳۔ شمائل کبری ص ۳۳۵ ج ۶)

(۵).....آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کو طائف کا امیر و گورنر بنا کر بھیجا تو آخری وصیت جو ان کو کی تھی وہ یہ تھی کہ نماز ہلکی پڑھائیں۔

(مسند ابن عبدالرزاق ص ۳۶۳ ج ۲۔ شمائل کبری ص ۳۴۰ ج ۶)

(۶).....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے: میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی پڑھوں، پھر بچوں کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ بچوں کے رونے سے ان کی والدہ کو تکلیف ہوگی۔

(بخاری ص ۹۸، باب من اخف الصلوة عند بكاء الصبى)

(۷).....حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی تو قصار مفصل کی دو سورتوں پر ہی اکتفا کیا، آپ ﷺ سے معلوم کیا گیا تو فرمایا: میں نے آخر صف سے کسی بچے کے رونے کی آواز سنی تو میں نے پسند کیا کہ ان کی ماں (کے ذہن) کو فارغ کر دوں۔ (مصنف ابن عبدالرزاق ص ۳۶۵ ج ۲۔ شمائل کبری ص ۳۴۰ ج ۶)

(۸).....حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں فجر کی نماز میں تاخیر کر کے اس لئے شریک ہوتا کہ فلاں صاحب (جو امام ہیں) فجر کی نماز بہت طویل کر دیتے ہیں، اس پر آپ ﷺ اس قدر غصہ ہوئے کہ میں نے نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ غضبناک آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بعض لوگ (نماز سے لوگوں کو) دور کرنے کا باعث ہیں، پس جو شخص امام ہو اسے ہلکی نماز پڑھنی چاہئے، اس لئے اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت والے سب ہی ہوتے ہیں۔ (بخاری ص ۹۸ ج ۱، باب من شكى امامه اذا طوّل، وقال ابو اسيد طولت بنا يا بُنَيّ)

(۹).....حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص دو اونٹ (جو کھیت وغیرہ میں پانی

دینے کے لئے استعمال ہوتے ہیں) لئے ہوئے ہماری طرف آیا' رات تاریک ہوچکی تھی، اس نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا، اس لئے اپنے اونٹوں کو بٹھا کر (نماز میں شریک ہونے کے ارادے سے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء پڑھی، چنانچہ اس شخص نے نماز توڑ دی' پھر اسے معلوم ہوا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس سے ناگواری ہوئی ہے، اس لئے وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت معاذؓ کی شکایت کی، نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا: معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو؟ آپ نے تین مرتبہ ''فتان'' فرمایا: ''سبح اسم ربک الاعلی ' والشمس وضحها ' والليل اذا يغشى ''تم نے کیوں نہیں پڑھی؟ تمہارے پیچھے بوڑھے' کمزور' حاجت مند سب ہی پڑھتے ہیں۔

(بخاری ۹۸ ج ۱، باب من شكى امامه اذا طوّل، وقال ابو اسيد طولت بنا يا بُنَيّ)

ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس الگ نماز پڑھنے والے کے متعلق فرمایا: یہ منافق ہوگیا ہے۔ (ابن ماجہ ص ۶۹، باب من امّ قوما فليخفّف)

(۱۰).....حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ قبا والوں کو نماز پڑھاتے تھے (ایک مرتبہ) طویل سورت شروع کردی، ایک انصاری غلام نماز میں تھے' جب انہوں نے دیکھا کہ لمبی سورت شروع کردی ہے تو نماز سے نکل گئے اور وہ اونٹنی سے سیرابی کا کام کرتے تھے، جب حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے غلام کے الگ ہونے کا واقعہ بتایا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس آئے' غلام کی شکایت کی اور غلام نے آکر اپنی بات بیان کی، یہ سن کر آپ ﷺ بہت غصہ ہوئے' یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر نمایاں ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم

میں سے بعض! لوگوں کو نفرت میں ڈالتے ہیں، جب نماز پڑھاؤ تو ہلکی' مختصر پڑھاؤ کہ تمہارے پیچھے کمزور' بوڑھے' بیمار اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔

(مجمع الزوائد ص ۷۲ ج ۲۔ فتح الباری ص ۱۹۸۔ شمائل کبری ص ۳۴۲ ج ۶)

آپ ﷺ کی نماز کتنی مختصر ہوتی تھی

(۱۱).....حضرت ابو خالد بجلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا حضور ﷺ آپ لوگوں کو اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں میری نماز میں کوئی اشکال ہے؟ میں نے کہا' میں اسی کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں' حضور ﷺ مختصر نماز پڑھاتے تھے اور حضور ﷺ کا قیام اتنی دیر کا ہوتا تھا جتنی دیر میں مؤذن مینار سے اتر کر صف میں پہنچ جائے۔

ایک روایت میں یہ ہے: حضرت ابو خالد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ (اتنی مختصر) نماز پڑھا کرتے تھے کہ آج تم میں سے کوئی اتنی مختصر نماز پڑھا دے تو تم اسے بہت بڑا عیب سمجھو۔

(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص ۲۱۸ ج ۳، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں امامت اور اقتدا)

(۱۲).....حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی نماز سے زیادہ ہلکی اور کامل نماز کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی اور آپ ﷺ کی (عادت یہ تھی کہ) جب آپ ﷺ (نماز میں) کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس اندیشہ سے کہ اس کی ماں

کہیں فکر مند نہ ہو جائے نماز کو ہلکا کر دیتے تھے۔

(بخاری ومسلم۔مشکوۃ ص ۱۰۱،باب ما علی الامام)

تشریح: ''آپ ﷺ کسی بچہ کی رونے کی آواز سنتے'' کی تشریح میں خطابیؒ نے کہا ہے کہ: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ امام رکوع میں ہونے کی حالت میں اگر آہٹ پائے کہ کوئی شخص نماز میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ رکوع میں اس شخص کا انتظار کرے تا کہ وہ شخص رکعت حاصل کر لے۔

مگر بعض حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے' بلکہ ان حضرات کا کہنا ہے کہ ایسا کرنے والے کے بارہ میں یہ خوف ہے کہ وہ کہیں شرک کی حد تک نہ پہنچ جائے، چنانچہ یہی مسلک حضرت امام مالکؒ کا بھی ہے۔

حنفی مسلک یہ ہے کہ اگر امام رکوع کو تقرب الی اللہ کی نیت سے نہیں بلکہ اس مقصد سے طویل کرے گا کہ کوئی آنے والا شخص رکوع میں شامل ہو کر رکعت پالے تو یہ مکروہ تحریمی ہوگا، بلکہ اس سے بڑے گناہ کا مرتکب ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے، تاہم کفر وشرک کی حد تک نہیں پہنچے گا، کیونکہ اس سے اس کی نیت غیر اللہ کی عبادت بہر حال نہیں ہوگی۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ: اگر امام آنے والے کو پہنچانتا نہیں ہے تو اس شکل میں رکوع کو طویل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن صحیح یہی ہے کہ اس کا ترک اولی ہے۔ ہاں اگر کوئی امام تقرب الی اللہ کی نیت سے رکوع کو طویل کرے اور اس پاک جذبہ کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ ایسی حالت کا ہونا نادر ہے اور پھر یہ کہ اس مسئلہ کا نام ہی ''مسئلۃ الریا'' ہے اس لئے اس سلسلہ میں کمال احتیاط ہی اولی ہے۔ (مظاہر حق جدید ص ۴۲۷ ج ۱)

امام رکوع وسجدہ کی تسبیح کتنی مرتبہ کہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں تین بار اور سجدہ میں تین بار (تسبیح) پڑھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد ص ۱۲۸ ج ۲۔ کتاب الفتاوی ص ۷۷ ج ۲)

حافظ ابن حجرؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ: امام ۳/ مرتبہ سے زائد رکوع وسجدہ کی تسبیح نہ پڑھے۔ (فتح الباری ص ۱۹۹ ج ۲، شمائل کبری ص ۳۴۳ ج ۶)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ: رکوع اور سجدہ ہلکا کرے اور ان کی تسبیحات تین مرتبہ سے زائد نہ کہے۔ (مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین ص ۲۷۹ ج ۱، چوتھی فصل)

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اور رکوع وسجدہ کی تسبیح کو تین بار سے زیادہ کہنا مستحب ہے' جبکہ امام نہ ہو..... اگر امام ہو تو تین بار سے زیادہ نہ کرے تاکہ مقتدیوں پر تنگی نہ ہو، لیکن اس قدر اطمینان سے کہے کہ مقتدی بھی تین بار کہہ سکیں''۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۱۰ ج ۲، نماز کی پوری ترکیب)

فتاوی حقانیہ میں ہے: ''اگر کوئی شخص رکوع وسجود میں تین مرتبہ تسبیح پڑھ لے تو اس سے سنت ادا ہو جاتی ہے اور اس سے زائد پڑھنا استحباب کا درجہ رکھتا ہے۔ ''تکبیر الرکوع وتسبیحه ثلاثا''۔ (الفتاوی الهندية ص ۷۲ ج ۱، سنن الصلاة)

البتہ امام صاحب کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کا لحاظ رکھ کر نماز ادا کریں اور نماز میں تین مرتبہ ہی تسبیح پر اکتفاء کرے۔ (فتاوی حقانیہ ص ۹۱ ج ۲)

ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: نماز میں خفت کا مطلب طویل قرأت سے بچنا ہے، اسی طرح لمبی دعاؤں اور زائد تسبیحات سے بچنا ہے، اسی طرح مد وغیرہ کے طول سے احتیاط مراد ہے۔ (مرقاۃ ص ۹۶ ج ۲۔ شمائل کبری ص ۳۴۳ ج ۶)

مظاہر حق میں ہے:

''حنفی مسلک میں یہ مسئلہ ہے کہ امام کے لئے مناسب نہیں ہے کہ تسبیحات وغیرہ کو اتنا طویل کرے کہ لوگ ملول ہوں' کیونکہ نماز کو طویل کرنا' نماز کی طرف سے لوگوں کو بے توجہ بنانا ہے اور یہ مکروہ ہے، ہاں اگر مقتدیوں ہی کی یہ خواہش ہو کہ قرأت وتسبیحات وغیرہ طویل ہوں تو پھر ان میں امام زیادتی کرسکتا ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح امام کو یہ بھی نہ چاہئے کہ مقتدیوں کو خوش کرنے کی غرض سے قرأت وتسبیحات میں اس درجہ سے بھی کمی کردے جو سب سے کم مسنون درجہ ہے۔ (مظاہر حق جدید ص ۷۴۲ ج ۱)

بعض اہل علم کی رائے ہے کہ امام کو پانچ مرتبہ رکوع وسجدہ کی تسبیحات پڑھنی چاہئے:

''ورُوِیَ عن ابنِ المبارکِ انّه قال : أَستَحِبُّ للامامِ ان یُسبِّحَ خمس تسبیحات لِکَیْ یُدرِکَ مَن خلفه ثلاث تسبیحات، وهکذا قال: اسحاق بنُ ابراهیمَ''۔

یعنی ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھے امام کے تعلق سے یہ بات پسند ہے کہ وہ پانچ مرتبہ تسبیح پڑھے' تاکہ جو لوگ پیچھے ہیں وہ بآسانی تین مرتبہ پڑھ لیں۔ یہی بات حضرت اسحاق رحمہ اللہ نے بھی کہی ہے۔ (تحفة الالمعی ص ۵۸ ج ۲)

''ینبغی للامام ان یقول خمسا لیتمکن القوم من الثلاث''۔

(مجمع الانهر ص ۹۶ ج ۱۔ کتاب الفتاوی ص ۷۷ ج ۲)

پانچ مرتبہ کا قول اختیار کرنے کی حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ مقتدی کی تین تسبیح بھی پوری ہوجائے، اس لئے اگر امام تین مرتبہ تسبیح پڑھنے پر اکتفا کرے تو اس طرح اطمینان سے کہے کہ مقتدی بھی تین تسبیح کہہ سکے۔ حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''مستحب یہ ہے کہ امام پانچ مرتبہ تسبیح پڑھے، اگر تین بار کہے تو اس طرح کہے کہ مقتدیوں کو تین تسبیح کہنے کا موقع میسر آئے۔

ونقل فی الحلیة عن عبد الله بن المبارک واسحاق وابراهیم والثوری انّه یستحبّ للامام ان یسبّح خمس تسبیحات لیدرک من خلفه الثلاث، اه ۔شامی ص ۴۶۲ ج ا''۔(فتاوی رحیمیہ ص ۱۷۳ ج ۴۔سوال نمبر ۱۲۳۴)

نماز کے لئے امام کے ذمہ چھ کام

امام غزالیؒ ''احیاء العلوم'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ: نماز سے پہلے چھ کام امام پر ہیں:

اول: یہ کہ جو قوم اپنے امام کو پسند نہ کرے، ان کی امامت نہ کرے۔

دوم: یہ کہ اگر آدمی کو اذان اور امامت میں اختیار دیا جاوے تو چاہئے کہ امامت اختیار کرے

سوم: یہ کہ امام نماز کے اوقات کو ملحوظ رکھے، اور نماز اول وقت میں پڑھاوے تا کہ اللہ تعالی کی رضامندی ملے، کیونکہ اول وقت کی فضیلت آخر وقت پر ایسی ہے جیسے آخرت کی فضیلت دنیا پر ہے، اسی طرح آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔

چہارم: یہ کہ امامت اخلاص کے ساتھ کرے، اور نماز کی سب شرطوں میں اللہ تعالی کی امانت ادا کرے۔

پنجم: یہ کہ نیت نہ باندھے جب تک کہ صفیں برابر نہ ہو جاویں اور اپنے داہنے اور بائیں دیکھ لے اور اگر کچھ صفوں میں خلل دیکھے تو برابر کرنے کو کہہ دے۔

ششم: یہ کہ تکبیر تحریمہ اور تمام تکبیروں کو پکار کر کہے۔(مذاق العارفین ص ۲۷۹ ج ا)

امام کے لئے پندرہ (۱۵) ہدایات (ماخوذ از: ''المدخل'')

ابن امیر الحاج رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ''المدخل'' میں تحریر فرماتے ہیں:

۱:.....امام کے لئے مناسب ہے کہ خالص اللہ کی رضا کے لئے امامت کرے، امامت کے بدلے کوئی تعریف اور دنیوی راحت' کوئی ممتاز حیثیت کا طالب نہ ہو۔

۲:.....اگر قوم (شرعی عذر کی وجہ سے) ناراض ہو تو امامت ترک کر دے۔

۳:.....امام کے لئے مناسب ہے کہ اوقات کی پوری حفاظت کرے۔

۴:.....امام کے لئے یہ بھی مناسب ہے کہ کثرت ضحک اور کثرت مزاح سے پرہیز کرے۔

۵:.....امام کو بلا ضرورت بازار کی سیر و تفریح، راستوں اور دکانوں پر بلا ضرورت بیٹھے رہنے اور جو کام اس کے منصب کے لائق نہ ہو ان سے بھی احتراز کرنا چاہئے۔

۶:.....امام کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت ہو' اور علم ورقت قلب کی دولت بھی ہو۔

۷:.....امام کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مقتدی سے اپنے کو افضل واعلیٰ نہ سمجھے۔ اور اپنی ذمہ داری کا خوف واحساس رکھے۔

۸:.....اور بہت ضروری امر ہے کہ اپنے کو بدعات وخرافات سے بچائے۔

۹:.....امام کے لئے مناسب ہے کہ مسجد ومحراب کی تعمیر میں اور قبلہ کی دیوار میں آیات قرآنی وغیرہ کے لکھنے پر نکیر کرے۔

۱۰:.....امام کے لئے مناسب ہے تمام منکرات پر اپنی استطاعت کے مطابق نکیر کرتا رہے، گرچہ یہ نکیر تو سب پر ضروری ہے مگر امام کے لئے اس کی تاکید زیادہ ہے۔

۱۱:.....امام کے لئے مناسب ہے کہ اس کا لباس سفید ہو، کہ شریعت مطہرہ میں اس کی فضیلت ثابت ہے۔

۱۲:.....امام کے لئے مناسب ہے کہ خطبہ کے لئے عصا پکڑے تو داہنے ہاتھ میں پکڑے۔

۱۳:.....اور امام خطبہ کے لئے ممبر پر چڑھے تو داہنے قدم سے ابتدا کرے۔

۱۴:.....اور امام کے لئے مناسب ہے کہ رکوع وسجدہ کی تسبیح اور نماز کے اندر اور نماز کے بعد کی دعا میں جہر نہ کرے کہ یہی سنت ہے۔

۱۵:.....اور امام کے مناسب ہے کہ نماز سے فراغت پر اپنی جگہ سے ہٹ جائے، یعنی اپنی ہیئت بدل دے کہ نئے آنے والے مصلی کو نماز میں ہونے کا شبہ نہ ہو، اور سنن ونوافل بھی اپنی جگہ سے کچھ ہٹ کر پڑھنا چاہئے۔ (المدخل ص ۳۷۴ تا ۳۸۴ ج ۲)

امام کے لئے ۴۷/ آداب (از: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ)

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب تک مندرجۂ ذیل باتیں امام میں موجود نہ ہوں، کسی شخص کا امام ہونا جائز نہیں:

۱:.....امام کو امامت کی خود خواہش نہ ہو، بشرطیکہ دوسرا آدمی اس کا انجام دینے والا موجود ہو۔

۲:.....ایسی صورت میں آگے نہ بڑھے جب اس سے افضل شخص موجود ہو۔

۳:.....امام قاری ہو، دین کی سمجھ رکھتا ہو، سنت سے خوب واقف ہو۔

۴:.....لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت سے امام اپنی زبان کی نگہداشت رکھے۔

۵:.....نیکی کا حکم دے اور خود بھی کرے۔ برائی سے منع کرے اور خود بھی باز رہے۔

۶:.....نیکی سے اور نیکوں سے محبت رکھے۔ بدی سے نفرت کرے۔

۷:.....اوقات نماز سے واقف ہو اور ان کا پابند ہو۔

۸:.....اپنے حال کی اصلاح پر اس کی توجہ ہو۔

۹:..... پاکیزہ شکم (مشتبہ روزی نہ کھانے والا) اور پاکیزہ شرمگاہ والا (یعنی حرام سے اجتناب کرنے والا) ہو۔

۱۰:.....فعل حرام سے ہاتھ کو روکنے والا ہو۔

۱۱:.....سوا خوشنودی اللہ تعالی کے دوسری چیزوں کی کوشش کم کرے۔

۱۲:.....(طلب دنیا سے) بیٹھ رہنے والا، بردبار، تکلیف پر صابر، شر سے چشم پوشی کرنے والا ہو۔

۱۳:.....لوگ اس کے خلاف خوروہ گیری کرے تو صبر کرے، جو اس کے خلاف جہالت کرے تو برداشت کرے، جو اس سے برائی کرے اس سے بھلائی کرے۔

۱۴:.....نامحرموں سے آنکھیں نیچی رکھے۔

۱۵:.....کسی کا عیب دیکھ لے تو پردہ پوشی کرے، کسی کی رسوائی کی بات نظر پڑے تو دفن کردے۔

۱۶:.....جاہلوں سے پہلو بچانے والا ہو، اگر کوئی جاہل جہالت کرے تو کہہ دے: '' اللھم سلاما''۔

۱۷:.....خواہش نفس سے اپنی گردن آزاد کرانے کا حریص ہو اور اپنے نفس کی رہائی کا کوشاں ہو۔

۱۸:.....اس کے پیش نظر قدر امامت کی عظمت اور مرتبہ امامت کی بزرگی ہو جس کا اس کو مکلّف بنایا گیا ہے۔

۱۹:.....بیکار گفتگو نہ کرے۔ امام کا حال اور ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کا حال اور۔

۲۰:.....امام محراب میں کھڑا ہو تو سمجھ لے کہ میں انبیاء اور رسول کے خلیفہ کے مقام میں کھڑا ہوں۔ اور رب العالمین سے کلام کر رہا ہوں۔

۲۱:.....نماز مختصر پڑھائے، مگر پورے ارکان کے ساتھ۔

۲۲:.....مقتدیوں میں سے ضعیف ترین مقتدی کی نماز پڑھائے اور یہ سمجھ لے کہ میں سب

سے نیچے درجے پر ہوں' امامت میں مجھے مبتلا کر دیا گیا ہے۔اللہ مجھ سے میرے اور مقتدیوں کی امامت کے فریضہ کی ادائیگی کے متعلق پوچھے گا۔

۲۳:.....اپنی اس امامت کی وجہ سے وہ اپنے گناہوں پر روئے، گذشتہ قصوروں' پچھلے گناہوں اور بیکار بیتے ہوئے اوقات پر نادم ہو۔

۲۴:.....مقتدیوں سے اپنے آپ کو بڑا نہ جانے۔ نچلے درجہ والوں سے اپنے آپ کو برگزیدہ نہ سمجھے۔

۲۵:.....اگر اس کی غلطی ظاہر کی جائے' اور ان چیزوں کو دکھایا جائے جن سے وہ بری ہے تو نفسانی ہٹ دھرمی نہ کرے۔

۲۶:..... نہ اس بات کو پسند کرے کہ لوگ میری تعریف کریں، نہ کسی کے برا کہنے کو برا سمجھے۔دونوں جماعت ہر حال میں اس کے لئے برابر ہو۔

۲۷:.....اس پر بہتان بندی کا تجربہ نہ کیا گیا ہو۔

۲۸:.....امام کی خوراک پاک، لباس ستھرا ہو۔اس کے لئے لباس میں بڑائی نہ ہو نشست میں غرور نہ ہو۔

۲۹:.....کسی جرم کی اسلامی حد (سزا) اس کو نہ دی گئی ہو۔

۳۰:.....مخلوق میں متہم نہ ہو۔کسی بھائی سے کینہ نہ رکھتا ہو۔

۳۱:.....حکام سے کسی بھائی کی چغل خوری نہ کرتا ہو۔

۳۲:.....لوگوں کے راز فاش نہ کرے، لوگوں سے شر کی کوشش نہ کرے۔

۳۳:.....امانت' تجارت اور مانگی ہوئی چیز میں خیانت نہ کرتا ہو۔خبیث کمائی والا امامت نہ کرے۔

۳۴:.....جو جانتا ہو کہ میرے اندر حسد یا مادۂ ظلم یا کینہ یا چھپی ہوئی عداوت یا کھوٹ یا کسی پر غصہ یا جذبۂ انتقام ہے۔ امام انتقام خون کا طالب نہ ہو۔ اپنے نفس کا بدلہ لینے والا نہ ہو۔ آتش غضب کو آب انتقام سے بجھانے کا خواہش مند نہ ہو۔

۳۵:.....فتنہ انگیزی کی بات نہ کرے۔ نہ فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرے، نہ فتنہ کو قوت پہنچائے، بلکہ اہل حق کی مدد کرے، ہاتھ سے (اگر ممکن نہ ہو تو) زبان سے (یہ بھی ممکن نہ ہو تو) دل سے، خواہ حق تلخ ہی ہو۔

۳۶:.....اللہ کے معاملہ میں کسی برا کہنے والے کے برا کہنے کی پرواہ نہ کرے۔

۳۷:.....اپنے لئے دعا میں خصوصیت نہ کرے، بلکہ جب لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے تو دعا کے وقت اپنے لئے اور سب لوگوں کے لئے عام طور پر دعا کرے۔

۳۸:.....سوا اہل علم کے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دے۔

۳۹:.....دولت مند کو اپنے سے قریب اور غریب کو حقیر سمجھ کر (دور کھڑا نہ کرے)۔

۴۰:.....ان لوگوں کی امامت نہ کرے جن کو اس کی امامت ناگوار ہو۔

۴۱:.....اگر اس کی امامت کی وجہ سے قوم میں فتنہ ہو جانے کا اندیشہ ہو تو کنارہ کش ہو جائے اور محراب سے علیحدگی اختیار کر لے، تاوقتیکہ لوگ باہمی صلح نہ کر لیں اور اس کی امامت پر راضی نہ ہو جائیں۔

۴۲:.....امام جھگڑالو، زیادہ قسمیں کھانے والا اور لعنت کرنے والا نہ ہو۔

۴۳:..... برائی کی جگہ اور تہمت کے مقام پر نہ جائے۔

۴۴:.....امامت کے لئے کسی سے جھگڑا نہ کرے اور جو شخص امامت کے اس بار کو اس کی جگہ برداشت کرنا چاہتا ہو، اس سے لڑائی نہ کرے۔

بڑے بڑے سلف صالحین کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے امام ہونے سے نفرت کی اور ایسے لوگوں کو آگے بڑھا دیا جو بزرگی اور دینداری میں ان کی طرح بھی نہ تھے، اس فعل سے ان کی غرض یہ تھی کہ ان کا بوجھ ہلکا ہو جائے، ان کو اندیشہ تھا کہ کہیں امامت میں ان سے کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔

۴۵:.....اگر حاکم موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر آگے نہ بڑھے۔

۴۶:.....اگر کسی گاؤں یا محلّہ یا قبیلہ میں جا کر اترے تو ان لوگوں کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرے۔ اسی طرح اگر کسی قافلہ میں یا سفر میں یا کسی مجمع میں لوگوں کے ساتھ جانے کا اتفاق پڑ جائے تو بغیر ان کی اجازت کے ان کی امامت نہ کرے۔

۴۷:.....اپنی نماز کو مکمل، محکم اور عمدہ بنانا امام کا فرض ہے تاکہ مقتدیوں کے برابر ان کی نماز کا ثواب اس کو بھی ملے، ورنہ اگر خرابی اور کوتاہی کرتا رہے گا تو مقتدیوں کے گناہوں کا ویسا ہی گناہ اس کو بھی ہوگا، جیسا مقتدیوں کو ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین (اردو) ۳۸۷ تا ص ۳۹۱)

ائمہ کرام کی خدمت میں چند ضروری گذارشات

۱:.....غسل اور وضو مسنون طریقہ پر کیا جائے، اس کے لئے مسائل کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

۲:..... پاکی اور صفائی کا بھی اہتمام کیا جائے۔ کپڑے اور بدن غیر مشکوک طریقہ پر پاک ہوں۔ (امامت کے متعلق کچھ ضروری ہدایات ص ۲)

امام کو نماز شروع کرنے سے پہلے موبائیل بند کرنے کا اعلان کرنا چاہئے

۳:.....ائمہ حضرات کو چاہئے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کبھی کبھی فون بند کرنے کا اعلان

کر دیا کریں۔ آج بھی کئی جگہ صفیں سیدھی کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے، حالانکہ اب اس کی ضرورت نہیں۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں ہماری طرح لکیر والی صفوں کا رواج نہیں تھا، اس لئے اس کے اہتمام کی ضرورت تھی۔ اب تو فون بند کرنے، پاجامہ ٹخنوں کے اوپر کر لینے کے اعلان کی ضرورت ہے۔

احادیث مبارکہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی حسب ضرورت نماز سے پہلے یا نماز کے بعد اعلان فرما دیا کرتے، مثلاً نماز شروع کرنے سے پہلے اہتمام سے صفیں سیدھی کرنے کی تاکید فرماتے۔ اور صفیں سیدھی کئے بغیر نماز کی ابتدا نہ فرماتے۔ (مشکوۃ ص ۹۸، باب تسویۃ الصفوف)

ابو داؤد شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ دائیں متوجہ ہو کر فرماتے: سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور صفوں کو برابر کر لو، پھر بائیں متوجہ ہو کر یہی ارشاد فرماتے۔

(مشکوۃ ص ۹۸، باب تسویۃ الصفوف)

اسی طرح حالت سفر میں نماز کے بعد فرماتے: ''یا اھل البلد صلوا اربعا فانا قوم سفر'' اے شہر والو! تم چار رکعت پڑھ لو ہم مسافر ہیں۔

(ابو داؤد ص ۱۸۰، باب متی یتم المسافر۔ ٹیلیفون کے آداب و مسائل ص ۳۴)

امام کو درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنا چاہئے

ہر رکعت کے شروع میں اور سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھ لینا چاہئے۔ (امامت کے متعلق کچھ ضروری ہدایات ص ۳)

سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ کی قرأت میں سنت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اس بارے میں بہت کوتاہی دیکھی جاتی ہے۔ (امامت کے متعلق کچھ ضروری ہدایات ص ۳)

نمازوں کے بعد دعا آہستہ کرنی چاہئے' یہی مستحب اور افضل ہے۔ (مسبوق) مصلیوں کو اگر خلل ہوتا ہو تو جہر جائز نہیں۔ (امامت کے متعلق کچھ ضروری ہدایات ص ۸)

نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ جس کا طریقہ یہ کہ جو کچھ پڑھا جائے اس کی طرف توجہ اور ہر لفظ کو محض یاد سے نہیں بلکہ مستقل ارادہ سے نکالے۔

(اصلاح انقلاب: حضرت تھانوی ص ۱۱۴۔ امامت کے متعلق کچھ ضروری ہدایات ص ۹)

قومہ وجلسہ اطمینان سے کریں

اس وقت عموماً قومہ وجلسہ میں اطمینان کا فقدان نظر آتا ہے، ائمہ کرام تک اس مسئلہ میں بے احتیاطی کرتے دیکھے گئے ہیں۔ حالانکہ قومہ اور جلسہ میں تعدیل واجب ہے۔ ''عمدۃ الفقہ'' میں ہے: صحیح یہ ہے کہ تعدیل ارکان یعنی رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ میں اطمینان یعنی کم از کم ایک مرتبہ'' سبحان اللہ'' کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے، اگر بھول کر اس کو چھوڑ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (اکثر لوگ اس کی طرف سے غافل ہیں اور عادتاً اس کے تارک ہیں' اس سے نماز واجب الاعادہ ہے، مؤلف)۔ (عمدۃ الفقہ ص ۳۶۶ ج ۲، سجدۂ سہو کا بیان)

''عمدۃ الفقہ'' میں دوسری جگہ ہے: لیکن مستحب ہے کہ فرضوں کے جلسہ میں بھی مسنون دعا پڑھے..... نیز اس مستحب کی عادت سے جلسہ میں طمانیت کا واجب بھی ادا ہو جائے گا، ورنہ اکثر لوگ طمانیت کے تارک ہیں اور اس کی ضرورت سے غافل ہیں۔

(عمدۃ الفقہ ص ۱۱۰ ج ۲)

صاحب ''مجالس الابرار'' شیخ احمد رومی رحمہ اللہ نے قومہ اور جلسہ کے اطمینان کے متعلق بہت عمدہ اور قابل غور وتوجہ بات تحریر فرمائی ہے۔ شیخ موصوف تراویح کے باب میں رقمطراز ہیں:

''اور یہ یقینی ہے کہ جو شخص قومہ اور جلسہ اور اطمینان کو چھوڑ کر جس کی مقدار دونوں میں ایک تسبیح کے برابر مقرر ہے' تراویح پڑھے گا تو وہ گنہگار' عذاب جہنم کا مستحق ہے، کیونکہ یہ سب چیزیں امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک فرض ہیں، یہاں تک کہ ان کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ایک روایت میں واجب ہیں، یہاں تک کہ ان کے چھوڑ دینے سے نماز دہرانا واجب ہوتی ہے، اور دوسری روایت میں سنت ہے اور اس روایت کے بموجب ان کا ترک کرنے والا خفگی اور شفاعت سے محرومی کا مستحق ہو کر ان لوگوں میں سے ہوگا جن کی کوشش دنیا میں اکارت ہوئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں' اور وہ ان لوگوں میں ہوں گے جن کو اللہ تعالی کی طرف سے وہ بات پیش آئی جن کا ان کو گمان نہ ہوتا تھا، اور یہ کھلا خسارہ اور بڑا نقصان ہے۔

پھر یہاں ایک نکتہ ہے جس سے آگاہ کرنا ضروری ہے تاکہ جس میں انصاف اور حق کی جانب میلان ہو وہ نصیحت حاصل کرے، اور وہ یہ ہے کہ:

تراویح بیس (۲۰) رکعتیں ہیں' اور ہر رکعت میں ایک قومہ اور ایک جلسہ ہے' اور ان دونوں میں اطمینان درکار ہے' اور ان میں سے ایک کا چھوڑ دینا بھی گناہ ہے، پس اگر دونوں میں اطمینان نہ ہوا تو چالیس (۴۰) گناہ ہوں گے' اور اگر وہ دونوں خود ہی چھوٹ گئے تو سب گناہ اسّی (۸۰) ہوئے، اور اگر اس کے ساتھ اظہار کا گناہ بھی ملا لیں تو سب مل کر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) گناہ ہو جائیں گے، اور اگر اس کا دوبارہ نہ پڑھنا جو کہ واجب ہے ملا لیا جائے تو سب کا مجموعہ ایک سو اسّی (۱۸۰) گناہ ہوں گے، باوجودیکہ ان مذاکرات کا ترک کرنا اس کا سبب یہی ہو جاتا ہے کہ ذکر انتقالات کے وقت مشروع ہیں' وہ تمام انتقال

کے بعد کئے جائیں اور انتقالات کے وقت مقرر کئے ہوئے اذکار کو تمامِ انتقال کے بعد ملانے میں دو قباحتیں ہیں، ایک تو: ان کو ان کے موقع پر نہ کرنا، دوسرے: بے موقع کرنا تو اب ہر رکعت میں چار مکروہ ہوئے اور اس سے چار سنتوں کا ترک لازم آتا ہے، کیونکہ جس نے قومہ یا اس کے اطمینان کو چھوڑ دیا تو ''سمع الله لمن حمده ''اور ''الله اکبر '' جھکتے وقت واقع ہوگا بلکہ ''الله اکبر '' سجدہ کے بعد واقع ہوگا اور سنت یہ ہے کہ ''سمع الله لمن حمده ''رکوع سے سر اٹھاتے وقت کہے اور ''الله اکبر '' سجدہ کے لئے جھکتے وقت، اسی طرح اگر جلسہ یا اس کا اطمینان چھوڑ دیا جائے تو پہلی تکبیر کا کچھ حصہ جھکتے وقت ادا ہوگا' بلکہ دوسری تکبیر کا کچھ حصہ سجدہ میں جانے کے بعد پڑھے گا، حالانکہ سنت پہلی تکبیر کا سر اٹھاتے وقت کہنا ہے اور دوسری تکبیر کا جھکتے وقت، تو اب مکروہات کا شمار تمام رکعتوں میں اسّی (۸۰) ہوجائے گا جس سے اسّی (۸۰) سنتوں کا چھوڑنا لازم آئے گا، اور جب ان مکروہات کے اظہار کا گناہ بھی اس میں شامل کریں، کیونکہ مکروہ کا ظاہر کرنا بھی مکروہ ہے، سو اب مجموعہ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) مکروہات اور ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سنتوں کا ترک ہوا، کیا وہ عاقلوں میں شمار کیا جاسکتا ہے جو رمضان کی راتوں میں ہر رات ایک سو اسّی (۱۸۰) گناہ اور ایک سو ساٹھ (۱۶۰) مکروہ صرف تراویح میں کرتا ہو؟ اور ایک سو ساٹھ سنت چھوڑتا ہو؟ کیونکہ ہر سنت کے چھوڑنے میں ایک عتاب اور شفاعت سے محرومی ہے، پس کیا کوئی عاقل اس بات کو پسند کرسکتا ہے کہ اپنے کو رسول رب العالمین کی شفاعت سے محروم کردے جس کے تمام خلق اللہ حتی کہ انبیاء و اولیاء اور صلحاء امیدوار اور خواستگار ہیں۔ اللہ سے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم کو محروم لوگوں میں سے نہ کرے۔

(''مجالس الابرار'' اردو ص ۲۳۹، اٹھائیسویں مجلس: تراویح کی کیفیت اور فضیلت کے بیان میں)

(نوٹ: ایک امام روزانہ سترہ (۱۷) رکعت پڑھاتا ہے، اس کا حساب لگالے کہ روزانہ سترہ رکعت میں اگر تکبیر انتقالات صحیح نہ ہوں تو فرائض میں کتنی سنتیں چھوڑنا اور کتنے مکروہات کا ارتکاب لازم آتا ہے۔)

اس لئے ائمہ کرام کو درج ذیل دعا قومہ وجلسہ میں پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے تاکہ اس واجب کی ادائیگی صحیح طریقہ سے ہوجائے۔

قومہ (یعنی رکوع سے کھڑے ہونے) کی دعا:

﴿رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ﴾

ترجمہ: اے اللہ! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں، ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، بابرکت ہو۔ (ترمذی ص ۶۱ ج ۱)

یا یہ دعا پڑھے: ﴿رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا بَیْنَھُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ﴾۔

ترجمہ: اے اللہ! تیرے لئے تعریف ہو آسمانوں کو بھر کر، اور زمینوں کو بھر کر، اور ان کے علاوہ جس چیز کو تو چاہے اس کو بھر کر۔

(ترمذی ص ۶۱ ج ۱، باب ما یقول الرجل اذا رفع رأسه عن الرکوع)

جلسہ (یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی) دعا:

﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ﴾

ترجمہ: اے اللہ! میری مغفرت فرما، اور مجھ پر رحم فرما، اور میری شکستگی دور فرما، اور مجھے ہدایت دے، اور مجھے روزی عطا فرما۔ (ترمذی ص ۶۳ ج ۱، باب ما یقول بین السجدتین)

نوٹ: ائمۂ کرام کی خدمت میں درخواست ہے، اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لئے راقم کے

استاذ محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہم کے رسالہ '' قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان دونوں میں اذکار کا ثبوت'' کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

ائمۂ کرام کو چند چیزوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے

ٹخنوں سے نیچے کپڑا نہ ہو

ا:.....امام صاحب نماز شروع کرنے سے پہلے اپنے پائجامہ کو ضرور دیکھ لیں کہ ٹخنوں سے نیچے تو نہیں ہے۔ بعض حضرات ائمہ کو اس بارے میں کوتاہی کرتے دیکھا گیا ہے۔ اس مختصر رسالہ میں اس وقت اس بارے میں جو وعیدیں وارد ہوئی ہیں' ان کا احصاء نہ ممکن ہے نہ اس کی ضرورت، صرف نماز میں اسبال سے متعلق دو حدیثیں نقل کرنا کافی سمجھتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: جا کر وضو کر! اس نے وضو کیا اور جب وضو کر کے آیا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کہ جا کر وضو کر! اس نے پھر جا کر وضو کیا، جب وہ آیا تو ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا' یا رسول اللہ! آپ نے وضو کرنے کا حکم کیوں دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتا جو تہبند لٹکا کر نماز پڑھتا ہو۔

(سنن ابوداؤد ص ۱۰۰ ج ۱، باب الاسبال فی الصلاۃ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص نماز میں اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے تک از راہ تکبر لٹکائے' اللہ تعالیٰ اس پر نہ جنت حلال کرے گا اور نہ جہنم حرام۔ (سنن ابوداؤد ص ۱۰۰ ج ۱، باب الاسبال فی الصلاۃ)

نماز میں کپڑوں اور ڈاڑھی سے کھیلنے سے سخت پرہیز کرے

۲:.....بعض حضرات ائمہ کرام کو نماز کے دوران اپنے کپڑوں اور ڈاڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا گیا، حالانکہ حدیث میں ہے:((ان اللہ کرہ ثلاثا : العبث فی الصلوۃ ' والرفث فی الصیام ' والضحک فی المقابر))۔

(اخرجه ابن خزيمة فی الصحيح۲۰۹،واخرجه ابن المبارک فی الزهد ۱۵۵۷، ومن طريقه القضاعی فی " مسند الشهاب" ۱۰۸۷' عن يحی بن ابی كثير مرسلا واسناده ضعيف ، انظر : " فتح الوهاب تخريج احاديث الشهاب"۲/۲۱۰۔شامی' مکتبہ بازص۴۰۷ ج۲،شامی مطبع دمشق ص۱۳۹ ج۴)

یعنی اللہ تعالیٰ تین چیزوں کو پسند نہیں فرماتے: نماز میں کھیلنا، روزے میں گالی گلوچ کرنا قبرستان میں ہنسنا۔(شامی ص۵۹۹ ج۱،مکروهات الصلاة ۔فتاوی رحیمیہ ص۲۹۰ ج۷)

''فتاوی رحیمیہ''(۴/۳۷ ج۴) میں ہے:

سوال:.....امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں لیکن نماز شروع کرنے کے بعد اپنا ہاتھ' ڈاڑھی اور منہ پر پھیرتے رہتے ہیں اور بار بار اپنا کرتہ درست کرتے رہتے ہیں، رکوع سے اٹھ کر پائجامہ کھینچ کر سجدہ میں جاتے ہیں نماز میں ان حرکتوں کا کرنا کیسا ہے؟ نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:.....امام کو ایسی فضول حرکتوں سے احتراز کرنا چاہئے، ان سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور عمل کثیر ہو کر نماز کے فساد کی نوبت آجاتی ہے، لہذا ایسے افعال عبث سے امام اور نمازیوں کو بچنا ضروری ہے،''ویکرہ ایضا ای یکف ثوبه وهو فی الصلوة بعمل قليل بان يرفع من بين يديه او من خلفه عند السجود''(۳۳۷) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

۳:.....بعض ائمہ کرام سجدہ میں جاتے ہوئے پائجامہ کو اوپر اٹھاتے ہیں اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد دامن کو نیچا کرتے ہیں، اور بعض تو سرین کو اٹھا کر دامن کو جسم سے علیحدہ کرنے کا بھی اہتمام کرتے ہیں، ان حرکات سے بھی احتراز کرنا چاہئے بعض مرتبہ ایسے افعال' عمل کثیر کے زمرے میں داخل ہو کر فساد نماز کا ذریعہ بن جاتے ہیں ۔''فتاوی رحیمیہ'' (ص ۳۷۹ ج ۴) میں ہے:

سوال:.....اگر کوئی شخص سجدہ میں جاتے وقت اپنے پائجامے کو اوپر کھینچتا ہے اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد اپنے قمیص کے پیچھے کے دامن کو نیچے کرتا ہے' تو اس فعل سے نماز میں کچھ نقصان ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:.....ایسی حرکت اور عادت یقیناً مکروہ ہے اور بعید نہیں کہ فعل کثیر ہو کر مفسد صلوۃ ہو جائے، لہذا اس عادت سے احتراز لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

فتاوی حقانیہ میں ہے:

سوال:.....رکوع سے سجدہ کو انتقال کے وقت شلوار کو اوپر کی طرف کھینچنا، ایسے ہی سجدہ سے اٹھتے وقت اپنے کپڑوں کو صحیح کرنا' کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:.....بغیر حاجت کے کپڑوں کو صحیح کرنا جب عمل کثیر تک نوبت نہ پہنچے تو مکروہ ہے، اور حاجت کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے، اور اگر عمل کثیر تک نوبت پہنچے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاوی حقانیہ ص ۲۱۴ ج ۳)

بلاضرورت نماز میں کھجلانا

۴:.....بعض حضرات نماز میں بلاضرورت کھجلاتے رہتے ہیں، اس سے بھی اہتمام سے بچنا چاہئے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ:''اگر ایک رکن میں تین بار کھجلایا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے

گی۔ یہ اس وقت ہے جبکہ ہر بار ہاتھ اٹھالیوے۔ اور اگر ہر بار ہاتھ نہ اٹھائے' یعنی ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دے تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا، پس اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ بلاضرورت ایک بار کھجانا مکروہ ہے''۔ (عمدۃ الفقہ ص ۲۵۷ ج ۲)

بلاضرورت کھانسنا

۵:..... بلاضرورت کھانسنے کا رواج بھی بڑھتا جارہا ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ: ''کھنکارنا یا کھانسنا دو حرفوں سے یعنی ''اح' اح'' کہنا بلا عذر یا بلا غرض صحیح ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کھنکارنا عذر کے ساتھ مثلاً کھانسی کا مرض ہے یا بے اختیار کھانسی آجائے' یعنی اس طرح ہو کہ نمازی کی طبیعت سے خود بخود بلا تکلف (بے اختیار) پیدا ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، کیونکہ اس سے بچ نہیں سکتا۔

اور اگر خود اپنی طرف سے کسی صحیح غرض کے لئے کھنکارا تب بھی مسفد نہیں ہے، مثلاً اپنی آواز کو درست کرنے کے لئے یا اچھا کرنے کے لئے کھنکارا یا امام سے کوئی غلطی قرأت میں یا اٹھنے یا بیٹھنے میں ہوئی اور اس کو بتانے کے لئے مقتدی کھنکارا' یا کسی کو اپنے نماز میں ہونے پر اطلاع دینے کے لئے کھنکارا' تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اور اگر کھنکارنے یا کھانسنے سے حروف ظاہر نہیں ہوئے' یا سنے نہیں جاتے تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی، لیکن بلا عذر ہو تو مکروہ ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۲۵۲ ج ۲، مفسدات نماز کا بیان)

نماز میں نظر کو ادھر ادھر متوجہ کرنا

۶:..... بعض حضرات ائمہ کرام کو نماز کے دوران اپنی نظروں کو ادھر ادھر متوجہ رکھتے ہوئے بھی دیکھا گیا، اس کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد مستحضر رہے تو انشاء اللہ اس عادت قبیحہ سے چھوٹنے میں معین و مددگار ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو ایک ڈاکہ ہے جو شیطان بندے کی نماز پر ڈالتا ہے۔ (بخاری ص۱۰۴ ج۱، باب الالتفات فی الصلاۃ، کتاب الاذان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹے! خبردار نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچو، نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت ہے۔

(ترمذی ص ج، باب ما ذکر فی الالتفات فی الصلوۃ، ابواب الصلاۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کی جانب متوجہ ہوتے ہیں، جب وہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں: اے آدم کی اولاد! کس کی جانب متوجہ ہوتے ہو؟ کون مجھ سے بہتر ہے؟ جب بندہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو پھر یہی فرماتے ہیں، جب تیسری بار یہی کرتا ہے تو اللہ تعالی بالکل رخ پھیر لیتے ہیں۔

(الترغیب و الترھیب ص۲۰۹ ج۱، الترھیب من الالتفات فی الصلاۃ وغیرہ مما یذکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھنے والے کے سر کے اوپر سے خیر کی بوچھار اس کے سر کی مانگ تک آتی رہتی ہے، اور ایک فرشتہ اعلان کرتا رہتا ہے: اگر بندہ جان لیتا کہ وہ کس سے ہم کلام ہے تو پھر ادھر ادھر متوجہ نہ ہوتا۔

(عمدۃ القاری ص۳۱۱ ج۵۔ شمائل کبری ص۵۰ ج۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جب بندہ نماز کی جانب کھڑا ہوتا ہے اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، پس جب وہ ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالی کہتے ہیں: کس کی طرف متوجہ ہوتے ہو؟ کون ہے جو مجھ

سے بہتر ہے؟ میری جانب متوجہ رہو، اے آدم کی اولاد! میں اس سے بہتر ہوں جس کی طرف توجہ کر رہے ہو۔

(الترغیب و الترھیب ص۲۰۹ج۱، الترھیب من الالتفات فی الصلاۃ وغیرہ مما یذکر)

امام صرف اپنے لئے دعا نہ کرے

۷:.....امام کو چاہئے مخصوص اپنے لئے دعا نہ کریں، بلکہ مقتدیوں کو اپنی دعا میں شامل کر لیا کریں۔ حدیث شریف میں ہے:

عن ثوبان رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال : ((لایحلُّ لِامْرِئٍ اَن یَّنظُرَ فی جوْفِ بیتِ امْرِئٍ حَتّٰی یَسْتَأذِنَ ، فان نظر فقد دخل ، ولا یومّ قوما فیخُص نفسَہ بدعوۃ دونھم ، فان فعل فقد خانھم ، ولا یقوم الی الصلاۃ وھو حَقِن))۔

(ترمذی ص۸۲ج۱،باب ماجاء فی کراھیۃ ان یخص الامام نفسہ بالدعاء)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے لئے اجازت لینے سے پہلے اس کے گھر میں جھانکنا حلال نہیں، اگر اس نے دیکھ لیا تو گویا وہ اس میں داخل ہو گیا۔ اور کوئی شخص کسی کی امامت کرتے ہوئے ان لوگوں کو چھوڑ کر اپنے لئے دعا کو مخصوص نہ کرے، اگر کسی نے ایسا کیا تو اس نے ان سے خیانت کی۔ اور نماز میں تقاضہ حاجت (پیشاب، پاخانہ) کو روک کر کھڑا نہ ہو۔

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

اس کا مطلب بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ امام کو ادعیہ میں جمع متکلم کا صیغہ استعمال کرنا چاہئے اور واحد متکلم کے صیغہ سے احتراز کرنا چاہئے، لیکن اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے نماز کے بعد جو دعائیں منقول ہیں، ان میں اکثر واحد متکلم ہی کا صیغہ

استعمال کیا گیا ہے، اور صرف چند ایک ہی دعاؤں میں جمع متکلم کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، لہذا مذکورہ مطلب درست نہیں ہوسکتا۔

پھر اس حدیث کے مفہوم کی تعیین کے لئے شراح نے بہت سی توجیہات کی ہیں:

بعض نے کہا ہے کہ: اس سے مراد صرف وہ دعائیں ہیں جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں، مثلاً دعاء قنوت وغیرہ کہ ان میں واحد متکلم کا صیغہ استعمال کرنا جائز نہیں۔

بعض نے کہا کہ: اس کی مراد یہ ہے کہ اپنے لئے دعا کرے اور دوسرے کے لئے بددعا یہ جائز نہیں۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس حدیث کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ امام کو چاہئے کہ ان مقامات پر دعا نہ کرے جہاں مقتدی دعا نہیں کرتے مثلاً رکوع وسجود میں، قومہ وجلسہ بین السجدتین میں کہ ان مواقع پر عموماً دعا نہیں کی جاتی، اگر امام یہاں دعا کرے گا تو وہ تنہا ہوگا، خواہ کوئی صیغہ استعمال کریں، پھر چونکہ اس دعا میں مقتدیوں کی شرکت نہیں ہوتی لہذا اس کی ممانعت کی گئی۔

لیکن احقر کی ناقص رائے میں ان تمام مفاہیم کے مقابلہ میں ایک چوتھا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے، جو اگرچہ کہیں منقول نہیں دیکھا، لیکن ذوقاً درست معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ اس میں ایسی دعاؤں سے منع کیا گیا جو صرف ذاتی اور گھریلو قسم کی خواہشات پر مشتمل ہوں اور ان کے مفہوم میں کوئی عموم نہ ہو، مثلاً ''اللّٰھم زوّجنی فلانة'' یا ''اللّٰھم اعطنی دار فلانیة'' وغیرہ۔ رہیں ایسی دعائیں جن میں عموم ہوسکتا ہو وہ ممنوع نہیں، خواہ صیغۂ واحد متکلم کے ساتھ ہوں، مثلاً: ''اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا'' وغیرہ، کیونکہ امام قوم کا نمائندہ ہوتا ہے، اور اس حیثیت سے وہ اگر واحد متکلم کا صیغہ بھی استعمال کرے گا، اس کے مفہوم

میں پوری قوم شریک ہوگی، جبکہ پہلی قسم کی دعاؤں میں (''اللھم زوجنی فلانة'' یا ''اللھم اعطنی دار فلانیة'') یہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ ان میں عموم کا امکان ہی نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔ (درس ترمذی ص ۱۳۰ ج ۲)

امام کو لہو کھیل' کھیلنے' دیکھنے اور اس کی کومینٹری سننے' سے احتراز کرنا چاہئے

۸:.....ائمہ کرام کو کرکٹ' فٹ بال وغیرہ کھیلنے اور ان کھیلوں کی میچ دیکھنے اور کومینٹری سننے سے بھی خصوصی احتیاط کرنا چاہئے، یہ چیزیں منصب امامت کے لائق نہیں۔ حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ: (حضرت کا یہ پورا تفصیلی فتوی ائمہ کرام کو ضرور مطالعہ کرنا چاہئے)

''لہذا ایسا شخص جو امامت کے عظیم منصب پر فائز ہو' اس کو اس قسم کے بدنام اور بیکار لہو کھیل میں مشغول ہونا' اس سے دلچسپی رکھنا' کومینٹری سننا قطعا اس کے شایان شان نہیں، غافلوں کے ساتھ تشبہ بھی لازم آتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں امام کا وقار بھی کم ہوجاتا ہے' اگر ورزش اور بدن کی تقویت مقصود ہو تو دوسرے جائز طریقے اختیار کئے جائیں، اگر کوئی شخص کرکٹ میں اس قدر منہمک ہو کہ نماز قضاء ہوجائے اور جماعت فوت ہوتی ہو تو پھر ایسا کھیل بالکل ناجائز اور موجب فسق ہوگا اور ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہوگا۔'' کبیری'' میں ہے: ''وفیه اشارة الی انهم لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم''۔ (کبیری ص ۴۷۹، فصل فی الامامة)۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۷۸ ج ۷)

امام کو چاہئے کہ رزق حرام سے بچنے کا اہتمام کرے

۹:.....امام کو چاہئے کہ رزق حلال کا خاص اہتمام کرے۔ برطانیہ میں اکثر حضرات حکومت سے دھوکہ و دغا کے ذریعہ مال کے حصول میں شریعت کے حدود کو پامال کئے ہوئے ہیں۔

ائمہ کرام کو اس معاملہ میں نہایت اہتمام کی ضرورت ہے، آپ کے پیچھے کئی لوگ نماز پڑھتے ہیں، اگر امام کا رزق حلال نہیں تو اس کی نماز بھی قبول نہیں اور مقتدی کا وبال بھی اس کے ذمہ رہے گا۔ راقم کے رسالہ ''رزق حلال'' میں ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالی کا ایک فرشتہ بیت المقدس پر ہر رات پکارتا ہے کہ جو شخص حرام کھاوے گا اس کا فرض و نفل کچھ قبول نہ ہوگا۔ (رزق حلال ص ۲۲۹)۔ (ائمۂ کرام ''رزق حلال'' کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایک آدمی نے کوئی کپڑا خریدا، دس درہم میں اس میں سے نو درہم حلال کے اور ایک درہم حرام کا۔ نوے فیصد حلال اور دس فیصد حرام، آپ ﷺ فرماتے ہیں: جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر موجود ہے اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی۔ اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دونوں انگلیاں کان میں ڈال لیں اور فرمایا: ''صمتا ان لم یکن النبی ﷺ سمعته یقوله'' ۔

یعنی اگر آپ ﷺ کو یہ جملہ ارشاد فرماتے ہوئے میں نے نہ سنا ہو تو میرے یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ کتنی تاکید؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

((یأتی علی الناس زمان لایبالی المرء ما اخذ منه أمِنَ الحلال ام من الحرام))۔

ایک زمانہ لوگوں پر آئے گا کہ آدمی اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال حرام سے حاصل کیا یا حرام سے؟

(مشکوۃ ص ۲۴۳، باب الکسب وطلب الحلال ، کتاب البیوع۔ رسائل المرغوب ص ۲۱۶ ج ۱)

امام کو سگریٹ نوشی سے بچنا چاہئے

منصب امامت کے ہرگز لائق نہیں کہ ائمہ حضرات سگریٹ و بیڑی اور حقہ نوشی کی عادت بنائے رکھے، اگر کسی کو یہ بری عادت پڑی ہو تو اپنی نفسانی خواہش کا علاج کر کے اس قبیح عادت سے اپنے کو چھڑانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ''کتاب الفتاوی'' میں ہے:

سوال:.....زردہ کا پان' گٹکا' سگریٹ نوشی یہ سب استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:.....زردہ' اس سے زیادہ سگریٹ اور اس سے بڑھ کر گٹکا صحت انسانی کے لئے نقصان دہ ہے، اس لئے اس سے بچنا واجب ہے اور اس کا استعمال مکروہ ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نشہ آور اور صحت کے لئے مضرت رساں دونوں طرح کی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ اور اب ان چیزوں کا صحت کے لئے نقصان دہ ہونا پوری طرح ثابت ہو چکا ہے۔

(کتاب الفتاوی ص ۱۸۸ ج ۶)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اسی طرح تمباکو نوشی اور تمباکو خوری بھی کراہت سے خالی نہیں، گو علماء نے اس کی حرمت اور بعض نے اس کی اباحت کا فتوی دیا ہے۔ علامہ عمادی نے تمباکو نوشی کرنے والے کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے، اور مسجد میں تو اس کا استعمال مکروہ ہے ہی۔

تمباکو کی ممانعت کی وجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت ہے: ''نھی عن کل مسکر و مفتر'' مفتر سے مراد ہر ایسی چیز ہے جو جسم کو ضعف و نقصان پہنچانے والی ہے۔

(درمختار و شامی ص ۲۹۶ و ۱۹۵۔ شامی ص ۴۴ ج ۱۰، کتاب الاشربۃ، مطبوعہ دار الباز، مکۃ المکرّمہ)

علماء ہند میں مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کو فی نفسہ مباح لیکن بے احتیاطی سے بدبو پیدا ہو جانے کی صورت میں مکروہ قرار دیا ہے۔ (کفایت المفتی ص ۹/۱۲۲)

حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے حقہ کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''بہر حال اس کا پینے والا گناہ سے خالی نہیں اور اصرار پر سخت گناہ ہے''۔ (حضرت کا یہ تفصیلی فتوی قابل دید ہے) (امداد الفتاوی ص ۹۸ ج ۴۔ حلال وحرام ص ۱۷۱)

گجرات کے ایک مشہور بزرگ اور عارف باللہ عالم دین حضرت مولانا نذیر احمد صاحب پالنپوری رحمہ اللہ نے اپنی اولاد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

'' تمباکو' بیڑی اور سگریٹ سے بہت دور رہنا، ان چیزوں کا استعمال جائز نہیں۔ فرشتوں کو اس کی بدبو سے بڑی تکلیف ہوتی ہے، ایسا نہ ہو کہ اس کے استعمال سے رحمت کے فرشتے تم سے دور ہو جائیں۔ اس میں دنیا اور آخرت کے بڑے بڑے نقصان پوشیدہ ہیں، کبھی بھی اس کو ہاتھ نہ لگانا اور کوئی بھی نشہ آور چیز کا استعمال مت کرنا، ان چیزوں سے بچتے رہو گے تو بہت سے بھلائیاں حاصل ہوں گی۔ (مختصر سوانح نذیری ص ۳۶)

نوٹ: تمباکو نوشی کو بعض علماء نے حرام' بعضوں نے مکروہ تحریمی اور بعضوں نے مباح یا محض مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس پر کسی قدر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ حصکفی رحمہ اللہ اپنے استاذ شیخ نجم الدین زاہدی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اسے حرام کہتے ہیں۔ اور شامی رحمہ اللہ شرنبلالی کی شرح ''شرح وھبانیہ'' سے ناقل ہیں کہ: اس کے پینے اور خرید وفروخت سے منع کیا جائے گا ''یمنع عن بیع الدخان وشربه''۔ حصکفی رحمہ اللہ ہی اپنے ایک اور استاذ عمادی رحمہ اللہ کی رائے نقل کرتے ہیں کہ وہ اس کو مکروہ سمجھتے تھے اور شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بظاہر عمادی رحمہ اللہ اس کو مکروہ تحریمی قرار دیتے تھے، کیونکہ انہوں نے عادۃً تمباکو نوشی کرنے والوں کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے۔ شیخ ابوالسعود رحمہ اللہ کراہت تنزیہی کے قائل ہیں۔ علامہ شیخ علی مالکی رحمہ اللہ نے اس کے حلال اور مباح

ہونے پر ایک رسالہ لکھا ہے، جس میں مذاہب اربعہ کے مستند اور معتمد علماء سے اس کا جواز نقل کیا ہے۔ اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ نے ''الصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے۔ موجودہ عرب علماء میں علماء سعودی اس کی حرمت کا فتوی دیتے ہیں، لیکن ڈاکٹر وہبہ زحیلی کا رجحان اس کی اباحت کی طرف ہے۔

(الفقه الاسلامی و ادلته ص ۱۶۷ ج ۶)

عدل واور اعتدال پر مبنی رائے یہ ہے کہ یہ کراہت سے خالی نہیں۔

(قاموس الفقہ (خلاصہ) ص ۴۰۸ ج ۳ بعنوان: دخان)

امام کو ڈاڑھی اور سر پر سیاہ خضاب لگانے سے بھی احتیاط کرنا چاہئے

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ج:..... جو امام سیاہ خضاب لگاتا ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۴۲ ج ۲)

ائمہ کو کبھی مباح کام بھی چھوڑنے پڑتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت طلحہ رضی اللہ کو احرام کی حالت میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ طلحہ یہ کیا ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: امیر المؤمنین! یہ مٹی سے رنگا ہوا ہے، حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا: لوگوں کے تم امام ہو، لوگ تمہاری اقتدا کریں گے، اگر کوئی جاہل اس کپڑے کو دیکھے گا تو ضرور یہ کہے گا کہ طلحہ احرام کی حالت میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے تھے، اس لئے تم یہ رنگین کپڑے مت پہنو۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اہل علم اور ائمہ کرام کو بعض مرتبہ مباح امور کو بھی ترک کر دینا چاہئے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''قال الباجی و هذا اصل فی ان الامام

المقتدی به یلزمه ان یکف عن بعض المباح المشابه للمحظور ولا یفرق بینهما الا اهل العلم ، لئلا یقتدی به من لا یعرفه''۔

(اوجز المسالک الی موطا مالک،ص۱۸۳ج۶،باب لبس الثیاب المصبغة فی الاحرام)

امام سے متعلق کچھ مسائل

درج ذیل مسائل حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ کی مشہور واسم بامسمی تصنیف ''عمدۃ الفقہ'' ج ۲ سے ماخوذ ہیں۔

م:.....نماز کے لئے مستحب لباس میں عمامہ بھی ہے،اس لئے امام کو چاہئے کہ عمامہ استعمال کرے۔(ص۶۱)

م:.....عورتوں کا امام بغیر عورتوں کی امامت کی نیت کے نہیں ہوسکتا۔اور یہ نیت شروع نماز میں ہونی چاہئے،البتہ جمعہ وعیدین میں صحیح قول کی بناپر اور نماز جنازہ میں بالاجماع اگر امام عورتوں کی نیت نہ کرے تو بھی عورتوں کی نماز جائز ہے۔

نماز جنازہ و جمعہ وعیدین کے سوا اور نمازوں میں امام کے لئے عورتوں کی نماز درست ہونے کے لئے ان کی امامت کی نیت کا ضروری ہونا اس وقت ہے جبکہ کسی عورت نے کسی مرد کے برابر کھڑے ہوکر کسی نماز میں اس کا اقتدا کیا ہو۔اور اگر عورت نے مرد کے برابر کھڑے ہوکر اقتداء نہ کیا تو اس میں اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک اس وقت بھی صحتِ اقتدا کے لئے عورتوں کی امامت کی نیت شرط ہے اور بعضوں نے کہا کہ شرط نہیں جیسا کہ نماز جنازہ و جمعہ وعیدین میں شرط نہیں ہے۔اور اس دوسرے قول (نیت امامت شرط نہ ہونے) کی بناپر اگر عورت کسی مرد یعنی امام یا مقتدی کے برابر یا آگے بڑھی ہوئی نہ ہوگی تب اس کی اقتدا درست ہوجائے گی اور نماز پوری ہوجائے گی اور اگر آگے بڑھ جائے گی یا

برابر ہوگی تو اس کا اقتدا باقی نہ رہے گا اور نماز پوری نہ ہوگی۔ (ص ۸۰)

م:.....امام کا تکبیر تحریمہ اور ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کی تمام تکبیریں بقدر حاجت بلند آواز کہنا (سنت ہے) تاکہ مقتدیوں کو نماز میں داخل ہونے اور ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف جانے کی خبر ہو جائے۔ اور اسی طرح امام کے لئے ''سمع الله لمن حمده'' اور سلام کا لفظ پکار کر کہنا سنت ہے۔ اگر امام ضرورت سے زیادہ پکار کر کہے گا تو مکروہ ہوگا، مثلاً اس کے پیچھے ایک صف ہے اور وہ اتنا چیختا ہے کہ دس صفوں تک آواز جائے تو مکروہ ہے۔ (ص ۱۰۳)

م:.....امام (قرأت کی) جہر میں بہت کوشش نہ کرے، یعنی حسب استطاعت جس قدر جماعت ہو اسی قدر آواز بلند کرے، اگر امام جماعت سے زیادہ جہر کرے گا تو برا کرے گا۔ (ص ۱۰۰)

م:.....امام کو دونوں سلام بلند آواز سے کہنا (سنت ہے)۔

م:.....دوسرے سلام کا پہلے کی بہ نسبت پست آواز سے کہنا (سنت ہے)۔

م:.....امام کو دل میں صرف مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کرنا (سنت ہے) یعنی داہنی طرف کے سلام میں دائیں طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں کی اور بائیں طرف کے سلام میں بائیں طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کرے۔ (ص ۱۰۵)

م:.....''سمع الله لمن حمده'' رکوع سے اٹھتے ہوئے کہے، یعنی سر اٹھانے کے ساتھ ہی یہ الفاظ شروع کرے اور کھڑا ہونے تک پورا کرے، جھکے جھکے یا سیدھا ہو کر نہ کہے۔ اور جب سیدھا کھڑا ہو جائے تو ''ربنا لک الحمد'' کہے یہی سنت ہے۔ کسی شخص نے رکوع سے اٹھتے وقت ''سمع الله لمن حمده'' نہ کہا اور سیدھا کھڑا ہو گیا تو اب ''سمع الله لمن حمده'' نہ کہے۔ اور اسی طرح ہر اس ذکر کا حال ہے جو حالت انتقال یعنی رکن بدلنے کے

لئے ہے کہ جب اس کو اس کے مقام پر ادا نہ کرے، جیسے تکبیر کہ قیام سے رکوع کی طرف جھکتے وقت یا رکوع سے سجدہ کی طرف جھکتے وقت یا سجدہ سے اٹھتے وقت کہتے ہیں۔ اسی طرح سجدہ میں جو تسبیح باقی رہ جاتی ہے وہ سر اٹھانے کے بعد نہ کہے، بلکہ ضروری ہے کہ ہر چیز میں اس کی جگہ کی رعایت کرے۔ (ص ۱۰۹)

م:.....(نماز کے بعد) مختصر دعا کے بعد امام فوراً سنتوں کے واسطے کھڑا ہو جائے اور جہاں فرض پڑھے ہوں وہاں سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے، دائیں یا بائیں یا پیچھے کو ہٹ جائے اور اگر چاہے تو اپنے گھر جا کر سنتیں پڑھے، یہی بہتر ہے جبکہ کسی مانع کا خوف نہ ہو۔

م:.....جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں، یعنی فجر اور عصر، ان میں امام کو اسی جگہ قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھ کر توقف کرنا مکروہ ہے، اور نبی ﷺ نے اس کا نام بدعت رکھا ہے، لیکن یہ کراہت تنزیہی ہے۔ (ص ۱۱۴)

م:.....امام کے لئے مکروہ ہے کہ مقتدیوں پر لقمہ دینے کی مشقت ڈالے، بلکہ امام کو چاہئے کہ اگر اس قدر پڑھ لیا ہے جس سے نماز ہو جاتی ہے (یعنی بقدر مسنون قرأت کر چکا ہے، بعض کے نزدیک اس کو ترجیح ہے۔ اور بعض کے نزدیک بقدر واجب کو ترجیح ہے۔ اور بعض کے نزدیک بقدر فرض کو ترجیح ہے) تو رکوع کر دے اور دوسری آیت کی طرف نہ جائے۔ اور اگر اتنا نہیں پڑھا تو کوئی دوسری آیت پڑھنے لگے، جس کے ملانے سے معنی اتنے نہ بگڑتے ہوں کہ جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہو یا کوئی دوسری سورت شروع کر دے۔

مقتدیوں پر ضرورت ڈالنے سے یہ مراد ہے کہ بار بار ایک آیت پڑھے یا چپکا کھڑا ہو جائے یا غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہے یا رکوع نہ کرے۔ لیکن اگر امام ایک آیت کا تکرار اس غرض سے کرے کہ اس کی قرأت رواں ہو کر اسے کلمہ یاد آ جائے تو یہ بلا کراہت جائز ہے۔ (ص ۲۵۰)

م:.....امام کو اکیلا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگر دونوں پاؤں محراب سے باہر ہو اور سجدہ محراب میں کرے تو مکروہ نہیں۔ اگر امام تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو کراہت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو امام کا اکیلا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔ (ص ۲۷۳)

م:.....امام کو دروں (دروازوں اور ستونوں کے درمیان کی جگہ) میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔ اسی طرح امام کو جو روزانہ کی نماز کے لئے مقرر ہے یعنی پہلی جماعت کے امام کو بلا ضرورت مسجد کے گوشہ یا کسی طرف میں یا کسی ستون کی طرف کھڑا ہونا اور محراب کو ترک کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اجماع وعمل امت کے خلاف ہے۔ اور اس کے لئے سنت یہ ہے کہ محراب یعنی وسط مسجد میں کھڑا ہو، اگر وسط کو چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہوا تو اگرچہ اس کے دونوں طرف صف کے برابر حصے ہوں مکروہ ہے، لیکن ضرورت کے وقت کوئی کراہت نہیں۔ (ص ۲۷۳)

م:.....اگر امام رکوع میں ہو اور کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہو اور رکوع میں اس واسطے دیر کی کہ آنے والے کو رکوع مل جائے، تو اگر آنے والے کو پہچان لیا ہے اور اس کو پہچاننے کی وجہ سے ایسا کیا تو مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر نہیں پہچانا تو بقدر ایک دو تسبیح کے دیر کرنے میں مضائقہ نہیں، لیکن پھر بھی اس بات کا ترک اولی ہے۔ (ص ۲۸۱)

م:.....امام نے اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا' جس کی وجہ سے اس کی امامت صحیح نہیں ہوئی تو امام کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس امر کی اطلاع مقتدیوں کو کر دے' خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے یا خط کے ذریعے سے ہو، اور مقتدی اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔ (ص ۱۹۰)

م:.....امام کو چاہئے کہ ظہر' عصر اور عشاء کی آخری دو رکعتوں اور مغرب کی آخری ایک

رکعت میں سورۂ فاتحہ اتنی جلدی نہ پڑھے کہ امام کے پیچھے اگر کوئی شافعی، حنبلی یا مالکی مقتدی ہوتو وہ اپنی سورۂ فاتحہ پوری نہ کر سکے۔ ائمۂ ثلاثہ میں سے امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک سری نماز میں مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مستحب ہے (فرض یا واجب نہیں) اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض ہے۔ (تحفة الالمعی ص ۱۱۴ ج ۲)

اور امام کے لئے مناسب ہے کہ دوسرے مسلک کے مقتدی کی رعایت کرے۔

م:.....اگر کسی کی آنکھ کی رگ میں سے ناسور کی طرح پانی بہا کرتا ہوتو وہ بمنزلۂ زخم کے ہے، جو کچھ اس کے اندر سے بہے گا، اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ پس جس شخص کی آنکھ سے ناسور یا زخم یا ورم یا کسی اور بیماری کی وجہ سے ہر وقت پانی جاری رہے تو وہ پیپ یا کچ لہو کے احتمال سے احتیاطاً معذور کی طرح ہر وقت کی نماز کے لئے نیا وضو کرے اور تندرست لوگوں کی امامت نہ کرے اور انکار کر دیا کرے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۴۲ ج ۱)

م:.....مباشرت فاحشہ کے بغیر مرد و عورت کے ایک دوسرے کو چھونے سے، یا کسی بے ریش لڑکے کو چھونے سے احناف کے نزدیک مطلق طور پر وضو نہیں ٹوٹتا، خواہ شہوت کے ساتھ چھوئے یا شہوت کے بغیر چھوئے، لیکن اختلاف فقہاء سے بچنے کے لئے اس کو وضو کر لینا خاص طور پر جبکہ وہ امام ہو، مستحب ہے، کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، خواہ اس نے شہوت کے ساتھ مس کیا ہو یا بغیر شہوت کے مس کیا ہو۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اگر شہوت کے ساتھ مس کیا ہو تو وضو ٹوٹتا ہے ورنہ نہیں۔

اور اسی طرح اپنے یا کسی دوسرے کے پیشاب یا پاخانہ کے مقام کو چھونے سے یا آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے احناف کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے، لیکن اس کو ہاتھ دھو لینا مستحب ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۵۳ و ۱۵۴ ج ۱)

عورت کی امامت

اس رسالہ میں عورت کی امامت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کے متعلق تفصیل سے کلام کیا گیا ہے۔ قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ، آثار صحابہ ؓ اور فقہاء اربعہ ؒ کی عبارتوں سے واضح کیا گیا ہے کہ عورت کا مردوں کی امامت کرنا صحیح نہیں۔ عورت، عورتوں کی امامت کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور عورتوں کی جماعت کیا حکم رکھتی ہے؟ وغیرہ امور کو بھی مع حوالہ بیان کیا ہے۔

مرتب

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

پیش لفظ

مورخہ ۱۸/ مارچ ۲۰۰۵ء کو نیویارک کے ایک چرچ میں ورجینا کامن ویلتھ یونیورسٹی میں اسلامک اسٹیڈیز کے شعبہ کی پروفیسر ڈاکٹر امینہ ودود کی اقتدا میں پچاس مردوں اور عورتوں نے نماز جمعہ ادا کی۔ اذان خطبہ کی خدمت جینس میں ملبوس ایک خاتون نے انجام دی، اس کی ظاہری شکل وشباہت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لئے نہیں آئی ہے۔ اس کے بال کھلے ہوئے اور لباس چست وتنگ تھا۔ ایسے میں کیا اس نے اذان دی ہوگی؟ اور کیا اس سے روحانی ماحول پیدا ہوا ہوگا؟

نماز ایک خالص روحانی عمل ہے، جس کا تعلق براہ راست بندہ اور خدا کے درمیان ہوتا ہے، اس میں نام ونمود اور ریاکاری کا کوئی شائبہ نہیں ہونا چاہئے، اس میں خلوص، تقوی اور پرہیزگاری ہونی چاہئے، مگر مذکورہ واقعہ میں ایسا کہیں بھی نہیں ہوا۔ جس عورت کو پردہ کا حکم ہو اور جس کو غیر محرم مردوں سے دور رہنے کو کہا گیا ہو، وہ بے پردہ ہو کر غیر محرم کی درمیان نماز بھی پڑھتی ہے اور نماز پڑھاتی بھی ہے' اسلام اس کا تقاضا تو نہیں کرتا۔ اس خبر کی مڈیا نے بہت اہتمام سے خوب تشہیر کی۔

یہ بات واضح رہے کہ ڈاکٹر امینہ ودود اس سے پہلے بھی نماز جمعہ کی امامت کرانے کا اعلان کر چکی تھی، مگر نا معلوم افراد کی طرف سے ملنے والی دھمکیوں کے باعث اس کو اپنا پروگرام منسوخ کرنا پڑا۔ اس مرتبہ بعض نام ونہاد مسلم تنظیمات کی حمایت حاصل تھی، جس میں مسلم ویک اپ ڈاٹ کام نامی ایک ویب سائٹ اور اس کے ایڈیٹر احمد نست، مسلم ویمن فریڈم ٹاورز، میڈیا کوآرڈینیٹر آف مسلم اور اس کی ترجمان سارہ طنطاوی اور حال ہی میں قائم ہونے والی تنظیم پروگریسو مسلم یونین شامل ہیں۔

ڈاکٹر امینہ ودود ایک افریقن نومسلم ہے جو امریکہ میں آباد ہے، وہ نہ تو پیدائشی مسلمان ہے اور نہ ہی کسی اسلامی گھرانہ میں اس کی پرورش ہوئی ہے، بلکہ جوانی کے بعد اس نے اسلام قبول کیا ہے۔

بی بی سی اردو سروس کی خبر کے مطابق:

''وہ حدود کی سزاؤں کی مخالفت کرتی ہے۔اس کے خیال میں شریعت مطہرہ میں چور کے لئے ہاتھ کاٹنے کی جو سزا متعین ہے وہ صحیح نہیں۔اس کا اصرار ہے کہ ایسی روایات جو اسلام کی ابتدا میں ایک خاص تاریخی اور ثقافتی پس منظر میں اس کا حصہ بنائی گئی تھیں اب انہیں تبدیل کر دینا چاہئے''۔

ڈاکٹر امینہ ودود آج کل مسجد میں امام وخطیب بننے کی زبردست خواہش مند ہے تاکہ وہ عورتوں اور مردوں کی مشترکہ امامت کرا سکے۔اس نے کئی آزاد خیال مردوں اور عورتوں کو اپنا ہم خیال بھی بنالیا ہے، اس کی انتھک کوشش کے باوجود امریکہ کی کسی مسجد نے اسے جمعہ پڑھانے کی اجازت نہیں دی، بلکہ دین میں فتنہ پیدا کرنے پر اسے دھمکیاں تک دی گئیں، بالآخر اس نے پولیس کی مدد سے ایک چرچ میں امامت کرا کے ایک نئے فتنہ کا آغاز کیا۔ انشاء اللہ عورت کی امامت کا یہ فتنہ زیادہ دیر نہیں چلے گا، کیونکہ تمام مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی۔امریکہ کے مسلمان اور مساجد کے ذمہ دار حضرات قابل صد مبارک بادی کے مستحق ہیں جنہوں نے مشکل حالات کے باوجود اپنی مساجد کو اس فتنہ سے محفوظ رکھا۔نیز ان مردوں کو جنہوں نے اس عورت کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی ہے از راہ خیر خواہی عرض کرتا ہوں کہ ان کو اللہ کے دربار میں سچی توبہ کرنی چاہئے، موت برحق ہے اور موت کے بعد میدان حشر میں اپنے کئے کا بدلہ دینا ہے وہاں نہ پولیس کا

پہرہ کام دے گا اور نہ عورت کی امامت کی حمایت اللہ کے عذاب سے چھڑا سکے گی۔

یہ بھی یاد رہے کہ عورتوں کی امامت اور مردوں کے شانہ بشانہ عورتوں کی نماز کی تحریک کی اصل محرکہ اور روح رواں مارگن ٹاؤن ویسٹ ورجینا کی ایک نام نہاد مسلمان مولانا شبلیؒ کی پڑپوتی ہونے کا دعوی کرنے والی اسری نعمانی ہیں، جس کی پیدائش تو ہندوستان میں ہوئی، لیکن ابھی وہ پانچ چھ سال کی ہی تھی اس کے والدین اس کو لے کر امریکہ آ گئے۔[1]

ابھی نیویارک میں امینہ ودود کی امامت کی بازگشت جاری تھی کہ اطلاع آئی کہ ۲۵/ مارچ ۲۰۰۵ء کو کینیڈا میں سلیمہ علاؤالدین نامی خاتون نے جمعہ کی نماز میں مرد وعورتوں کی مخلوط جماعت کی امامت کی، جس میں دوسو کے قریب لوگوں کی شرکت کی۔

ہندوستان میں مالابار کے علاقے میں مسلم خواتین اپنی علیحدہ مسجد ''مسجد النساء'' بنانے کے متعلق سوچ وبچار کر رہی ہیں۔

ہالینڈ کے دارالحکومت ایمسٹرڈم میں پچھلے دنوں مسلم خواتین کی مسجد کا افتتاح ہو چکا ہے، جس میں مؤذن اور امام کے طور پر خواتین کا تقرر کیا گیا ہے اس مسجد کا افتتاح متنازع مصری ادیبہ نول السعادی نے کیا، جس پر قاہرہ کی ایک عدالت میں اسلام سے برگشتگی اور

---

[1]..... یاد رہے کہ اسری نعمانی کا مشہور سیرت نگار علامہ شبلی نعمانیؒ سے کوئی تعلق نہیں۔ مولانا شبلی مرحوم کی اصل اولاد میں سے ایک پوتی مؤمنہ سہیل سلطان نے پاکستان سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ ''ڈان'' میں ایک خط کے ذریعہ اس جھوٹ کا پول کھول دیا ہے کہ اسری نعمانی کا علامہ شبلی کے ساتھ خونی یا خاندانی کوئی تعلق نہیں۔ علامہ شبلی کا ایک بیٹا اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ بیٹیوں رابعہ خاتون اور جنت فاطمہ کی شادیاں بالترتیب ۱۹۰۴ء اور ۱۹۰۹ء میں ہوئیں اور دونوں جواں عمری میں ہی انتقال کر گئیں۔ اکلوتے بیٹے کا نام حامد حسین نعمانی تھا، جو ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۲ء میں وفات پائی۔ ان کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ پانچ بیٹیوں کے نام: ڈاکٹر نسیم جہاں، شمیم جہاں، تحسین جہاں، محسنہ سلطان اور مؤمنہ سلطان ہیں۔ (ماہنامہ ''صوت القرآن'' احمد آباد، جولائی ۲۰۰۵)

ارتداد کا مقدمہ چل رہا ہے۔

ڈاکٹر امینہ کی امامت کے واقعہ سے لے کر آج تک برابر اخبار میں اس پر کوئی نہ کوئی مراسلہ اور نئے نئے مجتہدین کے نظریات آتے رہتے ہیں۔ایک عورت نے تو ام ورقہ ؓ کا واقعہ نقل کر کے ان الفاظ میں علماء کو چیلنج کیا ہے کہ: ''کوئی عالم اس واقعہ پر مزید روشنی ڈالے گا''؟ اگر واقعہ صحیح ہے تو ہنگامہ کیوں؟۔حالانکہ مضمون نگار صاحبہ نے اس واقعہ کے نقل کرنے میں جان کر یا انجانے میں غلطی کی ہے۔

جمعہ کی نماز میں عورتوں کی امامت

بعض فقہاءؒ نے عورتوں کے لئے عورت کی امامت کو جائز قرار دیا مگر جمعہ کی نماز کے لئے تو ان کے یہاں بھی اجازت نہیں کہ عورت امامت کرے۔امام شافعیؒ نے عورتوں کی جماعت میں عورت کی امامت کو جائز کہا:

وقال الشافعیؒ :وتؤم المرأة النساء فی المکتوبة وغیرها وامرها ان تقوم فی وسط الصف۔ [۱]

یعنی عورت عورتوں کو امامت کرا سکتی ہے،فرائض میں بھی اور دیگر نوافل وغیرہ میں بھی۔اور میں کہتا ہوں کہ عورت جب نماز پڑھائے تو صف کے درمیان میں کھڑی ہو آگے نہ ہو۔تاہم امام شافعیؒ جمعہ کی نماز کے لئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ولا تُجَمِّعُ امرأة بنساء لان الجمعة امامة جماعة کاملة فلیست المرأة لمن لها ان تکون امام جماعة کاملة''۔ [۲]

---

[۱]..... کتاب الام ص ۱۶۴ ج ۱۔نماز مسنون ص ۴۶۹۔

[۲]..... کتاب الام ص ۱۹۲ ج ۱۔

اور کوئی عورت بھی عورتوں کو جمعہ کی نماز میں امامت نہیں کرا سکتی، اس لئے کہ جمعہ کی امامت ایک کامل جماعت کی امامت ہوتی ہے (یعنی یہ اجتماعیت کی کامل شکل ہوتی ہے اور وہ صرف مردوں کا حصہ ہے) اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ کامل جماعت میں امام بن سکے۔[۱]

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا فتوی

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ کا ایک فتوی یہاں نقل کرنا بہت مناسب ہے، اس لئے کہ ڈاکٹر آمنہ کی امامت میں جو جمعہ پڑھا گیا اس واقعہ کے جو احوال لوگوں سے سنے تو محسوس ہوا کہ درج ذیل فتوی کو اس سے کافی مناسبت ہے۔

س:..... ہمارے محلّہ میں دس پندرہ گھر ہیں۔ جمعہ کے روز سب عورتیں ہمارے گھر میں نماز پڑھتی ہیں۔ ان میں ایک خاتون اونچی آواز سے نماز پڑھتی ہیں اور باقی خواتین ان کے پیچھے۔ کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟ جو خاتون نماز پڑھاتی ہیں ان کے ہاتھ اور پاؤں پر نیل پالش لگی ہوتی ہے۔ اور کچھ خواتین آدھی آستین کی قمیص پہن کر آتی ہیں، ان کے متعلق اسلام کی رو سے بتایئے کہ اس طرح نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج:..... سوال میں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ یہ عورتیں جو نماز پڑھتی ہیں آیا وہ جمعہ کی نماز پڑھتی ہے یا نفل نماز؟ اگر وہ اپنے خیال میں جمعہ کی نماز پڑھتی ہیں تو ان کی جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، کیونکہ جمعہ کی نماز کے لئے امام کا مرد ہونا شرط ہے، لہذا ان کی جمعہ کی نماز نہیں ہوئی (یہ نماز نفل ہوئی جس کا ذکر آگے آتا ہے) اور ظہر کی نماز ان کے ذمہ رہ گئی۔ اور اگر وہ نفل نماز پڑھتی ہیں تو عورتوں کا جمع ہو کر اس طرح نفل نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا بدترین بدعت

---

[۱]..... نماز مسنون ص ۴۶۹۔

ہے اور متعدد غلطیوں کا مجموعہ ہے جس کی وجہ سے وہ سخت گنہگار ہیں۔ اور نیل پالش اور آدھی آستین والی عورتوں کی تو انفرادی نماز بھی نہیں ہوتی۔[۱]

بہر حال جن عورتوں نے امریکہ میں نماز جمعہ ادا کی ان کی نماز کی صحت کا تو یہ حال ہے۔ اس واقعہ سے اس موضوع پر مختصر تحریر لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ شرعی نقطۂ نظر سے عورت کی امامت کی کیا حیثیت ہے؟ سب سے پہلے قرآن کریم آیات، پھر احادیث، پھر اثر صحابی ؓ، پھر فقہا کی عبارت نقل کی جائیں گی۔ اللہ کرے یہ چند سطریں امت کی اصلاح اور غلط فہمی کے ازالہ کا سبب بنیں، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

اپریل ۲۰۰۵ء

---

[۱]..... آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۰۱ ج ۲۔

آیات قرآنی

ا:.....قال الله تعالی:

﴿ ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف وللرجال علیهنَّ درجة﴾۔

اورعورتوں کا حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پرحق ہے دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پرفضیلت ہے۔[۱]

۲:.....قال الله تعالی:﴿ الرجال قوّامون علی النساء﴾۔

یعنی مرد حاکم ہے عورتوں پر۔ [۲]

مفسرینؒ نے اس آیت کے تحت عورتوں کی امامت کا جائز نہ ہونا بیان فرمایا ہے۔ چند حوالے نقل کرتا ہوں ہیں: امام رازیؒ اس کی تشریح میں طویل کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''وفی الامامة الکبری والصغری والجهاد والاذان والخطبة والاعتکاف والشهادة فی الحدود والقصاص بالاتفاق''۔[۳]

اور درج ذیل مناصب بالاتفاق مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں: امامت کبری، صغری، جہاد، اذان، خطبہ، (مسجد میں) اعتکاف اور حدود وقصاص میں شہادت۔

مفتیٔ بغداد علامہ آلوسیؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

'' ولذا خص بالرسالة والنبوة علی الاشهر ،وبالامامة الکبری والصغری واقامة الشعائر کالاذان والاقامة والخطبة الجمعة'' الخ۔[۴]

---

[۱].....سورۂ بقرہ، آیت ۲۲۸۔

[۲]..... سورۂ نساء، آیت ۳۴۔

[۳].....تفسیر کبیر ص ۸۸ ج ۱۰۔

[۴].....روح المعانی ص ۲۳ ج ۵۔

یعنی اسی بنا پر مردوں کو مخصوص کیا گیا رسالت و نبوت کے ساتھ، امامت کبری وصغری کے ساتھ اور اسلامی شعائر مثلاً اذان، اقامت اور خطبہ وجمعہ کے ساتھ.....وغیرہ۔

'' قال الشافعیؒ: اذا صلت المرأة برجال و نساء و صبیان ذکور فصلوة النساء مجزئة ، وصلوة الرجال والصبیان الذکور غیر مجزئة، لان الله عز وجل جعل الرجال قوامین علی النساء''۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: جب کسی عورت نے مردوں، عورتوں اور لڑکوں کو نماز پڑھائی تو عورتوں کی نماز تو ہوگئی، لیکن مردوں اور لڑکوں کی نماز نہیں ہوگی، کیونکہ اللہ تعالی نے مردوں کو عورتوں پر قوام بنایا ہے۔ [۱]

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سورۂ نمل کی آیت متعلق ملکہ سبا کی تفسیر کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

''اسی لئے علماء امت اس پر متفق ہیں کہ کسی عورت کو امامت وخلافت یا سلطنت و حکومت سپرد نہیں کی جاسکتی، بلکہ نماز کی امامت کی طرح امامت کبری بھی صرف مردوں کو سزاوار ہے۔ [۲]

احادیث نبوی ﷺ

۱:.....عن جابر بن عبد اللهؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ :یقول فذکر الحدیث وفیه الا ولا تؤمن امرأة رجلا))۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ پھر

---

[۱].....کتاب الام ص ۱۹۱ ج ۱۔

[۲].....معارف القرآن ص ۵۶۱ ج ۶۔

طویل حدیث نقل فرمائی، خبردار کوئی عورت مرد کی امامت نہ کرے۔ [۱]

اس حدیث میں بالکل صراحت سے آپ ﷺ نے عورتوں کی امامت سے منع فرمایا ہے۔

۲:..... **عن ابی هريرةؓ قال : قال رسول الله ﷺ : خير صفوف الرجال اولها وشرها آخرها ،وخير صفوف النساء آخرها و شرها اولها۔** [۲]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں بہتر صف اس کی پہلی صف ہے اور بری صف اس کی آخری صف ہے۔

عورت جب امامت کرے گی تو اول صف میں ہوگی اور اسے آپ ﷺ شر سے تعبیر فرمارہے ہیں۔

۳:.....**ان النبی ﷺ قال: ((هلكت الرجال حين اطاعت النساء))**۔ [۳]

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: مرد جب عورتوں کی اطاعت کریں گے تو ہلاک ہوجائیں گے۔

ظاہر ہے جب عورت مرد کی امامت کرے گی تو مرد کو اس کی اطاعت کرنے پڑے گی اور اس پر آپ ﷺ ہلاکت کا اظہار فرمارہے ہیں۔

۴:..... **عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال: ((لا خير فی جماعة النساء الا فی**

---

[۱].....السنن الکبری للبیهقی، ص۹۰ ج۳، باب لا یأتم رجل بامرأة ،

[۲].....مسلم شریف، ص۱۸۲، باب تسوية الصفوف واقامتها الخ ۔ابوداؤد ص۱۰۶، باب صف النساء والتأخر عن الصف الاول۔

[۳].....رواه احمد والحاكم كذا فی اعلاء السنن ص۲۵۱ ج۴، باب عدم جواز امامة المرأة لغير المرأة۔

المسجد)) ۔[۱]

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو۔

آپ ﷺ عورتوں کی جماعت میں ہر طرح کی خیر کی نفی فرمارہے ہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو تو چونکہ عورت مرد کی اقتدا میں ہوگی۔

۵:.....عن سهل بن سعدؓ عن النبی ﷺ قال:((التسبيح للرجال والتصفيق للنساء)) ۔ [۲]

حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تسبیح مردوں کے لئے ہے اور تصفیق عورتوں کے لئے۔

بہت غور کا مقام ہے کہ آپ ﷺ نے امام کے بھول جانے کی صورت میں مرد کے لئے یہ حکم دیا کہ تسبیح کہہ کر امام کو مطلع کرے، مگر عورت کو تسبیح کہنے تک کی اجازت نہیں دی، بلکہ ان کے لئے یہ حکم دیا کہ تصفیق یعنی ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ پر مارے۔ جب شریعت میں اتنی اہمیت عورت کی آواز کو دی گئی تو امامت کی کہاں اجازت دی جاسکتی ہے۔

عورت کی آواز ستر ہے یا نہیں؟

یہاں اس مسئلہ کا ذکر کر دینا بھی مفید معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی آواز ستر ہے یا نہیں؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ عورت کی آواز ستر ہے، جیسا کہ محقق ابن نجیمؒ نے نوازل

---

[۱].....رواه احمد والطبرانی، كذا فی اعلاء السنن ص۲۴۲ ج۴، باب كراهة جماعة النساء۔

[۲].....بخاری ص۱۶۰ ج۱، باب التصفيق للنساء، كتاب التهجد۔

مسلم ص۱۸۰ ج۱، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة الخ، كتاب الصلوة۔

ترمذی ص۸۵ ج۱، باب التسبيح للرجال والتصفيق للنساء، ابواب الصلوة۔

کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

''وصرح فی النوازل بان نغمة المرأة عورة ،وبنی علیه ان تعلمها القرآن من المرأة احب الی من تعلیمها من الاعمی۔[۱]

یعنی کتاب نوازل میں تصریح ہے کہ عورت کا نغمہ (آواز، ترنم) ستر ہے اور اسی پر اس مسئلہ کی بنا ہے کہ عورت کا عورت سے قرآن پاک سیکھنا زیادہ بہتر ہے بنسبت اس کے کہ وہ کسی نابینا سے قرآن شریف سیکھے۔

مگر صحیح بات یہ ہے عورت کی آواز ستر نہیں لیکن فتنے سے خالی نہیں:

وفی شرح المنیة : ''الاشبه ان صوتها لیس بعورة وانما یؤدی الی الفتنة کما علل به صاحب الهدایة وغیره فی مسئلة التلبیة ولعلهن انما منعن من رفع الصوت بالتسبیح فی الصلوة لهذا المعنی ولا یلزم من حرمة رفع صوتها بحضرة الاجانب ان یکون عورة''۔[۲]

صاحب درمختار لکھتے ہیں: ''وصوتها علی الاصح ''یعنی عورت کی آواز اصح قول کے مطابق ستر نہیں۔[۳]

آثار صحابہؓ

۱:.....عن علی ابن طالبؓ انه قال: لا تؤم المرأة۔[۴]

حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ عورت امامت نہ کرے۔

---

[۱]..... البحر الرائق ص ۲۷۰ ج ۱۔

[۲]..... البحر الرائق ص ۲۷۰ ج ۱۔

[۳].....الدر المختار ص ۶۲ ج ۱۔نماز مسنون ص ۱۷۴۔

[۴].....مصنف ابن ابی شیبة ص ۵۳۷ ج ۱، ۳۱۶ من کره ان تؤم المرأة النساء۔

۲:.....عن ابن مسعودؓ اخّروهنّ من حيث اخّرهنّ الله۔ [۱]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ان عورتوں کو پیچھے رکھو جہاں اللہ تعالی نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔

عبارات فقہاء

فقہ حنفی

۱:.....ولا يصح اقتداء رجل بامرأة و خنثى وصبى ولو فى جنازة۔ [۲]

اور آدمی کی اقتدا عورت اور خنثی اور بچے کے پیچھے صحیح نہیں ہے اگر چہ جنازہ کی نماز ہو۔

۲:.....ولا يجوز للرجال ان يقتدوا بامرأه او،الخ۔ [۳]

اور مردوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی عورت کی اقتدا کرے۔

فقہ شافعی

۳:..... ولا يجوز ان تكون امرأة امام رجل فى صلوة بحال ابدا۔

اور یہ جائز نہیں کہ کوئی عورت کسی حال میں بھی مرد کی امام بن سکے۔ [۴]

۴:.....ولا يجوز للرجل ان يصلى خلف المرأة لما روى جابرؓ قال: خطبنا رسول الله ﷺ فقال :((لا تؤمن المرأة رجلا))،

الشرح: وسواء فى منع امامة المرأة للرجال صلاة الفرض والتراويح و سائر النوافل

---

[۱].....مصنف ابن عبدالرزاق ص ۱۴۹ ج ۳، نماز مسنون ص ۴۶۸۔

[۲].....الدر المختار ص ۵۷۷ ج ۱، باب الامامة۔

[۳].....الشرح الثميرى على المختصر للقدورى، ص ۱۶۶ ج ۱۔

[۴].....کتاب الام ص ۱۶۴ ج ۱۔ نماز مسنون ص ۴۶۹۔

هذا مذهبنا ومذهب جماهير العلماء من السلف والخف ،وحكاه البيهقى عن فقهاء السبعة المدينة التابعين وهو مذهب مالک وابى حنيفة و سفيان واحمد وداؤد، وقال: ابو ثور والمزنى وابن جرير تصح صلاة الرجال ورائها، حكاه عنهم القاضى ابو الطيب والعبدى ،وقال الشيخ ابو حامد : مذهب الفقهاء كافة لا تصح صلاة الرجال وراء ها الا ابا ثور''۔ [۱]

یعنی اور جائز نہیں مرد کے لئے کہ وہ عورت کے پیچھے نماز پڑھے، حضرت جابرؓ کی روایت کی بناپر۔ وہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: عورت ہرگز مرد کی امامت نہ کرے۔

شرح میں امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ: عورت کی امامت مردوں کے لئے ممنوع ہونے میں فرض، تراویح اور تمام نوافل برابر ہیں۔ ہمارا اور جمہور کا سلفاوخلفا یہ مذہب ہے اور امام بیہقیؒ نے بھی مدینے کے سات تابعین فقہاء سے اسی طرح نقل کیا ہے اور یہی مذہب امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، حضرت سفیانؒ، امام احمدؒ، حضرت داؤدؒ کا مذہب ہے۔ ابوثور اور ابن جریر کا کہنا ہے کہ مرد کی نماز عورت کے پیچھے درست ہے، قاضی ابوطیبؒ اور عبدیؒ نے ان سے یہ قول نقل کیا ہے۔ شیخ ابوحامد (امام غزالیؒ) کہتے ہیں کہ تمام فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ مرد کی نماز عورت کے پیچھے درست نہیں سوائے ابوثورؒ کے۔

فقہ مالکی

۵:.....وقال مالکؒ : لا تؤم المرأة۔

اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ: عورت امامت نہ کرے۔ [۲]

---

[۱].....المجموع شرح المهذب ص ۲۵۴ ج ۵، دار الفکر۔ [۲].....المدونة الکبری ص ۸۵ ج ۱۔

۶:.....علامہ ابن رشد قرطبیؒ تحریر فرماتے ہیں:

اختلفوا فی امامة المرأة :فالجمهور علی انه لا یجوز ان تؤم الرجال ،فاختلفوا فی امامتها فاجاز ذلک الشافعی ومنع ذلک مالک، وشذ ابو ثور والطبری ،فاجاز امامتها علی الاطلاق ،وانما اتفق الجمهور علی منعها ان تؤم الرجال ،لانه لو کان جائزا لنقل عن الصدر الاول ،ولانه ایضا لما کانت سنتهن فی الصلاة التاخیر عن الرجال انه لیس یجوز لهن التقدم علیهم ،لقوله علیه الصلوة والسلام : ((اخرهن من حیث اخرهن الله))۔ [۱]

۷:.....**المالکیة قالوا: لا یصح ان تکون المرأة ولاالخنثی المشکل اماما لرجل او نساء لا فی فرض ولا نفل فالذکورة شرط فی الامام مطلقا"۔** [۲]

حضرات مالکیہ فرماتے ہیں کہ: عورت اور خنثی مشکل کی امامت مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے صحیح نہیں ہے، چاہے نماز فرض ہو یا نفل، پس مرد ہونا مطلقا امامت کے لئے شرط ہے۔

فقہ حنبلی

۸:.....**وان صلی خلف مشرک او امرأة او خنثی مشکل اعاد الصلوة،واما المرأة فلا یصح ان یأ تم بها الرجل بحال فی فرض ولا نافلة فی قول عامه الفقهاء،**

اگر مشرک یا عورت یا خنثی مشکل کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نماز کا اعادہ کرے۔اور عورت کی اقتدا مرد کے لئے کسی حال میں صحیح نہیں نہ فرض میں نہ نفل میں اور یہی عام فقہاء کا

---

[۱].....بدایة المجتهد ص ۲۸۹ ج ۲، بیروت۔

[۲].....الفقه علی المذاهب الاربعة ،ص ۴۰۹ ج ۱، کتاب الصلوة ،امامة النساء۔

قول ہے۔[۱]

۹:.....علامہ مرداوی حنبلیؒ لکھتے ہیں:

''قولہ ولا تصح امامة المرأة للرجل ،هذا المذهب مطلقا ،قال فی المستوعب هذا یصح من المذاهب''۔[۲]

.....

۱۰:.....ومن شروط الامامة :الذکورة المحققة ،فلا تصح امامة النساء۔[۳]

علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ نے شرح عقائد نسفی کی شرح میں عورت کی امامت کے عدم جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

۱۱:.....'' وایضاقد اجمع العلماء علی عدم نصبها حتی فی الامامة الصغری ''۔

نیز یہ کہ امت کا اجماع ہے کہ عورت کو امام بنانا صحیح نہیں حتی کہ امامت صغری میں بھی۔[۴]

ام ورقہ کی روایت سے استدلال اور اس کا جواب

ابوداؤد شریف کی ایک روایت ہے:

عن ام ورقة بنت عبد الله ابن الحارث بهذا الحديث والاول اتم قال: كان رسول الله ﷺ يزورها فی بيتها وجعل لها مؤذنا يؤذن لها وامرها ان تؤم اهل دارها۔ [۵]

۱.....المغنی ص ۳۴ ج ۲۔

۲.....الانصاف للمرداوی ص ۲۶۳ ج ۲ ،طبع بیروت۔

۳.....الفقه علی المذاهب الاربعة ،ص ۴۰۹ ج ۱ ،کتاب الصلوة ،امامة النساء۔

۴..... نبراس ص ۳۲۱ ،امدادیہ ملتان۔

۵.....ابوداؤد ص ۹۵ ج ۱ ،باب امامة النساء۔

حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث سے اسی طرح روایت ہے، مگر پہلی حدیث مکمل ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں ان سے ملنے جاتے تھے اور ان کے لئے ایک مؤذن مقرر کر دیا تھا جو ان کے لئے اذان دیتا تھا اور آپ ﷺ نے ان کو اہل خانہ کی امامت کی اجازت دی تھی۔

ابوداؤد شریف کی اس روایت سے قبل اور ایک روایت میں اس کی تفصیل ہے کہ:

حضرت ام ورقہ بنت (عبداللہ بن الحارث بن عویمر) نوفل ؓ فرماتی ہیں کہ: نبی کریم ﷺ جب بدر کی لڑائی میں تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی اپنے ساتھ جہاد میں شرکت کی اجازت مرحمت فرما دیجئے! میں بیمار کی تیمارداری کروں گی شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت عطا فرمائے گا۔ راوی کہتے ہیں اس دن سے ان کا نام ''شہیدہ'' ہو گیا۔ انہوں نے قرآن پڑھا تھا اس لئے اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرنے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ راوی کہتے ہیں انہوں نے ایک غلام اور باندی کو مدبر کیا تھا، وہ دونوں ایک رات اٹھے اور چادر سے انکا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئیں اور وہ دونوں بھاگ نکلے، جب صبح ہوئی (اور حضرت عمر ؓ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو) آپ ؓ نے فرمایا: جس کو ان دونوں کا پتہ ہو یا جس نے ان کو کہیں دیکھا ہو وہ ان کو حاضر کرے، چنانچہ وہ پکڑے گئے، حضرت عمر ؓ نے حکم دیا اور وہ دونوں سولی دیئے گئے اور مدینہ منورہ میں سولی دیئے جانے کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ [1]

علامہ نیموی ؒ نے ''آثار السنن'' میں حاکم کی روایت اس طرح نقل کی ہے کہ: حضرت ام

---

[1].....ابوداؤد ص ۹۵ ج ۱، باب امامة النساء۔

ورقہؓ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

ہمارے ساتھ شہیدہ کے پاس چلو تاکہ ہم ان کی ملاقات کریں اور آپ ﷺ نے ان کے لئے اذان اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی تھی اور یہ اپنے اہل خانہ کو فرائض میں امامت کراتی تھیں۔

عن ام ورقة الانصاريةؓ ان رسول الله ﷺ كان يقول: انطلقوا بنا الى الشهيدة فنزورها وامر ان يوذن لها ويقام وتؤم اهل دارها فى الفرائض، رواه الحاكم واسناده حسن۔[1]

اس واقعہ سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا کہ عورت کی امامت جائز ہے، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں، اس لئے کہ اس روایت میں اس بات کا ثبوت نہیں کہ ام ورقہؓ مردوں کی امامت کرتی تھیں۔ محدثین نے اس حدیث کی شرح میں اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ حضرت ام ورقہؓ اپنے محلّہ کی عورتوں کی امامت کرتی تھیں نہ کہ مردوں کی اس لئے کہ دوسری روایت میں صراحت سے عورتوں کی امامت سے منع فرمایا گیا ہے۔ اسی لئے جمہور علماء امت کا یہی مسلک ہے کہ عورتوں کی امامت جائز نہیں، البتہ عورت، عورتوں کی امامت کرسکتی ہے یا نہیں اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ صاحب منہل تاج العلماء علامہ محمود محمد خطاب السبکیؒ لکھتے ہیں کہ:

وذهب الجمهور الى عدم صحة امامتها لهم لم اروى عن جابر مرفوعا ((لا تؤمن امرأة رجلا))[2]

ابوداؤد کی اس حدیث کے علماء نے کئی جوابات دیئے ہیں:

---

[1]..... توضیح السنن شرح آثار السنن ص ۱۹۹ ج ۲، باب امامة النساء۔

[2]..... المنهل ص ۳۱۴ ج ۴۔

۱:.....دارقطنی کی روایت میں اس بات کی تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے ام ورقہؓ کے لئے اذان واقامت کی اجازت دی اور یہ کہ وہ عورتوں کی امامت کریں۔دارقطنی کے الفاظ یہ ہیں:

''عن ام ورقةؓ ان رسول الله ﷺ اذن لها ان يؤذن لها ويقام وتؤم نسائها'' [۱]

۲:.....اس حدیث میں کہاں اس کی صراحت ہے کہ وہ مؤذن اور غلام ام ورقہؓ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے؟ممکن ہے کہ وہ اذان کے بعد مسجد میں نماز پڑھنے چلے جاتے ہوں اور دارقطنی کی روایت سے اس بات کی تائید بھی ہوتی ہے۔صاحب منہل فرماتے ہیں:

ويمكن الجواب عن حديث الباب بانه ليس صريحا فى ان المؤذن والغلام كانا يصليان خلفها فيحتمل ان المؤذن كان يؤذن لها ثم يذهب الى المسجد ليصلى فيه وكذا الغلام فكانت تؤم نساء دارها لا غير۔ [۲]

۳:.....محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرماتے ہیں کہ:

آپ ﷺ نے ام ورقہؓ کے لئے اذان کی اجازت مرحمت فرمائی تاکہ وہ محلّہ کی عورتوں کو جمع کریں اور ان کے ساتھ نماز ادا کریں جیسا کہ دارقطنی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے:''فيؤذن لها ليجتمع نساء الحى فيصلين معها ''الخ۔[۳]

۴:.....ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ حضرت ام ورقہؓ کی خصوصیت ہو،اس لئے کہ عورتوں کے لئے اذان اور اقامت مشروع نہیں اور یہاں آپ ﷺ نے

---

[۱].....المنهل العذب المعبود شرح سنن ابى داؤد ص۳۱۴ ج۴۔

[۲].....المنهل العذب المعبود ص۳۱۴ ج۴۔

[۳].....بذل المجهود فى حل ابى داؤد ص۲۰۹ ج۴۔

اجازت مرحمت فرمائی تو جیسے یہ اذان اور اقامت ان کی خصوصیت ہے ویسے ہی امامت بھی ان کی خصوصیت ہوگی۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:

''ولو قدر ثبوت ذلک لام ورقة لکان خاصا لها بدلیل انه لا یشرع لغیرها من النساء اذان ولااقامة فتختص بالامامة لاختصاصها بالاذان والاقامة''۔[۱]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے جواب سے استدلال

بعض حضرات نے عورتوں کی امامت کے جواز کے لئے ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا سہارا لیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب جیسا عظیم اسکالر عورت کی امامت کو جائز کہتا ہے۔

اس کے جواب میں صاف اور سیدھی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اگر جائز کہتے ہوں تو یہ ان کا تفرد ہے، جمہور امت کے خلاف ڈاکٹر صاحب کی بات کا ہم اتباع نہیں کر سکتے۔ اسلاف میں سے بھی بعض اکابر کے متعلق یہ بات منقول ہے کہ وہ عورت کی امامت کے قائل تھے، مثلا: ابوثور، مزنی، طبری وغیرہ، مگر جمہور امت نے ان کی مخالفت فرمائی۔ شارح ابوداؤد ابوطیب محمد عظیم آبادی لکھتے ہیں:

'' وذهب الی صحة ذلک ابو ثور والمزنی والطبری، وخالف ذلک الجماهیر''۔[۲]

یہاں ایک اصولی بات سمجھ لینے کے قابل ہے کہ شریعت کے خلاف کسی کا قول وعمل حجت نہیں، یہ ہماری سنگین غلطی ہے کہ بعض مرتبہ غیر مختلف فیہ مسائل تک میں ہم لوگ شاذ

---

[۱]..... لامع الدرری ص ۲۶۹ ج ۱، باب اذ الم یتم الامام واتم من خلفه۔ المغنی ص ۳۴ ج ۲۔

[۲]..... عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ص ۳۰۲ ج ۲، باب امامة النساء۔

قول کو لے کر اس کے جواز کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا شریعت کے مقرر کردہ قانون کے مقابلہ میں کسی کا قول وعمل حجت ہے؟ اگر نہیں تو ان کا حوالہ دینے کے کیا معنی؟ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ نے بڑی عمدہ اور قابل غور بات تحریر فرمائی کہ:

''خوب سمجھ لیجئے کہ پاکستان کا سربراہ ہو، یا سعودی حکمران، سیاسی لیڈر ہو یا علماء ومشائخ! یہ سب امتی ہیں، ان کا قول وفعل شرعی سند نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ان کا حوالہ دیا جائے، یہ سب لوگ اگر امتی بن کر اپنے نبی ﷺ کے قانون پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر پائیں گے اور اگر نہیں کریں گے تو بارگاہ خداوندی میں مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں گے، پھر خواہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کردیں یا پکڑ لیں، بہرحال کسی مجرم کی قانون شکنی، قانون میں لچک پیدا نہیں کرتی۔ ہم لوگ بڑی سنگین غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں جب قانون الٰہی کے مقابلے میں فلاں اور فلاں کا حوالہ دیتے ہیں۔[۱]

دوسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کی بات کی تاویل کی کہ: جن لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کی بات سے جواز کی دلیل پکڑی انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی بات کو یا تو پڑھا ہی نہیں یا سمجھا نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کیا کہنا چاہتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک صاحب نے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب سے بہاولپور یونیورسٹی میں یہ سوال کیا کہ: حضرت ام ورقہؓ کون تھیں؟ کیا صرف وہی حافظہ تھیں یا حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ بھی حافظ قرآن تھیں؟ اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت ام ورقہؓ کا وہ واقعہ جو ''ابوداؤد شریف'' میں آیا ہے بیان کیا اور اس کے ضمن میں کہا کہ:

---

[۱]..... آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۱۰ ج ۱۰۔

''یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عورت کو امام بنایا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ ایک چیز جو میرے ذہن میں آئی ہے وہ عرض کرتا ہوں کہ بعض اوقات عام قاعدے میں استثناء کی ضرورت پیش آتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے استثنائی ضرورتوں کے لئے یہ استثنائی تقرر فرمایا ہوگا، چنانچہ میں اپنے ذاتی تجربے کی ایک چیز بیان کرتا ہوں۔ پیرس میں چند سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک افغان لڑکی طالب علم کے طور پر آئی تھی۔ ہالینڈ کا ایک طالب علم جو اس کا ہم جماعت تھا اس پر عاشق ہوگیا۔ عشق اتنا شدید تھا کہ اس نے اپنا دین بدل کر اسلام قبول کر لیا۔ ان دونوں کا نکاح ہوا۔ اگلے دن وہ لڑکی میرے پاس آئی اور کہنے لگے کہ بھائی صاحب میرا شوہر مسلمان ہوگیا ہے اور وہ اسلام پر عمل بھی کرنا چاہتا ہے، لیکن اسے نماز نہیں آتی اور اسے اصرار ہے کہ میں خود امام بن کر نماز پڑھاؤں، کیا وہ میرے اقتدا میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ میں نے اسے جواب دیا کہ اگر آپ کسی عام مولوی صاحب سے پوچھیں گی تو وہ کہے گا کہ یہ جائز نہیں، لیکن میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کا ایک واقعہ حضرت ام ورقہ ؓ کا ہے، اس لئے استثنائی طور پر تم امام بن کر نماز پڑھاؤ، تمہارے شوہر کو چاہئے کہ مقتدی بن کر تمہارے پیچھے نماز پڑھے اور جلد از جلد ان سورتوں کو یاد کرے جو نماز میں کام آتی ہیں، کم از کم تین سورتیں یاد کرے اور تشہد وغیرہ یاد کرے، پھر اس کے بعد وہ تمہارا امام بنے اور تم اس کے پیچھے نماز پڑھا کرو''۔ [1]

یہ ہے ڈاکٹر صاحب کا واقعہ، انہوں نے ایک استثنائی صورت کو بیان کر کے عارضی طور پر اس خاتون کو جس کا شوہر نماز سے واقف نہیں تھا اجازت دی نہ کہ عورت کی امامت کے جواز کا فتوی صادر کر دیا۔

---

[1]..... خطبات بہاولپور ص ۳۱۔

لیکن یہ تاویل بعید از قیاس ہے، اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے بہت صراحت سے عورت کی امامت کا جواز ثابت کیا ہے۔ پہلے ڈاکٹر صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمائے، پھر جواب۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت ام ورقہؓ کو رسول اللہ نے ان کے محلے ''اھل دارھا'' نہ کہ ''اھل بیتھا'' کی مسجد کا امام مامور فرمایا تھا، جیسا کہ ''سنن ابی داؤد'' اور ''مسند احمد بن حنبل'' میں ہے اور یہ بھی کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے اور یہ کہ ان کا مؤذن ایک مرد تھا۔ ظاہر ہے کہ مؤذن بھی بطور مقتدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوگا''۔ [۱]

ایک اور جگہ بھی اس قسم کا سوال و جواب ہے:

سوال: حضرت ام ورقہؓ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کو آپ ﷺ نے گھر کی عورتوں کا امام بنایا تھا۔ کیا عورت صرف عورتوں کی امامت کر سکتی ہے، مردوں کی نہیں؟

جواب: میں اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ صرف عورتوں کے لئے امام بنایا گیا تھا۔ حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ''اہل خاندان کے لئے'' اہل کے معنی صرف عورتوں کے نہیں ہوتے، پھر اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ: ان کا ایک مؤذن تھا جو مرد تھا اور مزید تفصیلات بھی ملتی ہیں کہ ان کے غلام بھی تھے۔ ظاہر ہے کہ غلام ان کی امامت میں ہی نماز پڑھتے ہوں گے۔ غرض یہ کہ امامت صرف عورتوں کے لئے نہیں تھی بلکہ مردوں کے لئے بھی تھی۔ [۲]

ڈاکٹر صاحب کے اس فرمان کے جواب میں اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ کی تحریر کافی وشافی ہے اسے من وعن نقل کرتا ہوں۔

---

[۱].....خطبات بہاولپور ص ۳۱، خطبہ نمبر ۱، سوال نمبر ۱۳۔

[۲].....خطبات بہاولپور ص ۳۷۶، خطبہ نمبر ۱۲، سوال نمبر ۵۔

مولانا تحریر فرماتے ہیں:

جناب ڈاکٹر صاحب کے ارشادات کا جائزہ لینے سے پہلے ہم قارئین سے عرض کرتے ہیں کہ وہ نگاہ کو اور گہرائی تک لے جائیں، شریعت مقدسہ کے مزاج کو سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر دیکھیں کہ کیا عورت کا مردوں کے لئے امام بننا شریعت کے لطیف اور پاکیزہ مزاج سے کوئی میل کھاتا ہے۔

شریعت مقدسہ کا عمومی مزاج اور عورت کی امامت

اس سلسلے میں ہم قارئین کی توجہ تین اہم نکات کی طرف مبذول کرائیں گے:

پہلا نکتہ: اگر عورت مسجد میں جا کر مردوں کی امام بن سکتی ہے تو یقیناً جہری نمازوں میں قرأت جہرا کرے گی اور نماز جہری ہو یا سری، تکبیرات تو یقیناً بلند آواز سے کہے گی۔ جب یہ سب کچھ اس لئے روا ٹھہرا تو پھر اس کے اذان خود کہنے میں رکاوٹ کیوں ہوتی اور کسی مرد کو اس کے لئے مؤذن مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ شریعت تو یہاں تک حکم دیتی ہے کہ اگر نماز میں امام سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو مرد ''سبحن الله'' کہہ کر آگاہ کریں اور عورت ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسری ہاتھ کی پشت پر مار کر مطلع کرے۔

''التسبیح للرجال والتصفیق للنساء''۔[۱]

جو عورت غلطی بتانے کے لئے مردوں کی جماعت میں تسبیح نہیں کہہ سکتی، وہ آگے کھڑی ہو کر تکبیرات کہے گی اور قرأت کرے گی؟ عقل سلیم کیا کہتی ہے؟

دوسرا نکتہ: حدیث کی تمام معتبر کتابوں میں ایک واقعہ آیا ہے کہ: [۲]

---

[۱]..... بخاری، مسلم ص ۱۸۰ ج ۱، وغیرہ۔

[۲]..... بخاری، باب الصلوة علی، الخ حدیث نمبر ۳۸۔ مسلم ص ۲۳۴ ج ۱، وغیرہ۔

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ بی بی ام سلیم انصاریہ ؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے نماز پڑھائی تو حضرت انس ؓ اور ان کا چھوٹا بھائی حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور حضرت ام سلیم ؓ اپنے ان دونوں بیٹوں کے پیچھے کھڑی ہوئیں۔

''صففت انا والیتیم ورائه والعجوز من ورائنا''۔ [۱]

تو شریعت مطہرہ کی نازک مزاجی اور احتیاط پسندی اس بات کی روادار نہیں کہ بوڑھی ماں اپنے بیٹوں کے ساتھ صف میں کھڑی ہو جائے۔ کیا وہ اس بات کی اجازت دے گی کہ عورت مردوں کی امام بن کر آگے کھڑی ہو؟ حاشا و کلا۔

تیسرا نکتہ: شریعت مقدسہ تو یہاں تک حکم دیتی ہے کہ عورت کا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے کمرے میں نماز پڑھنا بہتر ہے اور کمرے کے کسی گوشے میں نماز ادا کرنا کھلے کمرے میں ادا کرنے سے بہتر ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

''صلاتها فی مخدعها افضل من صلاتها فی بیتها''۔ [۲]

شریعت عورت کو یہاں تک حجاب اور پردے میں دیکھنا چاہتی ہے، مگر ڈاکٹر صاحب اسے محلے کی مسجد میں مردوں کے آگے کھڑا کرنا چاہتے ہیں، فواعجبا: ع

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا؟

اب ہم ڈاکٹر صاحب کے ارشادات کا جائزہ لیتے ہیں:

ا:..... وہ فرماتے ہیں: ام ورقہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ان کے محلے کی مسجد کا امام مامور فرمایا تھا۔

---

[۱].....ترمذی ص ۵۵ ج ۱۔

[۲].....ابوداؤد شریف ص ۹۱ ج ۱۔

ہم نے ''سنن ابی داؤد'' اور ''مسند احمد'' (جن سے یہ روایت لی گئی ہے) کو کھول کر ان کا ایک ایک لفظ بغور پڑھا، مگر ہمیں کہیں محلے کا لفظ نظر نہیں آیا، نہ مسجد کا۔

۲:.....ڈاکٹر صاحب کی یہ تکنیک بڑی با مقصد اور حیرت انگیز ہے کہ پہلے تو وہ ایک مفروضہ کو شک وارتیاب کے انداز میں بیان کرتے ہیں، پھر یک لخت ترقی کر کے وہ اسے یقین کا درجہ دے دیتے ہیں۔ان کے فرمان کے یہ جملے ملاحظہ ہوں:

''ان کا مؤذن ایک مرد تھا۔ظاہر ہے کہ مؤذن بھی بطور مقتدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوگا۔ان کا ایک مؤذن تھا جو ایک مرد تھا۔اور ان کے غلام بھی تھے۔ظاہر ہے کہ غلام ان کی امامت میں ہی نماز پڑھتے ہوں گے۔غرض یہ کہ امامت صرف عورتوں کے لئے نہیں تھی بلکہ مردوں کے لئے بھی تھی''۔(حوالہ اوپر گذر چکا ہے)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ کس طرح.....ڈاکٹر صاحب نے ''ہوگا'' اور ''ہوں گے'' کو ''تھا، تھی'' میں تبدیل کر دیا۔ایک محقق آدمی، اصحاب الجدل کی روش کیوں اختیار کرتا ہے؟

۳:.....شروع میں جو اقتباس دیا گیا ہے، اس میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ''سنن ابی داؤد'' اور ''مسند احمد'' کا حوالہ دینے کے بعد معاً ہی یہ فرماتے ہیں کہ:

''اور یہ بھی کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے''

حالانکہ ان کتابوں میں ان الفاظ کا کوئی نشان تک نہیں ہے۔یہ محض اضافہ ہے جو موصوف کی علمی دیانت اور ثقاہت کو مجروح کرتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اور مزید تفصیلات بھی ملتی ہیں کہ ان کے غلام بھی تھے''۔

لیکن زیر بحث روایت میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے، صرف ایک غلام کا ذکر ہے، غلاموں کا

نہیں۔ممکن ہے ڈاکٹر صاحب نے اور کہیں سے لیا ہو۔ہم روایت کے الفاظ مع ترجمہ نقل کر دیتے ہیں۔قارئین خود پڑھ کر اطمینان فرمالیں:

'' قال و کانت قد قرأت القرآن فاستأذنت النبی ﷺ ان تتخذ فی دارها مؤذنا فأذن لها ،قال و کانت دبّرت غلاما و جارية ،فقام اليها بالليل ،فغمّاها بقطيفة لها حتی ما تت وذهبا''۔[۱]

ترجمہ: راوی کہتا ہے کہ ام ورقہ نے قرآن پڑھ رکھا تھا،تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرلیں،تو آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔راوی مزید کہتا ہے کہ اس نے ایک غلام اور ایک لونڈی کو مدبر بنالیا تھا۔انہوں نے رات کو اٹھ کر اس کی چادر سے اس کا گلا گھونٹ دیا،حتی کہ وہ مرگئی اور وہ دونوں چلے گئے۔

(آگے حضرت عمرؓ کا انہیں تلاش کروا کے انہیں سزائے موت دینا بھی مذکور ہے)

سنن ابی داؤد کے اسی باب میں دوسری روایت ان الفاظ سے آئی ہے:

''وجعل لها مؤذنا يؤذن لها، وامرها ان تؤم اهل دارها''۔[۲]

ترجمہ: آپ ﷺ نے ایک مؤذن اس کے لئے مقرر کردیا جو اس کے لئے اذان کہہ دیتا اور اسے اجازت دی کہ اپنے اہل خانہ کی امام بن جایا کرے۔

اب آپ فرمائیے کہ اوپر کے الفاظ ''کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے'' آپ کو کہیں نظر آتے ہیں؟ جب نہیں ہیں تو ہوا میں محل تعمیر کرنے کی کیا تک بنتی ہے؟ حقیقت تو یہ

---

[۱].....سنن ابی داؤد ص ۹۴ ج ۱۔

[۲].....سنن ابی داؤد ص ۹۵ ج ۱۔

ہے کہ دونوں روایتوں کے الفاظ ''فی دارھا'' اور ''لھا'' خود یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ خاتون گھر میں عورتوں کی جماعت کراتی تھیں اور مؤذن گھر میں اذان کہہ کر چلا جاتا تھا، نماز وہاں ادا نہیں کرتا تھا جیسا کہ چند سطور بعد خود حدیث شریف سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

ایک عجوبہ

ہماری طرح قارئین کو بھی شاید یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ''دار'' کے اصلی معنی ''گھر'' کے ہیں جو چار دیواری سے گھرا ہوا ہو۔

قرآن پاک میں کم وبیش تیس مرتبہ یہ لفظ آیا ہے: دار الآخرۃ، دار السلام، دار القرار دار الخلد، وغیرہ وغیرہ اور ہر جگہ گھر کے معنی مراد ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے پہلی توسیع یہ فرمائی کہ دار سے مراد محلّہ لیا، پھر اس کے ساتھ مسجد کا لفظ بڑھایا، بعد ازاں مستورات کے ساتھ مردوں کو شامل کیا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کسی شرعی دلیل کے بغیر یہ توسیع در توسیع کس ضرورت کے پیش نظر فرمائی گئی؟

حقیقت حال، ڈاکٹر صاحب کے تصور کے برعکس

ڈاکٹر صاحب نے تو ''ہوگا'' اور ''ہوں گے'' کے الفاظ کو ''تھا'' اور ''تھی'' کا لباس پہنا کر ایک رائے قائم فرمالی اور ڈنکے کی چوٹ اس کا اعلان فرمادیا..... لیکن..... اگر وہ کتب حدیث کو مزید گھنگالنے کی زحمت فرماتے تو انہیں اپنی غلطی کا علم ہو جاتا اور پھر ان شکوک اور ظنون کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ جاتی۔

سنن دار قطنی میں خود حضرت ام ورقہ ؓ سے روایت ہے:

''ان رسول اللہ ﷺ اذن لھا ان یؤذن لھا ویقام و تؤم نسائھا''

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت دی تھی کہ اس کے لئے اذان اور اقامت کہی جائے اور وہ اپنی عورتوں کی امامت کرائے۔

فرمائیے! مسئلہ حل ہوگیا؟ حضرت ام ورقہؓ کس کی امام بنتی تھیں، عورتوں کی یا مردوں کی؟ راقم السطور کو اپنی علمی کم مائیگی کا اعتراف ہے، پھر کتابی ذخیرہ بالکل محدود سا ہے، ممکن ہے ''تـؤم نسـائهـا'' کا جملہ حدیث کی دیگر کتابوں میں بھی منقول ہو، مگر اس وقت تک یہ جملہ معتبر سند کے ساتھ صرف دار قطنی میں ملا ہے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ جہاں تک نفس مسئلہ کا تعلق ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ فقہ وحدیث اس پر متفق ہیں، چنانچہ محدث ابن خزیمہؒ اپنی صحیح میں حدیث ام ورقہ کو نقل کرتے ہوئے عنوان قائم فرماتے ہیں:

''باب امامة المرأة النساء فی الفریضة''۔

ترجمہ: عورت کا فرض نماز میں عورتوں کی امامت کرانے کا بیان۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر ایسی عبارات ڈاکٹر صاحب کے سامنے ہوتیں تو وہ علماء امت کے متفق علیہ مسئلہ کے خلاف کوئی رائے قائم نہ فرماتے۔[۱]

.....

[۱].....خطبات بہاولپور کا علمی جائزہ از ص ۱۶ تا ۲۲۔

عورت کو عورتوں کا امام بننا

رسالہ میں مختصر اس پر بھی کلام کرنا مفید معلوم ہوا کہ عورت کو عورتوں کی امامت کرنا کیسا ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے درمیان کافی اختلاف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے یہاں مکروہ ہے اور بعض کراہت تحریمی تک کے قائل ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک عورت کی امامت جائز نہیں۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں اور فقہاءؒ کے عبارتیں درج ذیل ہیں:

عورت، عورتوں کی امامت کرسکتی ہے؟ چند روایات

۱:.....عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال: ((لا خير فی جماعة النساء الا فی المسجد))۔ [۱]

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو۔

۲:.....عن علی ابن طالبؓ انه قال: لا تؤم المرأة۔ [۲]

حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ عورت امامت نہ کرے۔

۳:.....عن ابن مسعودؓ اخّروهنّ من حيث اخّرهنّ الله۔ [۳]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ان عورتوں کو پیچھے رکھو جہاں اللہ تعالی نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔

---

[۱].....رواه احمد والطبرانی، كذا فی اعلاء السنن ص ۲۴۲ ج ۴، باب كراهة جماعة النساء۔

[۲].....مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۵۳۷ ج ۱، ۳۱۶ من كره ان تؤم المرأة النساء۔

[۳].....مصنف ابن عبدالرزاق ص ۱۴۹ ج ۳، نماز مسنون ص ۴۶۸۔

۴:.....عن ام ورقة بنت عبد الله ابن الحارث بهذا الحديث والاول اتم قال: كان رسول الله ﷺ يزورها في بيتها وجعل لها مؤذنا يؤذن لها وامرها ان تؤم اهل دارها۔ [۱]

حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث سے اسی طرح روایت ہے، مگر پہلی حدیث مکمل ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں ان سے ملنے جاتے تھے اور ان کے لئے ایک مؤذن مقرر کر دیا تھا جو ان کے لئے اذان دیتا تھا اور آپ ﷺ نے ان کو اہل خانہ کی امامت کی اجازت دی تھی۔

۵:.....عن عائشةؓ انها كانت تؤم النساء وتقوم وسطهن۔ [۲]

۶:.....عن عطاء عن عائشةؓ انها صلت بنسوة العصر فقامت في وسطهم۔ [۳]

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عورتوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور وہ درمیان صف میں کھڑی ہوئیں۔

۷:.....عن ربطة الحنفية ان عائشةؓ اَمَّتُهُنَّ وقامت بينهنّ في صلوة مّكتوبة، رواه عبد الرزاق ،واسناده صحيح۔ [۴]

ربطہ حنیفہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے ہمیں نماز پڑھائی اور فرض نماز میں ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔ یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی

---

[۱].....ابوداؤد ص ۹۵ ج ۱، باب امامة النساء۔

[۲].....مستدرک حاکم ص ۲۰۴ ج ۱۔ مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۱ ج ۳۔ دارقطنی ص ۴۰۴ ج ۱۔ سنن الکبری ص ۱۳۱ ج ۳۔

[۳].....کتاب الام ص ۱۶۴ ج ۱۔

[۴].....توضیح السنن ص ۲۰۰ ج ۲۔

اسناد صحیح ہے۔

۸:.....عن حجیرۃ بنت حصین قالت:اَمَّتُنَا ام سلمۃؓ فی صلوۃ العصر فقامت بیننا، رواہ عبد الرزاق واسنادہ صحیح۔ [۱]

حجیرہ بنت حصین نے کہا: ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے عصر کی نماز میں ہمیں امامت کرائی اور ہمارے درمیان میں کھڑی ہوئیں۔

۹:.....عن عائشۃ ام المؤمنینؓ انھا کانت تؤم فی شھر رمضان فتقوم وسطا۔ [۲]

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ رمضان میں عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں اور درمیان صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔ [۳]

فقہاء کی عبارتیں

عالمگیری میں ہے:

'' ویکرہ امامۃ المرأۃ لنساء فی الصلوۃ کلھا من الفرائض والنوافل''۔ [۴]

فرائض اور نوافل کی تمام نمازوں میں عورت کی امامت عورتوں کے مکروہ ہے۔

صاحب درمختار نے کراہت تحریمی کی صراحت فرمائی ہے۔عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اگرچہ تراویح میں ہو:

ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح۔ [۵]

---

[۱].....توضیح السنن ص ۲۰۱ ج ۲۔

[۲].....کتاب الآثار بتحقیق الشیخ الفقیہ ابو الوفاء الافغانی ص ۶۰۳ ج ۱۔

[۳].....المختار شرح کتاب الآثار ص ۱۶۳۔

[۴].....عالمگیری ص ۸۵ ج ۱، الباب الخامس فی الامامۃ،، الفصل الثالث فی بیان من یصلح الخ۔

[۵].....درا لمختار ص ۳۰۵ ج ۲، باب الامامۃ، مکتبہ دار الباز، مکۃ المکرمۃ۔

عمدۃ الفقہ میں ہے:

عورت کو عورتوں کا امام بننا کل نمازوں میں خواہ وہ فرض ہوں یا نفل جائز ہے، لیکن مکروہ تحریمی ہے، مگر نماز جنازہ میں مکروہ نہیں ہے۔[1]

اکابرین دیوبند کے فتاوی کے حوالجات

ہمارے اکابرین دیوبند کے فتاوی میں بھی مکروہ تحریمی کا قول اختیار گیا ہے۔ دیکھئے! ''فتاوی دار العلوم'' دیوبند مدلل ومکمل ص ۱۵۵ وص ۳۰۱ ج ۳۔ ''فتاوی مفتی محمود'' ص ۲۲۴ ج ۲۔ وص ۹۲ ج ۷۔ ''فتاوی رحیمیہ'' ص ۳۴۷ ج ۱، اور ص ۳۹۸ ج ۴۔ ''احسن الفتاوی'' ص ۳۱۳ ج ۳۔ ''فتاوی حقانیہ'' ص ۱۵۲ ج ۳۔ ''فتاوی امارت شرعیہ'' ص ۴۷ ج ۲۔

بعض حضرات نے مکروہ تحریمی کا انکار کیا۔ ہدایہ کی مشہور شرح ''عین الہدایہ'' میں ہے:

اس مسئلہ کی وضاحت اس طرح سے ہوتی ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مستحب ہے اور ہمارے نزدیک مصنفؒ نے ہدایہ میں مکروہ تحریمی کہا ہے اور انزاریؒ نے ''شرح غایۃ البیان'' میں اسے بدعت کہا ہے، لیکن شیخ الاسلام عینیؒ اور محقق ابن الہمامؒ نے اسے رد کر دیا ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت ام ورقہؓ کی حدیث جو ابوداؤد میں مروی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عورت قرآن پاک پڑھی ہوئی تھیں ان کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر کے لئے ایک مؤذن مقرر کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کریں اور حاکم کی روایت میں ہے کہ نماز فرائض کے بیان میں عبدالرحمٰن راوی نے کہا میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا ہے جو بہت بوڑھے آدمی تھے اور ان عورت کی شہادت کی خوشخبری بھی

[1]..... عمدۃ الفقہ ص ۱۸۶ ج ۲۔

آپ ﷺ نے دیدی تھی اسی وجہ سے وہ ''شہیدہ'' کہلاتی تھیں، چنانچہ وہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں اپنے مدبر غلام و باندی کے ہاتھوں ظلما شہید ہوگئی تھیں۔ دارقطنی نے اس کی روایت کی ہے اور اس روایت کی اسناد میں ''ولید بن جمیع عن عبد الرحمن بن خلاد'' ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ابن حبان نے ولید کے بارے میں کلام کیا ہے، مگر یہ کلام مردود ہے، کیونکہ امام مسلمؒ نے ان سے حدیث روایت کی ہے اور یہی کافی ہے اور ابن معین و عجلی نے اسے ثقہ کہا ہے اور احمد و ابوزرعہ نے کہا ہے کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ابوحاتم نے کہا ہے کہ صالح الحدیث ہے اور خود ابن حبان نے دونوں کو ثقہ لکھا ہے۔

عبدالرزاق و شافعی اور ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہؓ نے عورتوں کی امامت کی ان کے بیچ کھڑے ہوکر اور یہی بات عبدالرزاق نے ابن عباسؓ سے اور ابن عدیؒ نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت کی ہے اور صحیح میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے لئے ایک مؤذن لڑکے کا ہونا مذکور ہے۔ حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرض نمازوں میں عورتوں کی امامت کی ہے ان کے بیچ میں کھڑے ہوکر۔ لیث بن ابی سلیم ثقہ راوی ہیں۔ امام مسلمؒ نے ان کے حوالہ سے روایت کی ہے اور یہاں بھی ابن ابی شیبہ کی روایت میں ابن ابی لیلی کی متابعت موجود ہے۔

ابن حزم نے محلی میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عورتوں کو بلند آواز سے مغرب کی نماز پڑھائی ہے۔ اسی طرح ام سلمہؓ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ امام محمدؒ نے آثار میں سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ رمضان میں عورتوں کے بیچ میں کھڑی ہوکر انہیں نماز پڑھاتی تھیں۔

عینیؒ نے کہا امام کا بیچ میں کھڑا ہونا مردوں کے حق میں مکروہ ہے، عورتوں کے حق میں

مکروہ نہیں ہے، حالانکہ یہ آثار موجود ہیں۔

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ فعل ابتدائے اسلام کا تھا۔عینیؒ نے کہا ہے یہ تو احادیث اور سیرت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔

سروجیؒ نے کہا کہ ابتدائے اسلام کہنا سمجھ سے بعید ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نبوت کے بعد تیرہ برس تک مکہ میں رہیں جیسا کہ بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے، پھر مدینہ آ کر حضرت عائشہؓ سے چھ سال کی عمر میں نکاح کیا، پھر جب وہ نو برس کی ہوئیں تو ان کی رخصتی ہوئی اور آپ ﷺ کی زندگی میں کل نو برس رہیں، اسی طرح ان کا امام بننا تو ان کے بالغ ہونے کے بعد ہوا، اس لئے یہ واقعہ امامت ابتدائے اسلام کا فعل کس طرح ہوا؟

کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ منسوخ ہے اور ابن الہمامؒ غیرہ نے اس خیال کو بھی رد کر دیا ہے، کیونکہ حاکم و محمد کی روایت اور ام ورقہؓ کی حدیثیں سب نسخ کی نفی کرتی ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ صحیح طور پر کوئی ناسخ بھی متعین نہیں ہے اور اگر ہم یہ بات بھی مان لیں کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ عورت کی نماز گھر کے اندرونی حصہ میں زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے، اگر ہم اسے ناسخ مان بھی لیں تو بھی اس سے صرف جماعت کا مسنون ہونا نسخ ہوا، مگر اس سے مکروہ تحریمی کا ثبوت تو نہیں ہوا، بلکہ زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی و خلاف اولی ہونا معلوم ہوا، پھر ابن الہمامؒ نے کہا ہے کہ ہمارے لئے اس بات میں حرج نہیں کہ ہم اپنا ہی مذہب بنالیں، یعنی عورتوں کی جماعت مکروہ تنزیہی ہے، کیونکہ ہمارا مقصود تو حق کا اتباع ہے خواہ کہیں بھی ہو، فتح القدیر کا بیان ختم ہوا۔

اور شارح اکمل نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اگر عورتوں کی جماعت ثابت ہوتی تو اس کا ترک کرنا مکروہ ہوتا۔عینیؒ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ہر ثابت شدہ یا

مشروع شئی کا ترک کرنا مکروہ نہیں ہوتا، پھر یہ تو مسنون نہیں بلکہ مستحب تھا، لہذا اس کا ترک مکروہ نہیں ہوگا۔ اور میں مترجم کہتا ہوں کہ: خود اس جماعت کے ترک کا بھی تو ثبوت نہیں ہے، بلکہ حضرت ام ورقہ ؓ کی ظاہری حدیث سے تو اس عمل کے باقی رہنے کا ثبوت ہوتا ہے نہ کہ اس کے ترک کا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ: مذہب میں قول صحیح بھی یہی ہے کہ عورتوں کی جماعت بلا کراہت جائز ہے اگر چہ خلاف اولی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام محمدؒ نے آثار میں حضرت عائشہؓ کے اثر کے بعد کہ ''رمضان میں وہ عورتوں کی امامت کرتی تھیں'' یہ لکھا ہے کہ:

'' قال محمد لا یعجبنا ان تؤم المرأة '' الخ

یعنی محمد کہتا ہوں کہ ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگتی ہے کہ عورت امام بنے۔ یہ مقولہ اس بات پر صراحۃ دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے ایسی امامت کو خلاف اولی قرار دیا ہے، پھر یہ کہا ہے کہ یہی قول امام ابوحنیفہ ؒ کا ہے۔

اور خلاصہ میں کہا ہے کہ: ''صلوتھن فرادی افضل ''یعنی عورتوں کا تنہا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے، اس پر دلالت کرتی ہے کہ جماعت مکروہ نہیں ہے، بلکہ خلاف افضل ہے پس جبکہ اپنے مذہب کی روایت درایت کے موافق بھی ہے تو اسی پر اعتماد کرنا چاہئے، پس مذہب میں حکم صحیح یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت بلا کراہت جائز ہے۔[۱]

حضرت مولانا عبدالحئی صاحبؒ نے کراہت کے قول کی تردید فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں:

اکثر حنفیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے، مگر کوئی معتد بہ دلیل کراہت پر پائی نہیں جاتی اور جو دلیلیں فقہاءؒ نے کراہت پر قائم کی ہیں وہ مخدوش ہیں، چنانچہ فتح القدیر اور

[۱].....عین الہدایہ ص ۲۱۳ ج ۲، باب الامامة۔

بنایہ شرح ہدایہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اور اخبار اور آثار سے اس کی مشروعیت ثابت ہے جس میں عورتیں ہی عورتیں ہوں۔ [۱]

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت ملا علی قاریؒ بھی مطلقا عورتوں کی جماعت کو مکروہ نہیں قرار دیتے، بلکہ وہ مردوں کے سامنے ظاہر ہوں اور باہر جائیں جہاں مردوں کی نگاہیں ان پر پڑ سکتی ہیں وہاں ان کی جماعت مکروہ ہوگی۔

''اقول والاظهر ان الكراهة محمولة على ظهورهن وخروجهن والجواز على تسترهن في بيوتهن''۔ [۲]

میں کہتا ہوں زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت کا مکروہ ہونا محمول ہے اس پر کہ وہ ظاہر ہوں اور باہر نکلیں اور جواز ہے جب کہ وہ ستر میں ہوں اور گھر میں ہوں۔ [۳]

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی ''آثار السنن'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

محض عورتوں کی جماعت مکروہ تنزیہی ہے، مرجعها خلاف الاولی، عینیؒ، محقق ابن الہمامؒ نے شرح ہدایہ میں اور مولانا عبدالحئی صاحبؒ نے ''تحفة النبلاء في جماعة النساء'' میں اس کے کراہت تحریمی کی تردید کی ہے اور اسے زیادہ سے زیادہ خلاف اولی قرار دیا ہے۔ [۴]

نوٹ: ''تحفة النبلاء في جماعة النساء'' کے متعلق فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن

---

[۱]..... مجموعة الفتاوی ص ۲۶۸ ج ۱۔

[۲].....شرح نقایہ ص ۸۶ ج ۱۔

[۳].....نماز مسنون ص ۱۷۴۔

[۴].....توضیح السنن ص ۱۹۹ ج ۲۔

صاحب گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مولانا ابوالحسنات کے رسالہ کو محقق علماء نے پسند نہیں فرمایا، بلکہ رد کیا ہے''۔ ۱

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ:

''مولانا عبدالحئی صاحبؒ پر ایک زمانہ میں اجتہاد کا اثر رہا ہے، یہ مسئلہ بھی اسی دور میں انہوں نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے جس کا نام ہے ''تحفۃ النبلاء''، یا پھر ان کے تفردات میں سے ہے جس کی وجہ سے اصل مذہب کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ ۲

بہر کیف باب ہذا کی تینوں روایات عورتوں کی جماعت کے جواز بلا کراہت کا واضح ثبوت ہے اور مذہب میں صحیح قول بھی یہی ہے کہ ان کی جماعت بلا کراہت جائز ہے، اگر چہ خلاف اولی ہے۔

امام محمدؒ نے ''کتاب الآثار'' میں حضرت عائشہؓ کا اثر ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

''قال محمد لا یعجبنا ان تؤم المرأۃ''۔ کہ ہم کو یہ پسند نہیں کہ عورت امام بنے، یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ یہ قول عورتوں کی جماعت کے خلاف اولی ہونے پر ہی دال ہے۔ ۳

علامہ عبدالرحمٰن جزریؒ ائمۂ اربعہؒ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب عورتیں مقتدی ہوں تو امامت کے لئے مرد ہونا شرط نہیں، بلکہ ائمۂ ثلاثہؒ کے نزدیک عورت عورتوں کی اور خنثی کی امام بن سکتی ہے اور حضرات مالکیہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

عورت اور خنثی مشکل کی امامت مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے صحیح نہیں ہے،

۱.....فتاوی محمودیہ ص ۴۷ ج ۱۳۔

۲.....فتاوی محمودیہ ص ۲۶۳ ج ۲۰۔

۳.....توضیح السنن ص ۲۰۲ ج ۲۔

چاہے نماز فرض ہو یا نفل، پس مرد ہونا مطلقا امامت کے لئے شرط ہے۔

اما اذا کان المقتدی بہ نساء فلا تشترط الذکورۃ فی اماممتھن ،بل یصح ان تکون المرأۃ اماما لا مرأۃ مثلھا، او الخنثی ، باتفاق ثلا ثۃ من الائمۃ رحمھم اللہ تعالی وخالف المالکیۃ،قالوا: لا یصح ان تکون المرأۃ ولاالخنثی المشکل اماما لرجل او نساء لا فی فرض ولا نفل فالذکورۃ شرط فی الامام مطلقا''۔ [۱]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: **وتؤم المرأۃ النساء فی المکتوبۃ غیرھا۔** [۲]

عورت، عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے فرائض میں بھی اور دیگر نوافل وغیرہ میں بھی۔

عورتوں کی نماز فرادای افضل ہے

یہ بحث تو اس میں تھی کہ عورت کی جماعت مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی یا خلاف اولی یا جائز، مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ عورتوں کی جماعت سے بہتر یہ ہے وہ اکیلی اکیلی نماز پڑھیں جیسا کہ احادیث اور فقہاء کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلا حدیث میں ہے کہ:

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں الا یہ کہ مسجد میں ہو۔ حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ عورت امامت نہ کرے۔

صلاۃ المرأۃ وحدحا تفضل علی صلا تھا فی الجمع بخمس و عشرین درجۃ۔

عورت کی اکیلی نماز جماعت کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ اجر رکھتی ہے۔ [۳]

امام محمدؒ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں: ''**قال محمد: لا یعجبنا ان تؤم المرأۃ**''

اور خلاصہ میں کہا ہے کہ:

---

[۱]..... الفقہ علی المذاھب الاربعۃ ،ص۴۰۹ ج۱، کتاب الصلوۃ ،امامۃ النساء۔

[۲]..... کتاب الام ص۱۶۴ ج۱۔ نماز مسنون ص۴۶۹۔

[۳]..... فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ص۲۹۳ ج۴، رقم الحدیث ۵۰۹۲۔

صُلوتھن فرادی افضل ''یعنی عورتوں کا تنہا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔ ۱

رسالہ کے آخر میں امریکہ کی ایک خاتون محترمہ طیبہ ضیاء صاحبہ کے مضمون کا ایک اقتباس نقل کرنا مناسب ہے، وہ لکھتی ہیں:

''عورتوں کے میت کے ساتھ قبرستان جانے کے بارے میں واضح حکم ہے:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں ایک جنازہ قبرستان لے جارہے تھے۔ آپ ﷺ نے کچھ عورتوں کو پیچھے آتے دیکھا، ناخوشگواری سے پوچھا: کیا تم نے جنازہ اٹھا رکھا ہے؟ عورتوں نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارا یہاں کوئی کام نہیں تو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے؟ تمہیں اس پر کوئی اجر نہیں ملے گا، واپس جاؤ۔ (فتح الباری، احمد)

آقا کا کرم ہے کہ آپ ﷺ نے اس بوجھ سے بھی عورت کو معاف رکھا۔ مردوں کے شانہ بشانہ ملانے والی عورتوں کو تدفین کا فریضہ بھی انجام دینا چاہئے اور قبروں کی کھدائی کرنے سے بھی ان کی عظمت میں اضافہ ہوگا۔ ۲

نیویارک کے باشندے پاکستان کے ایک شاعر خالد عرفان صاحب کا قطعہ پڑھنے کے قابل ہے، وہ عورت کی امامت کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؎

عورت کی قیادت بھی راس آئی نہیں ہم کو
عورت نے بہت کی ہے مردوں کی حجامت تک
مردوں کو ملا کیا ہے؟ مردوں کو ملے کیا کیا؟
عورت کی حکومت سے عورت کی امامت تک

۱..... عین الہدایہ ص ۲۱۳ ج ۲، باب الامامۃ۔

۲..... ماہنامہ ''بینات'' ص ۳۰، ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق مئی ۲۰۰۵ء۔

مخالف مذہب امام کی اقتدا

اس رسالہ میں مخالف مسلک امام کی اقتدا کا حکم کیا ہے؟ اس کے متعلق مختصر تمہید، فقہاء احناف کی عبارتیں اور حضرات اکابر دیوبند کے فتاوی جمع کئے گئے ہیں

ترتیب

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

نماز میں مخالف مسلک امام کی اقتدا کا کیا حکم ہے، آیا بلا کسی شرط کے ان کی اقتدا صحیح ہے؟ یا بشرائط صحیح ہے؟ اس بارے میں علماء کا رجحان دونوں طرف معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے علماء دیوبند کے فتاوی بھی اس سلسلہ میں مختلف نظر آئیں۔

راقم الحروف کے جد امجد حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحبؒ کے فتاوی کی ترتیب کے وقت ان کی تحریر میں تضاد معلوم ہوا تو اس مسئلہ میں اکابر کے فتاوی کی طرف رجوع کیا اور ان کا مطالعہ کیا، دوران مطالعہ خیال آیا کہ ان سب فتاوی کو ایک جگہ جمع کرلوں اور ''مرغوب الفتاوی'' کا جز بنادوں تاکہ ناظرین کو بوقت ضرورت آسانی سے مواد یکجا مل جائے۔

اس ارادے کی تکمیل میں یہ چند صفحات لکھے ہیں۔ ان میں اپنی طرف کچھ بھی نہیں لکھا، صرف اکابر کے فتاوی جمع کئے، اور چند کتب فقہ کی عبارت من وعن نقل کی گئی ہے۔

آٹھ سو سال حرم محترم میں ائمۂ اربعہ مصلے رہے ہیں

ایک زمانہ تھا کہ لوگوں میں تعصب نہ تھا، ہر مسلک والے اپنے اپنے امام کی تقلید پر عمل پیرا تھے، ایک دوسرے کی تنقید کم ہی تھی، حتی کہ حرم محترم میں ائمہ اربعہ کے مصلے علیحدہ علیحدہ قائم تھے۔ مطاف کے متصل چار چھوٹی چھوٹی عمارتیں تھیں، جن میں مذاہب اربعہ کے پیروکار الگ الگ نمازیں پڑھا کرتے تھے، جو مصلی حنفی، مصلی شافعی، مصلی مالکی، مصلی حنبلی کے نام سے مشہور تھے۔ اور یہ سلسلہ آٹھ سو سال سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔

مگر یہ کوشش برابر جاری رہی کہ اسلام کے اس عظیم مرکز میں وحدت کو بحال کیا جائے، چنانچہ ۸۱۱ھ میں ملک ناصر فرج بن برقوق نے اور ۹۳۱ھ میں سلطان سلیمان خان کے حکم سے نائب جدہ نے یہ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئی۔ بالآخر سعودی حکومت کی سعی کے نتیجہ میں صرف ایک مصلے پر جماعت کا انتظام ہوگیا۔

اگر چہ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ حرم شریف میں الگ الگ چار جماعتیں کیوں اور کب سے شروع ہوئیں؟ البتہ ابن ظہیر کی تصریح کے مطابق ۵۴۰ھ سے بھی پہلے یہ طریقہ رائج تھا، لیکن شاہ سعود کی کوششوں سے مسالک اربعہ کے ائمہ اور عوام سب ایک مصلی پر ۱۳۸۶ھ میں متفق ہوگئے۔ (تاریخ مکۃ المکرّمہ ص ۴۶۳ ج ۲)

مگر اب زمانہ کے حالات مکمل تبدیل ہوگئے، ان حالات میں ارباب افتاء بہتر جانتے ہیں کہ کیا فتوی دیا جائے؟ بغیر کسی شرط کے مخالف مذہب کے امام کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟ اگر شرائط کا لحاظ رکھا جائے تو لاکھوں احناف اور شافعی و مالکی کی اقتدا حرمین شریفین کے ائمہ کے پیچھے بکراہت تنزیہی ادا ہوگی۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ فقہاء نے یہ تفصیل لکھی ہیں کہ اگر امام فرائض مذہب مقتدی کی رعایت کرتا ہے تو اس کی اقتدا بلا کراہت درست ہے اور اگر فرائض مذہب مقتدی کی رعایت نہیں کرتا تو اقتدا درست نہیں ہے اور اگر واجبات وسنن میں رعایت نہیں کرتا تو مکروہ ہے اسی طرح اگر شک ہے کہ رعایت کرتا ہے یا نہیں کرتا تو مکروہ ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات ظاہر ہے کہ اتنی مخالف مسلک کی رعایت کہاں اور کون کرتا ہے؟ (ہاں اگر کوئی مخلص چاہے تو کرسکتا ہے اور کرنی بھی چاہئے، کہ خروج عن الخلاف تمام ائمہ کے نزدیک ادب ہے) اور قرائن تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رعایت نہیں کی جاتی، جیسے کہ

حنفیہ کے نزدیک اگر عورت جماعت میں شریک ہو تو ضروری ہے کہ امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو، مگر حرمین میں امام عورت کی امامت کی نیت نہیں کرتے، جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ نے لکھا ہے کہ:

''عرصہ ہوا امام حرم سے دریافت کیا گیا تھا، انہوں نے بتایا تھا کہ ہم عورت کی امامت کی نیت کرتے ہی نہیں''۔ (فتاوی محمودیہ ص ۳۸۲ ج ۱۶)

اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ نے بھی تحریر فرمایا ہیں کہ:

''حرمین شریفین کے امام امامتِ نساء کی نیت نہیں کرتے، مزید تثبت کے لئے بندہ نے اس بارے میں شیخ عبد العزیز بن باز سے استفتاء کیا، انہوں نے جواب میں صراحۃً تحریر فرمایا ہے کہ ان کے ہاں نیت امامت نساء ضروری نہیں (پھر حضرت نے شیخ بن باز کا وہ فتوی نقل کیا ہے) اب یہ امر بلا شبہ محقق ہو گیا کہ ائمۂ حرمین شریفین عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کرتے۔ ان کے مذہب میں نیت ضروری نہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہے بلکہ بندہ کا ذاتی تجربہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی رعایت سے متعلق کسی درخواست کی ان کے ہاں کوئی شنوائی نہیں ہوتی''۔

آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اوپر کی تحریر سے ثابت کیا گیا کہ ائمہ حرمین شریفین کے ہاں امامتِ نساء کی نیت ضروری نہیں۔ اس پر کسی کو خیال ہو سکتا ہے کہ شاید وہ مذہب حنفی کی رعایت سے امامتِ نساء کی نیت کر لیتے ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رعایت مذہب غیر کے اہتمام کی سعادت صرف حنفیہ کو حاصل ہے۔ غیر مقلدین اور ائمہ حرمین کی رعایت مذہب غیر سے بے اعتنائی بلکہ عمداً مخالفت عام مشہور و معروف ہے۔ معہذا دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

ا:.....ان کے مذہب میں وتر کی دوسری رکعت پر سلام پھیرنا واجب نہیں، صرف افضل ہے۔ اور مذہب حنفی میں ناجائز ہے اور اس طرح وتر کا واجب ادا نہیں ہوتا، اس کا مقتضی یہ تھا کہ رمضان میں جماعت وتر میں احناف کی رعایت سے دوسری رکعت پر سلام نہ پھیریں' مگر یہ لوگ دوسری رکعت پر لازماً سلام پھیرتے ہیں۔

۲:.....موسم حج میں منیٰ' عرفات اور مزدلفہ میں امام حج قصر کرتا ہے، حالانکہ ان کے نزدیک یہاں قصر واجب نہیں سنت ہے، اور مذہب حنفی میں غیر مسافر کے لئے قصر جائز نہیں، اس کے باوجود امام قصر ہی کرتا ہے احناف کی نماز کی کوئی پرواہ نہیں۔

بندہ نے ایک بار امام حرم ابوالسمح سے گذارش کی کہ آپ گاڑی پر بقدر مسافت سفر چکر لگا کر عرفات پہنچیں تو ہمیں بھی آپ کی اقتدا میں نماز کا شرف مل جائے، مگر وہ اس ایثار پر تیار نہ ہوئے جس میں ان کا ذرہ بھر بھی کوئی حرج نہیں تھا'' (احسن الفتاوی ص ۳۶۳ تا ۳۶۶ ج ۳)

اس صورت حال کے پیش نظر علماء اور ارباب افتاء کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اس مسئلہ پر قدرے وسیع پیمانے پر غور وفکر کیا جائے اور کوئی ایسا حل نکالا جائے کہ نہ صرف احناف بلکہ شوافع و مالکیہ کی نماز بھی بلا کراہت ادا ہو۔

اللہ کرے یہ چند صفحات مفید و کارآمد ہوں، ذریعۂ نجات و ذخیرۂ آخرت ہو، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

ڈیوزبری، برطانیہ

مذہب مخالف کے امام کی اقتدا کا حکم

فی الھندیہ :والاقتداء بشافعی المذھب انما یصح اذا کان الامام یتحامی مواضع الخلاف بان یتوضأ من الخارج النجس من غیر السبیلین کالفصد وان لا ینحرف عن القبلة انحرافا فاحشا ،ھکذا فی النھایة والکفایة فی باب الوتر۔

(الھندیة ص۸۴ ج۱،باب الامامة،الفصل الثالث)

ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاة لم یکرہ ،أو عدمھا لم یصح ،وان شک کرہ،

قال ابن عابدینؒ : واما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز ما لم یعلم منہ ما یفسد الصلوة علی اعتقاد المقتدی علیہ الاجماع ،انما اختلف فی الکراھة۔(رد المحتار علی الدر المختار ص۳۰۲ ج۲،مطلب: فی الاقتداء بشافعی)

(جماعت کے صحیح ہونے کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ) امام کی نماز کا مقتدی کے مذہب پر صحیح ہونا اور مقتدی کا اپنے گمان میں اس کو صحیح سمجھنا، پس اگر مقتدی کی دانست میں امام کی نماز فاسد ہوگی تو اس کا اقتدا صحیح نہ ہوگا۔

اگر مقتدی حنفی المذہب ہو اور امام شافعی المذہب یا کسی اور امام کا مقلد ہو تو اس کی اقتدا اس وقت تک کرسکتا ہے جبکہ وہ مسائل طہارت ونماز میں حنفی مذہب کے مطابق فرائض یعنی شروط وارکانِ نماز کی رعایت کرتا ہو اور مقاماتِ خلاف سے بچتا ہو، یا یہ معلوم ہو کہ اس نماز میں اس نے فرائض کی رعایت حنفی مذہب کے مطابق کی ہے، یعنی اس کی طہارت ایسی نہ ہو کہ حنفی مذہب کے مطابق وہ طاہر نہ ہوتا ہو اور نہ نماز اس قسم کی ہو کہ احناف کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہو تو اس کی اقتدا درست ہے۔

پس اگر شافعی امام خلاف کی جگہوں میں احتیاط کرے، مثلا: اگر سبیلین کے سوا اور کسی مقام سے نجس چیز نکلے جیسے کوئی فصد کھلوائے یا پچھنے لگوائے یا نکسیر آجائے اور فصد پچھنے یا نکسیر یا قے کے بعد وضو کرلے تو اقتدا بلا کراہت درست ہے، اس لئے کہ اکثر صحابہ ؓ کرامؓ اور تابعینؒ باوجود مجتہد ہونے کے اور مختلف مسائل میں مختلف مذہب رکھنے کے ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

اسی طرح بعض امور جن میں رعایت لازمی ہے، یہ ہیں کہ امام قبلہ سے بہت نہ پھرتا ہو اور اس میں شک نہیں کہ ہمارے ملک میں اگر سورج چھپنے کے موقعوں سے پھر گیا تو قبلہ سے پھر گیا۔ اور متعصب نہ ہو یعنی حنفی مذہب والوں پر عیب وطعن نہ کرے۔ اور اپنے ایمان میں شک نہ رکھتا ہو اور ایسے بند پانی میں جو تھوڑا ہو یعنی دہ دردہ سے چھوٹا ہو اور اس میں نجاست واقع ہوجائے وضو نہ کرے اور درہم سے زیادہ منی لگ جائے اور وہ تر ہو تو اپنے کپڑے کو دھوتا ہو اور خشک منی کو خرچ ڈالتا ہو، (کیونکہ شافعی مذہب میں منی پاک ہے)۔ اور وتر کو توڑ کر نہ پڑھتا ہو یعنی تینوں رکعت ایک ہی سلام سے پڑھتا ہو۔ اور پانچ یا اس سے کم نمازوں کی قضا میں ترتیب کی رعایت کرتا ہو۔ اور کم از کم چوتھائی سر کا مسح کرتا ہو۔ اور مستعمل پانی سے وضو نہ کرتا ہو تو ان رعایات کے کرنے والے کے پیچھے نماز بلا کراہت نماز درست ہے۔ اور اگر ان میں کسی ایک کی بھی رعایت نہ کرے تو اقتدا درست نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ اس مسئلہ میں علماء نے بہت اختلاف کیا ہے اور کئی اقوال ہیں، مگر اس قول کو ترجیح ہے اور یہی احوط ہے کہ اگر امام فرائض مذہب کی رعایت کرتا ہو یا اس نماز میں کی ہو تو بلا کراہت اقتدا درست ہے، پھر بھی اگر حنفی امام میسر ہو تو حنفی کو حنفی کی اقتدا افضل ہے اور اگر فرائض مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اقتدا درست نہیں ہے۔

اور اگر فرائض میں تو رعایت کرتا ہے لیکن واجبات وسنن میں مذہبِ مقتدی کی رعایت نہیں کرتا تو مکروہ ہے۔

اسی طرح اگر مقتدی کو شک ہے کہ رعایت کرتا ہے یا نہیں؟ یا اس نماز میں رعایت کی ہے یا نہیں؟ تو اس کے پیچھے مقتدی کی نماز مکروہ ہے، اسی کو ترجیح ہے۔ اور بعض نے اس کو خلاف اولی سے تعبیر کیا ہے اور یہ قید لگائی ہے کہ جب اپنے مذہب کا امام بغیر کسی عذر شرعی میسر ہو ورنہ کراہت نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اور اگر صرف سنن میں رعایت نہیں کرتا یا وہ چیزیں کرتا ہے جو مقتدی کے نزدیک مکروہ ہیں اور اس کے نزدیک سنت ہیں، مثلا: انتقالاتِ ارکان میں رفع یدین کرنا یا نہ کرنا اور بسم اللہ میں جہر یا اخفا وغیرہ تو اس میں کراہت تنزیہہ ہے۔ پس اگر حنفی امام نہ ملے تو ایسے شافعی امام کی اقتدا کرے، کیونکہ جماعت واجب ہے اس کو کراہت تنزیہہ کے ترک پر تقدم حاصل ہے اور ایسے اختلافات سے بچنا ناممکن ہے۔ پس ہر ایک اپنے مذہب کا متبع ہے اور اس کو اس کے اپنے مشرب سے منع نہیں کیا جا سکتا۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۹۹ ج ۲، قسم دوم شرائط اقتدا)

حکیم الامت ؒ تحریر فرماتے ہیں:

اس مسئلہ فرعیہ میں منجملہ اقوال مختلفہ کے میرے نزدیک احوط وہ تفصیل ہے جو درمختار میں بحر سے نقل کی ہے، بقولہ: " ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمھا لم یصح وان شک کرہ " اور جس کی ترجیح ردالمحتار میں حلبی سے نقل کی ہے، بقولہ: " ھذا ھو المعتمد لان المحققین جنحوا الیہ وقواعد المذھب شاھدۃ علیہ " الخ۔

البتہ اس تفصیل کے جز ثالث کو میں مأول ومقید سمجھتا ہوں۔ تاویل یہ کہ مراد کراہت سے خلاف اولی ہے۔ تقیید یہ کہ اپنے مذہب کا امام بدون ارتکاب کسی محذور اعراض عن

الجماعۃ وغیرہ کے میسر ہو۔

ومبنی التاویل ما نقله فی رد المحتار عن حاشیة الرملی علی الاشباه الذی یمیل الیه خاطری القول بعدم الکراهة اذا لم یتحقق منه مفسد اٰه ووجه التقیید ظاهر۔

نیز مراعات کا محل صرف فرائض ہیں، **کما فی رد المحتار فی الفرائض من شروط وارکان فی تلک الصلوة وان لم یراع فی الواجبات والسنن کما هو ظاهر سیاتی کلام البحر وظاهر کلام شرح المنیة ایضا، حیث قال: واما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز ما لم یعلم منه ما یفسد الصلوة علی اعتقاد المقتدی علیه الاجماع، انما اختلف فی الکراهة اه،قلت وفی التمثیل بالشافعی الذی الاصل فیه عدم التعصب خرج من الحکم القائلون بحرمة التقلید المدعون للاجتهاد لانفسهم الذین الغالب فیهم التعصب وقد صرحوا بکراهة الاقتداء بالمتعصب۔**

(امداد الفتاوی ص ۳۸۳ ج ۱، مع حاشیہ حضرت مولانا سعید احمد پالنپوری مدظلہ)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کا فتوی

ج:.....حنفی کی نماز شافعی المذہب والے کے پیچھے صحیح ہے، لیکن اس امام کو چاہئے کہ رعایت حنفی کی دربارۂ نجاست ووضو وغیرہ کے کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو حنفی کو اس کے پیچھے نماز پڑھنی نہ چاہئے۔ اور اگر یقیناً یہ معلوم ہو کہ اس امام سے کوئی امر ناقض وضو وغیرہ باعتقاد حنفی سرزد ہوا ہے تو پھر اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔

(فتاوی دار العلوم مدلل ومکمل ص ۱۹۴ ج ۳، سوال نمبر ۸۶۰)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

ج:.....امام شافعی المذہب کے متعلق اگر وثوق ہو کہ وہ حنفیہ کے مذہب کی رعایت کرتا

ہے تو حنفی کو اس کا اقتدا جائز ہے۔ اگر وثوق سے معلوم ہے کہ وہ حنفیہ کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اس کا اقتدا درست نہیں۔ اور اگر رعایت وعدم رعایت کچھ معلوم نہیں تو اقتدا مکروہ ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۹۵ ج ۲)

صاحب فتاوی رحیمیہ رقمطراز ہیں:

ج:..... مالکی، شافعی وغیرہ امام طہارت وغیرہ خاص مسائل میں جن پر حنفی مقتدی کی نماز کی صحت کا دارومدار ہے رعایت کرتا ہے تو بلا کراہت اس کی اقتدا جائز ہے اور اگر عدم رعایت کا یقین ہے تو اقتدا درست نہیں ہے اور اگر شک ہے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۱۶۸ ج ۱)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

ج:..... اگر یہ یقین ہو کہ امام نماز کے ارکان وشرائط میں دوسرے مذاہب کی رعایت کرتا ہے تو اس کی اقتدا بلا کراہت جائز ہے اور اگر رعایت نہ کرنے کا یقین ہو تو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز صحیح نہ ہوگی اور جس کا حال معلوم نہ ہو اس کی اقتدا مکروہ ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۲۸۲ ج ۳)

خیر الفتاوی (۴۴۰ ج ۱) کا فتوی

ج:..... بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان میں احناف اور دیگر ائمہ کا اختلاف ہے، مثلا: احناف کے نزدیک اگر جسم کے کسی حصہ سے خون نکل کر بہہ پڑے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، جب کہ بعض ائمہ کے نزدیک اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، تو اگر یہ پتہ ہو کہ امام ایسے مسائل میں مقتدیوں کے مذہب کی رعایت رکھتا ہے تو اس کی اقتدا بلا کراہت درست ہے اور اگر یقین ہو کہ وہ مقتدیوں کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اقتدا نہ کریں، اکیلے پڑھ لیں۔

فتاوی حقانیہ کا فتوی

ج:.....اگر مذکورہ غیر حنفی امام اختلافی مسائل کی رعایت کرنے میں مشہور ہو یا مقتدی کا اس کے متعلق اختلافی مسائل میں رعایت کرنے کے بارے میں ظن غالب ہو، مثلاً خون بہنے اور قے میں وضو کرنے کا اہتمام کرتا ہو تو پھر اس کی اقتدا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(فتاوی حقانیہ ص ۱۳۴ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی سید عثمان غنی صاحبؒ فرماتے ہیں:

شافعی امام کے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے، بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ حنفی اصول سے امام طاہر نہیں ہے۔

حاشیہ میں حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ تحریر فرماتے ہیں:

مثلاً جسم سے خون نکلنا امام شافعیؒ کے نزدیک موجب نقض وضو نہیں ہے، حنفیہ کے نزدیک یہ موجب نقض وضو ہے، پس اگر امام نے وضو کیا پھر اس کے جسم کے کسی حصہ سے خون نکلا اور بغیر تجدید وضو اس نے نماز پڑھائی تو حنفیہ کے نقطۂ نظر سے وہ باوضو نہیں، ایسا ہونا اگر یقینی طور پر معلوم ہو تو اس جواب کے مطابق اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جائے گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (فتاوی امارت شرعیہ ص ۱۵۵ ج ۲)

دوسری جگہ حاشیہ میں قاضی صاحبؒ لکھتے ہیں:

بعض امور وہ ہیں جن کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے: جیسے خون نکلنا، بخلاف امام شافعیؒ کے، وہ اسے ناقض وضو نہیں مانتے۔ دوسری طرف بعض امور ایسے ہیں جن کو امام شافعیؒ ناقض وضو مانتے ہیں: جیسے عورت کو چھو لینا، امام ابوحنیفہؒ اسے ناقض وضو نہیں مانتے۔ ایسے حالات میں امام کو یہ چاہئے کہ وہ ممکن حد تک اس کی رعایت

رکھے کہ اس کا وضو ہر امام کے نزدیک صحیح ہو اور اسی طرح نماز۔ مثلاً اگر امام شافعی ہے اور خون نکل گیا تو وہ دوبارہ وضو کرلے اور اگر امام حنفی ہے اور عورت کو چھولیا تو دوبارہ وضو کرلے تاکہ اس کا وضو متفق علیہ طور پر صحیح اور نماز درست ہو۔ خروج عن الخلاف تمام ائمہ کے نزدیک ادب ہے۔ واضح رہے کہ محض شک وشبہ کی بنا پر کسی کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار اختلاف مسلک کی بنیاد پر نہیں کرنا چاہئے، یقینی طور پر اگر معلوم ہو کہ امام کا وضو صحیح نہیں ہے تو بات دوسری ہے، ظاہر پر محمول کرنا ہی صحیح اصول ہے الا یہ کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قوی یا یقین موجود ہو۔ (فتاوی امارت شرعیہ ص ۱۵۳ ج ۲)

ان فتاوی سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر شرائط کے مخالف مسلک کے امام کی اقتدا درست نہیں۔ دوسرے اکابر کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے یہاں اس مسئلہ میں گنجائش ہے۔ جو درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ تحریر فرماتے ہیں:

اگر امام اور مقتدی کا مذہب ایک نہ ہو مثلاً امام شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہو جانا کافی ہے خواہ مقتدی کے مذہب کے موافق بھی صحیح ہو یا نہ ہو ہر حال میں بلا کراہت اقتدا درست ہے، مثلاً: اس امام کے کپڑوں میں ایک درم سے زیادہ منی لگی ہوئی ہو، یا منہ بھر قے، یا خون نکلنے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھاوے، یا وضو میں صرف دو تین بال کے مسح پر اکتفا کرے، ان سب صورتوں میں چونکہ امام کی نماز اس کے مذہب کے موافق صحیح ہو جاتی ہے، لہذا مقتدی کی نماز بھی صحیح ہو جائے گی۔

اس مسئلہ میں علماء مذہب اربعہ مختلف ہیں۔ کئی علماء نے خاص اسی مسئلہ میں مستقل

رسالے تصنیف کئے ہیں۔اس اختلاف کا رجوع چند اقوال کی طرف ہوتا ہے:

۱.....جواز اقتدا مطلقا خواہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے یا نہ کرے۔

۲:.....جواز اقتدا بشرطیکہ مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ امام کی نماز مقتدی کے مذہب کے موافق نہیں ہوئی اگر چہ واقع میں ایسا ہی ہو۔

۳:.....جواز اقتدا بشرطیکہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے۔

۴:.....عدم جواز اقتدا خواہ امام مذہب مقتدی کی رعایت کرے یا نہ کرے۔

۵:..... جواز اقتدا مع کراہت تنزیہیہ۔

ان سب اقوال میں پہلا قول نہایت تحقیق اور انصاف پر مبنی ہے۔شاہ ولی اللہ حنفی محدث دہلویؒ اپنے رسالہ ''انصاف'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنھم میں مختلف مذہب کے لوگ تھے،بعض بسم اللہ نماز میں پڑھتے تھے بعض نہیں،بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے،بعض نماز فجر میں قنوت کرتے تھے بعض نہیں،بعض فصد وقے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں،بعض خاص حصے کو چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں،بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں۔باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

امام ابوحنیفہؒ اوران کے شاگرد اور امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی تھے۔

ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی اور امام ابو یوسفؒ نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا۔

احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہو اور بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے تو آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے یا نہیں؟ کہنے لگے: کیا میں امام مالک اور سعید بن مسیّبؒ کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا۔

''ایقاظ النیام'' میں اس مسئلے کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قول کو مختار و محقق لکھا ہے اور اسی کے موافق محققین مذہب اربعہ سے تصریحات صریحہ نقل کی ہیں۔

بعض علماء نے مثل صاحب بحر الرائق و درمختار و ملا علی قاری وغیرہم کے اور اسی طرح بعض علماء شافعیہ نے بھی تیسرے قول کو اختیار کیا ہے، مگر وہ صحیح نہیں، گویا ان لوگوں کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہو گیا ہے، درحقیقت یہ قول بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل، اگر اس قول پر عمل کیا جائے تو آپس میں سخت افتراق پڑ جائے گا اور بڑی مشکل پیش آئے گی۔

(علم الفقہ ص ۲۴۰ حصہ دوم، جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں)

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنویؒ کا فتوی

س:.....حنفی کا شافعی کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟

ج:.....اہل تحقیق کے اس بارے میں دو فرقے ہیں: پہلا فرقہ مقتدی کا اعتبار کرتا ہے۔ اور شامی میں اسی کو اصح کہا ہے۔ بحر الرائق میں اسی وجہ سے لکھا ہے: اگر مقتدی کو یقین ہو کہ امام اختلاف کے موقعوں پر احتیاط سے کام لیتا ہے تو اس کی اقتدا مکروہ نہیں ہے اور اگر شک ہے تو مکروہ ہے اور اگر احتیاط نہ کرنے کا یقین ہے تو جائز نہیں۔

اور احتیاط سے مراد شروط اور ارکان کی رعایت کرنا ہے اور دوسرا فرقہ امام کا اعتبار کرتا ہے۔ صاحب نہایہ نے اسی کو انیس کہا ہے۔ اس قول پر اگر امام شافعی المذہب محتاط نہ ہو تو

بھی اس کی اقتدا درست ہے، چنانچہ امام ابو یوسفؒ نے ہارون رشید کی اقتدا کی تھی۔ عینی نے شرح کنز میں اسی قول لیا ہے جب تک کہ مفسد نماز کا تحقق امام سے نہ ہو، واللہ اعلم۔

(مجموعۃ الفتاوی ص ۳۹۵ ج ۱)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

ج:.....اگر مذہب زید کا مثلاً حنفی ہے اور امام کا مذہب معلوم ہوا کہ شافعی ہے یا مالکی تو نماز زید کی اس کے پیچھے صحیح ہے، توڑنے کی ضرورت نہیں، بلکہ توڑنا ایسی حالت میں ممنوع ہے۔ (فتاوی دار العلوم مدلل مکمل ص ۲۲۳ ج ۳، سوال نمبر ۹۲۶)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

مذہب حنفیہ میں اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ اقتدا حنفی بامام شافعی المذہب جائز ہے اور معتبر عند الشافعیہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اقتدا شافعی بامام حنفی درست ہے۔ (فتاوی دار العلوم مدلل مکمل ص ۲۰۵ ج ۳، سوال نمبر ۸۸۲)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

ج:.....شافعی امام کے پیچھے حنفیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔

(کفایت المفتی ص ۹۲ ج ۲، جواب نمبر ۱۰۲)

اس جواب میں حضرتؒ نے کوئی شرط نہیں لگائی بلا شرط کے جواز کا فتوی دیا ہے۔

''فتاوی حقانیہ'' میں وتر کے سلسلہ میں ہے:

''غیر حنفی امام اگر دو رکعت کے بعد بغیر سلام کے تین وتر پورا کرتا ہو تو اس کی اقتدا درست ہے۔

اسی طرح اگر وتر بالتسلیمتین یعنی دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر وتر پورا کرے تو امام

ابوبکر الجصاص اور متأخرین فقہاء کے ہاں اقتدا درست ہے اور یہی ترجیح حالات کی مقتضی ہے۔ (فتاوی حقانیہ ص ۲۴۲)

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ

ج:.....اہل سنت الجماعت کے نزدیک چاروں مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) حق ہیں۔ ان کا آپس کا اختلاف فروعی مسائل میں ہے، لہذا حنفی کی نماز شافعی المذہب یا حنبلی المذہب امام کے پیچھے درست ہے، اگرچہ حنفی مسلک کے مستند علماء موجود ہوں۔

(فتاوی مفتی محمود ص ۲۱۴ ج ۲)

حضرت مولانا مفتی سید عثمان غنی صاحبؒ فرماتے ہیں:

ہر مسلمان کے پیچھے نماز جائز و درست ہے۔ شافعی، مالکی اور حنبلی سب کے پیچھے نماز جائز و درست ہے۔ بزرگان سلف ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے اور وہ اس وہم میں مبتلا نہیں ہوئے کہ امام نے ان کے مسلک کے خلاف وضو کیا ہوگا۔

(فتاوی امارت شرعیہ ص ۱۵۴ ج ۲)

نوٹ: ان فتاوی میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی سید عثمان غنی صاحبؒ کے فتاوی میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔

نوٹ: رسالہ کے آخر میں دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا ایک تفصیلی فتوی نقل کرتا ہوں جو راقم کے ایک تفصیلی سوال کے جواب میں حضرت مولانا مفتی مختار اللہ صاحب مدظلہم نے تحریر فرمایا تھا، جس میں اس مسئلہ کی بہت عمدہ تحقیق فرمائی گئی ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

نماز میں مخالف مسلک امام کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی مختار اللہ صاحب حقانی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ میں الحمدللہ آنجناب کی دعا اور اللہ تعالی کے فضل وکرم سے خیریت سے ہوں اور آپ کی خیر وعافیت کا طالب ہوں۔

نماز میں مخالف مسلک امام کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟ آیا بلا کسی شرط کے ان کی اقتدا صحیح ہے؟ یا بشرائط صحیح ہے؟ اس بارے میں علماء کا رجحان دونوں طرف معلوم ہوتا ہے۔ علامہ شامی، صاحبِ بحر الرائق، ملا علی قاریؒ اور اکابر دیوبند کے اکثر فتاوی میں کچھ شرائط کے ساتھ اقتدا کو جائز کہا ہے۔ دوسری طرف حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ اور بعض اکابر کے فتاوی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرات بلا کسی شرط کے جواز کے قائل ہیں۔

جو حضرات بلا کسی شرط کے اقتدا کو درست مانتے ہیں' ان حضرات کے فتاوی کے حوالجات یہ ہیں: فتاوی دار العلوم مدلل مکمل ص ۲۲۳ ج ۳، سوال نمبر ۹۲۶۔ مجموعۃ الفتاوی ص ۳۹۵ ج ۱۔ کفایت المفتی ص ۹۲ ج ۲، جواب نمبر ۱۰۲۔ فتاوی مفتی محمود ص ۲۱۴ ج ۲۔ فتاوی حقانیہ ص ۲۴۲۔ فتاوی امارت شرعیہ ص ۱۵۴ ج ۲۔

اگر شرائط کا لحاظ رکھا جائے تو لاکھوں احناف اور شافعی ومالکی کی اقتدا حرمین شریفین کے ائمہ (جن کے متعلق حنبلی ہونے کا گمان ہے) کے پیچھے بکراہت تنزیہی ادا ہوگی۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ فقہاء نے یہ تفصیل لکھی ہیں کہ اگر امام فرائض مذہب مقتدی کی رعایت کرتا ہے تو اس کی اقتدا بلا کراہت درست ہے اور اگر فرائض مذہب مقتدی کی

رعایت نہیں کرتا تو اقتدا درست نہیں ہے اور اگر واجبات وسنن میں رعایت نہیں کرتا تو مکروہ ہے اسی طرح اگر شک ہے کہ رعایت کرتا ہے یا نہیں کرتا تو مکروہ ہے۔حتی کہ یہاں تک لکھا کہ اگر وہ سنن میں رعایت نہیں کرتا یا وہ چیزیں کرتا ہے جو مقتدی کے نزدیک مکروہ ہیں اور اس کے نزدیک سنت ہے، مثلاً انتقالاتِ ارکان میں رفع یدین کرنا یا نہ کرنا اور بسم اللہ میں جہر کرنا یا اخفا کرنا وغیرہ تو اس میں کراہت تنزیہہ ہے۔(عمدۃ الفقہ ص ۱۹۹ ج ۲)

اس تفصیل سے یہ بات ظاہر ہے کہ اتنی مخالف مسلک کی رعایت کہاں اور کون کرتا ہے؟ (ہاں اگر کوئی مخلص چاہے تو کرسکتا ہے اور کرنی بھی چاہئے، کہ خروج عن الخلاف تمام ائمہ کے نزدیک ادب ہے) اور قرائن سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رعایت نہیں کی جاتی، جیسے کہ حنفیہ کے نزدیک اگر عورت جماعت میں شریک ہو تو ضروری ہے کہ امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو، مگر حرمین شریفین میں امام عورت کی امامت کی نیت نہیں کرتے، جیسا کہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ نے لکھا ہے کہ:

''عرصہ ہوا امام حرم سے دریافت کیا گیا تھا، انہوں نے بتایا تھا کہ ہم عورت کی امامت کی نیت کرتے ہی نہیں''۔(فتاوی محمودیہ ص ۳۸۲ ج ۱۶)

اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حرمین شریفین کے امام امامتِ نساء کی نیت نہیں کرتے، مزید تثبت کے لئے بندہ نے اس بارے میں شیخ عبد العزیز بن باز سے استفتاء کیا، انہوں نے جواب میں صراحۃً تحریر فرمایا ہے کہ ان کے ہاں نیت امامت نساء ضروری نہیں (پھر حضرت نے شیخ بن باز کا وہ فتوی نقل کیا ہے) اب یہ امر بلا شبہ محقق ہو گیا کہ ائمۂ حرمین شریفین عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کرتے۔ان کے مذہب میں نیت ضروری نہیں۔

اور یہ بھی معلوم ہے بلکہ بندہ کا ذاتی تجربہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی رعایت سے متعلق کسی درخواست کی ان کے ہاں کوئی شنوائی نہیں ہوتی''۔

آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:''اوپر کی تحریر سے ثابت کیا گیا کہ ائمہ حرمین شریفین کے ہاں امامتِ نساء کی نیت ضروری نہیں۔اس پر کسی کو خیال ہوسکتا ہے کہ شاید وہ مذہب حنفی کی رعایت سے امامتِ نساء کی نیت کر لیتے ہوں۔اس کا جواب یہ ہے کہ رعایت مذہب غیر کے اہتمام کی سعادت صرف حنفیہ کو حاصل ہے۔غیر مقلدین اور ائمہ حرمین کی رعایت مذہب غیر سے بے اعتنائی بلکہ عمدا مخالفت عام مشہور ومعروف ہے۔معہذا دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

ا:.....ان کے مذہب میں وتر کی دوسری رکعت پر سلام پھیرنا واجب نہیں،صرف افضل ہے۔اور مذہب حنفی میں ناجائز ہے اور اس طرح وتر کا واجب ادا نہیں ہوتا،اس کا مقتضی یہ تھا کہ رمضان میں جماعت وتر میں احناف کی رعایت سے دوسری رکعت پر سلام نہ پھیریں ،مگر یہ لوگ دوسری رکعت پر لازما سلام پھیرتے ہیں۔

۲:.....موسم حج میں منیٰ عرفات اور مزدلفہ میں امام حج قصر کرتا ہے،حالانکہ ان کے نزدیک یہاں قصر واجب نہیں سنت ہے،اور مذہب حنفی میں غیر مسافر کے لئے قصر جائز نہیں،اس کے باوجود امام قصر ہی کرتا ہے احناف کی نماز کی کوئی پرواہ نہیں۔

بندہ نے ایک بار امام حرم ابوالسمح سے گذارش کی کہ آپ گاڑی پر بقدر مسافت سفر چکر لگا کر عرفات پہنچیں تو ہمیں بھی آپ کی اقتدا میں نماز کا شرف مل جائے،مگر وہ اس ایثار پر تیار نہ ہوئے جس میں ان کا ذرہ بھر بھی کوئی حرج نہیں تھا''۔(احسن الفتاوی ص۳۶۳ تا ۳۶۶ ج ۳)

حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ کے وہ دلائل جو انہوں نے اپنی رائے کی تائید میں

تحریر فرمائے ہیں کہ:

شاہ ولی اللہ صاحبؒ انصاف میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم میں مختلف مذہب کے لوگ تھے، بعض بسم اللہ نماز میں پڑھتے تھے بعض نہیں، بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے، بعض نماز فجر میں قنوت کرتے تھے بعض نہیں، بعض فصد وقے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض خاص حصے کو چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں، بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں۔ باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے''۔ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگرد اور امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی تھے۔ ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی اور امام ابو یوسفؒ نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا۔

احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہو اور بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے تو آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے یا نہیں؟ کہنے لگے: کیا میں امام مالک اور سعید بن مسیّبؒ کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا۔ ''ایقاظ النیام'' میں اس مسئلے کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قول کو مختار ومحقق لکھا ہے اور اسی کے موافق محققین مذہب اربعہ سے تصریحات صریحہ نقل کی ہیں۔ بعض علماء نے مثل صاحب بحر الرائق و درمختار و ملا علی قاری وغیرہم کے اور اسی طرح بعض علماء شافعیہ نے بھی تیسرے قول (جواز اقتدا بشرطیکہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے) کو اختیار کیا ہے، مگر وہ صحیح نہیں،، گویا ان لوگوں کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہوگیا ہے، درحقیقت یہ قول بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل، اگر اس قول پر عمل کیا جائے تو آپس میں سخت

افتراق پڑ جائے گا اور بڑی مشکل پیش آئے گی۔

(علم الفقہ ص ۲۴۰ حصہ دوم، جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کا فتوی:

سوال:.....حنفی مذہب کے لئے جائز ہے یا نہیں کہ نماز میں شافعی اور مالکی اور حنبلی مذہب کے پیچھے اقتدا کرے؟

جواب:.....حنفی مذہب کی نماز شافعی اور مالکی اور حنبلی سب کے پیچھے جائز ہے، اس واسطے کہ اصول میں ان چاروں مذہب میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ حکم احادیث اور فقہ کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے، لیکن فی زمانہ بعض علماء ماراء النہر اپنی کم فہمی کے سبب سے تعصب رکھتے ہیں اور اس بارہ میں گفتگو کرتے ہیں، ان کا قول قابل رد ہے اور فقہ وحدیث کے خلاف ہے، یہ صرف ان کا مسئلۂ اجتہادیہ ہے، ہرگز قابل سماعت اور لائق اعتبار نہیں۔ اور مکہ معظّمہ میں اب تک یہی طریقہ جاری ہے کہ ان چار مذہب کے لوگ دوسرے مذہب والے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اگر ایسا حکم نہ ہو تو پھر مذہب اہل سنت اور فرقۂ خلافیہ میں کیا فرق رہے گا؟ اہل سنن اور سب فقہاء کرام کے محققین کے نزدیک چاروں مذہب میں حق دائر ہے اور یہ مسئلہ اصول کی کتب معتبرہ میں دیکھنا چاہئے، تاکہ اطمینان کلی حاصل ہو جائے۔ کتبہ فقیر عبدالعزیز عفی عنہ وکفر عنہ سیئاتہ۔ (فتاوی عزیزی ص ۴۶۳)

کیا ان دلائل کی روشنی میں ان کا رجحان زیادہ قوی معلوم نہیں ہوتا؟ اور اس نازک درو میں ان کی رائے پر فتوی دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ان دلائل کے جوابات کیا ہیں؟

اس صورت حال کے پیش نظر آنجناب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس مسئلہ پر تفصیلی کلام فرما کر اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں اور کوئی ایسا حل نکالیں کہ نہ صرف

احناف بلکہ شوافع و مالکیہ کی نماز بھی حرمین شریفین میں بلا کراہت ادا ہو۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۱ر جمادی الآخر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۷ر جولائی ۲۰۰۵ء بروز بدھ

الجواب و باللہ التوفیق

مخالف مسلک امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا مسئلہ زمانۂ قدیم سے معرکہ آراء چلا آرہا ہے، اس مسئلہ کے حل کے بارے میں تقریباً چار اقوال مروی ہیں:

(۱).....بعض اہل علم حضرات مخالف مسلک امام کی اقتداء کو مطلقاً جائز سمجھتے ہیں۔

(۲).....جبکہ بعض ارباب فتوی اس کو علی الاطلاق منع کرتے ہیں۔

(۳).....بعض اس مسئلہ میں جائز مع الکراہۃ کے قائل ہیں۔

(۴).....جبکہ بعض فقہاء کرام چند شرائط کے ہوتے ہوئے اس کو جائز کہتے ہیں۔

چونکہ مسئلہ اجتہادی ہے، اس لئے ہمارے اکابر علماء کے فتاوی میں بھی اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (امداد الفتاوی ۱/۲۵۳) حضرت العلامہ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (امداد الاحکام ۱/۵۰۲) فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ (احسن الفتاوی ۳/۲۸۲) اور بعض دوسرے اکابر علماء اور ارباب فتوی آخری قول کو ترجیح دیتے ہوئے کہ مخالف مسلک امام کی اقتداء مشروط بالشرائط کی صورت میں جائز سمجھتے ہیں۔

مگر دوسری طرف مولانا عبدالحئ لکھنوی، مولانا عبدالعلی بحر العلوم، خاتم المحدثین علامہ مولانا انور شاہ کشمیری، مفتی الہند مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب اور قائد ملت مولانا مفتی محمود صاحب اور دوسرے اہل علم حضرات نے اول قول کو ترجیح دیتے

ہوئے مخالف مسلک امام کی اقتداء میں نماز کو مطلقا جائز قرار دیا ہے۔

ناچیز راقم الحروف کے ناقص رائے میں زمانۂ حال کے تقاضوں اور امت مرحومہ کی وحدت اور اجتماعیت کے لئے اول الذکر رائے قرین قیاس ہے۔

ائمۂ مذاہب اربعہ کے اقوال اور ان کے عملی ثبوت سے اسی رائے کی تائید ہوتی ہے۔ محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوریؒ خاتم المحققین حضرت العلامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''قال شیخنا رحمه الله : والحق انه لا عبرة لرأی الماموم بل للامام حیث توارث عن السلف والقدماء کلهم الاقتداء خلف ائمة مخالفین لهم فی الفروع فالصحابة والتابعون وکذا الائمة المتبوعون کانوا یصلون خلف امام واحد مع انهم مجتهدون واصحاب المذاهب والاراء فی الفروع مع کثرة الاختلاف والتباین فی آرائهم واقوالهم ولم ینقل عن احد منهم نکیر او خلاف فی ذلک''۔(معارف السنن ۱۶۱/۱)

اور یہی بات امام شاہ ولی اللہؒ اور علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی لکھی ہے:

''وقد کان فی الصحابة والتابعین ومن بعدهم من یقرأ البسملة ومنهم من لا یقرء ها، ومنهم من یجهر بها ومنهم من لا یجهر بها، ومنهم من کان یقنت فی الفجر ومنهم من لا یقنت فی الفجر، ومنهم من یتوضأ من الحجامة والرعاف والقئی ومنهم من لا یتوضأ من ذلک، ومنهم من یتوضأ من مس الذکر و من النساء بشهوة ومنهم من لا یتوضأ من ذلک، ومنهم من یتوضأ مما مسته النار ومنهم من لا یتوضأ من ذلک، ومنهم من یتوضأ من اکل لحم الابل ومنهم من لا یتوضأ من ذلک معهذا

فکان بعضهم یصلی خلف بعض مثل ما کانوا بو حنیفةؒ واصحابه والشافعی وغیرهم یصلون خلف ائمة المدینة من المالیکیة وغیرهم وان کانوا ولا یقرؤن البسملة لا سرا ولا جهرا''۔(الانصاف ص۹۰،وهکذا فی فتاوی ابن تیمیة ج۲ص۵۹۲)

بلکہ اسی طرح صاحب مذہب امام الائمۃ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں منقول ہے کہ حج کے دوران ائمہ حرمین کی اقتدا میں نمازیں پڑھا کرتے تھے، حالانکہ ائمہ حرمین فروعی مسائل میں امام اصاحبؒ کے مخالف تھے۔علامہ بنوریؒ نے لکھا ہے:

''وهکذا امامنا ابو حنیفة صاحب المذهب حج خمسین حجة وقیل خمسا و خمسین وکان کثیر من اهل الحرمین مخالفین له فی الفروع فکان یصلی خلفهم ولم یثبت فی ذلک نکیر عنه ولا تتخلف عن الاقتداء بهم''۔(معارف السنن ۱/۱۶۱و۱۶۲)

اسی طرح قاضی القضاۃ قاضی ابو یوسفؒ امیر المؤمنین ہارون رشید کی اقتدا میں نمازیں پڑھا کرتے تھے، حالانکہ ہارون رشید کا امام مالک کے فتوی پر عمل تھا اور فروعی مسائل میں حنفیہ کثر اللہ سوادہم کے خلاف تھے۔

هذا القاضی ابو یوسف صلی خلف هارون الرشید وکان هارون الرشید احتجم وکان الامام مالک افتی هارون الرشید بعدم الفساد به وکان مذهب ابی یوسف ضد ذلک۔(معارف السنن ۱/۱۶۲)

علامہ ابن تیمیہ مزید وضاحت کے ساتھ اس واقعہ کو ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ:

''صلی خلف الرشید وقد احتجم وافتاه مالک بانه لا یتوضا فصلی ابو یوسف ولم یعد''۔(فتاوی ابن تیمیہ ۲/۵۹۲)

بلکہ امام ابو یوسفؒ نے ایک موقع پر جمعہ کی نماز پڑھائی، بعد میں پتہ چلا کہ جس کنویں

کے پانی سے وضو کیا گیا تھا اس میں مردہ چوہا تھا، آپ نے نماز کے اعادہ کے بجائے فرمایا کہ ہم اہل مدینہ بھائیوں کے یعنی مالکیہ کے قول کو لیتے ہیں۔

کما فی البزازیه عن الامام الثانی وهو ابو یوسف انه صلی یوم الجمعة مغتسلا من الحمام صلی بالناس و تفرقوا ثم اخبر بوجود فارة فی بیر الحمام فقال اذا نأخذ بقول اخواننا من اهل المدینة اذ بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا۔ (بحوالہ الانصاف ص ۹۱)

حالانکہ فقہ حنفی کے مفتی بہ قول کے اعتبار سے اس کنویں کا پانی نجس ہے اور ناپاک پانی سے طہارت حاصل نہیں ہوتی اور اگر اس قسم کے پانی سے وضو کیا تو اس پر اعادہ نماز واجب ہے، مگر امام ابو یوسفؒ نے خود مالکیہ کے قول کو اختیار کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اگر آپ کی جگہ کوئی مالکی امام نماز پڑھاتے تو اس کی اقتداء میں نماز درست ہوتی۔

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ بھی مخالف مسلک امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے، چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے:

''وکان احمد بن حنبل یری الوضوء من الحجامة والرعاف، فقیل له فان کان الامام قد خرج منه الدم ولم یتوضا یصلی خلفه؟ فقال: کیف لا اصلی خلف سعد بن المسیب و مالک''۔

(فتاوی ابن تیمیہ ۲/۵۹۳، هکذا فی الانصاف ص ۹۱، للا مام ولی الله دهلوی)

اور علامہ ابن قدامہؒ المغنی کے ''باب الامامة'' میں اسی کو ترجیح دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

'' فاما المخالفون فی الفروع کاصحاب ابی حنیفة ومالک و الشافعی رحمهم الله تعالی فالصلاة خلفهم صحیحة غیر مکروهة نص علیه احمدؒ لان الصحابة

والتابعين ومن بعدهم لم يزل بعضهم يأتم ببعض مع اختلافهم فى الفروع فكان ذلک اجماعا ولان المخالف اما يكون مصيبا فله اجران او مخطئا فله اجر ولا اثم عليه فى الخطا''۔(بحوالہ حاشیہ البنایۃ للشیخ فیض احمد ۴۰/۳)

علامہ ابن تیمیہ نے اس کو جمہور اسلاف اور مذاہب اربعہ کے ائمہ کا قول قرار دیا ہے۔

تصح صلاة الماموم وهو قول جمهور السلف وهو قول مالک وهوقول الآخر فى مذاهب الشافعى و احمد وابى حنيفة واكثر نصوص احمد على هذا وهذا الصواب۔(فتاوی ابن تیمیہ ۵۹۳/۲)

فقہاء احناف کے مشہور فقیہ، محدث اور مفسر امام ابوبکر الجصاص الرازی الحنفی کے فرمان سے بھی وضاحت کے ساتھ یہی معلوم ہوتا ہے۔

يجوز اقتداء الحنفى بمن يسلم على الركعتين فى الوتر ويصلى معه بقية الوتر لان امامه لا يخرج بسلامه عنده لانه مجتهد فيه كما لو اقتدى امام قد رعف وهو يعتقد ان طهارته باقية لانه مجتهد فيه فطهارته باقية فى حقه۔

(البناية شرح الهداية ۴۱/۳)

اور اسی ترجیح کو علامہ ابن وہبان نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں:

''نعم لو اقتدى حنفى بشافعى فى الوتر و سلم ذلک الشافعى الامام على الشفع الاول على وفق مذهبه ثم اتم الوتر صح وتر الحنفى عند ابى بكر الرازى وابن وهبان وفيه يقول ابن وهبان فى منظومته ؎

ولو حنفى قام خلف مسلم لشفع ولم يتبع وتم فمؤتر

(معارف السنن ۱۷۰/۴)

اس رائے کی تائید آنحضرت ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے۔

عن النبی ﷺ انه قال : ((یصلون لکم فان اصابوا فلکم ولهم وان اخطئوا فلکم و علیهم)) ۔(فتاوی ابن تیمیہ ۲/۵۹۳)

کہ نماز میں امام کی رائے کا اعتبار ہے ماموم کی رائے معتبر نہیں۔اور روایت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

''فقد بین ﷺ ان خطا الامام لا یتعدی الی الماموم ولان الماموم یعتقد ان ما فعله سائغ له وانه لا اثم علیه فیما فعل فانه مجتهد او مقلد مجتهد وهو یعلم ان هذا قد غفر الله له خطا فهو یعتقد صحة صلا ته وانه لایأثم اذا لم یعدها بل لو حکم بمثل هذا لم یجز له نقص حکمة بل کان ینفذه واذا کان الامام قد فعل باجتهاده فلا یکلف الله نفسا الا وسعها والماموم قد فعل ما وجب علیه کانت صلاة کل منهما صحیحة وکان کل منهما قد ادی ما یجب علیه وقد حصلت موافقة الامام فی الافعال الظاهرة''۔(فتاوی ابن تیمیہ ۲/۵۹۳و۵۹۴)

اسی طرح اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالی نے ہر شخص کو اپنے بساط کے مطابق شرعی احکام کا مکلّف قرار دیا ہے:﴿ لایکلف الله نفسا الا وسعها﴾ الآیة کسی پر بھی ایک ودسرے کا بوجھ نہیں ڈالا۔ لقوله تعالی : ﴿ ولا تزر وا وازرة اخری ﴾ الآیة۔تو اجتہاد اور فروعی احکام میں بھی ہر امام اپنی بساط علمی کے مطابق شرعی احکام کا مکلّف ہے،اور ہر ایک نے بضاعت علم کو بروئے کار لاکر اپنی رائے یا اپنے امام کی رائے پر عمل کیا، اور مقتدی اپنی رائے اور اپنے امام کی رائے پر عمل کر رہا ہے۔اور فروعی احکام میں اختلاف کے لئے اصول یہ ہے کہ ہر امام کا قول اور رائے خطاء اور صواب دونوں کا احتمال رکھتا ہے

اور کوئی بھی دوسرے کی رائے کو کلیۃ غلط نہیں کہہ سکتا، جیسا کہ علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے

اذ اسئلنا عن مذهبنا و مذهب مخالفنا قلنا وجوبا مذهبنا صواب يحتمل الخطا ؤ مذهب مخالفنا خطأ يحتمل الصواب''۔(مقدمہ ردالمحتار ۱/۹۴۸)

اس لئے ہمارے فقہی احکام چار طرح کے ہیں:

(۱).....بعض وہ مسائل ہیں جو نصوص (قرآن وسنت) سے بلا کسی تعارض اور اختلاف کے ثابت ہیں، جیسے نماز کی فرضیت، حج کی ادائیگی کا حکم، روزہ اور زکوۃ وغیرہ کی فرضیت۔ اس قسم کے احکام میں کسی بھی امام کا کوئی اختلاف نہیں، ہر مسلک میں اس قسم کے احکام ایک ہی طرح کے ہیں۔

(۲).....دوسرے وہ احکام ومسائل ہیں جو نصوص (قرآن وسنت) سے ثابت ہیں، لیکن نصوص میں تعارض اور اختلاف پایا جاتا ہے، جس میں ایک مجتہد کسی ایک نص کو ترجیح دے کر مسئلہ بیان کرتا ہے تو دوسرا مجتہد دوسرے نص کو ترجیح دے کر مسئلہ بیان کرتا ہے، جیسے رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کا مسئلہ، جماعت کے ساتھ نماز میں امام کے پیچھے قرأت کا مسئلہ، نماز میں آمین بالجہر کا مسئلہ، مس ذکر اور مس المرأۃ سے وجوب وضو اور عدم وجوب کا مسئلہ وغیرہ۔ اس قسم کے مسائل میں دونوں طرح کے نصوص پائے جاتے ہیں، اس لئے اب دونوں مجتہدین کے اقوال نصوص شرعی کے مطابق ہیں۔ کوئی مجتہد دوسرے مجتہد کے قول کو غلط نہیں کہہ سکتا، اور ہر مجتہد عامل النص ہوتا ہے، اور جس نص پر بھی عمل کیا جائے وہ صواب اور صحیح ہے۔

(۳).....تیسرے قسم کے وہ مسائل ہیں جو نصوص غیر متعارض سے ثابت ہیں، مگر نص نے ان کو ایسے الفاظ سے بیان کیا ہے جو مختلف المعانی کا احتمال رکھتے ہیں اور وہ معانی کبھی از

قبیل اضداد ہوتے ہیں تو مجتہدان مختلف معانی میں کسی ایک معنی کو ترجیح دے کر مسئلہ بیان کرتا ہے، جیسے مطلقہ عورت کی عدت کا مسئلہ ہے، امام ابوحنیفہؒ عدت بالحیض کا قول فرماتے ہیں' اور اس معنی کو مختلف دلائل اور وجوہات سے ترجیح دیتے ہیں، اور امام شافعیؒ عدت بالاطہار کی رائے رکھتے ہیں' اور دونوں ائمہ کرام قرآن کریم کی آیت: ﴿ یتربصن ثلاثه قروء ﴾ سے استدلال کرتے ہیں، اس لئے کہ ''قروء'' ایسا لفظ ہے' جو حیض اور طہر دونوں متضاد معانی کا احتمال رکھتا ہے، لہذا ان دونوں آراء میں سے کسی بھی رائے کو غلط نہیں کہا جاسکتا۔

(۴)..... چوتھے قسم کے مسائل وہ ہیں جو نصوص میں صراحۃ ذکر نہیں ہیں، بلکہ ان مسائل کو قیاس اجتہاد کے ذریعہ حل کیا گیا ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ ہر مجتہد بلکہ ہر شخص کا سوچ اور رائے یکساں نہیں، ہر شخص کسی بھی مسئلہ کے حل کے بارے میں اپنے مجتہد کی رائے کو خطا اور غلط نہیں کہہ سکتا، بلکہ ان آراء میں ہر ایک کی رائے صواب اور خطا کا احتمال رکھتی ہے، جن کا ظاہری وزن برابری کا ہے، اس لئے امام شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے:

''ومن هذا الباب بان الصحابة مختلفون و انهم جميعا على الهدى ولذلک لم يزل العلماء يجوزون فتاوى المفتين فى المسائل الاجتهادية ويسلمون قضاء القضاة ويعملون فى بعض الاحيان بخلاف مذهبهم ولذا لا ترى ائمة المذاهب فى هذه المواضع الاوهم يصححون القول ويثبتون الخلاف بقول احدهم، هذا احوط وهذا هو المختار، وهذا احب الىّ''۔ (الانصاف ص ۸۹)

اور اسی وجہ سے ہر مجتہد اپنے اس اجتہاد میں اجر وثواب کا مستحق ہے،

كما قال النبى ﷺ : ((اذا حكم الحاكم فاجتهد واصاب وله اجران وان اخطا

فله اجر واحد)) ، (الحديث)۔(صحیح بخاری۲)

مگر یاد رہے کہ حدیث میں ذکر کئے گئے الفاظ خطا وصواب کا تعلق عند اللہ سے ہے، اس لئے کہ ختم نبوت کی وجہ سے کوئی بھی بشر اس صواب وخطا پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

تو جب مسائل اختلافیہ میں ہر رائے اور قول صواب کا محتمل ہے تو نفس الامر میں امام اور مقتدی دونوں برابر ہوئے ،مثلاً نماز کی ادائیگی کے لئے طہارت متفق علیہ شرط ہے، البتہ انقطاع طہارت کے اسباب میں اختلاف پایا جاتا ہے، مثلاً نکسیر کو بعض فقہاء کرام منقطع الطہارۃ قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو منقطع الطہارۃ قرار نہیں دیتے ،لہذا اگر امام اجتہاداً یا تقلیداً نکسیر کو منقطع الطہارۃ قرار نہیں دیتا اور نماز میں اس کی نکسیر ٹوٹ جائے تو وہ اپنی رائے یا مذہب میں طہارت کی صفت سے متصف ہے۔ اور یہی طہارت نماز کی ادائیگی کے لئے شرط ہے، لہذا امام بھی طاہر اور مقتدی بھی طاہر تو دونوں نفس الامر میں یکساں ہونے کی وجہ سے برابر ہیں، اس لئے دونوں کے لئے ایک دوسرے کی اقتداء درست اور صحیح ہیں۔

اس کے علاوہ اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

((صلوا خلف كل بر و فاجر)) الحديث۔

کہ ہر نیک و بد کی اقتداء میں نماز پڑھا کرو۔ اس روایت میں مقتدی اور امام دونوں کا یک مسلک اور ایک مذہب ہونے کی کوئی قید نہیں، بلکہ آنحضرت ﷺ نے اتنی وسعت کے ساتھ اس مسئلہ کو بیان فرمایا کہ ہر ایک کے لئے مطلقا مسلمان شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے، چاہے وہ امام حنفی یا شافعی یا کسی بھی مذہب کے ساتھ وابستہ ہو، بر ہو یا فاجر، مگر مسلمان ہو تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کی دس علامات میں سے ایک علامت ہے کہ:

''وھو یصلی خلف کل اما م بر و فاجر''۔(البحرالرائق ۳۳۲/۸)

اورصاحب بحرعلامہ ابن نجیم مزید لکھتے ہیں:

''وذکر افتراق الادیان بالاھواء فمن کان من اھل الاسلام فالصلاۃ خلفہ جائزۃ وان کان یعمل الکبائر، واھل الھواء علی ضربین منھم من یخرج عن الاسلام ومنھم من لایخرج، فمن خرج عن الاسلام لا تجوز الصلاۃ خلفہ''۔(البحرالرائق ۳۳۴/۸)

اور یہ بات مسلم ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے تمام مذاہب حق ہیں، اوران کی اتباع آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے، تو پھر عدم جواز یا جواز مع الشرائط کی کوئی خاص وجہ باقی نہ رہی، اس لئے علامہ عبدالعلی بحرالعلومؒ نے اسی پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے:

''یجوز اقتداء التابع لمجتھد آخر کالحنفی للشافعی و بالعکس، وھذا باجماع من یعتد باجماعھم، لان العمل بکل حق ومنج فی الآخرۃ فلا وجہ لمنع الاقتداء''۔(رسائل الارکان ص ۱۰۷)

اس لئے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا میں ائمۂ حرمین کی اقتدا میں جملہ نمازیں بلا کسی شرط اور بلا کسی کراہت جائز ہیں۔ اور یہ تخصیص صرف حرمین کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہر جگہ اور ہر ملک میں ایک مسلک کے امام کی اقتداء میں دوسرے مسلک کے مقلدین کی نماز جائز ہے۔ھذا ما ظھر لی واللہ اعلم بالصواب۔

محمد مختار اللہ حقانی

خادم دارالافتاء وشعبۂ تخصص فی الافتاء

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۲۲/۱۱/۲۰۰۵ء

باب الوتر والنوافل

وتر کی تیسری رکعت میں بغیر قنوت رکوع کرلیا تو؟

(۳۲۲) س:..... وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد امام بھول کر بلا تکبیر و بلا قنوت پڑھے رکوع میں چلا گیا، لقمہ دینے کے بعد قیام میں لوٹ آیا اور تکبیر وقنوت اور سجدۂ سہو کے ساتھ نماز پوری کی۔ کیا یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: امام کو دعائے قنوت پڑھنے کے لئے رکوع میں چلے جانے کے بعد دوبارہ قیام کرنے کی ضرورت نہیں تھی، لیکن اگر غلطی سے قیام میں لوٹ آئے اور پھر قنوت پڑھ کر سجدۂ سہو کے ساتھ نماز ختم کی تو نماز ہوگئی۔ [۱]

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

شافعی کے پیچھے وتر حنفی

(۳۲۳) س:..... شافعی امام کے پیچھے حنفی کی وتر جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: حنفی کی وتر شافعی کے پیچھے جائز ہے۔

''درالمختار'' ص ۶۹۸ ج ۱، میں ہے:

'' وصح الاقتداء فیه بشافعی مثلا لم یفصله بسلام لا ان فصله علی الاصح فیهما وینوی الوتر لاالوتر الواجب ویأتی الماموم بقنوت الوتر ولو بشافعی بعد الرکوع ''

---

[۱]..... ولو نسیه ای القنوت ثم تذکره فی الرکوع لا یقنت فیه لفوات محله ولا یعود الی القیام فی الاصح لان فیه رفض الفرض للواجب فان عاد الیه وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوته لکون رکوعه بعد قراءة تامة وسجد للسهو قنت اولا لزواله عن محله ''،

(درمختار ص ۴۴۶ ج ۲، باب الوتر والنوافل)

وفی الشامی ای جواز الاصل الاقتداء فیه بشافعی وفی اشتراط عدم فصله"۔ [۱]

۲:.....بکر کا کہنا صحیح ہے [۲]، چنانچہ ''فتاوی رملی شافعی علی الفتاوی الکبری'' ص۱۹۳ ج۱ میں ہے: [۳]

(سئل) عن ماموم شافعی ترک امامه الحنفی القنوت وقعد هل یسجد لسهو لترک امامه القنوت ام لا؟

(فاجاب) نعم یسجد الشافعی الأتی بالقنوت لترک امامه الحنفی له"۔ [۴]

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

وتر میں شافعی کی اقتدا کیسے کرے؟

(۳۲۴) س:..... شافعیوں کے پیچھے حنفیوں کی نماز تراویح صحیح ہوگی یا نہیں؟

۲:.....شافعیوں کے پیچھے حنفیوں کو وتر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ شافعی امام رمضان میں پندرہ روز تک وتر میں قنوت نہیں پڑھتا اور تیسری رکعت کی قرأت کے بعد تکبیر بھی نہیں کہتا ایسی حالت میں حنفی مقتدی قنوت پڑھے یا نہیں؟ اور قنوت پڑھے تو کب پڑھے؟ اور تیسری رکعت میں تکبیر کہے یا نہیں؟

۳:.....امام رمضان شریف کے آخری پندرہ دن میں وتر نماز میں رکوع کے بعد تکبیر

---

[۱].....شامی ص۴۴۴ ج ۲، باب الوتر و النوافل، مطلب: الاقتداء بالشافعی۔

[۲].....هامش الفتاوی الکبری الفقهیة ص۱۹۳ ج۱، دار الکتب بیروت۔

[۳].....نوٹ: رجسٹر میں سوال درج نہیں تھا، مگر جواب سے سوال سمجھ میں آسکتا ہے۔

[۴].....خلاصہ ترجمہ: سوال:.....ایک حنفی امام نے قنوت چھوڑ دیا اور قعدہ کیا تو اب شافعی مقتدی حنفی امام کے ترک قنوت کی وجہ سے سجدہ سہو کرے گا یا نہیں؟

جواب:.....ہاں شافعی مقتدی حنفی امام کے ترک قنوت کی وجہ سے سجدۂ سہو کرے گا۔

کہتے ہوئے رفع یدین کے ساتھ قنوت پڑھتا ہے، ایسی حالت میں حنفی مقتدی کیا کرے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: بلاتکلف و بلا کراہت جائز و صحیح ہے۔

۲:..... حنفی مقتدی کا شافعی امام کے پیچھے وتر پڑھنا صحیح ہے، اگر شافعی امام نے تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھی اور رکوع کے بعد قنوت پڑھا تو حنفی مقتدی بھی رکوع کے بعد قنوت پڑھے، بعض صحابہ ؓ کا یہی عمل تھا، اس لئے حنفی مقتدی کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ امام کی متابعت ضروری ہے، برخلاف قنوت فجر کے کہ وہ دائمی طور پر ثابت و منقول نہ ہونے کی بنا پر بدعت ہے، اس لئے حنفی مقتدی کو خاموش رہنا ضروری ہے، امام کی اتباع غیر مشروع میں جائز نہیں۔ تیسری رکعت میں تکبیر کہنا سنت ہے، شافعی امام کے تکبیر نہ کہنے سے کچھ نقصان نہیں آتا۔ بہتر یہی ہے کہ دو جماعتیں الگ الگ کرلی جائیں، لیکن اگر ایک ہی جماعت شافعی امام کے پیچھے ہو اور شافعی امام دو رکعت پر سلام پھیر دے، اس صورت میں حنفی مقتدی کی نماز صحیح ہوتی ہے یا فاسد ہو جاتی ہے؟ اس باب میں صحیح و مختار قول یہی ہے کہ نماز حنفی مقتدی کی صحیح ہو جائے گی اور شافعی امام کا سلام مقتدی کے حق میں مفسد و قاطع نہیں ہوگا، بشرطیکہ سلام اور تیسری رکعت کی تکبیر کے درمیان امام نے کوئی موجب فساد صلوۃ عمل یا کلام نہ کیا ہو۔ غرض تیسری رکعت میں تکبیر کے بعد بلا ہاتھ اٹھا کر حنفی دعائے قنوت پڑھے اور رمضان کے شروع میں پندرہ دن میں بھی حنفی مقتدی نے شافعی امام کی اقتدا کی جن میں شافعی امام نے قنوت نہیں پڑھا تھا، تاہم بوجہ تبعیت امام کے امام کی نماز اپنے مذہب کے موافق صحیح ہے، حنفی مقتدی کی نماز بھی صحیح ہو جائے گی۔

(رسائل الارکان ص ۱۰۸، ۱) و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

۱:..... وان اقتدی حنفی بشافعی فی صلوۃ الصبح فقنت الشافعی لا یقنت وھو یقوم ساکتا واذ

وتر کی قضا ضروری ہے

(۳۲۵) س:..... اگر حالت سفر میں وتر کی نماز قضا ہوجائے تو اس کی قضا سفر وحضر میں ضروری ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: وتر کی قضا ضروری ہے خواہ سفر ہو خواہ حضر ہو۔ ا و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

سجد الامام يسجد معه،لان الا تباع انما يجب فيما هو من اركان الصلوة او سننها وبالجملة ما هو من مشروعاتها والقنوت بدعة عند المقتدى وفى الواقع فلا يتابع فى القيام بين الركوع والسجود امر مشروع الاانه قد طال والاركان الآخر باق فلا بد من الاتباع،

وان اقتدى حنفى بشافعى فى الوتر وقد صلى ثلثا بتسليمة فقنت بعد الركوع يقنت معه المقتدى بعد الركوع ،لان القنوت بعد الركوع امر مجتهد فيه مستند الى دليل شرعى منقول عمل بعض الصحابةؓ ومتابعة الامام امر حتم فيتابع بخلاف قنوت الفجر فانه بدعة،

وان سلم الشافعى بعد الركعتين فهل يصح وتر حنفى خلفه فقال الشيخ ابو بكر الرازى: يصح وهو المختار،لان سلامه قاطع فى حق المقتدى لا ن سلامه وان كان بينه قطع الشفعة لكنه فى غير محله بزعم المقتدى ويأتى به الامام على اعتقاد انه مشروع فصار فى حق المقتدى كالسلام على رأس الركعتين بنية القطع على ظن تمام الصلوة ولعل هذ الحكم اذ الم يوجد بين سلامه وبين تكبيرة الركعة الثالثة ما يفسد الصلوة من الكلام ونحوه واما لو وجد فى اثنائها فيفسد ،والله اعلم باحكامه۔(فصل فى الجماعة ،بيان اقتداء الحنفى بالشافعى فى صلوة الصبح)

ا.....وان فات الوتر حتى طلع الفجر لزم القضاء ۔(رسائل الاركان ص۱۲۵،فصل فى الوتر)

وفى الشامى:انه يقضى وجوبا اتفاقا ‘الخ فلقوله عليه ا لصلوة والسلام: ((من نام عن وتر او نسيه فليصله اذا ذكره)) وفى الحاشية : اخرجه ابوداؤد ۔۱۴۳۱/۳۸۵۲والبيهقى ص۳۰۲ ج۲۔والدار قطنى ص۲۲ ج۲۔(شامى،ص۴۴۰ ج۲ باب الوتر،مطلب : فى منكر الوتر والسنن)

عن زيد بن اسلمؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ((من نام عن وتره فليصل اذا اصبح)) رواه الترمذى مرسلا۔(مشكوة ص۱۱۲،باب الوتر ،الفصل الثانى)

سنت فجر کی قضا طلوع کے بعد کرے یا طلوع سے پہلے؟

(۳۲۶) س:..... فجر کے وقت ایک شخص مسجد میں آیا، جماعت شروع ہوگئی تھی، اس شخص کو جماعت میں شریک ہونا چاہئے یا بعد میں ادائے سنت کے شامل ہونا چاہئے؟ سنت فجر ترک کر کے جماعت میں شامل ہوجائے تو سنت کی قضا کرے یا نہیں؟ اور سنت قضا کرے تو قبل طلوع کرے یا بعد طلوع؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اگر مقتدی کو غالب گمان ہو کہ میں سنت پڑھوں گا جب بھی مجھے دوسری رکعت کا رکوع مل جائے گا تو جماعت خانہ کے باہر جماعت سے دور پڑھ لے، ورنہ جماعت میں شامل ہوجاوے اور سنت کی قضا بعد طلوع آفتاب کے کرے، یہی افضل ہے، [۱]

لیکن زیادہ فرصت نہ ہو یا دنیوی مشاغل میں لگ جانے سے بعد میں نہ پڑھ سکتا ہو تو فرض کے بعد الگ ہو کر پڑھ لے تو گنجائش ہے، لیکن خواص کو ایسا نہ کرنا بہتر ہے اور عوام کریں تو انہیں روکا نہ جاوے تاکہ ان کی رغبت نماز کی طرف سے کم نہ ہوجاوے۔

واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

---

[۱]:.....عن ابی هريرةؓ قال: كان النبی ﷺ اذا فاتته ركعتا الفجر صلاهما اذا طلعت الشمس۔
(اعلاء السنن ص ۱۳۳ ج ۷، باب قضاء السنن والواراد، رقم الحديث ۱۸۵۰)

عن عبدالله بن ابی موسیٰؓ قال: جاء نا ابن مسعودؓ والامام يصلی الصبح فصلی ركعتين الی سارية ولم يكن صلی ركعتی الفجر۔
(اعلاء السنن ص ۹۸ ج ۷، باب جواز سنة الفجر عند شروع الامام فی الفريضة، رقم الحديث ۱۸۳۴)

واذ خاف فوت ركعتی الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل والا بأن رجا ادراك ركعة الخ. (در المختار ص ۵۱۰ ج ۲، باب ادراك الفريضة)

ظہر سے پہلے کی چار سنتیں کب ادا کریں؟

(۳۲۷) س:..... ظہر کی جماعت ہو رہی ہو، زید جماعت میں شامل ہو گیا اور فرض پڑھ چکا، اب پہلے چار رکعت والی سنتوں کو ادا کرے یا دو رکعت سنت کو؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: مصلی کو اختیار ہے کہ پہلے چار رکعت سنت فوت شدہ ادا کرے خواہ دو رکعت سنت بعد الظہر پہلے ادا کرے، دلیل کے اعتبار سے دو رکعت پڑھنا قوی ہے۔[۱] و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

امام ظہر کی سنتیں کب پڑھیں؟

(۳۲۸) س:..... امام نے ظہر کی چار سنتیں ابھی تک نہیں پڑھیں اور جماعت کا مقررہ وقت ہو گیا تو امام سنتیں پڑھ کر جماعت پڑھائے یا بغیر سنتیں پڑھے؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: اگر امام کی چار سنتیں مقتدیوں کو گراں نہ گذریں تو سنتیں ادا کر کے جماعت پڑھائے، ورنہ سنتیں بعد میں ادا کریں۔

والله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

جمعہ کے پہلے کی سنتیں قضا ہو تو کیسے ادا کرے؟

(۳۲۹) س:..... سنت قبلیہ جمعہ اگر فوت شود قضا آں چہ حکم دارد؟ از تصریحات علامہ شامی

---

[۱]..... بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فانه ان خاف فوت ركعة يتركها ويقتدى ثم يأتى بها على انها سنة فى وقته اى الظهر قبل الشفعة عند محمدؒ وبه يفتى (در مختار) وفى الشامية: وعند ابى يوسف بعده ..... (وبه يفتى) اقول وعليه المتون لكن رجح فى الفتح تقديم الركعتين ... لحديث عائشةؓ انه عليه الصلوة السلام كان اذا فاتته الاربع قبل الظهر يصليهن بعد الركعتين وهو قول ابى حنيفةؒ، (شامی ص۵۱۴ ج۲، باب ادراک الفريضة)

درادراک فریضہ معلوم می شود کہ سنت جمعہ مثل سنت ظہر نیست۔

ج:..... سنن قبلیہ جمعہ وقبلیہ ظہر بعد فرض ما دام بقاء وقت ظہر گذاردن بحقیقت از قسم ادا است نہ از قسم قضا، واز قبلیت سنن بر فریضہ عدم دروقت لازم نمی آید، بلکہ اداء او بعد گذاردن فریضہ نیز ادا خواہد شد، چہ لفظ قضاء در تصریحات فقہاء در باب قضائے سنن بمعنی ادا است کما ھو المصرح فی الاصطلاح، فی الدر المختار : " وسن مؤکدا اربع قبل الظھر اربع قبل الجمعة او بعدھا بتسلیمة فلو بتسلمتین لم تنب عن السنة " وفی الشامی: " ظاھرہ ان سنة الجمعة کذلک "۔ (ص۴۰۷ ج۱)

پس از تصریحات علامہ شامی واضح می شود کہ سنت جمعہ ہمچوں سنت ظہر است۔[۱]

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

فرائض کے بعد سنت فوراً پڑھے یا بعد میں؟

(۳۳۰) س:..... فرائض کے بعد سنن فوراً شروع کرنا چاہئے یا نہیں؟

---

[۱]..... شامی ص۴۵۱ ج ۲، باب الوتر والنوافل، مطلب: فی السنن والنوافل۔

خلاصۂ ترجمہ سوال وجواب:

س:..... جمعہ سے پہلے کی سنت اگر فوت ہوجائے تو اس کی قضا کا کیا حکم ہے؟ علامہ شامیؒ کے بیان سے سمجھ میں آتا ہے کہ جمعہ کی سنت ظہر کی سنت کی طرح نہیں ہے۔

ج:..... جمعہ اور ظہر کی سنت قبلیہ کا فرض کے بعد ادا کرنا 'ادا ہی ہے قضا نہیں۔ اور سنت قبلیہ کو فرض سے پہلے ادا کرنا لازم نہیں بلکہ فرض کے بعد پڑھنا بھی ادا ہی ہوگا۔ فقہاء کی تصریحات کے مطابق سنت کے باب میں قضا کا لفظ بھی ادا ہی ہے جیسا کہ درمختار کی اصطلاح سے معلوم ہوتا ہے: ظہر سے پہلے چار رکعت اور جمعہ سے قبل اور بعد میں چار رکعت ایک سلام سے سنت مؤکدہ ہے، اگر دو سلام سے پڑھی تو سنت کے قائم مقام نہ ہوگی۔ اور شامی میں ہے کہ: ظاہر یہی ہے کہ سنت جمعہ ظہر کی طرح ہے۔ علامہ شامیؒ کی تصریحات سے معلوم ہوگیا کہ سنت جمعہ سنت ظہر کی طرح ہے۔

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد امام کے لئے یہ حکم ہے بہت دیر تک دعا نہ مانگے، بلکہ مختصر دعا مانگ کر سنتیں پڑھنی شروع کردے اور مقتدیوں کے لئے یہ حکم نہیں۔ مقتدی کو استغفار و تسبیح و تہلیل میں دیر تک مشغول رہنا مکروہ نہیں۔ (عالمگیری۔۱) و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

عصر اور عشاء سے قبل سنت کیسی ہے؟ اور اس کی فضیلت

(۳۳۱) س:..... عصر اور عشاء کے فرض سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا کیسا ہے؟ اور بالکل نہ پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: عصر اور عشا کے فرض کے قبل چار چار رکعتیں پڑھنا سنت غیر مؤکدہ یعنی مستحب ہیں، ۲

جو باعث ثواب ہیں، اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا اور جو کوئی پڑھے اس کو

۱:..... واذا سلم الامام من الظهر و المغرب و العشاء كره له المكث قاعدا لكنه يقوم الى التطوع الخ، و ان كان مقتديا او يصلى وحده ان لبث فى مصلاه يدعو جاز۔

(فتاوی عالمگیری ص ۷۷ ج ۱، الباب الرابع فی صفة الصلوة فی آخر فصل الثالث فی سنن الصلوة)

۲:..... عشاء سے قبل چار سنت ثابت ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔ ہاں اس کو بالکل بے اصل نہیں کہا جا سکتا، جیسا کہ بعض حضرات احناف پر اعتراض کرتے ہیں، چند حوالے درج ہیں:

۱:..... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ عشاء سے قبل چار رکعت ادا فرماتے۔

(مراقی الفلاح ص ۷۵، الاختیار شرح المختار ص ۶۶ ج ۱۔ فتاوی رحیمیہ ص ۴۸ ج ۳)

۲:..... حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے پہلے بزرگ (صحابہؓ و تابعینؒ) نماز عشاء سے پہلے چار رکعت پڑھنے کو مستحب خیال کرتے تھے۔ (مختصر قیام اللیل ص ۵۸۔ نماز مسنون ص ۵۵۶)

۳:..... حضرت سعید بن جبیرؒ سے مروی ہے کہ وہ عشا سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل ص ۸۸۔ شمائل ص ۴۰۳ ج ۶)

بہت ثواب ملتا ہے۔ ۱؎ "ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء"، در المختار علی الشامی ص ۴۰۷ ج ۱۔ ۲؎ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟

(۳۳۲) س:..... کیا حضور ﷺ نے آخری نفل تمام عمر بیٹھ کر ہی پڑھا ہے یا کبھی بیٹھ کر اور کبھی کھڑے ہو کر اور یا کبھی حضرت عائشہ ؓ کی حدیث کے مطابق آخری عمر میں آپ نے بیٹھ کر پڑھا؟ جیسا کہ مظاہر حق میں ہے۔

۱؎.....عصر اور عشاء سے قبل سنت کی فضیلت یہ ہے:

حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی اس شخص پر رحمت نازل کرے جو عصر سے قبل چار رکعت پڑھے۔ (احمد ترمذی، ابوداؤد، کذا فی المشکوۃ ص ۱۰۴، باب السنن و فضائلھا)

حضرت ابن عمرؓ سے مرفوع روایت ہے: جو شخص عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے اللہ تعالی اس کو آگ پر حرام کر دیں گے۔ (اعلاء السنن ص ۸ ج ۷، باب النوافل و السنن)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہماری امت میں سے جو شخص عصر کے پہلے چار رکعت پر مداومت، پابندی اختیار کرے گا وہ زمین پر یقینی طور پر مغفور ہو کر چلے گا۔

(مجمع الزوائد ص ۲۲۲ ج ۲۔ شمائل کبری ص ۳۹۱ ج ۶)

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو عصر سے قبل چار رکعت پڑھے گا اس کے بدن پر خدا نا ردوزخ کو حرام کر دے گا۔ حضرت عمرؓ کی روایت میں ہے کہ جہنم اسے نہ چھوئے گی۔

(مجمع ص ۲۲۲ ج ۲، شمائل کبری ص ۳۹۳ ج ۶)

سعید بن منصورؒ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے عشا سے پہلے چار رکعت نماز پڑھی تو گویا اس نے اس رات میں تہجد کی نماز پڑھی اور جس نے عشاء کے بعد چار رکعت پڑھی تو گویا اس نے لیلۃ القدر میں چار رکعت پڑھی۔ (مظاہر حق ص ۶۷ ج ۱، باب السنن و فضائلھا، فصل ثانی، تحت حدیث، وعنھا قالت ما صلی رسول اللہ ﷺ العشاء الخ)

۲؎.....درمختار ص ۴۵۲ ج ۲، باب الوتر و النوافل۔

۲:.....اگر کوئی شخص کھڑے ہوکر پڑھے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا اس کو نصف ثواب ملے گا یا پورا؟

۳:.....اور کیا حضور ﷺ کے فرمان عالی: ((صلوۃ القاعد علی النصف علی صلوۃ القائم)) اس حدیث میں صلوۃ کا جو لفظ ہے اس کا حمل اس نفل پر نہیں کیا جا سکتا؟

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: حضور ﷺ نے نفل کبھی بیٹھ کر پڑھنے کی مواظبت نہیں فرمائی۔

''مرقاۃ شرح مشکوۃ'' ص ۱۵۱ ج ۲ میں ہے:

"قال النووی :هاتان الركعتان فعلهما رسول الله ﷺ جالسا لبيان جواز الصلوة بعد الوتر وبيان جواز النفل جالسا ولم يواظب على ذلک"۔ [۱]

۲:.....کھڑے ہوکر نفل پڑھنے والے کو نصف ثواب ملنے کا کوئی قائل نہیں۔

۳:.....بلا عذر نوافل بیٹھ کر پڑھنے والے کو نصف ثواب ملے گا، بخاری کی روایت کے موافق حضور ﷺ کا ارشاد : ((من صلى قاعدا فعليه نصف اجر القام)) [۲] عام ہے اور حضور ﷺ کو بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنے میں کامل ثواب ملنا حضور ﷺ کی خصوصیات سے ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: عن عبد الله بن عمر و قلت حدثت يا رسول الله انک قلت صلوة الرجل قاعدا على نصف الصلوة وانت تصلى قاعدا ؟قال : ((اجل ولكنى لست كاحد منكم)) مشكوة۔ [۳]

والله تعالى اعلم وعلمه اتم واحكم۔

---

[۱].....مرقاۃ ص ۱۶۳، ج ۳، باب الوتر ، الفصل الاول، تحت حديث سعد بن هشام۔

[۲].....مشکوۃ ص ۱۱۰، باب القصد فی العمل ،الفصل الاول۔

[۳].....مشکوۃ ص ۱۱۱، باب القصد فی العمل ،الفصل الثالث۔

سوال مثل بالا

(۳۳۳) س:.....وتر کے بعد کے دونفل بیٹھ کر پڑھنا سنت ہے یا کھڑے ہوکر پڑھنا؟ دونوں میں افضل کیا ہے؟

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق:قال رسول ا لله ﷺ: ((من صلى قائما فهو افضل ومن صلى قاعدا فله نصف اجر القائم)) رواه البخارى۔[۱]

وفى الدر المختار عن البحر : '' وفيه اجر غير النبى ﷺ على النصف '' وفى الشامى: ''اماالنبى ﷺ فمن خصائصه ان نافلته قاعدا مع القدرة على القيام كنافلته قائما، ففى صحيح مسلم عن عبد الله بن عمر و قلت:'' حدثتَ يا رسول الله! انک قلت صلوة الرجل قاعدا على نصف الصلوة وانت تصلى قاعدا؟ قال اجل! ولكنى لست كاحد منكم'' ۔شامی ص۷۲۹ ج۱۔[۲]

رسول اللہ ﷺ کا ان دو رکعتوں کو بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے [۳] اور بعض روایات سے جیسے ابن ماجہ میں منقول ہے کہ ان دو رکعتوں کو بھی ابتداء بیٹھ کر پڑھا اور جب طویل قرأت کے بعد رکوع کا وقت آیا تو آپ کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہوکر رکوع فرمایا۔[۴]

---

[۱].....مشکوۃ ص۱۱۰،باب القصد فی العمل ،الفصل الاول۔

[۲].....شامی ص۴۸۴ ج۲،باب الوتر والنوافل ،مبحث المسائل الستة عشرية۔

[۳].....عن ام سلمةؓ ان النبى ﷺ ''كان يصلى بعد الوتر ركعتين'' (ترمذی) وزاد ابن ماجة : ''خفيفتين وهو جالس '' عن ابى امامةؓ'' ان النبى ﷺ كان يصليهما بعد الوتر وهو جالس يقرأ فيهما اذا زلزلت وقل يايها الكفرون''رواه احمد۔ (مشكوة ص۱۱۳،باب الوتر ،الفصل الثالث)

[۴].....عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ يوتر بواحدة ثم يركع ركعتين يقرأ فيهما وهو جالس فاذا اراد ان يركع قام فركع،رواه ابن ماجة۔(مشكوة ص۱۱۳،باب الوتر ،الفصل الثالث)

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وتر کے بعد کی نوافل میں بھی آپ کا قیام ثابت ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود نماز میں قیام ہے اور آپ ﷺ بوجہ ضعف یا تکان گاہ بگاہ نوافل بیٹھ کر ادا فرماتے تھے اور حضور ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ بیٹھ کر پڑھنے میں بھی آپ ﷺ کو پورا ثواب ملتا تھا، جیسا کہ مسلم کی روایت سے ظاہر ہے اور بخاری کی روایت منقولہ بالا سے حضور ﷺ نے امت کے لئے ایک ضابطہ بیان فرمادیا کہ کھڑے ہونے والے کی بہ نسبت بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ قاعدہ فرض کے بارے میں نہیں اور نہ مریض و معذور کے حق میں ہے، اس لئے کہ فرض میں قیام کی قدرت ہوتے ہوئے بیٹھ کر پڑھنا یا بیٹھنے کی قدرت ہوتے ہوئے لیٹ کر پڑھنا کسی حال میں جائز نہیں۔ [۱]

اور عذر و مرض کی حالت میں جب کہ قیام کی قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھنے والے کو آدھا نہیں بلکہ پورا ثواب ملتا ہے، جس سے واضح ہو گیا کہ یہ ضابطہ قدرت رکھتے ہوئے نوافل کے بارے میں جاری ہو سکتا ہے، اس واسطے تمام فقہ کی کتابوں میں تصریح ہے کہ نفل بیٹھ کر پڑھنا باوجود قدرت قیام کہ بلا کراہت و بلا انکار جائز ہے، [۲] اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے، یہ حضور ﷺ کے فرمان سے ثابت ہو گیا، لہذا وتر کے بعد کی نوافل کو بھی کھڑے ہو کر ہی پڑھنا باعث افضلیت و موجب از دیاد اجر و ثواب ہے اور بعض محققین مثل علامہ نووی شافعیؒ نے تصریح کی ہے کہ ان دو نوافل کو بھی کھڑے ہو کر ادا کرنا سنت ہے اور بیٹھنا حضور ﷺ کا بسبب عذر کے تھا۔

---

[۱]..... منها القيام فی فرض ،(درمختار ص ۱۳۱ ج ۲، باب صفة الصلوة)

[۲]..... ويتنفل مع قدرته على القيام قاعدا "(درالمختار ص ۴۸۳ ج ۲ ،باب الوتر و النوافل)

وقال النووی : "ان السنة ادائها قیاما فان الجلوس کان لعذر" العرف الشذی علی جامع الترمذی ص ۲۱۹۔ [۱]

بہر حال قواعد کلیہ کی بنا پر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل وزیادہ ثواب ہے، لیکن اگر کوئی اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے کہ ان نوافل کو حضور ﷺ نے بیٹھ کر پڑھا ہے اور اس لئے سنت کے اتباع کی نیت سے میں بھی بیٹھ کر پڑھنے کو محبوب سمجھتا ہوں تو اسے نفل کے آدھے ثواب کے ساتھ یقیناً اتباع سنت کا ثواب مزید ضرور ملے گا۔ [۲]

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

نوافل کے قعدۂ اولی میں درود پڑھنا کیسا ہے؟

(۳۳۴) س:..... عصر اور عشاء کی چار رکعت سنت زائدہ کے قعدۂ اولی میں تحیات کے ساتھ درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص اسے ضروری بتلا کر علماء کی اہانت کرتے ہوئے جبراً حکم کرے تو اس پر کیا حکم ہے؟

۲:..... چار رکعت نمازوں کے قعدۂ اولی میں درود شریف زیادہ کرنے سے دلائل مندرجۂ ذیل کی بنا پر سجدۂ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

"ولو زاد فی القعدۃ الاولی علی التشھد وقال اللھم صلی علی محمد الخ یلزمہ السھو" قاضیخان ص ۵۷۔

"ولو زاد فی اللھم الخ" سراجیہ ص ۱۳۔

---

[۱]..... العرف الشذی ص ۱۰۷ ج ۱، باب ما جاء لا وتران فی لیلۃ۔

[۲]..... حضرت شیخ الہندؒ بیٹھ کر یہ نوافل ادا فرماتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ بیٹھ کر پڑھنے میں تو آدھا ثواب ہے تو ارشاد فرمایا کہ: حضور اقدس ﷺ ان کو بیٹھ کر ہی پڑھتے تھے، اس لئے بیٹھ کر پڑھنے میں اتباع زیادہ ہے گو ثواب آدھا ملے۔ (ملفوظات فقیہ الامت ص ۲۶، قسط ۱)

"والمختار انه یلزمه السهو ان قال اللهم صل علی محمد الخ "خلاصہ۔

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جائز ہے ضروری نہیں۔ مصلی کو اختیار ہے کہ التحیات کے بعد درود شریف ودعا پڑھے، خواہ صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، اس کو ضروری بتلا کر جبراً حکم کرنا سراسر جہالت ہے۔

"وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی ویستفتح وقیل لا "در ص ۷۰۷ ج ۱۔ [۱]

۲:..... یہ حکم فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ میں ہے، سنن زوائد ونوافل میں نہیں۔

"وفی الدر المختار فی واجبات الصلوۃ: "وکذا ترک الزیادۃ فیه علی التشهد"

وفی الشامی: " ای فی الفرض والسنة المؤکدة لانها فی النفل مطلوبة "۔

ص ۴۸۵ ج ۱۔ [۲] و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

سنت مؤکدہ کو جنازہ پر مقدم کرے یا مؤخر

(۳۳۵) س:..... اگر جمعہ کی نماز کے وقت جنازہ حاضر ہو تو کیا جنازہ کی نماز سنت جمعہ کے پہلے پڑھی جائے یا بعد سنت، ایسے سنن مؤکدہ کو پہلے پڑھے یا بعد میں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اس میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔ راجح ومفتی بہ قول یہ ہے کہ فرض، وتر وجمعہ وسنن مؤکدہ (جو حکماً فرض کے ساتھ ملحق ہیں) کو صلوۃ جنازہ پر مقدم کریں اور نوافل کو جنازہ سے مؤخر کریں۔

"ان الفتوی علی تاخیر صلوۃ الجنازۃ عن سنة الجمعة وهی سنة، فعلی هذا تؤخر عن سنة المغرب لانها آکد"۔ بحر الرائق [۳]

---

[۱]..... درمختار ص ۴۵۷ ج ۲، باب الوتر والنوافل۔

[۲]..... شامی ص ۱۵۹ ج ۲، باب صفة الصلوۃ، مطلب: لا ینبغی ان یعدل عن الدرایة اذا وافقتها۔

[۳]..... بحر الرائق ص ۴۴ ج ۱، کتاب الصلاۃ، مطبوعہ: زکریا بک ڈپو، دیوبند۔

وفی الدر المختار ص۸۶۶ ج۱: " وعن الحلبی الفتوی علی تاخیر الجنازة عن السنة واقره المصنف کانه الحاقا لها بالصلوة"۔[۱] و الله تعالی اعلم وعلمه اتم ۔

زوال کے وقت تحیۃ المسجد

(۳۳۶) س:..... جمعہ کے دن دوپہر کو جس کو استواء کہتے ہیں ۔ٹھیک بارہ بجے تحیۃ المسجد کے نام سے دو رکعت نماز جو قبل جلسہ پڑھنا مستحب ہے وہ نماز جمعہ کے دن بارہ بجے پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: ٹھیک دوپہر کے وقت جب کہ آفتاب سر پر ہو تحیۃ المسجد پڑھنا مکروہ ہے، [۲] اگر بارہ بجے زوال ہوجاتا ہو تو پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں۔و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

استواء کے وقت نوافل

(۳۳۷) س:..... روز جمعہ بوقت استواء صلوہ نوافل گزاردن مختلف فیہ است، نزد طرفین مکروہ است ونزد ابو یوسفؒ جائز است، ازاں ہر دو قول کدام راجح است وکدام مرجوح، وبر ما مقلدین اتباع کدام قول لازم است؟

ج:..... ثلث ساعات لا تجوز فیها المکتوبة ولا صلوة الجنازة ولا سجدة التلاوة اذا

---

[۱]..... درمختار ص ۴۷ ج ۳، باب العیدین ۔

[۲]..... وکره تحریما..... صلوة مطلقا ولو قضاء او واجبة او نفلا ...مع شروق ...واستواء ، (درمختار ص ۳۱ ج ۲، کتاب الصلوة)

وفی حدیث عقبة ابن عامرؓ ثلاث ساعات ینهانا ان نصلی (فیه) وحین یقوم قائم الظهیرة حتی تمیل الشمس ۔(دوپہر کا سایہ قائم ہونے (یعنی نصف النہار) کے وقت یہاں تک کہ آفتاب ڈھل جائے۔(مشکوۃ ص ۹۵، باب اوقات النهی ،الفصل الاول)

طلعت الشمس حتی یرتفع وعند الانتصاف الی ان تزول واحمرارها الی ان تغیب الاعصر یومه ذلک فانه یجوز ادائه عند الغروب " هکذا فی فتاوی قاضیخان [۱] " والتطوع فی هذه الاوقات یجوز ویکره کذا فی الکافی وشرح الطحطاوی" عالمگیری۔ [۲]

ازیں عبارت ونیز ازعبارات دیگر کتب فقہیہ قول راجح کراہت مستفاد می شود۔[۳]

نماز عید سے قبل نفل کا حکم

(۳۳۸) س:..... صبح کی نماز اور عیدین کی نماز کے درمیان نوافل پڑھنا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: صبح کی نماز اور عید کی نماز کے درمیان خواہ گھر میں خواہ مسجد خواہ عیدگاہ میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے اور عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے گھر میں نہیں۔ [۴] و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم۔

---

[۱].....قاضیخان برحاشیہ عالمگیری ص۴۷ ج۱، کتاب الصلاۃ۔

[۲].....عالمگیری، کتاب الصلوۃ، الباب الاول، الفصل الثالث فی بیان الاوقات التی لا تجوز الخ۔

[۳].....ترجمہ سوال وجواب:..... جمعہ کے دن استواء کے وقت نفل پڑھنا مختلف فیہ ہے، طرفین عدم جواز کے قائل ہیں اور امام ابو یوسفؒ جواز کے، ان دونوں قولوں میں راجح کونسا ہے اور مرجوح کونسا؟ اور ہم مقلدین کے لئے کس قول کا اتباع ضروری ہے؟

ج:.....تین اوقات میں فرض نماز، صلوۃ جنازہ اور سجدۂ تلاوت وغیرہ جائز نہیں، جب سورج طلوع ہو یہاں تک کہ بلند ہوجائے اور نصف النہار کے وقت یہاں تک کہ ڈھل جائے اور سورج کے احمرار کے وقت یہاں کہ غائب ہوجائے، مگر اس دن کی عصر اس لئے کہ اس کا ادا کرنا غروب تک جائز ہے۔ اس عبارت اور دیگر کتب فقہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ راجح قول کراہت کا ہے۔

[۴].....ولا یتنفل قبلها مطلقا وکذا لا یتنفل بعدها فی مصلاها وان تنفل بعدها فی البیت جاز وفی الشامیه "لما روی ابن ماجة : عن ابی سعید الخدریؓ کان رسول اللہ ﷺ لا یصلی قبل العید شئیا فاذا رجع الی منزله صلی رکعتین " (شامی ص۵۱ ج۳، باب العیدین)

عید کے قبل نفل یا کوئی اور نماز پڑھنے کا حکم

(۳۳۹) س:..... عید کے روز عید کے پہلے نفل نماز یا دوسری کوئی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: عید کے پہلے وعید کے بعد عیدگاہ میں عموماً نوافل پڑھنا ناجائز وممنوع ہے، اگر فرض کی قضا ہو تو جائز ہے۔

و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

صبح صادق کے وقت صلوۃ التسبیح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳۴۰) س:..... صلوۃ التسبیح صبح صادق کے وقت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: صلوۃ التسبیح صبح صادق کے قبل پڑھ سکتے ہیں بعد میں نہیں۔[۱] و الله تعالى اعلم وعلمه اتم وا حكم۔

لیلۃ القدر کے نوافل

(۳۴۱) س:..... زید ایک مسجد کا امام ہے اس نے حسب دستور بعد نماز تراویح نماز لیلۃ القدر قبل جماعت وتر پڑھادی اور لوگوں سے کہہ دیا کہ لیلۃ القدر کی نماز وتر کے بعد جتنا جی چاہے تمام رات اطمینان سے پڑھو، اس پر عمر نے اعتراض کیا اور کہا کہ وتر کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں۔ سوال یہ ہے کہ لیلۃ القدر کی نماز کے پہلے وتر پڑھنا کیسا ہے؟ اور وتر کے بعد نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[۱].....ويكره التنفل بعد طلوع الفجر باكثر من سنته قبل اداء الفرض لقوله عليه السلام ((ليبلغ شاهدكم غائبكم الا لا صلوة بعد الصبح الا ركعتين))

(حاشية الطحطاوى مع مراقى الفلاح ص۱۱۸، فصل فى الاوقات المكروهة)

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و بالله التوفیق: لیلۃ القدر کی کوئی نماز ماثور و منقول نہیں، نوافل پڑھنے کا اختیار ہے خواہ قبل وتر کے پڑھے خواہ وتر پڑھنے کے بعد پڑھے اور وتر کے بعد نفل پڑھنا حضور اکرم ﷺ کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، لہذا عمر کا یہ کہنا کہ وتر کے بعد نفل جائز نہیں سراسر غلط ہے اور لیلۃ القدر کی بارہ رکعت کا التزام بدعت ہے۔ رمضان شریف میں وتر کو تراویح کے بعد جماعت سے پڑھ لینا نہ صرف جائز بلکہ فضیلت جماعت کی وجہ سے بہتر و مستحسن ہے اور بعد وتر کے نفل پڑھنا سنت صحیحہ و تعامل صحابہؓ سے ثابت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ و دیگر اکابرین صحابہؓ وتر اول شب میں پڑھ لیا کرتے تھے اور بعد میں رات کے کسی حصہ میں تہجد و نوافل ادا فرماتے تھے، لہذا زید کا قول صحیح ہے اور عمر کا قول سنت رسول اللہ ﷺ و تعامل صحابہؓ کے خلاف ہونے کی بنا پر قابل ترک و رد ہے۔

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

قنوت نازلہ کے متعلق فقہی و حدیثی روایات

(۳۴۲) س:..... جہری نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنا حنفی مذہب کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ بعض صاحبوں کا کہنا ہے کہ قنوت نازلہ کا ثبوت صرف فجر کی نماز میں ہے، جہری نمازوں میں قنوت نازلہ کے باب میں فقہی روایات لکھ کر تسلی بخشیں۔

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے کی حدیثیں و فقہی روایتیں حسب ذیل ہیں:

عن ابن عباسؓ قال: "قنت رسول اللہ ﷺ شهرا متتابعا فی الظهر و العصر و المغرب و العشاء و صلوة الصبح اذا قال سمع الله لمن حمده من الركعة الآخرة يدعو على احياء من بنى سليم على رعل و ذكوان و عصية و يؤمّن من خلفه" ابو

داؤد ۔[۱]

اس حدیث کی بناپر پانچوں نمازوں میں پڑھنا حضور ﷺ سے ثابت ہے اور احناف کے سواد یگر ائمہ کا عمل اسی پر ہے اور یہی مطلب ہے درالمختار کے اس قول کا ''وقیل فی الصلوات کلها ''لیکن اس روایت کے ایک راوی پر محدثین نے کلام کیا ہے، [۲] اس لئے حنفیہ احتیاطا پانچوں نمازوں میں قنوت کے قائل نہیں ہوئے۔

اور احادیث میں بھی قنوت نازلہ کا ذکر مختلف طریقوں سے آیا ہے، [۳] کسی حدیث میں صرف نماز فجر کا ذکر ہے اور کسی میں نماز عشا کا اور کسی میں دو تین نمازوں کا اور کسی میں پانچوں نمازوں کا، پس صرف فجر میں پڑھنے کی روایت اور دیگر جہری نمازوں میں پڑھنے کی روایت تو فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ روایات فقہیہ حسب ذیل ہیں:

'' ولا یقنت لغیره الا لنازلة فیقنت الامام فی الجهریة وقیل فی الکل'' در المختار علی الشامی ص۷۰۲ ج۱۔ [۴]

---

[۱].....مشکوۃ ص۱۱۴، باب القنوت ،الفصل الثانی۔

[۲].....وفیه هلال بن خباب ابو العلاء العبدی قد وثقه احمد وابن معین وابو حاتم الرازی ،وقال: کان یقال تغیر قبل موته ،وقال العقیلی :فی حدیثه وهم، وتغیر باخره وقال ابن حبان: لا یجوز الاحتجاج به اذا انفرد'' (اعلاء السنن ص۱۱۶ ج۶،تتمه فی بقیة احکام قنوت النازلة)

[۳].....عن محمد قال : قلت لانسؓ هل قنت رسول الله ﷺ فی صلوة الصبح؟ قال: نعم بعد الرکوع یسیرا '' (اعلاء السنن ص۹۲ ج۶،باب اخفاء القنوت فی الوتر)

ان رسول الله ﷺ بینما هو یصلی العشاء اذ قال: سمع الله لمن حمده ثم قال قبل ان یسجد: اللهم نج عیاش بن ربیعة '' (اعلاء السنن ص۱۱۶ ج۶،تتمه فی بقیة احکام قنوت النازلة)

عن ابی هریرةؓ قال : لاقربن بکم صلوة رسول الله ﷺ فکان ابوهریرةؓ یقنت فی الظهر والعشاء الآخرة وصلوة الصبح الخ۔ (اعلاء السنن ص۱۱۶ ج۶،تتمه فی بقیة احکام قنوت النازلة)

[۴].....درمختار ص۴۴۸ ج۲،باب الوتر و النوافل۔

عینی شرح ہدایہ میں ہے: " ان نزل بالمسلمين نازلة قنت الامام فی صلوة الجهر وبه قال الاكثرون"۔ [۱]

اور'مراقی الفلاح'' میں ہے:"وفی الغاية: ان نزل بالمسلمين نازلة قنت الامام فی صلوه الجهر وهو قول الثوری واحمد "۔ [۲]

''بحرالرائق'' میں بھی ایسا ہی ہے۔[۳] ان جزئیات کے بعد جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے میں شک کرنا بیجا ہے، بلکہ اگر اہل محلّہ باہمی اتفاق سے پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھیں تو ان پر بھی انکار نہ کرے کہ یہ امر حضور ﷺ سے ثابت ہوا ہے۔ قرآن پاک میں ہے: ﴿وما يفعلوا من خير فلن يكفروه﴾ [۴]

﴿ولكل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات﴾ [۵] و الله تعالى اعلم ۔

امام قنوت نازلہ نہ پڑھے تو؟

(۳۴۳) س:..... کسی حادثہ وآفت کے وقت قنوت جہری نمازوں کی آخری رکعت میں پڑھنے کا فتوی شائع ہوا ہے، اگر کوئی امام دعائے قنوت پڑھنے سے منکر ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: حادثۂ عظیمہ کے وقت قنوت نازلہ

---

[۱]..... بنایہ شرح ھدایہ، ص۴۲ ج ۳، باب صلاة الوتر، الفروع فی قنوت النازلة، قبيل النوافل ۔

[۲]..... حاشية الطحطاوی على مراقی الفلاح، ص۳۷۷، باب الوتر۔

[۳]..... بحرالرائق ص۴۴ ج ۲، باب الوتر والنوافل، تحت قوله "ولا يقنت فی غيره"۔

[۴]..... سورۂ آل عمران آیت ۱۱۵۔ اور یہ لوگ جو نیک کام کریں گے اس سے محروم نہ کئے جائیں گے۔

[۵]..... سورۂ بقرہ آیت ۱۴۸۔ اور ہر شخص (ذی مذہب) کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جس کی طرف وہ (عبادت میں) منہ کرتا رہا ہے سو تم نیکیوں کی طرف بڑھو۔

جہری نمازوں میں پڑھنے کا ثبوت احادیث و فقہ میں صریح طور پر موجود ہے، گو بعض روایات احادیث سے پانچوں نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے، لیکن سری روایات کے بعض رواۃ میں ضعف ہے، اس لئے حنفیوں نے احتیاطا سری نمازوں میں قنوت نہ پڑھنے کو مستحسن سمجھا ہے۔

فی الدر المختار ص۷۰۲ ج۱:

" ولا یقنت لغیرہ فیقنت الامام فی الجھریة" [۱]

اگر کوئی امام قنوت کی مشروعیت معلوم ہونے کے بعد بھی اس کے جواز کا منکر ہو تو یہ ان کی لاعلمی و ہٹ دھرمی کی دلیل ہے۔ امام سے دلیل پوچھی جاوے۔ نماز بہر حال ان کے پیچھے درست ہے، ممکن ہے کہ امام کو دعائے قنوت یاد نہ ہو، اس لئے انکار کرتے ہوں، اگر ایسا ہی ہو تو بجائے ان کے کسی اور امام کو کھڑا کیا جاوے جسے دعائے قنوت یاد ہو۔

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

[۱]..... درمختار ص۴۴۸ ج ۲، باب الوتر و النوافل۔

حرمین میں وتر حنفی

اس رسالہ میں اس مسئلہ پر کہ حنفی مقتدی کی نماز وتر ائمہ ٔحرمین شریفین اور ائمہ ٔثلاثہ کی اقتدا میں جائز ہے، چند بزرگوں کے فتاوی اور ان کی آراء کو نقل کیا ہے

مرتب

مرغوب احمد لاجپوری

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری مفتی اعظم رنگون، برما رحمہ اللہ کا فتوی

ج:..... حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: حنفی مقتدی کا شافعی امام کے پیچھے وتر پڑھنا صحیح ہے، اگر شافعی امام نے تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھی اور رکوع کے بعد قنوت پڑھا تو حنفی مقتدی بھی رکوع کے بعد قنوت پڑھے، بعض صحابہ ؓ کا یہی عمل تھا، اس لئے حنفی مقتدی کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ امام کی متابعت ضروری ہے، برخلاف قنوت فجر کے کہ وہ دائمی طور پر ثابت ومنقول نہ ہونے کی بنا پر بدعت ہے، اس لئے حنفی مقتدی کو خاموش رہنا ضروری ہے، امام کی اتباع غیر مشروع میں جائز نہیں۔ تیسری رکعت میں تکبیر کہنا سنت ہے، شافعی امام کے تکبیر نہ کہنے سے کچھ نقصان نہیں آتا۔ بہتر یہی ہے کہ دو جماعتیں الگ الگ کرلی جائیں، لیکن اگر ایک ہی جماعت شافعی امام کے پیچھے ہو اور شافعی امام دو رکعت پر سلام پھیر دے، اس صورت میں حنفی مقتدی کی نماز صحیح ہوتی ہے یا فاسد ہوجاتی ہے؟ اس باب میں صحیح ومختار قول یہی ہے کہ نماز حنفی مقتدی کی صحیح ہوجائے گی اور شافعی امام کا سلام مقتدی کے حق میں مفسد وقاطع نہیں ہوگا، بشرطیکہ سلام اور تیسری رکعت کی تکبیر کے درمیان امام نے کوئی موجب فساد صلوۃ عمل یا کلام نہ کیا ہو۔ غرض تیسری رکعت میں تکبیر کے بعد بلا ہاتھ اٹھا کر حنفی دعائے قنوت پڑھے اور رمضان کے شروع میں پندرہ دن میں بھی حنفی مقتدی نے شافعی امام کی اقتدا کی جن میں شافعی امام نے قنوت نہیں پڑھا تھا، تاہم بوجہ تبعیت امام کے امام کی نماز اپنے مذہب کے موافق صحیح ہے، حنفی مقتدی کی نماز بھی صحیح ہوجائے گی۔ (رسائل الارکان ص ۱۰۸) والله تعالى اعلم وعلمه اتم۔

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مراد آبادی مدظلہم کا فتوی

حجاز مقدس میں حنفی کا وتر میں امام حرم کی اقتدا کرنا

حضرات حنفیہ کے نزدیک وتر کی تینوں رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنا لازم ہیں، دو رکعت پر سلام پھیرنا جائز نہیں ہے۔ مگر ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک دو رکعت پر سلام پھیر دینا پھر ایک رکعت مستقل ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے۔ روایات و دلائل دونوں جانب موجود ہیں۔ اور حنفیہ کا راجح اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ دو سلاموں کے ساتھ وتر پڑھنے والے کے پیچھے حنفی شخص کی نماز وتر صحیح نہیں ہوتی، مگر مسلک حنفی کے طبقہ رابعہ کے مشہور ترین فقیہ حضرت امام ابوبکر رازی الجصاص رحمہ اللہ (المتوفی ۳۷۰ھ) اور علامہ ابن وہبان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حنفی شخص کی نماز وتر اس کے پیچھے صحیح ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے۔ اور مسجد حرام اور مسجد نبوی میں وتر کی نماز رمضان المبارک میں ہمیشہ دو سلاموں کے ساتھ ہوتی ہے، وہاں پر تراویح کے بعد جب وتر کی نماز با جماعت ہوتی ہے تو حنفیوں کے لئے بڑی دشواری پیش آتی ہے کہ مسجد حرام میں تو کسی طرح طواف میں لگ جانے کی شکل نکل سکتی ہے [۱] مگر مسجد نبوی میں کوئی شکل نہیں۔ یا حنفی کو جماعت میں شرکت کرنا ہوگا یا بیٹھا رہے یا الگ نماز پڑھے، جس کی وجہ سے عملاً ایک بڑی جماعت کی مخالفت نظر آتی ہے۔ اس اضطرابی کیفیت میں خود حنفی شخص کو یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ ہماری وجہ سے اتنی بڑی جماعت کی ہیئت بدل رہی ہے، اور افتراق پیدا ہو رہا ہے، اس لئے حجاز مقدس میں ان کے پیچھے حنفی کی وتر کی نماز صحیح ہو جانی چاہئے۔

---

[۱]..... مگر ہجوم کی وجہ سے مطاف تک یا اوپر کی منزل میں آگے تک پہنچنا اگر جگہ دور ملی ہو، تقریباً ناممکن ہے۔ مرغوب

اور صحت اقتداء کی تین دلیلیں ہم یہاں پیش کرتے ہیں:

دلیل :ا.....ضرورت کے وقت قول غیر مشہور پر عمل کی گنجائش ہوجاتی ہے، اور وہاں کی ضرورت سب کے سامنے واضح ہے، لہذا حضرت امام ابوبکر رازی رحمہ اللہ اور علامہ ابن وہبان رحمہ اللہ کی رائے کو اختیار کر کے حنفی شخص کے لئے حجاز مقدس میں وتر میں وہاں کے امام کے پیچھے اقتدا کرنا صحیح ہوجائے گا۔ اس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل کیا فرمایا ہے:

''فمذهب الحنفية انه لا وتر عندهم الا بثلاث ركعات بتشهدين وتسليم، نعم لو اقتدى حنفي بشافعي في الوتر وسلم ذلك الشافعي الامام على الشفع الاول على وفق مذهبه ثم اتم الوتر صح وتر الحنفي عند ابي بكر رازي وابن وهبان''۔

(معارف السنن ص ۷۰ ج ۴)

پس حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے یہاں ایک سلام، دو تشہد کے ساتھ ہی تین رکعت وتر مشروع ہوتی ہے۔ ہاں اگر حنفی نے وتر میں شافعی امام کی اقتدا کر لی ہے اور امام نے اپنے مسلک کے مطابق دو رکعت پر بیٹھ کر سلام کر کے پھر ایک رکعت کے ساتھ تکمیل کر لی ہے، تو امام ابوبکر رازی اور ابن وہبان کے نزدیک حنفی کی وتر صحیح ہوجائے گی۔

''وفي البحر: لا يجوز اقتداء الحنفي بمن يسلم من الركعتين في الوتر، وجوزه ابو بكر الزاري ويصلي معه بقية الوتر لان امامه لم يخرج بسلامه عنده وهو مجتهد فيه''۔ (البحر الرائق ص ۳۹ ج ۲)

اور بحر میں ہے کہ: وتر میں دو رکعت پر سلام پھیرنے والے کے پیچھے حنفی شخص کی اقتدا جائز نہیں۔ اور امام ابوبکر رازی نے اس کو جائز قرار دیا ہے، اور حنفی اس کے ساتھ وتر کی بقیہ

رکعت بھی پڑھ لے اس لئے کہ اس کا امام اس کے نزدیک اپنے سلام کی وجہ سے نماز سے خارج نہیں ہوا، کیونکہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے۔

دلیل: ۲.....حکم حاکم رافع خلاف ہوا کرتا ہے کہ وہاں پر حاکم وقت کی طرف سے دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنے کا حکم ہے، اور جس طرح وہاں کے رہنے والے حنفی پر حکم حاکم کی پابندی لازم ہے، اسی طرح مختلف ممالک اور آفاق سے جو لوگ پہنچتے ہیں وہ بھی وہاں کے قوانین و احکام کی پابندی کا وعدہ کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی وہاں کے اصول کے خلاف کرتے ہوئے نظر آجائے تو اس کو فوراً گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ اور جب حاکم نے دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنے کا حکم دے دیا تو مذاہب کا اختلاف بھی ختم ہوجائے گا اور حاکم کے حکم پر عمل بھی لازم ہوجائے گا، لہذا وہاں کے قیام کے زمانہ میں حنفی کے لئے حاکم کے حکم کے مطابق اسی طرح دو سلام کے ساتھ وتر پڑھنا بھی جائز ہوجائے گا، جس طرح وہاں کے لوگ پڑھتے ہیں۔ اور حاکم کا حکم خلاف شرع بھی نہیں ہے، کیونکہ چاروں اماموں میں سے تین کا قول اسی کے مطابق ہے۔ اس کو حضرات علماء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

''ان حکم الحاکم رافع للخلاف فی الامور المجتهد فیها''۔

(تکملہ فتح الملہم ص ۶۳۶ ج ۱)

پھر حاکم کا حکم مسائل مجتہد فیہ کے اختلاف کو ختم کردیتا ہے۔

''فکما ان النزاع یرتفع بالتعامل السابق' فانه یرتفع ایضا بتقنین من قبل الحکومة''۔ (تکملہ فتح الملہم ص ۶۳۶ ج ۱)

لہذا جس طرح تعامل ناس کی وجہ سے اختلاف مرتفع ہوجاتا ہے، اسی طرح من جانبِ

حکومت قانون سازی کی وجہ سے بھی اختلاف ختم ہوجاتا ہے۔

دلیل :۳.....حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی نقل فرمائی کہ وتر کی نماز حنفی کے لئے ائمۂ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق وتر پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کر کے انہیں کی طرح نماز پڑھ لی جائے تو صحیح اور درست ہے، جیسا کہ ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کی یہی رائے اور مذہب ہے۔

''ولا عبرة بحال المقتدی والیه ذهب الجصاص وهو الذی اختاره لتوارث السلف واقتداء احدهم بالآخر بلا نکیر مع کونهم مختلفین فی الفروع وکان شیخنا الهند محمود الحسن ایضا یذهب الی مذهب الجصاص''۔

اور مقتدی کی حالت کا اعتبار نہیں، یہی امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کا مسلک ہے' اور وہی وہ شیخ ہیں جنہوں نے اس کو پسند فرمایا، سلف صالحین کے توارث کی وجہ سے۔ اور ان میں سے ایک کی اقتدا دوسرے کے ساتھ بلانکیر کرنے کی وجہ سے' باوجود اس بات کے کہ وہ لوگ فروعی مسائل میں اپنے اپنے اختلاف کے ساتھ مستقل رائے رکھتے ہیں' اور ہمارے ہمارے شیخ الہند محمود حسن دیوبندی کی رائے اور مذہب بھی امام جصاص رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق ہے۔ (فیض الباری ص ۳۵۴ ج ۳)

نوٹ : ۱۴۱۸ھ کو ماہ اکتوبر میں بمبئی حج ہاؤس میں ایک بڑا سیمینار ہوا، اس میں بلا کسی اختلاف کے تمام علماء ومفتیان کرام نے جواز پر اتفاق کرلیا ہے۔

اور مدینہ منورہ میں حضرت مولانا عاشق الٰہی مرحوم اور مولانا مفتی رفیع عثمانی کراچی نے بھی احقر کے سامنے جواز پر اتفاق فرمایا ہے۔

(انوار مناسک از ص: ۳۸۹ تا ص ۳۹۲)

علماء ہند کا فیصلہ

بلاد عرب میں عموماً وتر کی تین رکعتیں دو سلام سے ادا کی جاتی ہیں۔ احناف کے لئے بھی ایسے امام کی اقتدا میں نماز وتر ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اگر امام وتر کی تین رکعتیں دو سلام سے ادا کرے، تو حنفی مقتدی دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے، اور امام کے ساتھ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ (نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے، ص ۴۳)

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمہ اللہ کا فتوی

حضرت رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبد الرحمٰن کوثر صاحب مدظلہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ سے جب کوئی استفتاء کرتا تھا کہ حرمین شریفین میں تراویح کے بعد جو وتر کی نماز پڑھائی جاتی ہے، وہ دو سلام کے ساتھ ہوتی ہے، کیا ان کے ساتھ پڑھ لی جائے یا اپنی الگ اکیلے پڑھ لیں؟ تو فرماتے تھے کہ: پڑھ لی جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح پڑھتے تھے۔ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ اس معاملے میں اعتدال کے قائل تھے، فرمایا کہ وتروں کی نماز کا طریقہ احادیث میں کئی طریقہ سے وارد ہوا ہے۔

(ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی ص ۳۵، جمادی الاخری / رجب المرجب ۱۴۲۳ھ، ستمبر ۲۰۰۲ء)

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتوی

سوال:..... غیر حنفی امام کی اقتدا میں ایک وتر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:..... غیر حنفی امام اگر دو رکعت کے بعد بغیر سلام کے تین وتر پورا کرتا ہو تو اس کی اقتدا درست ہے۔ اسی طرح اگر وتر بالتسلیمتین یعنی دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر وتر پورا

کرے تو امام ابو بکر الجصاص اور متأخرین فقہاء کے ہاں اقتدا درست ہے، اور یہی ترجیح حالات کی مقتضی ہے۔

’’ لما قال الامام ابو بکر الجصاص الرازی : یجوز اقتداء الحنفی بمن یسلم علی الرکعتین فی الوتر ویصلی معه بقیة الوتر لان امامه لا یخرج بسلامه عنده لانه مجتهد فیه ‘‘۔(النبایة شرح الهدایة ص۴۱ ج۳، باب صلوة الوتر)

قال العلامة محمد انور شاه الکشمیری رحمه الله : نعم لو اقتدی خلف الشافعی وسلم الشافعی علی الرکعة الثانیة کما هو مذهبهم ثم اتم الوتر الحنفی عند عبد ابی بکر الرازی و ابن وهبان ‘‘ الخ۔

(عرف الشذی علی الترمذی ص۱۰۴ ج۱،باب ما جاء فی فصل الوتر)

(فتاوی حقانیہ ص۲۴۲ ج۳)

باب التراویح

۲۹ رشعبان کو بغیر چاند دیکھے ہوئے تراویح پڑھنا

(۳۴۴) س:..... ۲۹ رشعبان کو چاند نہیں دیکھا گیا، کیا تراویح پڑھی جائے گی؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: تراویح خاص ہے رمضان کے ساتھ[۱] اور رمضان کا ثبوت چاند دیکھنے سے یا دیکھنے والوں کی شہادت یا کہیں باہر سے معتبر خبر آنے سے ہوتا ہے اور جب کہ ان باتوں میں سے کوئی چیز نہیں پائی گئی تو رمضان کا ثبوت نہیں ہوا، لہذا نہ روزہ رکھنا جائز ہے اور نہ تراویح پڑھنا جائز ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

تراویح کتنے امام پڑھائے؟

(۳۴۵) س:..... ایک مسجد میں دو حافظ سناتے ہیں، ایک حافظ جس کی سترہ برس عمر ہے، پورا حافظ قرآن ہے اور سوا پارہ سولہ رکعت میں پڑھتا ہے، دوسرا حافظ جس کی عمر بیس برس ہے صرف سات پارے یاد ہے، پاؤ پارہ چار رکعت میں پڑھتا ہے، ایسا پڑھنا جائز ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: افضل یہ ہے کہ تراویح کی بیسوں رکعتیں ایک امام پڑھائے اور اگر دو امام پڑھائیں تو مستحب یہ ہے کہ بعد چار رکعت یا آٹھ یا بارہ یا سولہ رکعت کے امام بدلا جاوے۔ عالمگیری[۲] اس طرح پڑھنے میں شرعا کوئی قباحت نہیں۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

---

[۱]..... صلوۃ التراویح فی رمضان نوع من صلوۃ اللیل۔ (رسائل الارکان ص ۱۳۷، فصل فی التراویح)

[۲]..... والافضل ای یصلی التراویح بامام واحد، فان صلوھا بامامین فالمستحب ان یکون انصراف کل واحد علی کمال الترویحۃ۔

(عالمگیری ص ۱۱۶ ج ۱، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح)

تراویح میں نابالغ کی امامت

(۳۴۶) س:..... نابالغ حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: مختار ومفتی بہ مسلک یہی ہے کہ تراویح میں بھی نابالغ کی اقتدا جائز نہیں، گو بعض فقہاء نے جائز کہا ہے۔

"ولا یصح اقتداء رجل بامرأة وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازة ونفل علی الاصح" ۔(درالمختار ص۶۰۳ ج۱)

قال فی الهداية: "وفی التراویح والسنن المطلقة جوزه مشائخ بلخ ولم یجوزه مشائخنا ومنهم من حقق الخلاف فی النفل المطلق بین ابی یوسفؒ و محمدؒ والمختار انه لا یجوز فی الصلوات کلها" (شامی ص۶۰۴ ج۱، ۱)

و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

قرآن جلدی پڑھنے والے کے پیچھے تراویح ناجائز ہے

(۳۴۷) س:..... ایسے جلد خواں حافظ کے پیچھے جس کا قرآن سمجھ میں نہ آتا ہو تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ اگر صاف وصحیح پڑھنے والا حافظ نہ ملے تو کیا کرنا چاہئے؟

ج:..... ایسے جلد خواں حافظ کے پیچھے جس کے پڑھنے میں کوئی حرف سمجھ میں نہ آتا ہو، تراویح ناجائز ہے، ۲ اگر صاف پڑھنے والا نہ ملے تو "الم تر" سے پڑھنا افضل ہے۔

و اللہ تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

۱..... شامی ص۳۲۲ ج۲، باب الامامة، مطلب: الواجب کفایة هل یسقط بفعل الصبی وحده؟

۲..... وکذا اذا کان (الامام) لحانا لابأس به بان یترک مسجده۔

(ماثبت بالسنة ص۳۶۸، شهر رمضان، الفصل الرابع فی قدر القرآة فی التراویح)

تراویح میں دوسورتوں کو خاص کر لینا کیسا ہے؟

(۳۴۸) س:..... امام تراویح میں ہر روز مہینہ بھر پہلی رکعت میں ''والضحی'' اور دوسری رکعت میں ''القارعة'' پڑھ کر تراویح ختم کرتا ہے، یہ صورت کیسی ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اس کے سوا امام کو دوسری سورت یاد نہیں تو پھر اسی دوسورتوں کو مہینہ بھر تک پڑھتے رہنا بوجہ خلاف سنت ہونے کے مکروہ ہے، اس قسم کی تعیین سورت کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے کہ اس میں دوسری سورتوں کا ترک اور اس سے بے اعتنائی لازم آتی ہے۔[۱] اور جب کہ امام ہے تو یقیناً اس کو دوسری سورتیں ضرور یاد ہوں گی، پھر اس تقرر میں کیا مصلحت شرعی ہے؟ یہ امام سے صاحب ہی سمجھ سکتے ہیں، بہر حال مختلف سورتیں جو یاد ہوں ترتیب سے پڑھے، یا ﴿الم تر کیف﴾ سے پڑھنا افضل ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

تراویح میں فقط سورۂ اخلاص پڑھنا

(۳۴۹) س:..... نماز تراویح اگر سورۂ اخلاص سے ادا کریں یا ایک رکعت میں کوئی چھوٹی سورت اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھے تو بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: یہ سوال سراسر لغو ہے۔ مہینہ بھر میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، ہاں پورا قرآن مجید سننا لوگوں کو گراں ہو اور لوگوں کا مسجد میں نہ آنے اور جماعت ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو تو

---

[۱]..... ولا یتعین شئی من القرآن لصلوة علی طریق الفرضیة، ویکرہ التعیین (در) وفی الشامیة: ''لان الشارع اذا لم یعین علیه شیئا تیسیرا علیه کرہ له ان یعین، وعللہ فی الهدایة بقوله: لما فیه من هجر الباقی وایهام التفضیل''۔ (شامی ص۲۶۵ ج۲، باب صفة الصلوة، فصل فی القرأة)

بہتر یہ ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گذرے اسی قدر پڑھا جائے۔[۱]

''الم تر'' سے اخیر تک کی دس سورتیں اس طرح پڑھی جائیں کہ ایک رکعت میں ایک سورت اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص یا ہر رکعت میں ایک ایک سورت پڑھ کر جب دس رکعتیں ہوجائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے۔[۲]

فقط سورۂ اخلاص سے ادا کرنے کے کیا معنی؟ کیا امام کو خالی سورۂ اخلاص ہی یاد ہے، اگر مگر سے کیا فائدہ؟ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

تراویح میں سورۂ اخلاص کا تین مرتبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(۳۵۰) س:..... امام صاحب تراویح میں قرآن شریف کی تمام سورتوں کو ایک دفعہ پڑھتے ہیں، لیکن سورۂ اخلاص کو دہرا کر تین مرتبہ پڑھا کرتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ صحیح ہے کہ جس طرح قرآن شریف کی تمام سورتوں کو ایک ایک دفعہ پڑھا گیا ہے اسی طرح سورۂ اخلاص کو بھی ایک ہی دفعہ پڑھنا افضل ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: سورۂ اخلاص کو ختم تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور نوافل وتراویح میں بعض علماء نے مستحب کہا ہے۔

---

[۱]..... ''والختم مرة سنة ولا يترك الختم لكسل القوم لكن فى الاختيار الافضل فى زماننا قدر مالا يثقل عليهم'' (در) وفى الشامية : '' لان تكثير الجمع افضل من تطويل القرأة''

(شامی ص ۴۹۷ ج ۲ ،باب الوتر والنوافل ،مبحث صلوة التراويح)

[۲]..... واختار بعضهم سورة الاخلاص فى كل ركعة ،وبعضهم سورة الفيل اى البداءة منها ثم يعيدها وهذا احسن لئلا يشتغل قلبه بعدد الركعات۔

(شامی ص ۴۹۸ ج ۲ ،باب الوتر والنوافل ،مبحث صلوة التراويح)

مگر دوسرے اکابر فقہاء اس کو غیر مستحسن کہتے ہیں، اس لئے اس کا ترک اولی ہے۔ [۱]
صحیح مذہب یہ ہے کہ ﴿قل ھو اللہ احد﴾ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آجکل دستور ہے اور عوام نے اس کو لوازم ختم سے سمجھ لیا ہے مکروہ ہے۔ یہ رسم قابل ترک ہے، اس کے علاوہ نماز تراویح میں حضرات صحابہؓ سے بغیر تکرار سورۂ اخلاص مروی ہے۔ [۲]

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

نماز تراویح میں قرأت کس قدر پڑھے؟

(۳۵۱) س:..... تراویح کی پہلی و دوسری رکعت میں کتنی آیتیں پڑھنی چاہئے، اگر پہلی رکعت میں چھ سات آیتیں پڑھی جائیں اور دوسری رکعت میں صرف دو آیتیں پڑھی جائیں تو کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: پہلی و دوسری رکعت میں افضل یہ ہے کہ دونوں کی قرأت برابر ہو اور پہلی رکعت میں زیادہ آیتیں پڑھنا مکروہ نہیں۔ [۳]

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

---

[۱]..... وقرأة قل ھو اللہ احد ثلث مرات عند ختم القرآن لم یستحسنھا بعض المشائخ، وقال الفقیہ ابو اللیث ھذا شیء استحسنہ اھل القرآن وائمة الامصار فلا بأس بہ "۔
(غنیۃ ص ۵۶۴، بحوالۂ فتاوی دار العلوم ص ۲۹۱ ج ۴)

[۲]..... اور صحابۂ کرام سے بھی تراویح میں بغیر تکرارِ سورۂ اخلاص ہی ختم قرآن مروی ہے۔
(عمدۃ الفقہ ص ۱۲۰ ج ۲، قرأت کا بیان)

[۳]..... "وتطال اولی الفجر علی ثانیتھا فقط، وقال محمد: ولی الکل حتی التراویح" (در المختار) وفی الشامیة: "لکن فی نظم الزندویستی: الا تفاق علی تسویة القرأة فیھما"،
(شامی ۲۶۳ ج ۲، باب صفة الصلوة، فصل فی القرأة)

تراویح میں سورۂ ناس وفلق انیسویں رکعت میں پڑھے یا بیسویں میں؟

(۳۵۲) س:..... تراویح میں جس رات قرآن شریف ختم ہوتا ہے اکثر امام صاحبان انیسویں رکعت میں سورۂ ناس پڑھ کر بیسویں میں ''الٓمٓ'' کی چند آیتیں پڑھتے ہیں، اس طرح پڑھنے میں نماز کی ترتیب بگڑ جاتی ہے یا نہیں؟ اور اگر بگڑ جاتی ہے تو اٹھارہویں رکعت میں ﴿ قل اعوذ برب الناس ﴾ پڑھی جائے اور انیسویں اور بیسویں میں ''الٓمٓ'' کی چند آیتیں پڑھی جائیں تو افضل ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: فرض نمازوں میں قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے، اگر سہواً خلاف ترتیب پڑھ لے تو مکروہ نہیں اور نوافل میں اگر قصداً بھی خلاف کرے تو کچھ کراہت نہیں،[۱] لہذا تراویح کی آخری رکعتوں میں حفاظ کا موجودہ عمل بلانکیر جائز ہے، خواہ انیسویں رکعت میں ﴿ قل اعوذ برب الناس ﴾ اور بیسویں رکعت میں ''سورۂ بقرہ'' کا ابتدائی حصہ پڑھے، خواہ انیسویں وبیسویں دونوں رکعتوں میں ''سورۂ بقرہ'' کا ابتدائی حصہ پڑھے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ '' وفی خزانة الرایات عن الذخیرة عن فتاوی سمرقند:

''من ختم القرآن فی الصلوة اذا فرغ من معوذتین فی الرکعة الاولی یرکع ثم یقوم فی الثالثة ویقرأ الفاتحة وشئیا من سورة البقرة لان النبی ﷺ قال :((خیر الناس الحال والمرتحل)) یعنی الخاتم المفتتح ''۔(نفع المفتی والسائل ص۱۲۳،۲[۲])

---

[۱]..... ویکرہ قرأة سورة فوق التی قرأها ،(مراقی الفلاح)وفی حاشیة الطحطاوی : '' وکذ الآیة فوق الآیة واستثنی فی الاشباہ النافلة فلا یکرہ فیها ذلک''۔

(حاشیة الطحطاوی مع مراقی ص۳۵۲ ،فصل فی المکروهات)

[۲]..... ذخیرۃ السائل ترجمہ نفع المفتی والسائل ص ۲۸۸، قرأت قرآن اور سجدہ تلاوت کے مسائل۔

غرض انیسویں میں ﴿ قل اعوذ برب الناس ﴾ اور بیسویں میں سورۂ بقرہ کا شروع پڑھنے سے ترتیب قرآنی میں خلل نہیں آتا۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

تراویح کے ہر دوگانہ پر نیت وثنا وتعوذ کا حکم

(۳۵۳) س:..... تراویح کے ہر دوگانہ پر تجدید نیت وثنا وتعوذ ضروری ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: نیت دل سے ارادہ کرنے کا نام ہے، زبان سے نیت کرنا مستحب ہے، ضروری نہیں، لہذا ہر دوگانے کے شروع کرنے پر دلی نیت اور ارادہ کافی ہے اور ثنا مقتدی اور امام ہر دو پڑھیں اور تعوذ صرف امام پڑھے، مقتدی کے ذمہ تعوذ نہیں، اگر مقتدی اکیلا تراویح پڑھتا ہے تو ثنا وتعوذ اس کے لئے بھی مسنون ہے۔[۱] و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

تراویح میں دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو؟

(۳۵۴) س:..... ایک شخص نے تراویح میں دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا، تیسری رکعت کے بعد قعدہ کر کے سلام پھیرا اور سجدۂ سہو نہ کیا، اس کا کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: تراویح میں دو رکعت پر قعدہ کرنا مشروع وضروری ہے، لہذا جب کہ دو رکعت پر قعدہ نہ ہوا اور بجائے دوسری رکعت کے تیسری پر قعدہ کیا اور تیسری رکعت پر نوافل میں قعدہ مشروع نہیں، لہذا یہ دو رکعت نماز نہیں

---

[۱]..... النیة وھی الارادۃ المرجعة لاحد المتساویین، والمعتبر فیھا عمل القلب، والتلفظ عند الارادۃ بھا مستحب۔ (درمختار ص ۹۰ ج ۲، باب شروط الصلوۃ)

مستفتحا وھو ان یقول سبحانک اللھم الخ ویستفتح کل مصل سواء کان المقتدی وغیرہ، ثم تعوذ فیأتی بھا المسبوق لاالمقتدی لانه للقرأۃ ولا یقرأ المقتدی،

(طحطاوی مع مراقی الفلاح ص ۲۸۰، فصل فی کیفیة ترتیب افعال الصلوۃ)

ہوئی۔قاضیخان ص ۲۲۰ مصری میں ہے:

" وعلی هذا الخلاف اذا تنفل بثلاث رکعات ولم یقعد فی الثانیة علی قول الفریق لا یجزیه (الی قوله) وجه من قال انه لا یجوز عن شئی وهو الصحیح انه ترک القعدة المشروعة وهی القعدة علی رأس الثانیة والقعدة علی رأس الثالثة غیر مشروعة فی التطوع فصار کانه لم یقعد اصلا فلا یجوز۔[۱]

و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

تراویح میں دوسری رکعت میں بیٹھے بغیر تین رکعت پڑھ لی تو؟

(۳۵۵) س:..... تراویح میں امام نے دو رکعت میں بیٹھے بغیر تین رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا، یہ نماز ہوگئی یا دہرانی ہوگی؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وبالله التوفیق: نماز نہیں ہوئی، یہ شفع دہرانا ہوگا۔

انه لو صلی التطوع ثلاثا او ستا او ثمانیا بقعدة واحدة فالاصح انه یفسد استحسانا و قیاسا۔(شامی ص ۴۳۸ ج ۱، ۲) و الله تعالی اعلم وعلمه اتم وا حکم۔

تراویح میں ناظرہ خواں حافظ کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

(۳۵۶) س:..... ایک مسجد میں ایک دیندار عالم امام ہیں، رمضان شریف میں تراویح

---

[۱].....فتاوی قاضیخان ص ۲۴۱ ج ۱، باب التراویح، فصل فی السهو۔

[۲].....شامی ص ۴۸۳ ج ۲، باب الوتر والنوافل، قبل مطلب: فی الصلوة علی الدابة۔

مصنف علامؒ نے شامی کی عبارت مختصر نقل فرمائی ہیں، پوری عبارت اس طرح ہے:

" لو صلی التطوع ثلاثا ولم یقعد علی الرکعتین فالاصح انه یفسد، ولو ستا او ثمانیا بقعدة واحدة اختلفوا فیه، والاصح انه یفسد استحسانا و قیاسا" ۔

کے لئے ایک حافظ مقرر کئے گئے ہیں، بعض جگہ حافظ صاحب پڑھنے میں غلطی کرتے ہیں تو امام صاحب لقمہ دیتے ہیں، لیکن حافظ صاحب لقمہ نہیں لیتے اور مولوی صاحب سے کہا کہ: لقمہ دینے کے لائق نہیں ہو، تم سب سخت بے ادب ہو، اس کے بعد حافظ صاحب کے کچھ حامیوں نے امام صاحب کو بہت کچھ سخت سست کہنے کے بعد کہا یہ شیطان ہے، یہ امامت کے لائق نہیں، اس کو مسجد سے نکال دینا چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ جو عالم ناظرہ خواں ہو اور حافظ غلط پڑھتا ہو تو ناظرہ خواں امام کو لقمہ دینے کا حق ہے یا نہیں؟ اور یہ جانتے ہوئے کہ حافظ غلط پڑھ رہا ہے، پھر لقمہ نہ دینے والا شرعاً گنہگار ہوگا یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: حافظ اگر قرآن شریف پڑھنے میں غلطی کرے تو ہر مسلمان کو خواہ وہ عالم ہو یا نہ ہو ناظرہ خواں ہو، لیکن قرآن شریف کی غلطی پر آگاہ ہو تو اسے شرعاً غلط خواں حافظ کو صحیح بتلانا ضروری ہے،[۱] اور باوجود جانتے ہوئے کہ امام غلط پڑھ رہا ہے اور مقتدی کو صحت کا علم ہے ایسی حالت میں امام کو غلط پڑھنے پر قائم رکھنا اور لقمہ نہ دینا گناہ و معصیت ہے۔[۲]

لیکن لقمہ سے فساد و بے عزتی کا اندیشہ ہو تو خاموشی جائز ہے، گناہ نہیں۔ لقمہ دینے پر حافظ صاحب اور ان کے حامیوں کا عالم امام کو شیطان کہنا سخت معصیت و گناہ کبیرہ ہے اور غلط خواں امام کی بیجا حمایت کرنے والے گنہگار ہیں۔

و اللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم۔

---

[۱].....

[۲].....

تراویح میں اعلان سجدہ کا شرعی حکم

(۳۵۷) س:..... ہمارے یہاں تمام مسجدوں میں تراویح کی نماز کے وقت سجدۂ تلاوت کے لئے بالالتزام اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں رکعت میں سجدہ ہے۔ مرور زمانہ سے یہ رواج مثل اعلان ''الصلوۃ سنۃ قبل الجماعۃ ''اور ''انصتوا رحمکم اللہ ''اس قدر مضبوط ہو گیا ہے کہ نمازی خواہ کتنے ہی کم ہو اور جماعت کتنی ہی مختصر کیوں نہ ہو اعلان ضروری ہوتا ہے، اگر امام نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی اس لئے اعلان نہیں کیا تو اس کی مذمت اور مخالفت کی جاتی ہے اور اس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اعلان کرے۔ گذشتہ رمضان میں ایک مسجد میں حافظ صاحب اعلان کرنا بھول گئے اور تراویح شروع کردی، پھر یاد آیا تو نماز توڑ کر اعلان کیا کہ فلاں رکعت میں سجدہ ہے ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ ہمارے محلّہ کی مسجد میں بھی اعلان کا رواج چلا آتا تھا، چار سال ہوئے اعلان کی اہمیت کو گھٹانے اور رواج کو توڑنے کی غرض سے حافظ صاحب نے موقوف کیا اور ہمارے یہاں اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، کیونکہ تقریباً پچاس نمازی ہوتے ہیں، حافظ صاحب کی آواز سب کو برابر پہونچ جاتی ہے۔ حافظ صاحب نہایت صاف پڑھتے ہیں اور نہایت اطمینان سے سجدہ کرتے ہیں' مسجدوں میں بجلی کی کافی روشنی ہوجاتی ہے، بفضلہٖ تعالیٰ اس عرصہ میں کسی کی نماز میں غلطی واقع نہیں ہوئی، تاہم نمازیوں کو اصرار ہے کہ اعلان کا رواج پھر جاری کیا جائے اور کہا جاتا ہے کہ دوسری مسجدوں میں اعلان ہوتا ہے، پھر تم کیوں نہیں کرتے؟ اعلان کرنے میں تمہارا کیا جاتا ہے؟ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں کون حق بجانب ہے؟ اور کس کی زیادتی اور ناجائز ضد ہے؟ اور متولی کو یہ حق ہے کہ امام کو مجبور کرے؟ یا حافظ پر اعلان کی شرط لگائے؟

ج:.....حامدا ومصليا، الجواب وبالله التوفيق: جب کہ تراویح کی جماعت میں مجمع اتنا کثیر ہو کہ بغیر اعلان سجدہ کے جماعت میں بدنظمی پیدا ہوجانے کا قوی احتمال ہو تو مصلیوں کی سہولت کے لئے اعلان کردینا فی نفسہ جائز ومباح ہے [۱] اور اگر مجمع زیادہ نہ ہو تو اعلان کی ضرورت نہیں، منجملہ قواعد کلیہ فقہاء سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی شئی کے تداعی یا اہتمام ودوام سے عوام میں عملی یا اعتقادی خرابی پیدا ہوتی ہو، عملی فساد یہ ہے کہ نہ کرنے والوں پر طعن وتشنیع ہوتی ہو اور اعتقادی یہ کہ اس کا کرنا ضروری سمجھا جاتا ہو تو اس کا ترک کرنا ضروری ہے، [۲] بشرطیکہ وہ امر مستحب ہو، واجب یا سنت مؤکدہ نہ ہو۔ مذکورہ صورت میں سجدۂ تلاوت کا اعلان مستحب بھی نہیں، زیادہ سے زیادہ مباح ہوگا، اس لئے کہ زمانۂ خیر القرون وسلف صالحین میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، پھر امر مباح پر اس قدر اصرار کہ اماموں کو ایسے اعلان پر مجبور کیا جاتا ہو اور تراویح پڑھانے والے حافظ سے اعلان کی شرط کرائی جاتی ہو اور جو حافظ اعلان کی شرط قبول نہ کرے اسے تراویح پڑھانے سے روک دیا جاتا ہو یہ جملہ امور حدود اللہ میں تعدی ہیں جو بنص قرآنی ناجائز ہے۔[۳] واللہ تعالی اعلم

---

[۱].....اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے ''الضرورات تبیح المحظورات''، یعنی ضرورت ممنوع وحرام چیزوں کو مباح کردیتی ہے۔ (الاشباہ والنظائر ص۸، الفن الاول، القاعدة الخامسة: الضرر یزال الخ)

آپ ﷺ کے اس عمل سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے جب حالت سفر میں نماز پڑھائی تو یہ اعلان فرمایا کہ: اے شہر والو! تم چار رکعتیں پڑھ لو، ہم مسافر ہیں۔ ابوداؤد کے الفاظ ہیں:

((یا اهل البلد صلوا اربعا فانا قوم سفر)) ۔ (ابوداؤد ص۱۸۰، باب متی یتم المسافر)

[۲].....وفیه ان من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال الخ۔ (مرقاۃ ص۳۵۲ ج۲)

ان المندوب ینقلب مکروها اذا خیف ان یرفع عن رتبته۔ (مجمع البحار ص۲۲۴ ج۲)

[۳].....﴿ومن یتعدی حدود الله فقد ظلم نفسه﴾ (سورۂ طلاق آیت ۱)

ترجمہ:.....اور جو شخص احکام خداوندی سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ از حضرت تھانویؒ۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب کا جواب

سجد یہ کا اعلان کر دینا کوئی ضروری نہیں ہے ،نمازیوں کی آسانی کے لئے اعلان کر دینے میں مضائقہ نہیں ،مگر اس کو ضروری اور لازم کر لینا بھی صحیح نہیں ،جس مسجد میں نمازی کم ہو اور امام کی آواز سب کو پہونچ جائے ،اس میں اعلان نہ کیا جائے تو صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دار العلوم دیوبند کا جواب

جب اعلان کی ضرورت اس درجہ پر پہونچ گئی ہے کہ نماز بھی اس اعلان کی غرض سے فاسد کر دی جاتی ہے، یا باوجود اس اعلان کی ضرورت نہ ہونے کے خواہ مخواہ اس پر اصرار کیا جاتا ہے تو اس اعلان کو ہرگز جاری نہ کرنا چاہئے۔ محمد اعزاز علی۔ سید احمد علی سعید

سجدۂ تلاوت کا اعلان کرنے کا التزام بے فائدہ اور غیر ضروری ہے، نمازیوں کا اس پر اصرار کرنا کہ اعلان کیا جائے غلطی اور ضد ہے۔ سلف سے اس کا ثبوت نہیں ہے۔ متولی امام کو اس پر مجبور نہیں کر سکتا۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ

تھانہ بھون کا جواب

یہ اعلان کرنا نہ فرض نہ واجب نہ وسنت نہ مستحبِ اصطلاحی۔ اور غیر واجب پر واجب کی طرح پابندی اور اس کے ترک پر اعتراض جو اعتقاد کے درجہ میں واجب سمجھنے کی دلیل ہے، اس کو ناجائز کر دیتی ہے، یہ شریعت کا مقابلہ ہے کہ جس کو اللہ نے اور اللہ کے رسول ﷺ نے واجب نہیں کہا اس کو واجب بناتے ہیں، ایسی تمام باتیں انتہائی گستاخی، بے ادبی اور حضور ﷺ کے مقابل ہیں، اس لئے فقہاء کرام نے التزام مالا یلزم کے عنوان سے اس

کو منع فرمایا ہے۔ یہ سب چیزیں بالکل ترک کر کے سنت رسول کا اتباع سب کے لئے ضروری ہے۔ یہ اعلان سلف سے بھی منقول نہیں ہے۔ صرف امام اگر ضرورت محسوس کر کے اطلاع کر دے تو جائز ہے واجب نہیں، جہاں تک جس سے ہو سکے اتباع سنت کی کوشش کریں، اس کا بڑا ثواب ہے۔ جمیل احمد، خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون

مظاہر علوم سہارنپور کا جواب

اکثر نمازیوں کو سجدۂ تلاوت کا علم ہو جاتا ہے، تو پھر اعلان محض پابندی رسم ہے اور اس پر ضد کرنا التزام مالا یلزم ہے، جیسا کہ فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اصرار سے مندوب بھی مکروہ ہو جاتا ہے۔ (سعایہ) محمود حسن گنگوہی۔ سعید احمد

جامعہ ڈابھیل کا جواب

صورت مسئولہ عنھا میں متولی کو حق نہیں کہ امام کو مجبور کرے، جب کہ مجمع مختصر ہے، امام کی آواز سب کو پہونچ جاتی ہے، سجدہ میں خطرہ کا احتمال بھی نہیں، ایسی حالت میں امام پر لازم اور ضروری نہیں کہ وہ قبل از شروع سجدہ کے بارے میں اعلان کیا کرے، بلکہ ایسی حالت میں مناسب بھی نہیں، اس لئے جناب کی مسجد میں قریب چار سال سے یہ صورت بند ہے اسے بند ہی رکھنا چاہئے، دوبارہ ہرگز اعادہ اور جاری نہ ہونے دینا چاہئے۔
اسمٰعیل بن محمد بسم اللہ

مدرسہ شاہی مراد آباد کا جواب

عام طور پر ممالک اسلامیہ اور ہندوستان میں اس اعلان کا رواج نہیں، پس یہ جاہلانہ حرکت ہے، پھر اس پر اصرار کرنا اور ضد کرنا انتہائی نادانی ہے۔

اب رہا آپ کا مسئلہ آپ نے تحریر فرمایا ہے، اس میں نمازیوں کی غلطی ہے امام صاحب حق پر ہیں۔ آپ کی مسجد کے نمازیوں کو ضد نہ کرنا چاہئے اور دوسری مساجد کی نظیر پکڑ کر اپنی مسجد میں ایک جہالت کی بات شروع کرنا بے حد جہالت ہے، بلکہ ان کو تو کوشش کرنا چاہئے کہ دوسری مسجد کے نمازی آپ کی نظیر پکڑ کر اپنی مسجد کی اصلاح کرے تا کہ ان کا ثواب بھی آپ کو ملے۔ [۱] عبدالحق مدنی، مرادآباد

ایک حافظ کا دو جگہ تراویح پڑھانا

(۳۵۸) س:..... کوئی حافظ ایک مسجد میں ختم قرآن تراویح میں پانچ چھ دن میں ختم کر کے دوسری مسجد میں ختم کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جائز ہے کرسکتا ہے۔ [۲]

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

اجرت پر تراویح

(۳۵۹) س:..... تراویح' حافظ کو پیسہ دے کر پڑھوانا درست ہے یا نہیں؟

۲:.....حافظ صاحب کا اقرار کرانا کہ اس قدر روپیہ ختم تراویح پر لوں گا یاد دینا پڑے گا تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اور نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ چونکہ حافظ صاحب پردیسی اور مفلس ہے۔

---

[۱]..... یہ سارے فتاوی حضرتؒ کے فتوی کے ساتھ شائع ہوئے تھے اس لئے سب کو نقل کر دیا۔ ایک فتوی ''فتاوی رحیمیہ'' ص ۲۴۶ ج ۱، پر بھی قابل دید ہے۔ مرغوب

[۲].....لیکن افضل اس زمانہ میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح میں نہ پڑھے تا کہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو، کما فی الدر المختار :''الافضل فی زماننا قدر ما لا یثقل علیھم''۔

(رد المحتار ۴۹۷ ج ۳، مکتبہ دار الباز)

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۲۹۳ ج ۴، سوال نمبر ۱۸۶۴)

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: تراویح پڑھانے کے لئے بطور اجرت کے کوئی رقم معین کرالینا درست نہیں اور اگر پہلے سے کچھ مقرر نہیں کیا اور بعد ختم کے اہل جماعت نے حافظ صاحب کو تھوڑا بہت دیدیا تو مضائقہ نہیں، بلکہ ثواب ہے۔(عالمگیری ۱)

۲:.....مقررہ اجر کا اقرار کرالینا مکروہ ہے، لیکن نماز ہوجائے گی، ایسے اقرار کرالینے والے امام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے، لیکن ثواب میں کمی ونقصان رہے گا۔ حافظ صاحب کو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ رکھ کر للہ فی اللہ پڑھے اور مصلیوں کو چاہئے کہ اللہ کے واسطے امام کے ساتھ سلوک کرے یہی افضل طریقہ ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

بلا اجرت تراویح پڑھانے والے کی اقتدا افضل ہے

(۳۶۰)س:..... جو حافظ مقررہ اجرت پر تراویح پڑھتے ہیں اور جو لوگ ''الم تر'' سے بلا اجرت پڑھاتے ہیں ان دونوں میں کس کے پیچھے تراویح افضل ہے؟

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: بلا اجرت مقررہ ﴿الم تر کیف﴾ سے پڑھنے والے کے پیچھے افضل ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

صحن میں تراویح پڑھنا

(۳۶۱)س:..... یہاں کی مسجدوں میں مچھر بہت زیادہ ہے اور گرمی سخت پڑ رہی ہے اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسجد کے اندرونی صحن مسجد میں عشا کی نماز وتراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:.....حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: اگر صحن مسجد سے خارج ہے تو فرض نماز

۱:.....ویکرہ لرجال ان یستأ جر رجلا یؤمھم فی بیتھم لان استیجار الامام فاسد۔
(عالمگیری ص۱۱۶، فصل فی التراویح)

مسجد کے اندرونی حصہ میں پڑھی جاوے اور تراویح و وتر کی جماعت صحن میں کی جائے اور اگر صحن میں باوجود خارج مسجد ہونے کے بھی فرض نماز با جماعت پڑھی گئی تو فریضہ ادا ہونے میں اور جماعت کی فضیلت ملنے میں کوئی شک نہیں، لیکن صحن بوجہ خارج مسجد ہونے کے مسجد کی فضیلت کا ثواب نہ ملے گا۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

عورتوں کو جماعت سے تراویح پڑھنا

(۳۶۲) س:..... ایک شخص بہت کوشش کرتا ہے کہ عورتوں کو چاہئے کہ تراویح با جماعت خلف امام عورت ادا کریں، ورنہ روزہ ادا نہیں ہوگا کیا شخص مذکور کا قول صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں تو اس پر کیا حکم ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: شخص مذکور کا قول صحیح نہیں [۱] اور جہالت پر مبنی ہے، ایسے لوگ جو علم کے بغیر اپنے دماغ سے تراش کر شرعی مسائل بیان کرتے ہیں حضور ﷺ کے ارشاد ((ضلوا واضلوا)) [۲] کے مصداق ہیں کہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

ہر ترویحہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

(۳۶۳) س:..... ہر ترویحہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: دعا مانگنا ضروری نہیں اور ضروری سمجھ کر

---

[۱]..... مسئلہ: جماعت زناں تنہا نزد امام اعظم ابوحنیفہؒ مکروہ است۔

(مالا مبد منہ ص ۳۵ فصل در واجبات نماز)

ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح، (درمختار ص ۳۰۵ ج ۲، باب الامامۃ)

[۲]..... مشکوۃ ص ۳۳، کتاب العلم، الفصل الاول۔

ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بے اصل ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

ترویحہ میں اجتماعی دعا

(۳۶۴) س:..... تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد امام ومقتدی کا اجماعا دعا کرنا کیسا ہے

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: ترویحہ میں امام ومقتدی کو اختیار ہے خواہ تسبیح، تہلیل، درود شریف، صلوۃ، تلاوت قرآن شریف کرے یا خاموش رہے، [۱] اجتماعا امام ومقتدیوں کا ضروری سمجھ کر دعا کرنا بدعت ہے، ورنہ فی نفسہ جائز ہے۔

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

ترویحہ میں نوافل پڑھنا

(۳۶۵) س:..... چار رکعت تراویح کے بعد وقفہ میں ایک شخص نوافل پڑھتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: جائز ہے، اس وقفہ میں اختیار ہے چاہے تنہا نوافل پڑھے، چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے، چاہے چپ بیٹھا رہے۔

''ویخیرون بین تسبیح وقرأۃ وسکوت وصلوۃ فرادی''۔ (درالمختار ص ۳۹۷ ج ۲) [۲]

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم وا حکم۔

ترویحہ میں بآواز بلند درود شریف

(۳۶۶) س:..... تراویح میں دو رکعت یا چار رکعت کے بعد ایک شخص بآواز بلند درود

---

[۱]..... ویجلس بعد کل اربع رکعات ان شاء او کبر او ھلل او سکت ،

(رسائل الارکان ص ۱۳۸ ،فصل فی التراویح)

[۲]..... شامی ص ۴۹۷ ج ۲ ،مبحث صلوۃ التراویح۔

شریف پڑھتا ہے اور جماعت بآواز بلند جواب دیتی ہے۔ شرعاً یہ بدعت مستحب ہے یا بدعت مکروہ ہے؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: ایک آدمی کا بلند آواز سے درود شریف پڑھنا اور سب کا بلند آواز سے جواب دینا یہ طریقہ سلف صالحین وائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں، اس لئے فی نفسہ بدعت مباحہ ہے، لیکن اس کا لزوم موجب فساد عقیدہ عوام ہے، لہذا اصرار بدعت قبیحہ ومکروہ ہے۔ و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

ترویحہ میں درود و دعا اور بعد تراویح فاتحہ کا حکم

(۳۶۷) س:..... چار تراویح کے بعد دس پندرہ آدمی کامل کر بلند آواز سے دورد شریف اور تکبیر کہنا اور پھر چار رکعت کے بعد صحابہ ؓ کا نام لینا اور دعا مانگنا اور پوری تراویح ہوجانے کے بعد دعا میں ''الفاتحہ'' کہنا جائز ہے یا نہیں؟

۲:..... جو امام ایسے کاموں کی اجازت دے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا و مصلیا، الجواب و باللہ التوفیق: تراویح میں چار رکعت کے بعد بغرض راحت دیر دیر بیٹھنا مستحب ہے، اس بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے، چاہے تسبیح وتہلیل وغیرہ پڑھے چاہئے چپکا بیٹھا رہے۔

مکہ معظّمہ میں لوگ بجائے بیٹھنے کے طواف کر لیتے ہیں اور مدینہ منورہ میں چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں۔[۱]

بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ یہ تسبیح پڑھے:

---

[۱]..... اما اھل مکۃ فانھم یطوفون اسبوعا و اھل المدینۃ یصلون اربعا،

(ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ، ص۳۶۵ شھر رمضان، الفصل الثانی)

''سبحان ذی الملک والملکوت''۔[۱]

درالمختار ص ۹۸ ج ۱ میں مرقوم ہے:

'' ویخیرون بین تسبیح و قرأة وسکوت وصلوة فرادی''۔[۲]

مقتدی وامام کا اجماعی طور پر بلند آواز سے تسبیح وتہلیل وتکبیر ودرود شریف پڑھنا اور بعد اختتام تسبیح کے اجماعا والتزاما اہتمام کے ساتھ دعا مانگنے کا ثبوت سلف صالحین وصحابہؓ وتابعینؒ وفقہاءؒ ومحدثینؒ سے منقول نہیں، لہذا اس کا التزام بدعت ہے۔ شرع نے ہر مقتدی کو ترویحہ میں اختیار دیا ہے، خواہ چپکا بیٹھا رہے، خواہ قرأت قرآن ونوافل وتہلیل وتسبیح پڑھتا رہے، کسی ایک چیز کا اسے مقید وپابند نہیں کر دیا گیا، تو اجتماعی دعا پر سب کا مل کر تسبیح تہلیل و دعا کا اہتمام والتزام کرنا شرع کے دیئے ہوئے اختیار کو چھین کر اپنی طرف سے ایجاد کردہ شئی کا پابند ومقید کر دینا ہے جو ایک قسم کی احکام شرع میں زیادتی ہے، لہذا ترک افضل ہے۔ غرض ان رواجی چیزوں پر امام کا زور دینا اور باوجود اس کے کہ مقتدیوں کا ان رواجی ورسمی طریقوں کو چھوڑنے پر رضامند ہو جانا پھر امام کا ان طریقوں پر اصرار کرنا ایک بیجا ضد اور نازیبا ہٹ دھرمی ہے۔

۲:.....نماز ایسے امام کے پیچھے صحیح ہے، جماعت نہ چھوڑی جائے۔

و اللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

---

[۱].....قال القهستانی :فیقال ثلاث مرات "سبحان ذی الملک والملکوت،سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والکبریاء والجبروت،سبحان الملک الحی الذی لا یموت ،سبوح قدوس رب الملائکة والروح ،لااله الا الله ،نستغفرالله ،نسئلک الجنة ونعوذ بک من النار'' کما فی منهج العباد۔(شامی ص ۴۹۷ ج ۲،بحث صلوة التراویح)

[۲].....شامی ص ۴۹۷ ج ۲،مبحث صلوة التراویح۔

تراویح کی ہر دو رکعت کے بعد کلمہ طیبہ زور سے پڑھنا

(۳۶۸) س:..... ہمارے یہاں تراویح میں ہر دو رکعت کے بعد کلمہ طیبہ بڑے زور وشور سے پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج:..... حامدا ومصلیا، الجواب وباللہ التوفیق: تراویح کی ہر دو رکعت اور ہر ترویحہ کے بعد آہستہ آہستہ فرادی فرادی پڑھنا بہتر وافضل ہے اور جہر سے پڑھنے میں کسی مصلی کی نماز میں خلل نہ واقع ہوتا ہو تو ذکر بالجہر بھی جائز ہے، لیکن اس رسم کو ضروری سمجھ لینا غیر مستحسن و بدعت ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسائل ترویحہ

اس مختصر رسالہ میں ترویحہ کے چند مسائل کو بیان گیا ہے، ساتھ ہی اس زمانہ میں تسبیح ترویحہ کے بارے میں برطانیہ میں جو غلو ہو گیا ہے اس پر بھی کلام کیا گیا ہے۔

از

مرغوب احمد لاجپوری

ترویحہ کے معنی

ترویحہ: آرام کرنے کو کہتے ہیں، یعنی نماز تراویح میں ہر چار رکعات کے بعد بیٹھ کر آرام کر لیتے ہیں، اس لئے اس نماز کو نماز تراویح کہتے ہیں۔

ترویحہ کا ثبوت

زید بن وہب رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دو ترویحوں (ہر چار رکعت پر) ہم لوگوں کو راحت کا موقع دیتے تھے، اتنی دیر جتنے میں آدمی مسجد سے مقام سلع (ایک پہاڑ کا نام ہے) چلا جاتا۔

(سنن بیہقی ص ۴۹۷ ج ۲۔ کنز العمال ص ۴۰۹۔ اعلاء السنن ص ۶۶۔ شمائل کبری ص ۸۳ ج ۷)

ترویحہ مستحب ہے

کبیری میں ہے: یہ ترویحہ مستحب ہے۔ بیہقی میں سند صحیح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ وقفہ اختیار کرتے تھے۔ اسی طرح اہل حرمین کا بھی تعامل رہا ہے، جس مقدار تراویح ہوتی اسی مقدار یہ وقفہ اختیار کرتے۔ (کبیری ص ۴۰۴۔ شمائل کبری ص ۸۳)

علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: اس کی اصل آپ ﷺ کا عمل ہے کہ آپ ﷺ ہر چار رکعت کے بعد راحت فرماتے، پھر اٹھ کھڑے ہوتے اور پڑھتے۔

(کشف الغمہ ص ۱۱۶۔ شمائل کبری ص ۸۴ ج ۷)

صحابہ کا پہلا اجماع ترویحہ پر ہوا

حافظ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرات صحابہ نے جس خیر پر اولا اجماع کیا ہے، وہ جلسۂ ترویحہ ہے۔ (اعلاء السنن ص ۱۱۔ شمائل کبری ص ۸۴ ج ۷)

مسائل ترویحہ

م:.....اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ ہر ترویحہ یعنی ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں، مستحب ہے۔ بعض کے نزدیک مطلق چار رکعتوں کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے، اور اس میں آسانی ہے۔

م:.....اگر اتنی دیر بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔

م:..... پانچویں ترویحہ کے درمیان بھی اسی قدر بیٹھنا مستحب ہے، لیکن اگر امام سمجھے کہ پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان بیٹھنا جماعت کے لوگوں پر بھاری ہوگا تو نہ بیٹھے۔

م:.....اس بیٹھنے کے وقت میں لوگوں کو اختیار ہے، چاہے تسبیح پڑھتے رہیں یا قرآن پڑھیں یا خاموش بیٹھے رہیں یا چار رکعت نوافل اکیلے اکیلے پڑھیں۔

م:.....ترویحہ میں بعض نے چوتھا کلمہ، بعض نے سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور بعضوں نے درود پاک ذکر کیا ہے۔ (شرح احیاء ص ۴۲۰۔ شمائل کبری ص ۸۴ ج ۷)

م:.....بعض حضرات نے جلسہ ترویحہ میں نفل پڑھنے کو بہتر نہیں سمجھا ہے۔ عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ لوگوں کو منع کرتے تھے کہ وہ ترویحہ کے درمیان کوئی نفل نماز پڑھیں۔

(قیام اللیل۔ شمائل کبری ص ۸۴ ج ۷)

شاید کہ تراویح میں تعب کی وجہ سے منع کرتے ہوں۔ اسی طرح حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ منع فرماتے تھے۔ (شمائل کبری ص ۸۴ ج ۷)

م:.....اس وقفہ میں جماعت سے نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔

نوٹ: مکہ معظّمہ کے لوگ ایک طواف (سات چکر) کر لیتے تھے اور دو رکعت واجب

الطّواف پڑھ لیتے تھے (اب یہ معمول نہیں رہا) اور مدینہ منورہ کے لوگ چار رکعتیں اکیلے اکیلے پڑھ لیتے تھے (اب وہاں بھی یہ معمول نہیں رہا)۔

م:..... ہر دو رکعت کے بعد بیٹھنا اور دو رکعت نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

م:.....اسی طرح دس رکعت کے بعد بیٹھنا بھی مکروہ ہے، اس لئے کہ ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا مشروع ہے، ہر دو رکعت کے بعد مشروع نہیں۔

م:.....اگر تراویح میں بیٹھنا ترک کر دیں اور پوری بیس رکعتیں پڑھ کر آرام کریں تو فتوی کے مطابق مکروہ تنزیہی ہے۔ (عمدۃ الفقہ ص ۳۲۴ ج ۲، تراویح کا بیان)

م:.....تراویح کی تسبیح سب کو بلند آواز سے آواز ملا کر نہیں پڑھنی چاہئے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۲۰۸ ج ۱۴)

(تسبیح تراویح کا) اس طرح زور سے پڑھنا ثابت نہیں، اس کو ترک کیا جائے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۴۴۲ ج ۱۶)

م:.....تراویح کی تسبیح کھڑے ہو کر پڑھنے کی ضرورت نہیں بیٹھے بیٹھے آہستہ سے پڑھے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۲۵۹ ج ۲)

م:..... ہر ترویحہ میں دعا کرنا اور دعا کے بعد خلفائے راشدین کا نام لینا حدیث و فقہ میں میری نظر سے نہیں گذرا۔ (فتاوی محمودیہ ص ۳۵۹ ج ۲)

م:.....تراویح کی تسبیح، اجتماعی طور پر پڑھنا ثابت نہیں، انفرادی طور پر پڑھنا چاہئے۔

(کتاب الفتاوی ص ۴۰۹ ج ۲)

م:.....تراویح میں امام اور قوم کا اجتماعی دعا کرنے کو ضروری سمجھنا اور دعا نہ کرنے والوں پر اعتراض کرنا درست نہیں، ہاں انفراداً دعا کرے تو منع نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۴۷ ج ۱)

م:.....تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد حدیث شریف سنانا اچھا طریقہ ہے، اس سے بہت معلومات دین میں اضافہ ہوگا، مگر سب لوگ اس پر متفق ہو جائیں تو، لیکن سب کو مجبور نہ کیا جائے' اگر لوگ انکار کریں اور مسجد چھوڑنے پر آمادہ ہو جائیں تو پھر یہ طریقہ بند کر دیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۴۴۵ ج ۱۶)

تسبیح تراویح میں غلو

تسبیح تراویح کے متعلق اس وقت برطانیہ میں اس قدر غلو ہو گیا ہے کہ ہر مسجد میں رمضان سے پہلے بڑے بڑے پوسٹر اور اشتہار کی شکل میں یہ تسبیح لکھی جاتی ہے' اور قبلہ کی دیوار پر کثیر تعداد میں چسپاں کی جاتی ہیں، حالانکہ کسی مستحب کے ساتھ زیادہ اہتمام اور واجب کا سا معاملہ ہونے لگے تو فقہاء اس کے ترک کا حکم فرماتے ہیں، جب کہ اس تسبیح کا ثبوت بظاہر حدیث سے مشکل ہے۔

حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی رحمہما اللہ کا معمول

اسی وجہ سے حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا معمول اس مروج تسبیح کے بجائے ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' پڑھنے کا تھا۔ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: احقر کہتا ہے کہ کلمہ ''سبحان اللہ'' الخ کی بہت فضیلت احادیث صحیحہ میں وارد ہے' اس لئے تکرار اس کا افضل ہے' اور یہی معمول ومختار تھا حضرت محدث وفقیہ گنگوہی رحمہ اللہ کا''۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۲۴۶ ج ۴، سوال نمبر ۱۷۶۱)۔

اور حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے معمولات میں پڑھا ہے کہ آپ بجائے اس تسبیح کے درود شریف پچیس مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ ''تحفۂ رمضان'' میں ہے:

''تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھتے ہیں، جس کو ترویحہ کہتے ہیں، اس کے متعلق ایک صاحب نے حضرت والا (حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) سے دریافت کیا کہ آپ ترویحہ میں کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: شرعاً کوئی ذکر متعین تو ہے نہیں، باقی میں ۲۵ر مرتبہ درود شریف پڑھ لیتا ہوں، مجھے یہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور ۲۵ر کی تعداد اس لئے مقرر کرلی کہ اتنی دیر میں کسی کو پانی پینے اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو فارغ ہوسکتا ہے (حسن العزیز)

سوال:..... معمولات اشرفی میں جو ہے کہ بین الترویحات (یعنی ہر چار رکعت پر) اذکار مسنونہ ادا فرماتے ہیں، تو وہ اذکار مسنونہ کیا ہیں؟

جواب:.....اس کا مطلب یہ نہیں کہ خاص ترویحات میں اذکار مسنونہ وارد ہوئے ہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ خاص ترویحات میں خاص اذکار منقول نہیں اور جو مروج ہیں وہ سنت میں وارد نہیں، اس لئے ان مروجہ کی پابندی نہیں کی جاتی، بلکہ جن اذکار کی بلا تخصیص تقیید سنت میں فضیلت وارد ہے ان کو ادا کیا جاتا ہے۔ (تحفۂ رمضان ص ۱۱۱)

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم ''فتاوی عثمانی'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''لہٰذا اس تسبیح کا اس طرح اہتمام کرنا جس سے اس کا سنت یا واجب ولازم ہونا معلوم ہو، ممنوع ہے''۔ واللہ تعالی اعلم۔

دعاء ترویحہ جو کہ مسنون بھی نہیں بلکہ جائز اور غایت سے غایت مستحب ہے۔ اور اصول شرع میں یہ بات منقح ہو چکی ہے کہ امر مباح ومستحب بلکہ سنت کو بھی اگر اس کی حد سے بڑھا دیا جائے اور اس کے تارک پر ملامت ہونے لگے تو ایسے وقت میں اس مباح یا مستحب یا سنت کا ترک عوام وخواص سب پر ضروری ہو جائے گا۔ (امداد الاحکام ص ۶۲۵ و ۶۲۶ ج ۱)